تجارت

کے مسائل کا انسائیکلوپیڈیا

حروف تہجی کی ترتیب کے مطابق

م - ی

مؤلف

مفتی محمد انعام الحق صاحب قاسمی

دارالافتاء جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی

بیت العمار کراچی

تجارت

کے مسائل کا انسائیکلوپیڈیا

حروف تہجی کی ترتیب کے مطابق

مؤلف
مفتی محمد انعام الحق صاحب قاسمی
دار الافتاء جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی

۱

بیت العمار کراچی

تجارت

کے مسائل کا انسائیکلوپیڈیا

مؤلف : مفتی محمد انعام الحق صاحب قاسمی

طبع اول : ۱۴۴۱ھ - ۲۰۲۰ء

ای میل: baitulammar2004@gmail.com
qaasmiesencyclopedia2004@gmail.com

ملنے کے پتے

ملک بھر کے مشہور کتب

خانوں میں دستیاب ہے

ناشر

بیت العمار کراچی

نورانی مسجد گل پلازہ، مارسٹن روڈ کراچی۔ ۷۴۴۰۰

0333-3136872, 0302-2205466
0333-3845224

فہرست

عنوان	صفحہ نمبر
ماپ تول کی مزدوری	۴۷
مادی وجود نہیں ہے	۴۷
مارک اپ	۴۷
مارکہ	۴۸
مارکیٹ آرڈر (Market Order)	۴۸
مارکیٹ ریٹ خراب کرنا	۴۸
مارکیٹنگ (تسویق)	۵۰
مارکیٹنگ صرف ایک کے پاس ہو	۵۱
مارکیٹنگ کے ذریعہ دوسروں کی حق تلفی کرنا	۵۲
مارکیٹنگ میں اسراف سے بچیں	۵۳
مارکیٹنگ میں حرام چیزوں سے بچنا	۵۳
مال ایک نمبر کا چاہیے	۵۳
مال بدل کر آئے	۵۳
مال بری چیز نہیں ہے	۵۳
مال پہنچنے سے پہلے فروخت کرنا	۵۴
مال پہنچنے سے پہلے اس کو فروخت کرنا	۵۵

عنوان	صفحہ نمبر
مال تلف کرنے پر اکراہ کرنا........................	۵۶
مال حرام تبادلہ میں حاصل ہوا........................	۵۷
مال حرام سے خریدی ہوئی چیز........................	۵۷
مال حرام سے کمایا ہوا نفع........................	۵۸
مال حرام سے نجات حاصل کرنے کا طریقہ........................	۵۹
مال حرام عوض میں آئے........................	۵۹
مال حرام کا انجام........................	۵۹
مال حرام کو حلال کرنے کا حیلہ........................	۶۰
مالدار بننے کا راز........................	۶۱
مالدار کے لیے بیع سلم کرنا........................	۶۲
مالداری کا سبب........................	۶۳
مال راستہ میں ضائع ہو گیا........................	۶۳
مال غیر متقوم........................	۶۳
مال فروخت کرنے کے بعد ریٹ بڑھ گیا........................	۶۳
مال فقیر........................	۶۴
مال کافروں سے خریدنا........................	۶۴
مالک بلا شرط مضارب کے ساتھ کام کر سکتا ہے........................	۶۴
مالک کا ملازم بن کر مضاربت میں کام کرنا........................	۶۴

صفحہ نمبر	عنوان
۶۴	مالک کی اجازت کے بغیر چیز بیچ دینا
۶۵	مالک کی اجازت کے بغیر چیز فروخت کردی
۶۵	مالک کی اجازت کے بغیر دلال کا قیمت کم کرنا
۶۵	مالک کے پاس قبضہ خالی کرانے کی طاقت نہیں
۶۵	مالک کے لئے ماہانہ متعین رقم طے کرنا
۶۵	مال کی پاکی
۶۶	مال کی تعریف
۶۶	مال کی ضرورت آخری زمانہ میں
۶۷	مال کی ضرورت دین بچانے کے لئے
۶۷	مال کی فراوانی کا انجام
۶۸	مال کی قیمت بڑھ جائے
۶۸	مال کی قیمت کم ہوجائے تو قیمت کم کرنا
۶۸	مال کی محبت تباہی اور ہلاکت ہے
۷۰	مال کی محبت سے آخرت خراب ہوجاتی ہے
۷۱	مال کے پیچھے پڑنے کا انجام
۷۲	مال گناہ میں خرچ کرنا مال کی بربادی ہے
۷۲	مال متقوم
۷۲	مال متقوم نہیں

عنوان	صفحہ نمبر
❁ مال مسروقہ کی خرید وفروخت کا حکم........	۷۳
❁ مال ملک میں موجود نہ ہو........	۷۴
❁ مال منگوایا ابھی تک قبضہ میں نہیں آیا........	۷۴
❁ مال موجود نہ ہونے کی صورت میں بیع کرنا........	۷۵
❁ مال واپس کرنا بچا ہوا........	۷۶
❁ مانع حمل ادویات........	۷۶
❁ مانع شرعی........	۷۸
❁ مانع طبعی........	۷۸
❁ ماں اپنی زمین فروخت کرسکتی ہے........	۷۹
❁ ماہانہ رسالوں کی بیع........	۷۹
❁ ماہانہ سامان لیکر آخر میں رقم ادا کرنا........	۸۰
❁ مبہم ومجہول........	۸۰
❁ مبیع........	۸۰
❁ مبیع ایک مشتری کو دکھا کر دوسرے کو فروخت کرنا........	۸۰
❁ مبیع بائع کی ملکیت ہو........	۸۲
❁ مبیع بیع کے وقت موجود ہو........	۸۲
❁ مبیع پر خریدار کا قبضہ کرایا جانا یقینی ہو........	۸۲
❁ مبیع پر قبضہ........	۸۳

عنوان	صفحہ نمبر
مبیع پر قبضہ کر لینا قسط لیٹ ہونے کی وجہ سے..........	۸۳
مبیع پسند نہ آنے پر واپس کرنا..........	۸۳
مبیع پہلے ادا کرے یا قیمت..........	۸۴
مبیع چھ ماہ بعد حوالہ کرنے کی شرط پر بیع کرنا..........	۸۴
مبیع حوالہ کرنے کے لئے چند دن کی مہلت کی شرط لگانا..........	۸۵
مبیع روکنا..........	۸۶
مبیع روکنے کا حق..........	۸۶
مبیع قیمتی چیز ہو..........	۸۷
مبیع کا ضمان میں آنا..........	۸۷
مبیع کا علم ہونا..........	۸۸
مبیع کا وزن ظرف کے ساتھ کرنا..........	۸۹
مبیع کو ادھار دینے کی شرط..........	۸۹
مبیع کو دوبارہ بائع پر فروخت کرنے کی شرط لگانا..........	۹۱
مبیع کو زیادہ قیمت پر فروخت کرنا..........	۹۱
مبیع کی تعیین ضروری ہے..........	۹۲
مبیع (Sold Goods) کی شرائط..........	۹۳
مبیع کی قیمت بڑھ جانے پر بیع فسخ کرنے کا حکم..........	۹۴
مبیع کے اوصاف میں کمی ہو..........	۹۴

صفحہ نمبر	عنوان
۹۵	مبیع کے ساتھ انعامی کوپن کا حکم ....
۹۵	مبیع مسترد کرنے کی صورت میں بائع تک پہنچانے کا خرچہ ....
۹۵	مبیع مشتری کے قبضہ سے پہلے کس کے ضمان پر ہے ....
۹۵	مبیع معیار کے مطابق نہ ہو ....
۹۵	مبیع میرے کام کا نہیں واپس لے لیں ....
۹۵	مبیع میں اضافہ بائع کا حق ہے ....
۹۵	مبیع میں تفریق جائز نہیں ....
۹۶	مبیع میں زیادتی بائع کا حق ہے ....
۹۷	مبیع میں زیادتی کا مطالبہ کرنا ....
۹۷	مبیع واپس لینا ....
۹۷	مبیع واضح طور پر معلوم ہو ....
۹۸	متروکہ جائداد غیر مسلموں کی ....
۹۸	متعین وزن والی اشیاء کو بلا وزن فروخت کرنا ....
۱۰۰	متفرق چیزوں کے جمع کرنے پر ہدیہ مشروط ہو ....
۱۰۰	متقی لوگوں میں شمار نہیں ہو سکتا ....
۱۰۰	متوقع آمدنی فروخت کرنا ....
۱۰۰	متوقع نفع کی بنیاد پر نقصان کا تعین کرنا ....
۱۰۰	مٹھائی ڈبے کے ساتھ تولنا ....

صفحہ نمبر	عنوان
۱۰۰	مٹھی بند
۱۰۱	مٹھی کھول کر دکھلا دیا
۱۰۱	مٹی کی وجہ سے مال زیادہ لینا
۱۰۱	مٹی ہے اناج وغیرہ میں
۱۰۲	مجبوری سے فائدہ اٹھانا
۱۰۲	مجبور کر کے چیز بکوانا
۱۰۳	مجبور کرنا بیچنے پر
۱۰۵	مجبور کی مجبوری سے فائدہ اٹھانا
۱۰۶	مجبوری سے فائدہ اٹھانا
۱۰۷	مجسموں کو زیبائش کے طور پر رکھنا
۱۰۸	مجسمہ سازی
۱۱۰	مجسمہ کی بیع کھنڈرات سے ملنے والے
۱۱۱	مجسمے جو کھنڈرات سے ملتے ہیں
۱۱۱	مجسمے شوروم میں رکھنا
۱۱۱	مجسمے کی خرید وفروخت
۱۱۲	مجلس ایک ہونا
۱۱۲	مجلس عقد
۱۱۳	مجنون

صفحہ نمبر	عنوان
۱۱۳	مجھ سے خرید لو
۱۱۵	مجہول و مبہم ہو
۱۱۵	مچھلی
۱۱۵	مچھلی پانی میں چلی گئی
۱۱۶	مچھلی پکڑنے سے پہلے فروخت کرنا
۱۱۶	مچھلی تالاب میں رہتے ہوئے فروخت کرنا
۱۱۶	مچھلی کا ٹھیکہ لینا
۱۱۶	مچھلی کا مالک بننے کی تین صورتیں ہیں
۱۱۷	مچھلی کا مالک نہ بننے کی ایک صورت
۱۱۷	مچھلی کی پرورش
۱۱۸	مچھلی کے مقدور التسلیم ہونے کی صورتیں
۱۱۹	مچھلی مری ہوئی
۱۱۹	محاقلہ
۱۲۰	محتاج کی بیع
۱۲۰	محتسب
۱۲۱	محتسب قیمت کی تعیین کرسکتا ہے
۱۲۱	محتسب کا عہدہ
۱۲۱	محصول چنگی

صفحہ نمبر	عنوان
۱۲۳	محصول چنگی اصل قیمت میں ملانا........
۱۲۳	محکمۂ جنگلات کی اجازت کے بغیر جنگل کا درخت فروخت کرنا......
۱۲۴	محکمہ کنٹرول سے کیے گئے معاہدہ کی خلاف ورزی کرنا.........
۱۲۵	محل معلوم ہو........
۱۲۵	مختلف اشیاء دیکھے بغیر خریدیں........
۱۲۵	مختلف اقسام کے پھل کا باغ بیچنا........
۱۲۶	مختلف اقسام کی چیزوں کو ملا کر فروخت کرنا........
۱۲۶	مختلف قیمتوں پر سودا بیچنا........
۱۲۶	مختلف قیمتوں میں ایک ہی مال کو بیچنا........
۱۲۷	مختلف لوگوں سے مضاربت کے لئے رقم لے کر ملا لینا........
۱۲۷	مختلف مدتوں کے مقابلہ میں مختلف قیمتیں لگانا........
۱۲۷	مختلف ممالک کی کرنسی کی تجارت کا حکم........
۱۲۷	مخدرات........
۱۲۸	مخصوص نشان........
۱۲۸	مخلوط آمدنی سے خریدی گئی چیز........
۱۲۸	مخلوق خدا کی خدمت........
۱۲۸	مدت ادا میں ابہام ہے........
۱۲۹	مدت مضاربت........

عنوان	صفحہ نمبر
مدعی کی قسم پر فیصلہ کرنا	۱۲۹
مذاہب باطلہ کے مراکز کی تعمیر کے لئے سامان فروخت کرنا	۱۳۰
مذہب غیر پر فتویٰ دینا	۱۳۰
مرابحہ	۱۳۰
مرابحہ مؤجلہ	۱۳۳
مرابحہ مؤجلہ بینک کا	۱۳۵
مرابحہ میں آمد ورفت کے خرچہ کا حکم	۱۳۸
مرابحہ میں اضافی اخراجات ملانے کا حکم	۱۳۸
مرابحہ میں خیانت ظاہر ہو	۱۳۸
مرابحہ میں خیانت کے شبہ سے اجتناب کرنا	۱۳۹
مرابحہ میں دھوکہ سے لی گئی زائد رقم کا حکم	۱۳۹
مرابحہ میں دیانت داری ضروری ہے	۱۴۰
مرابحہ میں فیصد کے حساب سے منافع طے کرنا	۱۴۰
مرابحہ میں گز اور میٹر کے تعین کی ضرورت ہے	۱۴۱
مرابحہ میں منافع کی مقدار	۱۴۱
مراتب تاجر	۱۴۲
مراہوا جانور	۱۴۲
مرتد کے ساتھ تجارت	۱۴۲

صفحہ نمبر	عنوان
۱۴۳	مردار..................
۱۴۴	مردار جانور کا اون..................
۱۴۴	مردار جانور کا چمڑا..................
۱۴۴	مردار جانور کے بال..................
۱۴۴	مردار جانور کی کھال رنگنے کے بعد فروخت کرنا..................
۱۴۵	مردار جانور کی ہڈیاں فروخت کرنا..................
۱۴۵	مردار ہڈیوں کو اٹھا کر گاڑی میں بھرنا..................
۱۴۶	مردہ جانور کی خرید و فروخت..................
۱۴۷	مردہ حیوان کی خرید و فروخت..................
۱۴۸	مردہ مچھلی
۱۴۸	مرض الموت میں کم قیمت پر بیع کی..................
۱۴۹	مرغوب صفت کی شرط لگا کر سودا کرنا..................
۱۴۹	مرغی کا انڈا..................
۱۴۹	مرغی کا انڈا بطخ کے انڈے کے عوض فروخت کرنا..................
۱۴۹	مرغی مر گئی..................
۱۵۰	مرغیوں کو وزن کر کے فروخت کرنا..................
۱۵۰	مرغیوں کی خوراک کی تیاری کے لئے خون اور مردار کی خرید و فروخت.
۱۵۱	مرغیوں کی بیٹ..................

عنوان	صفحہ نمبر
مرغیوں کی خوراک........	۱۵۲
مرغی وزن کر کے فروخت کرنا........	۱۵۲
مرکنتائل ایکسچینج میں کاروبار........	۱۵۳
مرمت کے لئے چیز دی واپس لینے نہیں آیا........	۱۵۵
مرنڈا........	۱۵۵
مروجہ اسلامی بینکنگ پر علماء کرام کی رائے........	۱۵۵
مروجہ اسلامی بینکنگ کامیاب ہونے کی وجہ........	۱۵۶
مروجہ اسلامی بینکنگ کی چند خرابیاں........	۱۵۷
مروجہ اسلامی بینکوں کے ترجمان........	۱۶۰
مریض کے لئے خون خریدنا........	۱۶۱
مری ہوئی مچھلی........	۱۶۱
مری ہوئی مرغی........	۱۶۱
مزابنہ........	۱۶۲
مزاج دھوکہ دہی کا بن جائے........	۱۶۲
مزارات کے چڑھاوے مجاور سے خریدنا........	۱۶۲
مزارعت........	۱۶۳
مزارعت صحیح ہونے کی شرائط........	۱۶۴
مزارعت کی سات صورتیں ہیں........	۱۶۴

عنوان	صفحہ نمبر
مزدوری کا حق فروخت کرنا..........	۱۶۵
مزدوری کو اصل قیمت کے ساتھ ملانا..........	۱۶۵
مزدوری لینا زیورات کے تبادلے میں..........	۱۶۵
مزدوری نہ دینا کام کے بعد..........	۱۶۶
میرے لئے فروخت کر دیں..........	۱۶۶
مسابقت..........	۱۶۷
مساقات..........	۱۶۸
مساقاۃ کی شرائط..........	۱۶۹
مساومہ..........	۱۷۰
مسائل بتانے پر اجرت لینا..........	۱۷۱
مسائل تجارت سیکھنا فرض ہے تاجر پر..........	۱۷۲
مسائل تجارت کے بارے میں امام غزالی فرماتے ہیں..........	۱۷۲
مستقبل کے سودے..........	۱۷۳
مسجد..........	۱۷۳
مسجد کا ضرورت سے زائد سامان..........	۱۷۵
مسجد کا مکان حرام کام کرنے والوں کو کرایہ پر دینا..........	۱۷۶
مسجد کو فروخت کرنا جائز نہیں..........	۱۷۷
مسجد کی آمدنی سے تجارت کرنا..........	۱۷۷

صفحہ نمبر	عنوان
۱۷۸	مسجد کی دکان حرام کام کرنے والوں کو کرایہ پر دینا..................
۱۷۸	مسجد کے دروازے پر سامان فروخت کرنا..................
۱۷۹	مسجد کے لئے وقف شدہ زمین..................
۱۷۹	مسجد میں خرید وفروخت کرنا..................
۱۸۰	مسجد میں خرید وفروخت کی بات نہ کرے..................
۱۸۰	مسقطات خیار رویت..................
۱۸۰	مسلمان پر کوئی قوم غالب نہیں آسکتی..................
۱۸۱	مسلمان تاجر کی فضیلت..................
۱۸۲	مسلمان مسلمانوں کی دکان کو ترجیح دیں..................
۱۸۲	مسلمان ملکوں میں بنی ہوئی چیز خریدیں..................
۱۸۲	مسلمان نہیں عیب چھپانے والا..................
۱۸۲	مسلمانوں کا بازار الگ ہونا چاہیے..................
۱۸۲	مسلمانوں کی دکان سے مال خریدنا..................
۱۸۲	مسلمانوں کی ذمہ داری..................
۱۸۳	مسلمانوں کے تمام ممالک ایک ملک ہے..................
۱۸۳	مسلم فیہ دینے پر قادر نہ ہو..................
۱۸۳	مسلم فیہ نایاب ہوجائے تو..................
۱۸۴	مسودہ بیچنا..................

عنوان	صفحہ نمبر
مشارکہ اور مضاربہ موجودہ زمانے کے........	۱۸۵
مشارکہ صکوک........	۱۸۶
مشتبہ چیزوں سے بچنا........	۱۸۷
مشترک مکان سے ایک شریک نے اپنا حصہ بیچ دیا........	۱۸۷
مشترکہ اراضی کی خرید وفروخت کا حکم........	۱۸۸
مشترکہ تجارت پر زکوۃ........	۱۸۸
مشترکہ تجارت کے لئے قرض لینا........	۱۸۸
مشترکہ جائیداد کی خرید وفروخت کا حکم........	۱۸۸
مشترکہ جنگلات کی خرید وفروخت........	۱۸۹
مشترکہ چیز کسی ایک شریک کو فروخت کرنا........	۱۹۲
مشترکہ چیز کی قیمت لگانے کا خرچہ........	۱۹۱
مشترکہ حصوں میں سے ایک حصہ فروخت کرنا........	۱۹۳
مشترکہ زمین میں سے اپنا حصہ فروخت کرنا........	۱۹۳
مشترکہ طور پر خریدی ہوئی چیز میں سے ایک حصہ نکالنا........	۱۹۳
مشترکہ کمپنی پر زکوۃ........	۱۹۴
مشتری........	۱۹۴
مشتری اور بائع کا ایک بار تولنے پر اکتفاء کرنا........	۱۹۴
مشتری کا قبضہ سے پہلے مبیع بیچنا........	۱۹۴

صفحہ نمبر	عنوان
۱۹۵	مشتری کو مبیع وصول کرنے پر مجبور کرنا
۱۹۶	مشتری کی ٹال مٹول میں بیع کو فسخ کرنا
۱۹۶	مشتری کے قبضہ سے پہلے مبیع کا ضمان کس پر ہے
۱۹۶	مشتری کے قبضے سے پہلے مبیع ہلاک ہوگئی
۱۹۷	مشتری کے لئے مقررہ قیمت سے کم ادا کرنا
۱۹۷	مشتری نے بائع سے کہا مبیع میرے کام کی نہیں واپس لے لیں
۱۹۸	مشتری نے بائع کو دھوکہ دیا
۱۹۸	مشتری نے مقررہ وقت پر قیمت ادا نہیں کی
۱۹۹	مشرک کی عبادت گاہ کے لئے سامان فروخت کرنا
۱۹۹	مشرک کو ملازم رکھنا
۱۹۹	مشکلات آئیں
۲۰۰	مشورہ صحیح دینا چاہئے
۲۰۱	مشین پر بنے ہوئے کپڑے میں خیار تعیین
۲۰۱	مصارف رجسٹری
۲۰۱	مصالحت کی کوشش کرنا
۲۰۳	مصنوعات
۲۰۳	مصنوعات کا انتخاب
۲۰۴	مصنوعات کی بیع تیار ہونے سے پہلے

عنوان	صفحہ نمبر
مصنوعات کی پیکنگ........	۲۰۴
مصنوعات کی تیاری میں ان باتوں کا خیال رکھیں........	۲۰۴
مصنوعات کے بارے میں مسلمان فکر کریں........	۲۰۴
مصنوعات کے ڈبے میں نقدی رکھنا........	۲۰۴
مصنوعات کے فائدے سے متعلق کوئی عیب چھپانا........	۲۰۵
مصنوع چیز میں درکار خام مال کی فراہمی........	۲۰۶
مصنوع کا ضمان قبضے کے بعد........	۲۰۶
مصنوع کو قبول کرنا........	۲۰۶
مصنوع کی بیع قبضہ میں لینے سے پہلے........	۲۰۷
مصنوع کی تیاری مطلوبہ اوصاف کے مطابق ہو........	۲۰۸
مصنوعی ریشم........	۲۰۸
مصنوعی ریشم کی خرید وفروخت کرنا........	۲۱۰
مصنوعی زعفران........	۲۱۰
مصنوعی قلت پیدا کرنا........	۲۱۰
مضارب پر نقصان کی شرط عائد کی گئی........	۲۱۱
مضاربت پر نقصان کے تاوان کا حکم........	۲۱۲
مضاربت اور شرکت موجودہ زمانے میں........	۲۱۳
مضاربت بینک کی........	۲۱۳

صفحہ نمبر	عنوان
۲۱۳	مضاربت غیر مسلم کے ساتھ........................
۲۱۴	مضاربت فاسدہ کا حکم........................
۲۱۵	مضاربت فاسد ہو جائے........................
۲۱۶	مضاربت فسخ کرنا........................
۲۱۷	مضاربت کو وقت کے ساتھ متقید کرنا........................
۲۱۷	مضاربت کی اہمیت........................
۲۲۰	مضاربت کی شرائط........................
۲۲۳	مضاربت کی مدت........................
۲۲۵	مضاربت کے احکام........................
۲۲۷	مضاربت کے ارکان........................
۲۲۷	مضاربت میں ایک فریق کے لئے خصوصی نفع مقرر کرنا........................
۲۲۸	مضاربت میں دفتری کارروائی کے مصارف........................
۲۲۹	مضاربت میں شرط رکھی........................
۲۳۰	مضاربت میں مالک بلا شرط عمل کرے........................
۲۳۰	مضاربت میں مالک کا ملازم بن کر کام کرنا........................
۲۳۱	مضاربت میں مالک کے لئے ماہانہ متعین رقم طے کرنا........................
۲۳۲	مضاربت میں مختلف لوگوں کی رقم ملا لینا........................
۲۳۳	مضاربت میں ملازم کی تنخواہ کا حکم........................

عنوان	صفحہ نمبر
مضاربت میں نفع متعین نہ ہو........................	۲۳۳
مضاربت میں نفع نقصان........................	۲۳۴
مضاربت میں نفع نہ ہوتو فسخ کرنے کا حکم........................	۲۳۷
مضاربت میں نقد کاروبار کرنے کی شرط ہو........................	۲۳۸
مضارب کو ملازم رکھنا........................	۲۳۹
مضارب کو نقصان کا ضامن ٹھرانا........................	۲۳۹
مضارب کی حیثیت........................	۲۳۹
مضارب کے اختیارات........................	۲۳۹
مضارب کے اخراجات........................	۲۳۹
مضارب کے فرائض........................	۲۴۱
مضارب کے لئے تنخواہ مقرر کرنا........................	۲۴۵
مضارب کے لئے عقد تولیہ کا حکم........................	۲۴۵
مضاربہ........................	۲۴۶
مضاربہ صکوک........................	۲۴۷
مضاربہ کی حقیقت........................	۲۴۸
مضاربہ کے احکام........................	۲۴۸
معاملات میں توسع........................	۲۵۰
معاملہ کا حکم شرط کی خلاف ورزی کی صورت میں........................	۲۵۱

صفحہ نمبر	عنوان
۲۵۱	معاملے ایک ساتھ دو نہ کرے........
۲۵۱	معاملہ کا لکھنا........
۲۵۱	معاوضہ خون........
۲۵۱	معاہدہ........
۲۵۲	معدوم چیز کی خرید و فروخت........
۲۵۲	معیار بہتر بنانے کے لئے رنگ استعمال کرنا........
۲۵۲	معیار بہتر بنانے کے لئے کیمیکل استعمال کرنا........
۲۵۳	مغربی ممالک میں سودی قرضوں کے ذریعہ گھر خریدنا........
۲۵۴	مغصوبہ مال کے مالک کو راضی کرنے کے بعد اس مال کی خرید و فروخت کا حکم........
۲۵۴	مغفرت کی دعا........
۲۵۴	مغفرت ہو جاتی ہے........
۲۵۵	مفت سروس........
۲۵۶	مقابلہ کرنا........
۲۵۶	مقبوض علی سوم الشراء........
۲۵۶	مقبوض علی وجہ النظر........
۲۵۶	مقدر میں جو لکھا ہے وہ ملے گا........
۲۵۷	مقدمہ کرنے کے لئے زائد کا دعوی کرنا........

صفحہ نمبر	عنوان
۲۵۷	مقدمہ والی زمین فروخت کرنا........
۲۵۸	مقررہ قیمت پر زائد رقم آدھی آدھی........
۲۵۸	مقررہ قیمت سے زیادہ قیمت پر مال فروخت کرنا........
۲۵۹	مقررہ قیمت سے کم رقم دینا........
۲۶۰	مقررہ وقت پر قیمت وصول نہ ہونے پر جرمانہ وصول کرنا........
۲۶۰	مقررہ وقت سے پہلے ادائیگی پر رعایت دینے کا حکم........
۲۶۱	مقروض بھاگ گیا اس کا سامان موجود ہے........
۲۶۲	مقروض قرض خواہ کی وفات کے بعد قرض کا کیا کرے........
۲۶۲	مقروض کا جنازہ........
۲۶۲	مقروض کا جنازہ پڑھانے سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انکار کیا........
۲۶۴	مقروض کے مال سے خفیہ خفیہ اپنا قرض وصول کرنا........
۲۶۴	مقصد حرام ہے........
۲۶۵	مکانات زمین کے تابع ہیں........
۲۶۵	مکان بیچ کر کرایہ پر لینا........
۲۶۶	مکان بیچتے وقت تین مہینے تک رہنے کی شرط رکھنا........
۲۶۷	مکان خریدنے کے بعد قبضہ سے پہلے فروخت کرنا........
۲۶۷	مکان فروخت کرتے وقت تین مہینے کے بعد قبضہ دینے کا حکم........
۲۶۷	مکروہ بیع........

صفحہ نمبر	عنوان
۲۶۸	مکرہ کی بیع..............
۲۶۸	مکیلی اور موزونی چیز..............
۲۷۰	مکینک کے لئے پرزہ دلوانے پر اجرت لینا..............
۲۷۰	ملازمت برقرار رکھنے کے لئے رشوت دینا..............
۲۷۱	ملازمت بینک..............
۲۷۱	ملازمت کا حق فروخت کرنا..............
۲۷۲	ملازمت کرنا انشورنس کمپنی میں..............
۲۷۲	ملازمت کرنا کافروں کے پاس..............
۲۷۲	ملازمت کے دوران اللہ کے حقوق ساقط نہیں ہوتے..............
۲۷۳	ملازمت کے لئے ستر کھولنا..............
۲۷۳	ملازم رکھنا شریک کو..............
۲۷۵	ملازم کا حیلہ کرنا..............
۲۷۵	ملازم کا کمیشن لینا رشوت ہے..............
۲۷۶	ملازم کمیشن لے تو تنخواہ حرام ہے..............
۲۷۷	ملازم کو بکری (Sale) میں سے مثلاً پانچ فیصد دینا..............
۲۷۷	ملازم کو رشوت دینی پڑتی ہے..............
۲۷۸	ملازم کو نفع کا بھی کچھ فیصد دینا..............
۲۷۹	ملازم کی تنخواہ..............

عنوان	صفحہ نمبر
ملازم کی تنخواہ کا حکم مضاربت میں	۲۷۹
ملازم کی ذمہ داری	۲۷۹
ملازم کے حقوق	۲۸۰
ملازم کے لئے جماعت چھوڑنا جائز نہیں	۲۸۱
ملازم میعاد سے پہلے ملازمت چھوڑ دے	۲۸۳
ملازم نے چوری چھپے سامان زیادہ دے دیا	۲۸۵
ملازم نے زیادہ قیمت میں بیچ دی	۲۸۵
ملازمین جماعت کے ساتھ نماز پڑھیں	۲۸۵
ملامسہ	۲۸۵
ملاوٹ	۲۸۶
ملاوٹ کا نتیجہ	۲۸۶
ملاوٹ کرنے والے کو چیز فروخت کرنا	۲۸۶
ملاوٹ کے وصول	۲۸۷
ملاوٹ کے بقدر نقصان کی وصولی	۲۸۸
ملاوٹ معمولی ہے	۲۸۹
ملاوٹ نہ کرنے والے سے بائیکاٹ کرنا	۲۸۹
ملبوسات کفار	۲۹۱
ملٹی لیول مارکیٹنگ	۲۹۱

صفحہ نمبر	عنوان
٢٩٣	ملک ایک ہے
٢٩٣	مِلک کے اسباب
٢٩٥	مِلک میں موجود نہ ہو
٢٩٧	ملکی ترقی کی فکر
٢٩٧	ملکی کرنسی
٢٩٧	ملکی مال کو غیر ملکی کہہ کر فروخت کرنا
٢٩٧	ملکی مصنوعات غیر ملکی مارکہ کے ساتھ بیچنا
٢٩٨	مملوکہ درخت سے شہد فروخت کرنا
٢٩٩	ممنوع اشیاء کی خرید و فروخت
٣٠٠	ممنوعہ اسلحے کی خرید و فروخت
٣٠١	منابذہ
٣٠١	منافع اور سود میں فرق
٣٠١	منافع جھوٹ کی بنیاد پر حاصل ہوا
٣٠٢	منافع دو روپے لینے پر سودا کیا
٣٠٢	منافع زیادہ لینا
٣٠٣	منافع فروخت کرنا
٣٠٣	منافع کا تعین
٣٠٥	منافع کی تقسیم کا طریقہ بینک میں

صفحہ نمبر	عنوان
۳۰۵	منافع کی تقسیم یومیہ پیداوار کی بنیاد پر........
۳۰۶	منافع کی حدود........
۳۰۷	منافع کی مقدار........
۳۰۸	منافع کی مقدار مرابحہ میں........
۳۰۸	منافع لینے کی شرط لگا نا وقت مقررہ پر مال نہ بھیجنے پر........
۳۰۹	متنفع بہ ہونے کا معیار........
۳۰۹	منڈی سے فلاں سامان خرید کر لانا........
۳۰۹	منڈی میں آنے سے پہلے راستہ میں سودا کرنا........
۳۱۰	منشیات کی خرید وفروخت........
۳۱۱	منفعت........
۳۱۱	منی چینجر (Money Changer) کا کاروبار........
۳۱۲	موبائل........
۳۱۲	موبائل سے سودا کرنا........
۳۱۲	موبائل کی ایسریز........
۳۱۳	موبائل کی خرید وفروخت........
۳۱۳	موبائل کے اسپیئر پارٹس........
۳۱۳	موبائل کے ذریعہ ایجاب ہوا........
۳۱۳	موٹا آٹا اور باریک آٹا........

صفحہ نمبر	عنوان
۳۱۳	موٹر سائیکل کی تجارت کا ایک خاص طریقہ........
۳۱۴	مورتی چھپی ہوئی چیز بیچنا........
۳۱۵	مورتی کی تجارت........
۳۱۵	مورتیوں کی خرید وفروخت........
۳۱۵	مورتیوں والے زیور........
۳۱۶	موزونی اشیاء کو اپنی ہم جنس میں بلاوزن فروخت کرنا........
۳۱۶	موزونی اور مکیلی اشیاء........
۳۱۷	موسم کی بنیاد پر قیمت میں کمی کرنا........
۳۱۷	موسیقی کے آلات........
۳۱۷	موسیقی کے اعلانات........
۳۱۷	موقوفہ چیز فروخت کرنا........
۳۱۷	مؤکل کا مال وکیل کے پاس امانت ہوتا ہے........
۳۱۷	مؤکل کا وکیل کو دوبارہ فروخت کرنا........
۳۱۸	مؤکل کے مال سے وکیل کے لئے کچھ لینا........
۳۱۸	موہوبہ زمین کی خرید وفروخت........
۳۱۸	مہر کی زمین شوہر کے لئے فروخت کرنا........
۳۱۹	مہلت ختم کرنا قسطوں کی ادائیگی میں تاخیر کی وجہ سے........
۳۱۹	مہلت دینے کی وجہ سے قیمت میں اضافہ کرنا........

صفحہ نمبر	عنوان
۳۱۹	مہلت کی شرط رکھنا مبیع حوالہ کرنے کے لئے........
۳۲۰	مہوا کی تجارت........
۳۲۰	مہینے کے اعتبار سے قیمت مقرر کرنا........
۳۲۱	میچورٹی (Maturity)........
۳۲۱	میچورٹی ڈیٹ (Maturity Date)........
۳۲۱	میڈیکل انشورنس کا حکم........
۳۲۲	میراث کا حق........
۳۲۲	میٹر اور گز........
۳۲۳	میٹر پر کپڑا خرید کر گز پر فروخت کرنا........
۳۲۴	میٹر چھوٹا ہے........
۳۲۴	میٹر غلط لگا کر اجرت زیادہ لینا........
۳۲۵	میعاد سے پہلے ملازمت چھوڑنے پر جرمانہ لگانا........
۳۲۵	میعاد مجہول........
۳۲۶	میعادی بیع........
۳۲۷	میعادی بیع اور اس کا نفع........
۳۲۷	میعادی بیع سے نفع حاصل کرنا........
۳۲۸	میعادی چیک کم قیمت میں فروخت کرنا........
۳۲۹	میگزین کی خرید و فروخت........

صفحہ نمبر	عنوان
۳۲۹	میموری کارڈ
۳۳۰	میمورنڈم میں لکھی ہوئی شرائط
۳۳۰	مینڈک
	ن
۳۳۱	نابالغ
۳۳۱	نابالغ بچوں کی خرید و فروخت
۳۳۱	نابالغ بھائی کی زمین بیچنا
۳۳۲	نابالغ غیر مسلم کی زمین ولی سے خریدنا
۳۳۲	نابالغ کی جائیداد فروخت کرنا
۳۳۲	نابالغ کی خرید و فروخت میں عرفی اجازت کافی ہے
۳۳۳	نابالغ کی زمین فروخت کرنے کا حکم
۳۳۴	نابالغ یتیموں کی جائیداد کی خرید و فروخت کا حکم
۳۳۵	نابینا کی خیار رؤیت
۳۳۶	ناپاک تیل
۳۳۷	ناپاک چیز
۳۳۷	ناپ تول کی مزدوری
۳۳۷	ناپ تول میں ڈنڈی کرنا
۳۳۷	ناپ تول میں کمی زیادتی کرنا

عنوان	صفحہ نمبر
ناپ تول میں کمی کرنے سے عذاب آتا ہے............	۳۳۸
ناپسند اللہ کا............	۳۴۰
ناپ کر اشیاء فروخت کرنا............	۳۴۰
ناپ کر اشیاء فروخت کرنا............	۳۴۰
ناجائز طریقے سے آئی ہوئی رقم غلطی سے استعمال ہو جائے............	۳۴۰
ناجائز قبضہ............	۳۴۱
ناجائز قبضہ ہو گیا............	۳۴۱
ناجائز کاروبار سے لکھ پتی بننا............	۳۴۱
ناجائز کام میں دلالی ناجائز ہے............	۳۴۲
ناچ گانے کے اعلانات............	۳۴۲
ناخن پالش............	۳۴۲
ناخن پالش کی تجارت............	۳۴۲
نام سرکاری کاغذ میں اندراج نہیں ہوا............	۳۴۳
نام کرائے پر دینا............	۳۴۳
ناموں کا رجسٹریشن............	۳۴۳
ناول ڈائجسٹ............	۳۴۴
ناول کرایہ پر دینا............	۳۴۴
نبی آخر الزمان علیہ السلام کا پیشہ............	۳۴۵

عنوان	صفحہ نمبر
نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم اور شرکت	۳۴۶
نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم بازار جاتے تھے	۳۴۶
نبی کا حکم ماننا لازم ہے	۳۴۷
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور تجارت	۳۴۷
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جنازے کی نماز پڑھانے سے انکار کر دیا	۳۴۸
نجس چیزوں کی بیع	۳۴۸
نجش	۳۴۹
نجش کی صورت	۳۴۹
نرخ دو مہینے کے بعد والی مقرر کرنا	۳۵۰
نرخ کم کرنے کے لئے بائیکاٹ کرنا	۳۵۱
نرخ متعین ہونے سے پہلے مبیع میں تصرف کرنا	۳۵۱
نرخ مقررہ سے زیادہ پر فروخت کرنا	۳۵۲
نرخ مقرر کرنا	۳۵۲
نرم برتاؤ کرنا قرض دار کے ساتھ	۳۵۲
نرمی سے کام لینا	۳۵۲
نرمی کرنا قرض طلب کرنے میں	۳۵۴
نرودھ کی خرید و فروخت	۳۵۴
نرمی کی درخواست	۳۵۴

عنوان	صفحہ نمبر
نسخے بھیجنے پر فیصد کے حساب سے رقم لینا	۳۵۵
نسوار	۳۵۵
نشاندہی کرنے کی اجرت	۳۵۶
نشہ آور چیزوں کا اعلان	۳۵۶
نشہ آور چیزیں	۳۵۶
نفع	۳۵۷
نفع تھوڑا بھی ہو تو بیچ دے	۳۵۸
نفع حلال طیب ہونے کے ضوابط	۳۵۹
نفع دوبارہ تجارت میں لگانا	۳۶۰
نفع زیادہ نہ لینا	۳۶۰
نفع کا بھی کچھ فیصد دینے کا معاہدہ کرنا ملازم کے ساتھ	۳۶۱
نفع کم لینا صدقہ ہے	۳۶۲
نفع کم میں چیز فروخت کرنا	۳۶۲
نفع کی تقسیم	۳۶۲
نفع کی تقسیم میں ''وزن''	۳۶۴
نفع کی حد	۳۶۵
نفع کی حد مقرر نہیں	۳۶۶
نفع کی زیادہ سے زیادہ مقدار	۳۶۷

صفحہ نمبر	عنوان
۳۶۹	نفع کی شرط پر گاہک کو قرض پر رقم دینا
۳۶۹	نفع کی کم سے کم مقدار
۳۷۰	نفع کی کوئی تحدید نہیں
۳۷۰	نفع کے بارے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا فرمان
۳۷۱	نفع کے ساتھ ادھار بیچنا نقد خرید کر
۳۷۱	نفع کے مستحق ہونے کے لئے تین چیزیں ہیں
۳۷۲	نفع لینا قرض دے کر
۳۷۲	نفع لینے میں خیر خواہی کرنا
۳۷۳	نفع متعین نہ ہو مضاربت میں
۳۷۳	نفع نقصان مضاربت میں
۳۷۳	نفع نقصان میں مضارب کو شریک ٹھرانا
۳۷۳	نفع نہیں لے گا
۳۷۳	نقد
۳۷۵	نقد خرید کر نفع کے ساتھ ادھار بیچنا
۳۷۵	نقد رقم حاصل کرنے کا طریقہ
۳۷۵	نقد رقم قرض دینے کی بجائے کوئی چیز مہنگی بیچ دینا
۳۷۶	نقد رقم کے لئے منصوبہ کے ساتھ خرید و فروخت کرنا
۳۷۸	نقد کاروبار کی شرط رکھنا مضاربت میں

عنوان	صفحہ نمبر
نقد کا لفظ تین معنی کے لئے استعمال ہوتا ہے........................	۳۷۸
نقد لین دین لکھنے کی ضرورت نہیں........................	۳۷۹
نقد معاملہ ہوگا........................	۳۸۰
نقد میں اتنی اور ادھار میں اتنی قیمت ہے........................	۳۸۰
نقد میں قیمت کم ادھار میں زیادہ لینا........................	۳۸۰
نقصان ایک چیز میں کر کے دوسری چیز میں تلافی کرنا........................	۳۸۱
نقصان کا تاوان تمام شرکاء پر ہوتا ہے........................	۳۸۱
نقصان کا سودا ہے........................	۳۸۲
نقصان کا عوض مشتری سے لینا........................	۳۸۲
نقصان کا مطلب موجودہ دور میں........................	۳۸۳
نقصان کر کے تلافی کرنا........................	۳۸۳
نقصان کی تلافی کی شرط لگانا خراب ہونے والی چیز فروخت کرتے وقت	۳۸۴
نقصان کی ذمہ داری شراکت میں........................	۳۸۴
نقصان کی وصولی ملاوٹ کے بقدر........................	۳۸۵
نقلی چیز اصلی ڈیزائن میں فروخت کرنا........................	۳۸۵
نکاح کافر........................	۳۸۶
نگران مقرر کیا تھا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بازاروں میں........................	۳۸۶
نگرانی........................	۳۸۶

عنوان	صفحہ نمبر
نگینہ والا زیور کا تبادلہ........	۳۸۷
نماز اور کمائی........	۳۸۷
نماز کا اہتمام تجارت کے دوران........	۳۸۷
نمائش میں سٹال لگانے کے لئے زیادہ آمد ورفت والی جگہ کا انتخاب..	۳۸۹
نمبر اول کا مال چاہیے........	۳۸۹
نمبر خریدنا........	۳۸۹
نمک لگائے ہوئے چمڑے کی خرید وفروخت........	۳۹۰
نمونوں کے ہدیے........	۳۹۰
نمونہ دکھا کے بیچ کرنا مال کے بغیر........	۳۹۲
نمونہ دکھا کر خرید وفروخت کرنا........	۳۹۳
نمونہ سے گھٹیا نکلا........	۳۹۴
نمونہ کی دوا فروخت کرنا........	۳۹۵
نمونہ کے مطابق مال نہیں بنایا........	۳۹۵
نمونہ لے کر آرڈر پر مال تیار کرنا........	۳۹۶
ننانوے سال کے پٹہ پر زمین خریدنا........	۳۹۷
نوٹ........	۳۹۸
نوٹ پرانا ہے........	۳۹۸
نوٹ پھٹا ہوا ہے........	۳۹۸

صفحہ نمبر	عنوان
٣٩٩	نوٹ کب ایجاد ہوئے
٣٩٩	نوٹ کی بیع ریزگاری کے ساتھ
٤٠٠	نوٹ مستقل کرنسی ہے
٤٠٠	نوے فیصد عافیت تجارت میں ہیں
٤٠١	نئی مرچ میں پرانی مرچ ملا کر بیچنا
٤٠١	نئے نوٹ دے کر زیادہ رقم وصول کرنا
٤٠٢	نیا اور پرانا زیور دونوں برابر ہیں مزدوری لینا کیسا ہے
٤٠٣	نیارا کی خرید وفروخت
٤٠٤	نیا سامان لینا پرانا سامان دے کر
٤٠٤	نیا عیب ختم ہو گیا
٤٠٤	نیا کاروبار شروع کرنے کی دعا
٤٠٤	نیت
٤٠٥	نیت میں فتور آنے سے رزق سے محروم ہو جاتا ہے
٤٠٥	نیت ہو حلال روزی کمانے کی
٤٠٥	نیٹ کے ذریعہ عقد کرنے کا حکم
٤٠٥	نیشنل ڈیفنس سیونگ سرٹیفکیٹ
٤٠٦	نیک تاجر کا چہرہ
٤٠٦	نیگوشیشن بینک

صفحہ نمبر	عنوان
۴۰۶	نیلام
۴۰۷	نیلام کا مال خریدنا
۴۰۸	نیلام کے ذریعہ خرید و فروخت کرنا
۴۰۹	نیلام میں دھوکہ
۴۱۰	نیند فجر کے بعد
۴۱۱	واپس بیچنے کی شرط پر بیع کرنا
۴۱۱	واپس بیچنے کی شرط پر سودا کرنا
۴۱۲	واپس دینے کا اختیار
۴۱۳	واپس کرنا بچا ہوا مال
۴۱۳	واپس کرنا چاہے
۴۱۳	واپس کرنے کا اختیار تین دن تک ہے
۴۱۴	واپس کرنے کی شرائط عیب کی وجہ سے
۴۱۴	واپس کرنے کی شرط پر سودا کرنا
۴۱۵	واپس نہیں لیتا
۴۱۵	واپس نہیں ہوگا
۴۱۵	واپسی ثابت نہیں ہوگی
۴۱۵	واپسی ثابت ہو جائے گی

عنوان	صفحہ نمبر
واپسی فوری طور پر کرنا ضروری نہیں خیار عیب میں...............	۴۱۶
واپسی قبول نہیں..............................	۴۱۷
واپسی منع ہونے کی صورتیں........................	۴۱۷
واحد کا کلام.....................................	۴۱۸
وارثوں میں سے ایک وارث ترکہ میں تصرف کردے..........	۴۲۰
وارثوں میں سے ایک وارث نے دوسرے کا حصہ فروخت کردیا.....	۴۲۰
واقعہ دیانت داری کا............................	۴۲۰
واؤچر کی خرید وفروخت..........................	۴۲۱
وراثت کی جائیداد میں سے ایک وارث نے دوسرے کا حصہ بھی فروخت کردیا............................	۴۲۲
وراثت کی زمین تقسیم کرنے سے پہلے فروخت کرنا............	۴۲۲
وزن..	۴۲۲
وزن کا خرچہ..................................	۴۲۳
وزن کرتے وقت احتیاط کرنا لازم ہے..................	۴۲۳
وزن کر کے جانور فروخت کرنا........................	۴۲۴
وزن کر کے کپڑا بیچنا............................	۴۲۵
وزن کی بنیاد پر نفع تقسیم کرنا......................	۴۲۶
وزن میں غلط بیانی کرنا..........................	۴۲۶

عنوان	صفحہ نمبر
وصف کے مقابلے میں قیمت نہیں ہوتی	۴۲۶
وصیت بھلائی کی	۴۲۷
وضعیہ	۴۲۷
وعدۂ بیع	۴۲۷
وعدۂ بیع اور بیع	۴۲۸
وعدۂ بیع کرتے وقت وعدہ پورا کرنے کا ارادہ تھا	۴۲۹
وعدۂ بیع کی خلاف ورزی کی صورت میں	۴۲۹
وعدۂ بیع کی مثال	۴۳۰
وعدۂ بیع کے بعد خریداری میں نقصان سمجھتا ہے	۴۳۰
وعدۂ بیع کے نقصانات کا حکم	۴۳۰
وعدۂ بیع مجبوری کی وجہ سے پورا نہیں کرسکا	۴۳۱
وعدہ بیع میں بدنیتی	۴۳۲
وعدہ کی شرعی حیثیت	۴۳۲
وقت پر پیسے ادا کرنے والوں کو چھوٹ دینا	۴۳۵
وقت پر حوالہ کرنا	۴۳۶
وقت مجہول ہو	۴۳۶
وقت معین پر ثمن ادا نہ کرے تو بیع ختم ہونے کی شرط رکھنا	۴۳۶
وقت مقررہ پر مال نہ بھیجنے کی صورت میں منافع لینے کی شرط	۴۳۶

صفحہ نمبر	عنوان
۴۳۷	وقتی طور پر بیعانہ کو ضبط کرنا........
۴۳۷	وقف زمین کی خرید وفروخت........
۴۳۸	وقف شدہ زمین فروخت کرنا........
۴۳۸	وقف کی چیز فروخت کرنا........
۴۳۸	وکالت........
۴۳۹	وکالت پر اجرت........
۴۳۹	وکالت کا پیشہ........
۴۴۰	وکالت میں دھوکہ دینا........
۴۴۲	وکیل........
۴۴۳	وکیل امین ہے........
۴۴۳	وکیل اور دلال کا فرق........
۴۴۴	وکیل بالبیع غیر مسلم کو بنانا........
۴۴۴	وکیل بالبیع کمپنی کے........
۴۴۴	وکیل بالشراء کا زیادہ قیمت وصول کرنا........
۴۴۵	وکیل بالشراء کا زیادہ قیمت وصول کرنے کا حیلہ کرنا........
۴۴۵	وکیل بالشراء کا ظلم........
۴۴۶	وکیل بالشراء کو کوئی چیز مفت ملے........
۴۴۷	وکیل بنانا غیر مسلم کو حرام چیز فروخت کرنے کے لئے........

صفحہ نمبر	عنوان
۴۴۷	وکیل بننا..................
۴۴۷	وکیل کو صرف موکل کا مال فروخت کرنے کا پابند بنانا..................
۴۴۸	وکیل کا خود اپنے لئے خریدنا..................
۴۴۹	وکیل کا دکاندار سے کمیشن وصول کرنا..................
۴۵۰	وکیل کا دیکھ لینا..................
۴۵۰	وکیل کا موکل سے زیادہ قیمت وصول کرنا..................
۴۵۰	وکیل کا موکل کی رقم اپنے خرچ میں لانا..................
۴۵۱	وکیل کا موکل کے مال سے کچھ لینا..................
۴۵۲	وکیل کو ثمن کا ضامن بنانا..................
۴۵۲	وکیل کو فروخت کے لئے دیا ہوا سامان چوری ہو جائے..................
۴۵۳	وکیل کو مبیع مفت ملے..................
۴۵۳	وکیل کے پاس موکل کا مال امانت ہوتا ہے..................
۴۵۳	وکیل کے لئے موکل کا مال خریدنا..................
۴۵۳	وکیل مقرر کیا چیز خریدنے کے لئے..................
۴۵۴	وکیل نے متعینہ قیمت سے زائد پر فروخت کی..................
۴۵۵	وکیل نے موکل کے پیسے سے موکل کے لئے سامان خریدا..................
۴۵۶	وِگ..................
۴۵۷	ووٹ بیچنا..................

صفحہ نمبر	عنوان
۳۵۷	ووٹ خریدنا
۳۵۸	ووٹر خریدنا
۳۵۸	ووٹ کی خرید وفروخت
۳۵۹	ویب سائیٹ پر اشتہارات دیکھ کر پیسے کمانا
۳۶۲	ویب سائٹس کی تیاری
۳۶۳	ویب سائٹ کے ذریعے بیع صرف کرنا
۳۶۳	ویب سائٹوں کے ذریعہ ایجاب وقبول کرنا
۳۶۳	وی پی (V.P) کے ذیعہ مال منگوانا
۳۶۴	ویڈیو بنانا
۳۶۵	ویڈیو کیسٹ
۳۶۶	ویڈیو گیم کے کاروبار
۳۶۷	ویزا کی خرید وفروخت
۳۶۸	وی سی آر
۳۶۹	ہاتھ سے بنائے ہوئے کپڑے میں خیار تعیین
۳۶۹	ہاتھ کی کمائی
۳۶۹	ہاتھ لگا کر سودا کرنا
۳۶۹	ہارمونیم کی تجارت

عنوان	صفحہ نمبر
ہاؤس بلڈنگ فنانس کارپوریشن سے جائیداد خریدنا........	۴۷۰
ہاؤس بلڈنگ کارپوریشن کا قرضہ لیکر مکان خریدنا........	۴۷۰
ہاوسنگ اسکیموں کی فائلیں........	۴۷۰
ہاوسنگ اسکیمیں........	۴۷۱
ہبہ میں ملی ہوئی زمین فروخت کرنا........	۴۷۲
ہدایات برائے تاجر........	۴۷۲
ہدیہ دینا خریداروں کو متوجہ کرنے کے لئے........	۴۷۲
ہدیہ دینے کا مروجہ طریقہ........	۴۷۲
ہدیہ کا حصول متفرق چیزوں کو جمع کرنے کے ساتھ مشروط ہو........	۴۷۳
ہدیہ کوئی خدمت ہو........	۴۷۵
ہدیہ میں ملی ہوئی چیز فروخت کر کے پھر اقالہ کرنا........	۴۷۵
ہدیہ یاددہانی کے لئے........	۴۷۶
ہڈی کی تجارت........	۴۷۶
ہڈی کی خرید وفروخت........	۴۷۷
ہڈیوں کی تجارت........	۴۷۷
ہراج........	۴۷۸
ہرجانہ لینا آرڈر کینسل کرنے پر........	۴۷۸
ہر ہر دانہ الگ ہوتا ہے........	۴۷۸

صفحہ نمبر	عنوان
۴۷۹	ہڑتال......................
۴۸۰	ہڑتال کے دنوں کی تنخواہ لینا......................
۴۸۱	ہلدی زمین کے اندر ہونے کی حالت میں بیچنا......................
۴۸۱	ہلکی روشنی میں گاہک کے سامنے مال پیش کرنا......................
۴۸۲	ہم جنس موزونی اشیاء کو بلاوزن فروخت کرنا......................
۴۸۲	ہمدردی تاجروں کے ساتھ......................
۴۸۲	ہندوؤں کا تیار کردہ کھانا......................
۴۸۲	ہُنڈی......................
۴۸۴	ہنڈی رسید کی خرید وفروخت......................
۴۸۵	ہنڈی کا معاملہ اندرون ملک میں......................
۴۸۵	ہنڈی کا معاملہ بیرون ملک سے......................
۴۹۰	ہنڈی کا معنی......................
۴۹۰	ہنڈی کو بٹا لگانا......................
۴۹۰	ہنڈی کی بیع......................
۴۹۱	ہوا بند کرنے کے عوض پڑوسی سے معاوضہ لینا......................
۴۹۲	ہوا گوشت میں بھر کے بیچنا......................
۴۹۲	ہوٹلوں میں ملازمت کرنا......................
۴۹۳	ہول سیلر......................

صفحہ نمبر	عنوان
۴۹۳	ہیئر کلر ....
۴۹۵	یاددہانی کرنے کی غرض سے ہدیہ دینا ....
۴۹۵	یتیم نابالغوں کی جائیداد کی خرید وفروخت کا حکم ....
۴۹۵	یک طرفہ بیع ....
۴۹۶	یومیہ پیداوار کی بنیاد پر منافع کی تقسیم ....
۴۹۶	یونس بن عبیلہ کا واقعہ ....

بسم اللہ الرحمن الرحیم

م

ماپ تول کی مزدوری

ماپ تول کی ذمہ داری بیچنے والے پر ہے خریدار پر نہیں، اس لئے ماپ تول کی مزدوری خریدار پر ڈالنا جائز نہیں ہے۔ (۱)

مادی وجود نہیں ہے

جن چیزوں کا اپنا کوئی مادی وجود نہیں ہے، ان کو اصطلاح میں ''حقوق مجردہ'' کہتے ہیں، الگ طور پر ان کی خرید وفروخت جائز نہیں ہے۔ (۲)

مارک اپ

بینک وغیرہ کی جانب سے قرضہ لینے پر نفع کی جو شرط طے کی جاتی ہے، اس کو ''مارک اپ (Mark up)'' کہتے ہیں۔

---

(۱) عن عثمان رضي الله عنه ان النبي صلي الله عليه وسلم قال له: إذا بعت فكل وإذا ابتعت فاكتل. (صحيح بخاري: (۱/۲۸۵) كتاب البيوع، باب الكيل علي البائع والمعطي، ط: قديمي).

مسند أحمد بن حنبل: (۱/۶۲) رقم الحديث: ؛؛؛؛، مسند الخلفاء الراشدين، مسند عثمان بن عفان رضي الله عنه، ط: موسسة قرطبة.

قوله: باب الكيل على البائع والمعطي) أي مؤنة الكيل علي المعطي بائعاً كان أو موفي دين أو غير ذلك، ويلتحق بالكيل في ذلك الوزن فيما يوزن من السلع وهو قول فقهاء الأمصار. (فتح الباري: (۴/۳۴۴) كتاب البيوع، باب الكيل علي البائع والمعطي، ط: دار المعرفة)

(۲) لايجوز الاعتياض عن الحقوق المجردة كحق الشفعة (الدر مع الرد: (۳/۵۱۸) كتاب البيوع: مطلب: لايجوز الاعتياض عن الحقوق المجردة، ط: سعيد)

شرح المجلة للاتاسي: (۲/۱۱۹) تحت المادة: ۲۱۶، البيوع، الباب الثاني، الفصل الثاني: فيما يجوز بيعه ومالا يجوز، ط: رشيديه)

شرح المجلة لرستم باز: (۱/۸۵) المادة: ۲۱۶، ايضاً، ط: فاروقيه كوئته)

اور قرض دینے یا لینے پر ''مارک اپ'' مقرر کرنا سود ہونے کی وجہ سے ناجائز اور حرام ہے۔ (۱)

مارکہ

مصنوعات کی پہچان کے لیے مخصوص نشان اور مارکہ بنانا جائز ہے، بلکہ بعض دفعہ ضروری ہوتا ہے، مثلاً:

❶ مارکہ یا مخصوص نشان خریدار کو مصنوعات پہچاننے میں مدد کرتا ہے۔
❷ خریدار کو یہ اعتماد ہوتا ہے کہ اس مارکہ یا مخصوص نشان والی چیز معیاری ہوتی ہے۔
❸ اور اس کے ذریعہ لوگوں کو دھوکہ سے بھی بچایا جاسکتا ہے۔

مارکیٹ آرڈر (Market Order)

شیئرز میں ''مارکیٹ آرڈر'' سے مراد ایسا آرڈر ہے جس میں دلال سے یہ کہہ دیا گیا ہو کہ مارکیٹ میں جو بھی ریٹ ہو اس پر فلاں کمپنی کے شیئرز خرید لیے جائیں۔

مارکیٹ ریٹ خراب کرنا

ہر آدمی اپنی چیز جس قیمت پر چاہے فروخت کر سکتا ہے، شریعت نے اس پر کوئی پابندی نہیں لگائی۔ (۲)

---

(۱) "كل قرض جر منفعة فهو ربا" (فيض القدير للمناوى: (۹/۴۳۸۷) رقم الحديث: ۶۳۳۶، حرف الكاف، ط: مكتبة نزار مصطفى الباز رياض)
الدر مع الرد: (۵/۱۶۶) كتاب البيوع، فصل: فى القرض، ط: سعيد)
الاشباه والنظائر: (۲۵۷) الفن الثانى: ط: قديمى)
(۲) وللبائع أن يبيع بضاعته بما شاء من ثمن، ولا يجب عليه أن يبيعه بسعر السوق دائماً وللتجار ملاحظة مختلفة في تعيين الاثمان وتقديرها. (بحوث في قضايا فقهيه معاصره: (۸/۱) احكام البيع بالتقسيط، زيادة الثمن من أجل التأجيل، ط: دار العلوم كراجي)=

لیکن جس طرح بہت زیادہ منافع لینا منع ہے اسی طرح نامناسب حد تک قیمتیں کم کر کے مارکیٹ کا توازن خراب کرنے کی بھی اجازت نہیں ہے چنانچہ امام مالک رحمہ اللہ نے اپنی شہرہ آفاق کتاب ''موطا'' میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا یہ واقعہ نقل کیا ہے:

ان عمر بن الخطاب مرّ بحاطب بن ابي بلتعة وهو يبيع زبيباً له بالسوق فقال له عمر بن الخطاب إما ان تزيد في السعر وإما أن ترفع من سوقنا.(۱)

ترجمہ: عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ، حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزرے اور وہ بازار میں اپنا کشمش بیچ رہے تھے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا یا تو قیمت میں اضافہ کرو، یا ہمارے بازار سے اٹھ جاؤ۔

مارکیٹ ریٹ سے بہت کم قیمت میں سامان بیچنا اصل میں مارکیٹ میں اجارہ داری قائم کرنا اور دوسرے تاجروں کا راستہ روکنا ہے، اس سے خاص طور پر چھوٹے تاجروں کا بہت زیادہ نقصان ہوتا ہے، اور ان کا کاروبار بیٹھ جاتا ہے اس لئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت حاطب بن ابی بلتعہ کو انتہائی کم نرخ پر کشمش

= لأن الثمن حق العاقد فإليه تقديره. (الجوهرة النيرة: (۳۸۷/۲) كتاب الحظر والإباحة، ط: حقانيه)

(۱) (موطا: (ص: ۵۹۱) كتاب البيوع، باب الحكرة والتربص، ط: قديمي)

عن سعيد ابن المسيب قال: مر عمر بن الخطاب رضي الله عنه علي حاطب بن أبي بلتعة وهو يبيع زبيباً له بالسوق، فقال عمر رضي الله عنه: "إما أن تزيد في السعر وإما أن ترفع من سوقنا فهذا مختصر، وتمامه فيما روي الشافعي عن الدراوردي عن داود بن صالح التمار، عن القاسم بن محمد عن عمر رضي الله عنه مر بحاطب بسوق المصلي، وبين يديه غرارتان فيهما زبيب، فسأله عن سعرهما، فسعر له مدين لكل درهم، فقال له عمر رضي الله عنه: قد حدثت بعير مقبلة من الطائف تحمل زبيباً، وهم يعتبرون بسعرك فإما أن ترفع في السعر وإما أن تدخل زبيبك البيت فتبيعه كيف شئت، فلما رجع عمر حاسب نفسه، ثم أتي حاطباً في داره فقال له: إن الذي قلت ليس بعزمة مني ولا قضاء، إنما هو شئ أردت به الخير لأهل البلد، فحيث شئت فبع، وكيف شئت فبع. (السنن الكبري للبيهقي: (۶/ ۲۹) كتاب البيوع، باب التسعير، ط: إدارة تاليفات اشرفيه)

بیچنے سے منع فرما دیا۔

سنن بیہقی میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے رجوع کرنے کی ایک روایت ہے لیکن وہ روایت صحیح سند سے ثابت نہیں کیونکہ اس میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے حضرت قاسم بن محمد رحمہ اللہ نے روایت کی ہے، اور ان کی حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ملاقات ثابت نہیں۔ (۱)

مارکیٹنگ (تسویق)

☆ اسلام کی رو سے مارکیٹنگ کا مطلب یہ ہے کہ مال فروخت کرنے والا ایک مسلمان تاجر شریعت کی پابندی کرتے ہوئے خریداروں کی ضرورت اور پسند کو دیکھتے ہوئے، مطلوبہ چیزوں کو بہتر انداز سے مہیا کر کے صارف اور خریداروں کی خدمت انجام دیتا ہے، پس اس کی مناسب قیمت مقرر کر کے اعلان، تشہیر اور عام تعلقات کے ذریعہ صارف اور خریداروں کو متوجہ کرتا ہے، اور ان کی ضرورت کی چیزوں کو ان تک پہنچاتا ہے، اور ان تمام کاموں میں مخلوق کی خدمت کا جذبہ اس کے پیش نظر رہتا ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ: ایسے بازاروں، منڈیوں اور خریداروں کا انتخاب کرنا جن کے ساتھ مال فروخت کرنے والا تاجر لین دین اور کاروبار کرنا چاہتا ہے۔

☆ صارفین اور خریداروں کی ضرورتوں کو عمدہ اور احسن طریقہ سے پورا کرنے کے لیے مناسب مصنوعات، اور ان کا مناسب ڈیزائن، شکل وصورت اور صفات وخصوصیات کو متعین کرنا تاکہ مال فروخت کرنے والا تاجر ان کی راحت رسانی کا ذریعہ بن سکے، اور فروخت کرنے والے تاجر کی اشیاء اور مصنوعات ان میں مقبول ہو سکیں۔

---

(۱) انظر الی الحاشیۃ السابقۃ رقم: ۱، علی الصفحۃ السابقۃ۔

☆ خریداروں کی خدمت کے جذبے سے چیزوں کی قیمت مناسب مقرر کرنا۔

☆ خریداروں کو اشیاء پہنچانے کا ایسا انتظام کرنا کہ انہیں مطلوبہ اشیاء سہولت کے ساتھ دستیاب ہوں۔ (۱)

مارکیٹنگ صرف ایک کے پاس ہو

اگر کوئی سامان اور اس کی مارکیٹنگ صرف ایک شخص کے پاس ہو تو پھر اس کے لئے عام مارکیٹ سے زائد نفع لینا درست نہیں کیونکہ اس صورت میں مارکیٹ سے زیادہ نفع لینا لوگوں کی مجبوری سے فائدہ اٹھانے کے مترادف ہوگا کہ جب بھی کسی شخص کو اس چیز کی حاجت ہوگی تو وہ اسی سے خریدنے پر مجبور ہوگا خواہ اس کی قیمت کتنی زیادہ ہی کیوں نہ ہو۔ (۲)

---

(۱) وعن ابن عمر رضی اللہ عنہما أن رسول اللہ ﷺ قال: المسلم أخو المسلم لایظلمه ولا یسلمه، ومن کان فی حاجة أخیه کان اللہ فی حاجته... الحدیث۔ (مشکاة المصابیح: (ص: ۴۲۲) کتاب الآداب، باب الشفقة والرحمة علی الخلق، الفصل الاول، ط: قدیمی)

(ومن کان فی حاجة أخیه) أی ساعیاً فی قضائها۔ (کان اللہ فی حاجته)... وقد ورد فی روایة مسلم عن أبی هریرة رضی اللہ عنہ ولفظه: "واللہ فی عون العبد ما کان العبد فی عون أخیه" وفیه تنبیه نبیه علی فضیلة عون الأخ علی أموره، وإشارة إلی أن المکافأة علیها بجنسها من العنایة الالٰهیة سواء کان بقلبه أو بدنه أو بهما لدفع المضار أو جذب المنافع إذ الکل عون۔ (مرقاة المفاتیح: (۹/ ۱۶۹) ایضاً، ط: رشیدیه جدید)

(۲) وقال في الدر المختار: "وفي النتف بیع المضطر وشراؤه فاسد" وقال الشامي: هو أن یضطر الرجل إلی طعام وشراب أو غیرها ولا یبیعه البائع إلا بأكثر من ثمنها بكثیر، وكذلك في الشراء منه... قال الخطابي: إن عقد البیع مع الضرورة علی هذا الوجه جائز في الحکم، ولا یفسخ إلا أن سبیله في حق الدین والمروءة أن لا یباع علی هذا الوجه، وأن لا یفتات علیه بماله، ولکن یعاون ویقرض ویستمهل له إلی المیسرة، حتی یکون له في ذلك بلاغ اهـ. (إعلاء السنن: (۱۴/ ۲۱۳) کتاب البیوع، باب النهي عن بیع المضطر، ط: إدارة القرآن)

بذل المجهود: (۱۵/ ۳۹) کتاب البیوع، باب في بیع المضطر، ط: دار الکتب العلمیة.

الدر المختار مع الرد: (۵/ ۵۹) کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، مطلب بیع المضطر وشراؤه فاسد، ط: سعید.

مارکیٹنگ کے ذریعہ دوسروں کی حق تلفی کرنا

اسلام نے جس طرح تاجروں کو خریداروں کے لیے سامان مہیا کر کے ان کی خدمت کرنے کی تعلیم دی ہے، ایسے ہی تاجروں کو آپس میں ایک دوسرے کیساتھ تعاون، رواداری اور اچھا معاملہ کر کے تعاون اور مدد کرنے کی تعلیم دی، ایک دوسرے کو نیچا دکھانا، ایک دوسرے کو کاٹنا اور مقابلہ کرنا، دوسروں کا سامان بکنے میں رکاوٹ ڈال کر ان کو نقصان پہنچانا، مقابلے میں آ کر قیمتیں گرا کر نقصان پہنچانے کی کوشش کرنا، دوسروں کے خریداروں کو چھیننا وغیرہ ان سب کاموں سے منع کیا ہے۔(۱)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ: کامل مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے مسلمان امن میں رہیں، اور مہاجر وہ ہے جو اللہ کی منع کی گئی باتوں سے رک جائے۔

ایک اور روایت میں ہے کہ ”اور مومن وہ ہے جس سے لوگوں کے اموال اور ان کی جانیں امن میں ہوں۔“(۲)

---

(۱) عن عمرو بن یحی المازنی عن أبیہ أن رسول اللہ ﷺ قال: لاضد ولا ضرار۔ (مؤطا الإمام مالک رحمہ اللہ: (ص: ٦٤٣) کتاب الأقضیۃ، القضاء فی المرفق، ط: قدیمی)

قولہ: لاضرر ولاضرار أی لایضر الرجل أخاہ ابتداء ولاجزاء، فینقصہ من حقہ... وقیل الضرر ماتضر بہ صاحبک وتنتفع بہ أنت والضرار أن تضرہ من غیر أن تنتفع۔ (کشف المغطا عن وجہ المؤطا: (ص: ٦٤٣) ایضاً، ط: قدیمی)

(۲) عن عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ ﷺ: المسلم من سلم المسلمون من لسانہ ویدہ، والمهاجر من هجر ما نهى الله عنه... (مشكاة المصابيح: (١٢) كتاب الإيمان: الفصل الأول، ط: قديمی)

عن أبی هريرة رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ ﷺ: المسلم من سلم المسلمون من لسانہ ویدہ، والمؤمن من أمنہ الناس علی دمائهم وأموالهم۔ رواہ الترمذی والنسائی۔ (مشكوة المصابيح: (١٥) كتاب الإيمان: الفصل الثانی، ط: قديمی)=

مارکیٹنگ میں اسراف سے بچیں

''اسراف سے بچیں مارکیٹنگ میں'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۷۰/۱)

مارکیٹنگ میں حرام چیزوں سے بچنا

''اشتہارات میں حرام چیزوں سے بچنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۸۶/۱)

مال ایک نمبر کا چاہیے

''ایک نمبر کا مال چاہیے'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۸۷/۱)

مال بدل کر آئے

''بدل کر آئے ہوئے سامان'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۹۹/۲)

مال بری چیز نہیں ہے

اگر مال کو ناجائز طریقہ سے حاصل کیا جائے یا گناہ اور نافرمانی کے کام میں لگایا جائے یا مال ہی کو مقصود بنالیا جائے، اور اللہ اور بندوں کے حقوق کا خیال نہ رکھا جائے تو مال بری چیز ہے، اور اگر اس کو جائز طریقہ سے حاصل کیا جائے، اور نیک کاموں میں لگایا جائے اور اللہ اور بندوں کے حقوق کا خیال رکھا جائے تو مال اچھی چیز ہے، اور اس کی ضرورت بھی ہے۔

= صحیح البخاری: (۹/۱) رقم الحدیث: ۱۰، کتاب الإیمان، باب: المسلم من سلم المسلمون من لسانه ويده، ط: الطاف اینڈ سنز)

صحیح المسلم: (۴۸/۱) کتاب الإیمان: باب بیان تفاضل الإسلام، ط: قدیمی)

سنن الترمذی: (۹۰/۲) أبواب الإیمان، باب ماجاء المسلم من سلم المسلمون من لسانه ويده، ط: قدیمی)

سنن النسائی: (۲۶۶/۲) کتاب الإیمان وشرائعه، صفة المؤمن، وصفة المسلم، ط: قدیمی)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عمرو! نیک آدمی کے لئے حلال مال اچھا ہے۔ (۱)

ایک اور حدیث میں ہے کہ متقی آدمی کے لئے غنا اور مالداری میں کوئی حرج نہیں ہے۔ (۲)

حضرت مقدام بن معدیکرب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ لوگوں پر ضرور ایسا زمانہ آئے گا جس میں درہم اور دینار (پیسے) کے علاوہ کچھ بھی لوگوں کو نفع نہیں دے گا۔ (۳)

مال پہنچنے سے پہلے فروخت کرنا

''خریدا ہوا مال پہنچنے سے پہلے فروخت کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

---

(۱) یا عمرو نعمًا بالمال الصالح للرجل الصالح. (المستدرك للحاكم (۳/۲) اول كتاب البيوع، ط: دار المعرفة)

مشكاة المصابيح: (ص: ۳۲۶) كتاب الإمارة والقضاء باب رزق الولاة، الفصل الثاني، ط: قديمي)

مسند أحمد: (۲۹/۲۹۹) رقم الحديث: ۱۷۷۶۳، مسند الشاميين، حديث عمرو بن العاص، ط: مؤسسة الرسالة.

(۲) لا بأس بالغني لمن اتقى. (مستدرك الحاكم: (۳/۲) اول كتاب البيوع، ط: دار المعرفة)

مشكاة المصابيح: (ص: ۴۵۱) كتاب الرقاق، باب استحباب المال والعمر للطاعة، الفصل الثالث، ط: قديمي.

مسند احمد: (۳۸/۲۲۹) رقم الحديث: ۲۳۱۵۸، تتمة مسند الأنصار، أحاديث رجال من أصحاب النبي صلى الله عليه وسلم، ط: مؤسسة الرسالة.

(۳) عن مقدام بن معديكرب ... سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول ليأتين على الناس زمان لا ينفع فيه الا الدينار والدرهم. (مشكاة المصابيح: (۲۴۳/۷) كتاب البيوع، باب الكسب وطلب الحلال، الفصل الثالث، ط: قديمي)

مسند أحمد: (۲۸/۴۳۳) رقم الحديث: ۱۷۲۰۱، مسند الشاميين، حديث المقدام بن معدي كرب.

مجمع الزوائد: (۴/۶۵) رقم الحديث: ۶۲۴۳، كتاب البيوع، باب فيما يتخذ من الدواب، ط: مكتبة القدسي.

مال پہنچنے سے پہلے اس کو فروخت کرنا

۵۵ بعض تاجر مال باہر سے منگواتے ہیں، اور مال پہنچنے سے پہلے ہی اس کو منافع پر فروخت کردیتے ہیں، تو یہ خرید وفروخت جائز نہیں ہے، اور منافع بھی حلال نہیں ہے، البتہ بیع صحیح ہونے کی دو صورتیں ہیں، ان میں سے کسی ایک صورت کو اختیار کریں، اس کے بعد پھر مال منافع کے ساتھ فروخت کریں تو بیع بھی جائز ہوگی اور نفع بھی حلال ہوگا، اور وہ دو صورتیں یہ ہیں:

① جہاں مال خریدا ہے وہاں کسی کو یا مال بردار کمپنی کو مال پر قبضہ کرنے کے لیے وکیل بنادیں، اس کے قبضہ کے بعد خرید وفروخت کرنا جائز ہوگا۔

② مال پہنچنے سے قبل سودا نہ کریں، بلکہ سودا کرنے کا وعدہ کریں، مال پہنچنے کے بعد قبضہ کرکے وعدہ کے مطابق سودا کریں۔

اس صورت میں وعدہ کے بعد سودا ہونے سے پہلے پہلے اگر دونوں فریقوں میں سے کوئی ایک فریق سودا کرنے سے انکار کردے گا تو وعدہ خلافی کا گناہ ہوگا، جو کبیرہ گناہ ہے، اور نفاق کی علامت ہے، لیکن سودا کرنے پر اسے مجبور نہیں کیا جاسکے گا۔

واضح رہے کہ اگر مال پہنچانے کا کرایہ خریدار ادا کرتا ہے، تو اس کی اجازت سے بائع (سیلر) کا کسی بھی مال بردار کمپنی کی تحویل میں مال دے دینا خریدار کا قبضہ شمار ہوگا۔ (۱)

---

(۱) لا یصح اتفاقاً... بیع منقول قبل قبضه ولو من بائعه... (الدر مع الرد: (۵/۱۴۷) کتاب البیوع، باب المرابحة والتولية، فصل في التصرف في المبيع والثمن قبل القبض، ط: سعيد)

الهندية: (۳/۱۳) کتاب البيوع، الباب الأول، الفصل الثاني: في معرفة المبيع والثمن والتصرف فيهما قبل القبض، ط: رشيديه)

البحر الرائق: (۶/۱۱۶) کتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، فصل: في بيان التصرف في المبيع، ط: سعيد) =

مال تلف کرنے پر اکراہ کرنا

(۵۶) اگر کسی مسلمان کو دوسرے مسلمان کا مال تلف کرنے پر مجبور کیا جائے، نہ کرنے کی صورت میں قتل وغیرہ کی دھمکی دی جائے تو اس صورت میں مال تلف کرکے اپنی جان بچالے، بعد میں "مکرِہ" یعنی مجبور کرنے والے کے ذمہ ضمان لازم

= إذا قال المشترى للبائع ابعث إلى ابنى، واستاجر البائع رجلا يحمله إلى ابنه فهذا ليس بقبض، والاجر على البائع الا ان يقول استاجر على من يحمله فقبض الاجير يكون قبض المشترى ان صدقه انه استاجره، دفع إليه وان انكر استيجاره و دفع إليه، فالقول قوله، كذا فى التاتارخانية۔ (الهندية: ۳/ ۱۹) كتاب البيوع، الباب الرابع: فى حبس المبيع بالثمن وقبضه... الفصل الثانى: فى تسليم المبيع، ط: رشيديه)

درر الحكام إلى مجلة الأحكام: (۱/ ۲۳۹) تحت المادة: ۲۶۲، البيوع، الباب الخامس، الفصل الأول: فى بيان حقيقة التسليم والتسلم وكيفيتهما، ط: دار عالم الكتب/مكتبه سلطانيه كوئٹه)

شرح المجله رستم باز: (۱/ ۱۰۹، ۱۱۰) أيضاً، ط: فاروقيه كوئٹه)

أن البيع انما ينعقد بصيغة تدل على إنشاء العقد فى الحال، ولذلك لا ينعقد البيع بصيغة تتمحض للاستقبال، مثل قولنا "سوف أبيعك كذا" أو "سوف أشترى منك كذا" وإنما تنبئ هذه الصيغة عن الوعد بانجاز البيع فى المستقبل، وليس بيعاً، فمن وعد آخر بانشاء بيع فى المستقبل: هل يجب عليه الوفاء بهذا الوعد؟... المشهور مما نقل عن جمهور الفقهاء، أن الوفاء بالوعد مستحب مندوب، وهو من مكارم الأخلاق، ولكنه ليس بواجب ديانة ولا قضاء، والواعد إذا ترك الوفاء فقد فاته الفضل وارتكب المكروه كراهة تنزيهية شديدة ولكنه لا يأثم... وكذلك يوجد عند الحنفية نصوص تدل على لزوم الوعد، وكون الوفاء به واجباً على الواعد، فقال الإمام أبو بكر الجصاص رحمه الله فى تفسير قوله تعالى: "يا أيها الذين آمنوا لم تقولون ما لا تفعلون۔" (الصف: ۲) يحتج به فى أن كل من ألزم نفسه عبادة أو قربة وأوجب على نفسه عقداً، لزمه الوفاء به، إذ ترك الوفاء به يوجب أن يكون قائلا ما لا يفعل، وقد ذم الله فاعل ذلك، وهذا فيما لم يكن معصية، فأما المعصية، فإن ايجابها فى القول لا يلزمه الوفاء بها، وقال النبى صلى الله عليه وسلم: لا نذر فى معصية وكفارته كفارة يمين، وإنما يلزم ذاك فيما عقده على نفسه مما يتقرب به إلى الله عز وجل، ومثل النذور، وفى حقوق الآدميين، العقود التى يتعاقدونها وظاهر ما تحته خط من هذه العبارة يدل على أن الوعود يجب ايفاءها إذا كانت متعلقة بالعقود التى يتعاقد بها الناس۔ (فقه البيوع: ۱/ ۷۷، ۷۸، ۸۲) المبحث الأول: فى حقيقة البيع وطرق انعقاده، الباب الثانى: فى أحكام الإيجاب والقبول، ۲.۳: حكم الوعد أو المواعدة فى البيع، ط: معارف القرآن)

مال حرام تبادلہ میں حاصل ہوا

"حرام مال تبادلہ میں حاصل ہوا" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۹۳/۳)

مال حرام سے خریدی ہوئی چیز

☆ اگر کوئی چیز بعینہ حرام رقم سے خریدی ہے تو بعینہ اس کو صدقہ کرنا بہتر ہے، یا پھر اس کی موجودہ مالیت کے بقدر صدقہ کردے، ورنہ جتنی رقم سے چیز خریدی گئی تھی اتنی رقم صدقہ کردے۔ [۲]

☆ اور اگر حرام مال کو حلال مال سے مخلوط کر کے کوئی چیز خریدی گئی ہے تو اس چیز کا صدقہ کرنا ضروری نہیں بلکہ رقم صدقہ کردینا کافی ہے۔ [۳]

---

(۱) وان اکرہ علی اتلاف مال مسلم بأحدهما (أی القتل او قطع عضو منه (رخص) الإتلاف (له) أی للمکره... والضمان علی المکره (بالکسر)۔ (ملتقی الأبحر مع مجمع الأنهر: (۴/ ۴۴) کتاب الإکراه، ط: دار الکتب العلمیة۔

(ورخص له إتلاف مال مسلم) أو ذمی، اختیار (بقتل أو قطع)... (وضمن رب المال المکره) بالکسر لأن المکره بالفتح کالآلة۔ (الدر مع الرد: (۱۳۵/۶) کتاب الإکراه، ط: سعید۔)

البحر الرائق (۸/ ۷۳) کتاب الإکراه، ط: سعید)

(۲) (قوله: اکتسب حراما) توضیح المسئلة ما فی التاتارخانیة حیث قال: رجل اکتسب مالاً من حرام ثم اشتری فهذا علی خمسة أوجه، إما ان دفع تلک الدراهم إلی البائع أولاً، ثم اشتری منه بها او اشتری قبل الدفع بها ودفعها، أو اشتری قبل الدفع بها و دفع غیرها او اشتری مطلقًا، ودفع تلک الدراهم او اشتری بدراهم آخر ودفع تلک الدراهم... قال الکرخی: فی الوجه الأول والثانی لایطیب، وفی الثلاث الأخیرة یطیب، وقال أبوبکر: لایطیب فی الکل، لکن الفتوی الآن علی قول الکرخی دفعا للحرج عن الناس۔ (شامی: (۲۳۵/۵) کتاب البیوع، باب المتفرقات، مطلب إذا اکتسب حراما ثم اشتری فهو علی خمسة اوجه، ط: سعید)

الهدایة: (۳۷۵/۳، ۳۷۶) کتاب الغصب، ط: رحمانیه)

مزید "مال حرام سے کمایا ہوا نفع" عنوان کے تحت تخریج بھی دیکھیں۔

(۳) بان المراد لیس هو نفس الحرام؛ لأنه ملکه بالخلط، وانما الحرام التصرف فیه قبل أداء بدله... =

مال حرام سے کمایا ہوا نفع

☆ حرام مال سے کمائے ہوئے نفع کو صدقہ کرنا واجب ہے۔

☆ اگر مال حرام یا اس سے کمائے ہوئے نفع کو صدقہ کرنے سے پہلے اس سے کوئی چیز خرید لی تو اس کی دو صورتیں ہیں:

❶ اگر مال حرام کی طرف اشارہ کر کے کوئی چیز خرید لی، اور وہ مالِ حرام جس کی طرف اشارہ کیا تھا قیمت میں ادا کر دیا، تو اس کی آمدنی ناجائز ہے، اور صدقہ کرنا واجب ہے۔

❷ اور اگر حرم مال کی طرف اشارہ کئے بغیر اس مال سے کچھ خریدا، یا حرام مال کی طرف اشارہ کیا، لیکن حلال مال ادا کیا تو اس صورت میں امام ابوالحسن کرخی رحمہ اللہ کے نزدیک کمایا ہوا نفع حلال ہوگا، صرف اصل مال جو حرام ہے اس کو صدقہ کرنا واجب ہوگا، لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ حرام مال کو کمائی اور منافع کا ذریعہ بنالے، ایسا کرنا بالکل جائز نہیں، ہاں اگر غلطی سے ہوگیا تو اس کی گنجائش ہے جو امام

=نعم لایباح الانتفاع به قبل أداء البدل فی الصحیح من المذهب۔ (شامی: (۲/۲۹۲) کتاب الزکاة، باب زکاة الغنم، قبیل: مطلب: استحلال المعصیة القطعیة کفر، ط: سعید)

☐ الطحطاوی علی الدر المختار: (۴/۱۹۲) کتاب الحظر والإباحة، فصل فی البیع، ط: رشیدیه)

☐ والسبیل فی المعاصی ردها وذلک ههنا برد الماخوذ ان تمکن من رده بان عرف صاحبه۔۔۔ (الهندیة: (۵/۳۴۹) کتاب الکراهیة، الباب الخامس عشر: فی الکسب، ط: رشیدیه)

☐ والحاصل انه ان علم ارباب الأموال وجب رده علیهم والا فإن علم عین الحرام لایحل له، ویتصدق به بنیة صاحبه ... ومفاده، الحرمة وإن لم یعلم أربابه وینبغی تقییده بما إذا کان عین الحرام لیوافق مانقلناه إذ لو اختلط بحیث لایتمیز یملکه ملکا خبیثا لکن لایحل له التصرف فیه مالم یود بدله۔۔۔ (شامی: (۵/۹۹) کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، مطلب: فی من ورث مالا حراما، ط: سعید)

☐ ویردونها علی أربابها ان عرفوها والا تصدقوا بها لأن سبیل الکسب الخبیث التصدق إذا تعذر الرد علی صاحبه۔ (شامی: (۶/۳۸۵) کتاب الحظر والإباحة، فصل فی البیع، ط: سعید)

کرخی نے ذکر کیا۔[۱]

مال حرام سے نجات حاصل کرنے کا طریقہ

"حرام مال سے نجات حاصل کرنے کا طریقہ" عنوان کے تحت دیکھیں۔

مال حرام عوض میں آئے

"حرام مال تبادلہ میں حاصل ہوا" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۹۳/۳)

مال حرام کا انجام

حضرت حسن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

---

(۱) اکتسب حراماً واشتری به، أو بالدراهم المغصوبة شيئاً، قال الکرخی رحمه الله: ان نقد قبل البیع تصدق بالربح والالا۔ وفی رد المحتار: (قوله: اکتسب حراما الخ) توضیح المسئلة ما فی التتارخانیة حیث قال: رجل اکتسب مالاً من حرام ثم اشتری فهذا علی خمسة أوجه، إما ان دفع تلک الدراهم إلی البائع أولاً، ثم اشتری منه بها او اشتری قبل الدفع بها و دفعها، أو اشتری قبل الدفع بها و دفع غیرها او اشتری مطلقًا، ودفع تلک الدراهم او اشتری بدراهم آخر ودفع تلک الدراهم ... قال الکرخی: فی الوجه الأول والثانی لایطیب، وفی الثلاث الأخیرة یطیب، وقال أبوبکر: لایطیب فی الکل، لکن الفتوی الآن علی قول الکرخی دفعا للحرج عن الناس۔

وفی الولوالجیة: وقال بعضهم: لایطیب فی الوجوه کلها وهو المختار ولکن الفتوی الیوم علی قول الکرخی، دفعا للحرج لکثرة الحرام۔ (الدر مع الرد: (۲۳۵/۵) کتاب البیوع، باب المتفرقات، مطلب إذا اکتسب حراما ثم اشتری فهو علی خمسة أوجه، ط: سعید)

(لو تصرف فی المغصوب والودیعة) بان باعه (وربح) فیه (إذا کان) ذلک (متعینا بالاشارة أو بالشراء بدراهم الودیعة أو الغصب ونقدها) یعنی یتصدق بربح حصل فیهما إذا کانا مما یتعین بالاشارة وإن کانا مما لایتعین فعلی أربعة أوجه: فإن أشار إلیه ونقدها فکذلک یتصدق (وإن أشار إلیها ونقد غیرها أو) أشار (إلی غیرها) ونقدها (أو اطلق) ولم یشر (ونقدها لا) یتصدق فی الصور الثلاث عند الکرخی رحمه الله، قیل: (وبه یفتی)۔ (الدر مع الرد: (۱۸۹/۶) کتاب الغصب، ط: سعید)

والمختار أنه لایحل مطلقًا کذا فی الملتقی، ولو بعد الضمان هو الصحیح، کما فی فتاوی نوازل واختار بعضهم الفتوی علی قول الکرخی رحمه الله فی زماننا لکثرة الحرام، وهذا کله علی قولهما وعند أبی یوسف رحمه الله لایتصدق بشیئ منه، کما لو اختلف الجنس ذکره الزیلعی۔ (حاشیة الطحطاوی علی الدر المختار: (۱۰۵/۴) کتاب الغصب، ط: رشیدیه۔

جو شخص حرام مال حاصل کرتا ہے اگر پاس رکھا تو برکت نہیں ہوگی، خرچ کرے گا تو اللہ پاک قبول نہیں فرمائیں گے، اگر چھوڑ کر مر گیا تو جہنم اس کا انجام ہوگا۔ (١)

مال حرام کو حلال کرنے کا حیلہ

بعض لوگ حرام رقم کو حلال کرنے کے لیے اس طرح حیلہ کرتے ہیں کہ کسی غیر مسلم سے قرض لے کر سامان وغیرہ خرید لیتے ہیں، اور حرام رقم سے قرض ادا کرتے ہیں، اس قسم کا حیلہ جائز نہیں ہے، اور اس حیلے سے حرام رقم حلال نہیں ہوتی، صرف اتنا ہوتا ہے کہ قرض سے جو سامان خریدے گا وہ حلال ہوگا، (٢) لیکن حرام رقم ملکیت میں لانے، اور حرام رقم سے قرض ادا کرنے کا گناہ ہوگا، اور حیلہ کرنے اور نہ کرنے کا

---

(١) عن الحسن، قال: قال رسول الله صلي الله عليه وسلم: أيما عبد أمسك مالاً حراماً إن أمسكه لم يبارك له فيه، وإن أنفقه لم يقبله الله عز وجل منه، فإن مات وهو عنده كان زاده إلي جهنم. (إصلاح المال لابن أبي الدنيا: (ص:١٤٣) رقم الحديث:١٠، باب أخذ المال، ط: دار الوفاء.)

(٢) وفي شرح حيل الخصاف لشمس الأئمة رحمه الله تعالى ان الشيخ أبا القاسم الحكيم كان يأخذ جائزة السلطان، وكان يستقرض لجميع حوائجه، وما يأخذ من الجائزة يقضي بها ديونه، والحيلة في هذه المسائل ان يشتري نسيئة ثم ينقد ثمنه من اىّ مال شاء، وقال أبو يوسف رحمه الله: سألت أبا حنيفة عن الحيلة في مثل هذا، قال: فأجابني بما ذكرنا۔ (الهندية: (٣٤٢/٥) كتاب الكراهية، الباب الثاني عشر في الهدايا والضيافات، ط: رشيديه)

وجاز أخذ دين على كافر من ثمن خمر لصحة بيعه بخلاف دين على المسلم لبطلانه الا اذا وكل ذميا ببيعه۔ (الدر مع الرد: (٣٨٥/٦) كتاب الحظر والإباحة، فصل: في البيع، ط: سعيد۔

ولي شرح حيل الخصاف لشمس الأئمة رحمه الله تعالى ان الشيخ أبا القاسم الحكيم كان ممن يأخذ جائزة السلطان، وكان يستقرض لجميع حوائجه، وما يأخذ من الجائزة كان يقضي به دينه، فالحيلة في مثل هذه المسائل ان يشتري شيئا لم ينقد ثمنه من اىّ مال أحب، قال أبو يوسف رحمه الله: سألت أبا حنيفة عن الحيلة في مثل هذا، قال: فأجابني بما ذكرنا۔ (خلاصة الفتاوى: (٣٤٩/٣) كتاب الكراهية، الفصل الرابع في المال من الاهداء والميراث وغير ذلك، ط: رشيديه)

أن كل حيلة يحتال بها الرجل لإبطال حق الغير او لادخال شبهة فيه او لتمويه باطل فهي مكروهة وكل حيلة يحتال بها الرجل ليتخلص بها عن حرام أو ليتوصل بها إلى حلال فهي حسنة۔ (الهندية: (٣٩٠/٦) كتاب الحيل، الفصل الأول في بيان جواز الحيل وعدم جوازها، ط: رشيديه)

پیچھے برابر ہے۔ (١)

مالدار بننے کا راز

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دو صحابہ کرام رضی اللہ عنہما بہت بڑے مالدار تھے۔ ① حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ ② حضرت عبدالرحمن بن عوف۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ تو خاندانی طور پر مالدار تھے، ان کے والد عفان مکہ مکرمہ میں بہت بڑے تاجر تھے مگر حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ خاندانی طور پر مالدار نہیں تھے اسلام قبول کرنے کے بعد اسلامی تعلیمات کے مطابق تجارت کر کے بڑی دولت کمائی۔

امام غزالی رحمہ اللہ نے اپنی معروف و مشہور کتاب ''احیاء العلوم'' میں نقل کیا ہے کہ کسی نے حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ سے مالدار بننے کا سبب پوچھا تو

(١) ... انه لایربوا لحم نبت من سحت الا كانت النار أولی به۔ (سنن الترمذی: (٢٣٩/١) أبواب مایتعلق بالصلوة، باب ماذكر فی فضل الصلاة، ط: رحمانية) و: (١٣٢/١) ط: قديمی)

... یا کعب بن عجرة انه لایدخل الجنة لحم نبت من سحت۔ (صحیح ابن حبان: (٩/٥) رقم الحدیث: ١٧٢٣، كتاب الصلاة، باب فضل الصلوات الخمس، ذكر البيان بان الصلاة قربان للعبد يتقربون بها إلی بارئهم جل وعلا، ط: موسسة الرسالة)

عن ابن عمر رضی الله عنهما قال: من اشتری ثوبا بعشرة دراهم وفيه درهم حرام، لم يقبل الله تعالی له صلوة مادام عليه، قال: ثم أدخل اصبعيه فی اذنيه ثم قال: صمتا إن لم يكن النبی ﷺ سمعته يقوله۔ (مسند احمد بن حنبل: (٢١٨/٥، ٢١٩) رقم الحدیث: ٥٧٣٢، مسند عبدالله بن عمر رضی الله عنه، ط: دار الحديث القاهرة)

عن أبی هريرة رضی الله عنه ... ثم ذكر الرجل يطيل السفر اشعث اغبر يمد يديه إلی السماء، يا رب يا رب! ومطعمه حرام، ومشربه حرام، وملبسه حرام، وغذی بالحرام فأنی يستجاب لذلك۔ (الصحيح للإمام مسلم: (٣٢٦/١) كتاب الزكاة، باب بيان أن اسم الصدقة يقع علی كل نوع من المعروف، قبيل، باب الحث علی الصدقة ولو بشق تمرة، ط: مكتبة الحسن وقديمی۔

عن عبدالله بن مسعود رضی الله عنه قال: قال عن رسول الله ﷺ ... ولا يكسب عبد مالا من حرام فينفق منه فيبارك له فيه ولا يتصدق به فيقبل منه ولا يترك خلف ظهره الا كان زاده إلی النار۔ (مسند أحمد: (٥٣٩/٣) رقم الحديث: ٣٦٧٢، مسند عبدالله ابن مسعود رضی الله عنه، ط: دار الحديث القاهرة)

انھوں نے فرمایا اس کے تین اسباب ہیں۔

① میں نے کبھی بھی (تھوڑے) نفع کو رد نہیں کیا یعنی تھوڑے نفع پر بھی مال بیچ دیا۔

② جب بھی مجھے جانور فروخت کرنے کی پیش کش کی گئی میں نے فروخت کر دیا اس کی فروختگی کو مؤخر نہیں کیا۔

③ میں نے ادھار مال نہیں بیچا۔

حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے ایک بار ایک ہزار اونٹ فروخت کئے اور نفع صرف اتنا کمایا کہ ہر اونٹ کی رسی بچ گئی، پھر رسی کو ایک درہم میں فروخت کر کے کل ایک ہزار درہم کا نفع کمایا۔ (۱)

مالدار کے لیے بیع سلم کرنا

عقد سلم کے جواز کی بنیادی وجہ غرباء اور فقراء کی ضرورت ہے، ان کے پاس کام کرنے کے لئے پیسے نہیں ہوتے، لیکن ضرورت کی موجودگی ایک خفیہ معاملہ ہے، جس پر ہر کسی کو اطلاع ہونا ضروری نہیں ہے، اس لئے شرائط کے ساتھ بیع سلم کرنا غرباء اور امراء دونوں کے لئے جائز ہے، جیسا کہ سفر کی حالت میں مشقت اور تکلیف سے قطع نظر کر کے محض سفر کو مشقت کا قائم مقام قرار دیا ہے، اسی طرح سلم کرنے والا امیر ہو یا غریب اگر شرائط کے مطابق ہے تو جائز ہے، ورنہ نہیں۔ (۲)

---

(۱) قيل لعبد الرحمن بن عوف رضي الله عنه ما سبب يسارك؟ قال: ثلاث ما رددت ربحا قط، ولا طلب مني حيوان فأخرت بيعه ولا بعت بنسيئة. ويقال إنه باع ألف ناقة فما ربح إلا عقلها باع كل عقال بدرهم فربح فيها ألفاً وربح من نفقته عليها ليومه ألفاً. (إحياء علوم الدين: (۲/۸۰) كتاب آداب الكسب والمعاش، الباب الرابع في الإحسان في المعاملة، ط: دار المعرفة)

(۲) ولما كان جوازه للحاجة وهي باطنة أنيط بأمر ظاهر كما هو المستمر في قواعد الشرع كالسفر للمشقة ونحره، وهو ذكر الاجل، فلم يلتفت بعد ذلك إلى كون المبيع معدوما عند المسلم إليه حقيقة أو موجودا قادرا هو عليه۔ (فتح القدير: (۷/۸۳)، كتاب البيوع، باب السلم، ط: رشيديه۔=

مالداری کا سبب

"مالدار بننے کا راز" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (٦١/٦)

مال راستہ میں ضائع ہوگیا

"بائع کی طرف سے بھیجا ہوا مال" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (٨٠/٢)

مال غیر متقوم

اگر مال ایسی چیز ہے کہ شریعت میں اس سے نفع اٹھانا جائز نہیں ہے تو وہ "مال غیر متقوم" ہے، مثلاً شراب مال غیر متقوم ہے، کیونکہ بعض آسمانی دین والے اہل کتاب اس کو مال سمجھتے ہیں، لیکن چونکہ شریعت اسلامیہ میں اس سے نفع اٹھانا جائز نہیں ہے، اس لئے وہ "مال غیر متقوم" ہے۔ (١)

مال فروخت کرنے کے بعد ریٹ بڑھ گیا

اگر مال فروخت کرنے کے بعد مشتری (خریدار) کو قبضہ دینے سے پہلے

= قلنا شرعيته لدفع حاجة المفاليس، والافلاس امر باطن لايمكن الوقوف على حقيقته، والشرع بنى هذه الرخصة على الحاجة... والبيع بالخسران دليل الحاجة، ونظيره إقامة السفر مقام المشقة إقامة النكاح مقام الماء في النسب۔ (الكفاية في ذيل فتح القدير: (٢٢/٧)، كتاب البيوع، باب السلم، تحت وقوله: (لو كان قادرا على التسليم لم يوجد المرخص)، ط: رشيديه۔

العناية على هامش فتح القدير: (٨٢/٧، ٨٣)، كتاب البيوع، باب السلم، ط: رشيديه۔

(١) المال المتقوم يستعمل في معنيين الأول بمعنى ما يباح الانتفاع به، والثاني: بمعنى المال المحرز فالسمك في البحر غير متقوم وإذا اصطيد صار متقوماً بالإحراز... فيعرف بأنه المال المحرز الذي يمكن ادخاره مع إباحة الانتفاع به شرعاً، فما يباح بلا تمول لا يكون مالا كحبة حنطة، وما يتمول بلا إباحة انتفاع لا يكون متقوماً كالخمر، وإذا عدم الأمران لم يثبت واحد منهما كالدم۔ (شرح المجلة للأتاسي: (١٧/٢، ١٨)، المادة: ١٢٧، الكتاب الأول: البيوع، المقدمة، ط: رشيديه۔

شرح المجلة لرستم باز: (٥٨/١)، المادة: ١٢٧، ايضاً، ط: فاروقيه كوئته۔

البحر الرائق: (٢٥٦/٥، ٢٥٧)، كتاب البيع، ط: سعيد۔

ریٹ بڑھ گیا تو بائع (سیلر) کے لئے بڑھے ہوئے ریٹ کے مطابق پیسہ لینا جائز نہیں ہوگا، بلکہ جس قیمت پر سودا ہوا تھا اس قیمت کے مطابق رقم لینی ہوگی، اس سے زائد رقم کا مطالبہ جائز نہیں ہوگا، ہاں اگر مشتری اپنی خوشی سے بڑھا کر دے تو یہ جائز ہوگا۔ [1]

مال فقیر

''بھیک کے مال'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۳۶/۲)

مال کافروں سے خریدنا

''کافروں سے مال خریدنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۷۳/۵)

مالک بلاشرط مضارب کے ساتھ کام کرسکتا ہے

''مضاربت میں مالک بلاشرط عمل کرے'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۳۰/۶)

مالک کا ملازم بن کر مضاربت میں کام کرنا

''مضاربت میں مالک کا ملازم بن کر کام کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

مالک کی اجازت کے بغیر چیز بیچ دینا

''بیع فضولی'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۱۵/۲)

---

(۱) (قوله: وحكمه ثبوت الملك) أي في البدلين لكل منهما في بدل، وهذا حكمه الأصلي، والتابع وجوب تسليم المبيع والثمن... (الدر مع الرد: (۵۰۶/۴) كتاب البيوع، ط: سعيد۔

للمشتري أن يزيد في الثمن بعد العقد... (شرح المجلة لرستم باز: (۱۰۶/۱)، الكتاب الأول: البيوع، الباب الرابع: في بيان المسائل المتعلقة في الثمن والمثمن بعد العقد، الفصل الثاني: في بيان التزييد والتنزيل في الثمن والمبيع بعد العقد، ط: فاروقيه كوئٹه۔

البحر الرائق: (۲۶۱/۵)، كتاب البيع، ط: سعيد۔

فتح القدير: (۲۳۸/۶، ۲۳۹)، كتاب البيوع، ط: رشيديه۔

مالک کی اجازت کے بغیر چیز فروخت کردی

''اجازت کے بغیر چیز فروخت کردی'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۱۴/۱)

مالک کی اجازت کے بغیر دلال کا قیمت کم کرنا

''دلال کا قیمت کم کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۲۵/۳)

مالک کے پاس قبضہ خالی کرانے کی طاقت نہیں

''قبضہ ہوگیا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۵۹/۵)

مالک کے لئے ماہانہ متعین رقم طے کرنا

''مضاربت میں مالک کے لئے ماہانہ متعین رقم طے کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۳۱/۲)

مال کی پاکی

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص بھی حلال مال کما کر اپنے آپ کو کھلائے یا پہنائے، اور اپنے علاوہ اللہ کی مخلوق کی خدمت کرے، یہی اس کی اور اس کے مال کی پاکی ہے۔ [1]

---

(۱) وعن ابی سعید الخدري رضي الله عنه عن رسول الله صلي الله عليه وسلم قال: ايما رجل اكتسب مالا من حلال فاطعم نفسه، او كساها، فمن دونه من خلق الله كان له به زكاة. رواه ابن حبان (الترغيب والترهيب: (۲/٤٤١) كتاب البيوع، الترغيب في طلب الحلال والأكل منه والترهيب من اكتساب الحرام. الخ، ط: دار الكتب العلمية)

صحيح ابن حبان: (۲/٤٨) رقم الحديث: ٤٢٣٦، كتاب الرضاع، باب النفقة، ط: مؤسسة الرسالة.

شعب الايمان: (۲/٨٦) الثالث عشر من شعب الايمان: وهو باب التوكل بالله عزوجل والتسليم لأمره تعالي في كل شيء، ط: دار الكتب العلمية.

مال کی تعریف

مال اس چیز کو کہتے ہیں جس کی طرف طبیعت کا میلان ہوتا ہو، اور ضرورت کے وقت کے لئے اس کی ذخیرہ اندوزی کی جاسکے، کبھی تو کوئی چیز تمام ادیان کے انسانوں کے نزدیک مال ہوتی ہے، مثلاً گندم، چاول اور بکری وغیرہ، اور کبھی صرف بعض لوگوں کے نزدیک مال ہوتی ہے، مثلاً شراب اور سور۔ (۱)

مال کی ضرورت آخری زمانہ میں

آخری زمانہ میں بیت المال کا نظام باقی نہیں رہے گا، اور لوگوں میں ایک دوسرے کی اعانت اور نصرت کا اور کام آنے کا جذبہ ختم ہوجائے گا، ہر شخص اپنی عیش وعشرت اور آرام وراحت کی فکر میں رہے گا، لہٰذا دینی ضرورت میں اس کا کوئی خیال نہیں کرے گا، ایسی حالت میں اگر مال نہیں ہوگا تو اپنی دین اور دنیا کو درست رکھنا مشکل ہوگا اس لئے دینداروں کو بھی تجارت میں حصہ لینا چاہئے تا کہ دنیاداروں کے محتاج نہ رہیں۔

حضرت مقدام بن معدیکرب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آخری زمانہ میں لوگوں کے لئے دراہم ودنانیر (روپیہ پیسہ) ضروری ہوگا تا کہ وہ اس کے ذریعہ اپنی دنیا اور دین کو درست رکھ رکھیں۔ (۲)

---

(۱) المال مایمیل إلیه الطبع ویمکن إدخاره لوقت الحاجة ، والمالیة إنما تثبت بتمول الناس کافة أو بتقوم البعض ، والتقوم یثبت بها وبإباحة الانتفاع له شرعاً... ومایکون مالاً بین الناس ولا یکون مباح الانتفاع لایکون متقوماً، کالخمر۔ (البحر الرائق: (۲۵۶/۵، ۲۵۷)، کتاب البیع، ط: سعید۔

شامی: (۵۰۱/۴)، کتاب البیوع، مطلب فی تعریف المال والملک والمتقوم، ط: سعید۔

شرح المجلة للاتاسی: (۱۷/۲)، المادة: ۱۲۶، البیوع، المقدمة، ط: رشیدیہ۔

المعجم الأوسط للطبرانی: (۳۲۵/۳)، رقم الحدیث: ۳۲۹۵، من اسمه بکر، ط: دار الحرمین۔

(۲) عن حبیب بن عبید قال: رأیت المقدام بن معدي کرب في السوق وجاریة له تبیع لبناً، وهو جالس =

مال کی ضرورت دین بچانے کے لئے

آخری زمانہ میں دین بچانے کے لئے مال کی ضرورت ہوگی۔

حضرت مقدام بن معدیکرب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے ہوئے سنا کہ آخری زمانے میں لوگوں کو درہموں اور دیناروں کی زیادہ ضرورت ہوگی تاکہ آدمی ان سے اپنا دین باقی رکھ سکے اور اپنی دنیاوی ضرورت پوری کر سکے۔ (۱)

مال کی فراوانی کا انجام

ضمرہ ابن حبیب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کا مال زیادہ ہوگا اس کے افکار زیادہ ہوں گے، اور جس کی فکر زیادہ ہوگی اس کا دل ادھر ادھر بھٹکتا رہے گا، ایسے شخص کی اللہ کو کوئی پرواہ نہیں کہ کدھر جائے گا اور

=بقبض الدراهم، فقيل له في ذلك، فقال: سمعت رسول الله صلي الله عليه وسلم يقول: "إذا كان في آخر الزمان لا بد للناس فيها من الداهم والدنانير يقيم الرجل بها دينه ودنياه۔" (مجمع الزوائد: (٦٥/٣) رقم الحديث: ٦٢٣٥، كتاب البيوع، باب إتخاذ المال، ط: مكتبة القدس)

المعجم الكبير للطبراني: (٢٧٩/٢٠) رقم الحديث: ٦٦٠، حرف الميم، المقدام بن معدى كرب، ط: مكتبة ابن تيمية۔

كنز العمال: (٢٣٨/٣) رقم الحديث: ٦٣٣٣، الكتاب الثالث: في الأخلاق، الباب الأول، الفصل الثاني: في تعديد الأخلاق المحمودة على ترتيب الحروف المعجمة، ط: مؤسسة الرسالة۔

(١) عن المقدام بن معديكرب رضي الله عنه سمعت رسول الله صلي الله عليه وسلم يقول: إذا كان في آخر الزمان لا بدّ للناس فيها من الدراهم والدنانير يقيم الرجل بها دينه ودنياه. (مجمع الزوائد: (٦٥/٤) رقم الحديث: ٦٢٣٥، كتاب البيوع، باب إتخاذ المال، ط: مكتبة القدس.

المعجم الكبير للطبراني: (٢٧٩/٢٠) رقم الحديث: ٦٦٠، حرف الميم، المقدام بن معدي كرب، ط: مكتبة ابن تيمية.

كنز العمال: (٢٣٨/٣) رقم الحديث: ٦٣٣٣، الكتاب الثالث: في الأخلاق، الباب الأول، الفصل الثاني: في تعديد الأخلاق المحمودة على ترتيب الحروف المعجمة، ط: مؤسسة الرسالة.

جس شخص نے ایک فکر (آخرت) اختیار کر لی، اللہ تعالیٰ اس کے لئے دنیا کی فکروں میں کافی ہوگا۔ (۱)

مال کی قیمت بڑھ جائے

اگر کسی تاجر نے مال خرید لیا، پھر اس کی قیمت بڑھ گئی تو اسے بازار میں موجود بڑھی ہوئی قیمت پر مال بیچنا جائز ہے، اگرچہ موجودہ مارکیٹ قیمت سابقہ قیمت فروخت سے بہت زیادہ بڑھ چکی ہو، اگر گاہک اس صورت میں قیمت خرید پوچھ لے تو اسے بتانا ضروری نہیں ہے، صرف اتنا کہہ دینا کافی ہے کہ بازار میں اس کی موجودہ قیمت یہی ہے۔ (۲)

مال کی قیمت کم ہو جائے تو قیمت کم کرنا

''قیمت کم ہو جائے تو قیمت کم کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۳۶/۵)

مال کی محبت تباہی اور ہلاکت ہے

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر امت کے لئے کوئی نہ کوئی چیز آزمائش اور

---

(۱) (حاکم: ۳۲۹، ابن ماجہ)

(۲) من اشتري شيئاً وأغلى في ثمنه فباعه مرابحة علي ذلك جاز. (الفتاوي الهنديه: (۳/۱٦۱) كتاب البيوع، الباب الرابع عشر في المرابحة والتولية والوضيعة، ط: رشيديه)

فالبيع ما شرع إلا لطلب الربح والفضل الذي يقابله العوض حلال. (المبسوط للسرخسي: (۱۱/ ۱۱۹) كتاب البيوع، ط: دار المعرفة)

لأن الثمن حق العاقد فإليه تقديره. (الجوهرة النيرة: (۲/۳۸۷) كتاب الحظر والإباحة، ط: حقانيه)

وللبائع أن يبيع بضاعته بما شاء من ثمن... وللتجار ملاحظة مختلفة في تعيين الأثمان وتقديرها، فربما تختلف أثمان البضاعة الواحدة باختلاف الأحوال، ولا يمنع الشرع من أن يبيع المرء سلعته بثمن في حالة، وبثمن آخر في حالة أخرى (بحوث في قضايا فقهيه معاصرة: (۱/ ۸، ۹) أحكام البيع بالتقسيط، ط: دار العلوم كراجي.

فتنہ کی سبب بنی ہے، میری امت کا فتنہ اور آزمائش کی چیز مال ہے۔ (١)

یعنی دوسری امتیں مختلف فتنوں میں تباہ ہوئیں، ہلاک ہوئیں، میری امت کی ہلاکت وتباہی مال کے فتنے کی وجہ سے ہوگی، یہ لوگ مال سے محبت کریں گے، اس کی طمع اور حرص کریں گے، جس کے نتیجے میں عبادات واخلاق کو بالائے طاق رکھ دیں گے مال کمانے کے پیچھے حلال وحرام، جائز وناجائز کی پرواہ بھی نہیں کریں گے۔

غرض دنیا کی محبت اور دنیا کی حرص یہ ہے کہ آدمی کو یہ فکر دامن گیر ہو کہ جس طرح بھی ہو دنیا کا ساز وسامان، مال ودولت جمع ہوجائے، ظاہر ہے جب کسی چیز کی محبت اور فکر پیدا ہوجاتی ہے تو اس کو حاصل کرنے کے واسطے ہر جائز وناجائز طریقے استعمال کئے جاتے ہیں، لہٰذا جس کو مال ودولت کی محبت اور فکر پیدا ہوجائے، تو وہ ظلم سے، غصب سے، رشوت سے، دھوکہ سے، خیانت سے، سود اور قمار وجوے سے ہر طرح سے کوشش کرے گا کہ محبوب چیز کو حاصل کرلے، آج کل بازاروں، دکانوں میں دفتروں میں یہی ہورہا ہے، جہاں جائیں رشوت، چوری، ظلم، خیانت، دھوکہ وغیرہ کا بازار گرم ہے، یہی وجہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مال کی محبت اور حرص ہر گناہ کی جڑ اور بنیاد ہے اس سے بچو۔ (٢)

---

(١) عن كعب بن عياض قال: سمعت النبي صلى الله عليه وسلم: ان لكل أمة فتنة و فتنة أمتي المال۔ (جامع الترمذي: (٥٩/٢)، أبواب الزهد، باب ماجاء ان فتنة هذه الأمة المال، ط: قديمي۔

مشكوة المصابيح: (ص: ٤٣٢)، كتاب الرقاق، الفصل الثاني، ط: قديمي۔

(٢) (حب الدنيا رأس كل خطيئة) بشاهد التجربة والمشاهدة، فإن حبها يدعو إلى كل خطيئة ظاهرة وباطنة، سيما خطيئة يتوقف تحصيلها عليها، فيسكر عاشقها حبها عن علمه بتلك الخطيئة وقبحها وعن كراهتها واجتنابها، وحبها يوقع في الشبهات ثم في المكروه ثم في المحرم وطالما أوقع في الكفر۔ (فيض القدير للمناوي: (٣٦٨/٣) رقم الحديث: ٣٦٦٢، حرف الحاء، ط: دار المعرفة۔ بيروت۔

احياء علوم الدين للغزالي: (٢٠٢/٣) كتاب ذم الدنيا، ط: دار المعرفة۔ بيروت۔

كنز العمال: (١٩٢/٣)، رقم الحديث: ٦١١٣، الكتاب الثالث: في الأخلاق، الباب الأول، الفصل الثاني: في تعديد الأخلاق المحمودة... ط: مؤسسة الرسالة۔

مال کی محبت سے آخرت خراب ہوجاتی ہے

(٧٠) جو شخص دنیا سے محبت کرتا ہے یعنی دنیا کے عیش و آرام، مال و متاع، ساز و سامان سے دل لگاتا ہے، اس میں جان و مال و وقت لگاتا ہے تو اس کی آخرت خراب ہوتی ہے، اس کی آخرت کو نقصان پہنچتا ہے، اس کے برعکس جو دنیا سے محبت نہیں کرتا بلکہ آخرت سے اور آخرت والے کاموں سے محبت کرتا ہے اور اس میں جان و مال لگاتا ہے تو اس کی آخرت ٹھیک رہتی ہے، لیکن دنیا کو نقصان پہنچتا ہے، اس وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ تم آخرت کے اعمال کو اختیار کرو جو باقی رہتے ہیں اور کام آنے والے ہیں، دنیا اور دنیا کے مال و متاع، عیش و آرام جو ختم ہوجانے والی چیزیں ہیں ان سے محبت نہ کرو ان میں زیادہ محنت نہ کرو، کیونکہ جب آدمی ان کی محبت میں پڑتا ہے تو ان کی محنت پر لگ جاتا ہے اور اللہ و رسول کو بھول جاتا ہے، دین و ایمان چھوڑ دیتا ہے، جو کہ تباہی اور ہلاکت کے سبب کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔

حضرت ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے دنیا کے مال و متاع سے محبت کی اس نے اپنی آخرت کو خراب کیا اور نقصان پہنچایا، اور جس نے آخرت اور آخرت کے کاموں سے محبت کی تو اس نے اپنی دنیا کو نقصان پہنچایا، لہٰذا تم ترجیح دو جو باقی رہنے والا ہے اس کو اس پر جو فنا ہونے والا ہے۔ (1)

---

(١) عن أبی موسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: من أحب دنیاہ أضر بآخرتہ، ومن أحب آخرتہ أضر بدنیاہ، فآثروا مایبقی علی مایفنی، رواہ احمد۔ مشکوٰۃ المصابیح: (ص: ۴۴۱) کتاب الرقاق، الفصل الثانی، ط: قدیمی۔

مسند أحمد: (۴/ ۴۱۲) ، رقم الحدیث: ۱۹۷۱۲، حدیث ابی موسی الاشعری رضی اللہ عنہ، ط: مؤسسہ قرطبۃ۔

السنن الکبری للبیہقی مع الجوھر النقی: (۳/ ۳۷۰)، کتاب الجنائز، باب ماینبغی لکل مسلم أن یستعملہ من قصر الأمل والإستعداد للموت فإن الأمر قریب، ط: دائرۃ المعارف ھند۔

مال کے پیچھے پڑنے کا انجام

جس شخص پر دنیا ہر وقت سوار رہتی ہے، ہر وقت اسی فکر میں رہتا ہے کہ کتنا مال فروخت ہوا اور کتنا نفع ہوا، بس اسی سوچ بچار میں لگا رہتا ہے، حلال وحرام کی پرواہ نہیں ہوتی، نماز روزہ کی فکر نہیں ہوتی، جائز وناجائز کا خیال نہیں ہوتا، ایسے شخص کی اللہ کے نزدیک کوئی عزت نہیں ہوتی، اللہ تعالیٰ اس سے بے نیازی اور قناعت کو کھینچ کر فقر اور فکر کو اس کے سامنے رکھ دیتے ہیں، مال اور جائیداد کی فراوانی کے باوجود تنگی اور کمی محسوس کرتا ہے، اور مال سے اسے خاطر خواہ فائدہ حاصل نہیں ہوتا، اور دوسروں کو بھی اس کے مال سے فائدہ نہیں ہوتا، اور اللہ کے دین کی اشاعت میں اس کا مال صرف نہیں ہوتا کیونکہ وہ مالدار ہونے کے باوجود اپنے آپ کو حد درجہ غریب اور محتاج سمجھتا ہے، نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ ایسا آدمی مال وجائیداد کے ایک بھاری بوجھ کا حساب لے کر قیامت کے دن اللہ کے دربار میں حاضر ہوتا ہے اس لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے مال سے پناہ مانگی ہے جو جان کے لئے وبال بنے گا۔ (۷۱)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد خفیف میں ہمیں خطبہ دیا، اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء بیان کی جس کے وہ لائق ہے، پھر فرمایا، جس کی ساری فکر دنیا سے وابستہ ہو (یعنی ہر وقت دنیا اور مال کی فکر میں مشغول رہتا ہو) اللہ تعالیٰ اس کے ذہن کو منتشر کر دے گا (یعنی سکون وطمانیت سے محروم کرے گا اور وہ شخص ڈیپریشن اور ٹینشن کا شکار ہوگا) اور اللہ تعالیٰ اس کی دونوں آنکھوں کے سامنے فقر لکھ دے گا (یعنی ہمیشہ مال کے باوجود تنگی ہی محسوس کرے گا) اور دنیا تو اتنی ہی ملے گی جتنی لکھی ہوگی۔ (۱)

(۱) عن ابن عباس رضي الله عنهما قال: خطبنا رسول الله صلي الله عليه وسلم في مسجد الخيف فحمد الله وذكره بما هو اهله, ثم قال: "من كانت الدنيا همه فرق الله شمله, وجعل فقره بين عينيه ولم يؤته من الدنيا=

مال گناہ میں خرچ کرنا مال کی بربادی ہے

٧٢ ''گناہ میں مال خرچ کرنا مال کی بربادی ہے'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

مالِ متقوم

☆ مال متقوم وہ مال ہے جس کی عرف یا شریعت میں کوئی قیمت ہو۔ (١)

☆ مال اگر ایسی چیز ہے کہ شریعت میں اس سے نفع اٹھانا جائز ہے تو وہ مال متقوم ہے۔ (٢)

مالِ متقوم نہیں

''مال متقوم'' یعنی قیمت والا مال ہو، جو بھی چیز شریعت اور عرف کے اعتبار سے مال نہیں ہے بلکہ بے قیمت چیز ہے، جیسے نجس، بے کار اور بے فائدہ چیزیں، انسان یا جانور کا بہتا ہوا خون، مردار، مردار کی کھال دباغت (TANNING) سے پہلے، خنزیر، شراب، انسانی اعضاء، انسانی دودھ مال متقوم نہیں ہیں، ان چیزوں کی خرید و فروخت حرام ہے اور آمدنی بھی حرام ہے۔ (٣)

= إلا ما كتب له. (الترغيب والترهيب: (٣٩/٢) كتاب البيوع، الترغيب في الاقتصاد في طلب الرزق والإجمال فيه وما جاء في ذم الحرص وحب المال، ط: دار الكتب العلمية)

المعجم الكبير للطبراني: (٢٦٦/١١)، رقم الحديث: ١١٦٩٠، باب العين، ط: مكتبه ابن تيمية.

مجمع الزوائد: (٢٤٨/١٠) رقم الحديث: ١٧٨١٤، كتاب الزهد، باب فيمن كانت نيته وهمه الدنيا والأخرة، ط: مكتبة القدس.

(١، ٢، ٣) والشرط الثاني لجواز البيع: أن يكون المبيع متقوماً، وهو شرط لانعقاد البيع، فما ليس متقوماً بحكم العرف أو بحكم الشرع لا ينعقد بيعه، أما ما هو غير متقوم في العرف، فكل ما لا ينتفع به... فكل ما لا يباح الانتفاع به ليس متقوماً شرعاً ولا يجوز بيعه... فلا يجوز بيع الخمر، لأنه وإن كان مالاً فإنه مال غير متقوم شرعاً،... وكذلك الخنزير لا يجوز بيعه لكونه ليس بمال متقوم شرعاً... وكذلك الميتة ليست بمال متقوم شرعاً فلا يجوز بيعها، ولا بيع أي جزء تحله الحياة منها فلا يجوز بيع جلدها قبل الدبغ... قد اتفق الفقهاء على نجاسة الدم وعدم جواز بيعه... وإن أجزاء الآدمي ليست مالاً عند الحنفية، لكون الآدمي مكرماً فلا يصح بيعها لما فيه من الابتذال،... ولذلك قال الفقهاء الحنفية: =

مال مسروقہ کی خرید وفروخت کا حکم

(۷۳) جان بوجھ کر چوری کا مال خریدنا جائز نہیں ہے، اگر کسی نے کوئی مال خریدا، سودا کرلینے کے بعد معلوم ہوا کہ یہ مال چوری کا ہے، تو خریدار پر ضروری ہے کہ مال اصل مالک کو واپس کردے، اور خریدار بائع سے اپنی رقم واپس لے لے۔

اور جس چیز کے بارے میں قرائن سے غالب گمان ہو کہ یہ چوری کی ہے، تو اس کو نہ خریدے اور اگر غلط فہمی سے خرید لی گئی اور بعد میں حقیقت واضح ہوگئی، تو وہ چیز اس کے اصل مالک کو واپس کردے، اور مشتری (خریدار) بائع (بیچنے والا) سے اپنی رقم واپس لے لے۔(۱)

مزید ''چوری کا مال'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

=لایجوز بیع لبن امرأة فی قدح... (فقہ البیوع: (۲۸۹/۱، ۲۹۰، ۲۹۱، ۳۰۰، ۳۰۲، ۳۰۸، ۳۱۴) المبحث الثالث: فی أحکام المبیع والثمن... الشرط الثانی: کون المبیع متقوماً، ط: معارف القرآن۔

☐ وأما شرائط المعقود علیہ ان یکون موجوداً مالامتقوماً... ولم ینعقد بیع مالیس بمال متقوم کبیع الحرو المدبر المطلق... والمیتة والدم... وجلد المیتة قبل الدبغ وجلد الخنزیر مطلقاوعظمه وشعره وعصبه علی الصحیح کشعر الآدمی وعظمه... ولم ینعقد بیع الخمر والخنزیر فی حق المسلم... ولم ینعقد بیع النحل ودود القز إلاتبعاً ولا بیع العذرة الخالصة... ولبن المرأة... (البحر الرائق: (۲۵۹/۵)، کتاب البیع، ط: سعید۔

☐ شامی: (۵۰۵/۴)، کتاب البیوع، مطلب شرائط البیع أنواع أربعة، ط: سعید۔

☐ المال المتقوم یستعمل فی معنین الأول بمعنی مایباح الانتفاع به، والثانی: بمعنی المال المحرز فالسمک فی البحر غیر متقوم وإذا اصطید صار متقوماً بالإحراز... فیعرف بانه المال المحرز الذی یمکن ادخاره مع إباحة الانتفاع به شرعاً، فمایباح بلاتمول لا یکون مالا کحبة حنطة، ومایتمول بلا إباحة انتفاع لایکون متقوماً کالخمر، وإذا عدم الأمران لم یثبت واحد منهما کالدم۔ (شرح المجلة للاتاسی: (۱۷/۲، ۱۸)، المادة: ۱۲۷، الکتاب الأول: البیوع، المقدمة، ط: رشیدیه۔

☐ شرح المجلة لرستم باز: (۵۸/۱)، المادة: ۱۲۷، أیضاً، ط: فاروقیه کوئٹه۔

☐ البحر الرائق: (۲۵۶/۵، ۲۵۷)، کتاب البیع، ط: سعید۔

(۱) ولو باع السارق المسروق من انسان أو ملکه منه بوجه من الوجوه، فإن کان قائما فلصاحبه أن یأخذه، لأنه عین ملکه، وللمأخوذ منه أن یرجع علی السارق بالثمن الذی دفعه... (بدائع الصنائع: =

مال ملک میں موجود نہ ہو

(۷۴) ”ملک میں موجود نہ ہو“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۹۵/۶)

مال منگوایا ابھی تک قبضہ میں نہیں آیا

بعض لوگ بیرون ملک سے مال منگواتے ہیں مثلاً گندم منگوالی، چاول منگوالیے، چائے منگوالی، یا دوسری چیزیں، ابھی تک یہ چیزیں پاکستان میں پہنچی نہیں ہوتی، بعض دفعہ باہر ملک کے بیوپاری مال کو جہازوں میں چڑھا دیتے ہیں، بعض دفعہ مال ابھی جہازوں میں چڑھایا بھی نہیں ہوتا، صرف خرید وفروخت کے کاغذات پاکستانی تاجروں کو بھیج دیتے ہیں، اب پاکستانی تاجر خریداری کی رسید اور قیمت کی بنیاد پر منافع لگا کر وہی مال جواب تک بیرون ملک میں ہے، ان کے قبضہ میں نہیں آیا ہے، دوسرے اور تیسرے شخص کو فروخت کر دیتے ہیں، اس طرح سلسلہ بسلسلہ کئی افراد تک ان کاغذات اور رسیدوں کی خرید وفروخت ہو جاتی ہے، جبکہ ابھی تک مال آیا نہیں ہوتا، اس طرح خرید وفروخت کرنا بھی ناجائز اور حرام ہے۔ کیونکہ زائد قیمت اور منافع پر فروخت کرنے میں سود لینا ہوتا ہے اور کم قیمت پر دینے میں سود دینا ہوتا ہے، اس واسطے کہ اس خریدار نے بیرون ملک سے جب مال خریدا تو قیمت خرید مثلاً ہزار روپے فی بوری ادا کیے ہیں، اب اگر اس کو بارہ سو روپے پر فروخت کرتا ہے، مال تو موجود نہیں ہے، صرف ہزار روپے ادا کرنے کی رسید ہے، تو ہزار کی رسید کو گویا بارہ سو روپے پر فروخت کر رہا ہے، اس لئے یہ معاملہ سودی اور ناجائز ہوا، اور اگر کم

=(۸۵/۷) کتاب الحدود، فصل واما حکم السرقة، ط: سعید۔

البحر الرائق: (۶۸/۶) کتاب البیوع، باب خیار العیب۔ ط: سعید۔

لو ظهر غیر حلال ای مسروقا او مغصوبا یرجع علیه المشتری۔ (شامی: (۴۲/۵) کتاب البیوع۔ باب خیار العیب، مطلب باعه علی انه کوم تراب او حراق علی الزناد او حاضر حلال، ط: سعید۔

قیمت پر فروخت کیا ہے تو بھی جائز نہیں ہے، کیونکہ ہزار روپے کی رسید سو روپے پر فروخت کرنا جائز نہیں ہے، البتہ جتنے روپے کی رسید ہے اتنے روپے پر دوسرے یا تیسرے پر حوالہ کرنا جائز ہے۔ (۱)

مزید ''قبضہ سے پہلے مال فروخت کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۴۹/۵)

مال موجود نہ ہونے کی صورت میں بیع کرنا

اگر بائع (سیلر) یا ایکسپورٹر کے پاس مال نہیں ہے، بلکہ یا تو تیار کرنا ہے، یا تیار کرانا ہے یا خریدنا ہے، تو اس صورت میں امپورٹر یا خریدار کے ساتھ حقیقی بیع کرنا جائز نہیں ہے، البتہ ایسے وقت میں ''ایگریمنٹ ٹو سیل'' (وعدۂ بیع) کرنا چاہیے، اور اگر خریدار کے ذہن میں یہ ہو کہ وہ کنفرم معاملہ کر رہا ہے تو اس کا مطلب یہ ہونا چاہیے کہ خریدار، ایکسپورٹر کی طرف سے ''بیع کا وعدہ'' کنفرم کر رہا ہے بیع کا نہیں، ورنہ جائز نہیں ہوگا، پھر جس وقت ایکسپورٹر امپورٹر کو مال روانہ کرے گا اس وقت حقیقی بیع

---

(۱) لا يجوز بيع المنقول قبل القبض لما روينا ولقوله عليه السلام: إذا ابتعت طعاما فلا تبعه حتى تستوفيه. (تبيين الحقائق: (۴/ ۳۳۷)، كتاب البيوع، فصل: صح بيع العقار قبل قبضه، ط: دار الكتب العلمية/ أشرفيه كوئٹہ۔

شرح المجلة لرستم باز: (۱/ ۱۰۳)، المادة: ۲۵۳، البيوع، الباب الرابع، الفصل الأول، ط: فاروقيه كوئٹہ۔

البحر الرائق: (۶/ ۱۱۹)، كتاب البيع باب المرابحة والتولية، ط: سعيد۔

تكملة فتح الملهم: (۱/ ۳۵۰)، كتاب البيوع، باب بطلان بيع المبيع قبل القبض، تحت رقم الحديث: ۳۷۲۰، ط: دار العلوم كراچي۔

اعلاء السنن: (۱۴/ ۲۳۹)، كتاب البيوع، باب النهي عن بيع المشتري قبل القبض، ط: إدارة القرآن۔

وهي شرعا (نقل الدين من ذمة المحيل إلى ذمة المحتال عليه)... (شرط لصحتها رضا الكل بلا خلاف إلا في الأول)... (وتصح في الدين) المعلوم (الدر مع الرد (۵/ ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲)، كتاب الحوالة، ط: سعيد۔

البحر الرائق: (۶/ ۲۶۶، ۲۶۷)، كتاب الحوالة، ط: سعيد۔

ہوجائے گی۔[1]

مال واپس کرنا بچا ہوا

(۷۶)

''بچا ہوا مال واپس کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۹۷/۲)

مانع حمل ادویات

ڈاکٹروں کے تجربات سے یہ بات ثابت ہوچکی ہے کہ موجودہ دور میں بازاروں میں جتنی بھی مانع حمل اشیاء اور ادویات دستیاب ہیں، وہ سب نقصاندہ ہیں، بعض ادویات ایسی ہیں جن سے سینے اور رحم میں کینسر ہوجاتا ہے، اور بعض ادویات ایسی ہیں جن کے استعمال سے عورت کا جسم بہت بھاری ہوجاتا ہے۔

اگرچہ جوانی کے ایام میں یہ چیزیں نقصان دہ نظر نہیں آتیں لیکن ڈاکٹروں کا کہنا ہے کہ یہ چیزیں ایک نہ ایک دن بلکہ چالیس سال کے بعد نقصان دہ بن جاتی

---

(۱) وأما شرائط المعقود عليه فان يكون موجوداً... فلم ينعقد بيع المعدوم وماله خطر العدم...
(البحر الرائق: (۲۵۹/۵) كتاب البيوع، ط: سعيد۔

والشرط الثالث لصحة البيع في غير السلم والإستصناع: أن يكون المبيع موجوداً وهذا شرط لانعقاد البيع فلا ينعقد بيع المعدوم۔ والأصل في ذلك أن رسول الله ﷺ نهى عن بيع حبل الحبلة وهو بيع نتاج النتاج، وكذلك لا يجوز ما كان على خطر العدم... ومن أسلم في شيء فلا يجوز له أن يبيعه قبل أن يتسلمه من المسلم إليه، وكذلك من استصنع من آخر شيئا فلا يجوز له أن يبيعه قبل أن يقبضه من الصانع، لأنه إما معدوم وإما غير مملوك للبائع... ولا يجوز بيع المعدوم ولا بيع مالا يملكه الإنسان۔
(فقه البيوع: (۳۲۶/۱، ۳۳۳)، المبحث الثالث: في أحكام المبيع والثمن وما يشترط فيهما لجواز البيع، الباب الأول، الشرط الثالث، ط: معارف القرآن۔

شامی: (۵۰۵/۴) كتاب البيوع، مطلب شرائط البيع أنواع أربعة، ط: سعيد۔

أن البيع إنما ينعقد بصيغة تدل على إنشاء العقد في الحال، ولذلك لا ينعقد البيع بصيغة تتمحض للاستقبال، مثل قولنا "سوف أبيعك كذا" أو "سوف اشترى منك كذا" وإنما تنبئ هذه الصيغة عن الوعد بإنجاز البيع في المستقبل وليس بيعاً۔ (فقه البيوع: (۷۷/۱) المبحث الأول: في حقيقة البيع وطرق انعقاده، حكم الوعد أو المواعيد في البيع، ط: معارف القرآن كراجي۔

ہیں، پھر اس کا نقصان ظاہر ہوتا ہے اس لئے ایسی ادویات کی خرید وفروخت سے بچنا چاہئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لا ضرر ولا ضرار۔ (۱)

ترجمہ: کسی کو نقصان نہ پہنچاؤ اور نہ نقصان اٹھاؤ۔

اولاد اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے اس پر جتنا بھی شکر ادا کیا جائے کم ہے لہٰذا حمل ٹھہر جائے تو اس کو ضائع نہیں کرنا چاہئے، تاہم اگر وقفہ دینے کی شدید ضرورت ہے تو اس کا ایک طریقہ یہ ہے کہ عزل کرلے، بخاری شریف کی روایت میں ہے صحابہ رضی اللہ عنہم کہتے ہیں:

کنا نعزل والقرآن ینزل۔ (۲)

ترجمہ: ہم عزل کرتے تھے اور اس وقت قرآن مجید نازل ہوتا تھا۔

عزل سے مراد یہ ہے کہ ہمبستری کے وقت شرم گاہ سے باہر انزال کرے۔

دوسرا طریقہ یہ ہے کہ مہینے کو چار ہفتوں میں تقسیم کرلے ایک ہفتہ حیض کے ایام کا اور تین ہفتے پاکی والے، حیض کے دوران مباشرت کرنا حرام ہے باقی رہ گئے تین ہفتے، اب مباشرت صرف ایام حیض کے بعد والے ہفتے اور ایام حیض سے پہلے والے ہفتے میں کرے، درمیان والے تیسرے ہفتے میں مباشرت نہ کرے تو اس سے بھی عام طور پر وقفہ ہو جاتا ہے، حمل نہیں ٹھہرتا ہے، یا عورت اگر دن رات میں کم از کم ۲۴ دفعہ بچے کو دودھ پلائے تو اس دوران مباشرت سے حمل نہیں ٹھہرتا۔

---

(۱) مالك عن عمر بن يحيى المازني عن أبيه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: لا ضرر ولا ضرار. (موطا الامام مالك: (ص: ٦٤٣) كتاب الأقضية، القضاء في المرفق، ط: قديمي)

السنن الكبرى للبيهقي: (٦٧/٦) كتاب إحياء الموات، باب من قضى بين الناس بما فيه صلاحهم، ط: إدارة تاليفات اشرفيه.

كنز العمال: (٥٩/٤) رقم الحديث: ٩٤٩٨، كتاب البيوع من قسم الأقوال، الباب الثاني في البيع، الفصل الثاني، الفرع الثالث: في الخداع والغش، ط: مؤسسة الرسالة.

(۲) الصحيح للبخاري: (٧٨٤/٢) رقم الحديث: ٥٢٠٨، كتاب النكاح، باب العزل، ط: قديمي.

مانع شرعی

خریدار مبیع کے عیب پر آگاہ ہونے کے بعد اس میں زیادتی کر دے مثلاً سفید کپڑا خریدنے کے بعد معلوم ہوا کہ اس میں عیب ہے، اور اس نے کپڑا بائع کو واپس نہیں کیا بلکہ اس نے کپڑے کو رنگ کر دیا، یا اس سے قمیص یا کرتا بنالیا تو اب اسے واپس کرنا ممکن نہیں ہے اس کو مانع شرعی کہتے ہیں۔ (۱)

مانع طبعی

مثلاً عیب دار مبیع (بیچی گئی چیز) مشتری (خریدار) کے پاس آسمانی آفت یا مشتری کے استعمال سے ہلاک ہوگیا تو واپس کرنا ممکن نہیں رہا اس لئے بیع لازم ہوجائے گی، البتہ عیب کی وجہ سے جو ثمن میں کمی آئی ہے خریدار اس بارے میں بائع سے مطالبہ کرسکے گا۔ (۲)

---

(۱) وماما يمنع الرد دون أن يكون البائع ملتزما بالضمان من أول الأمر فهو مايأتي... ۲. المانع الشرعي: وهو أن يحدث في المبيع قبل القبض زيادة متصلة غير متولدة من الأصل كصبغ الثوب والبناء على الأرض، أو يحدث بعد القبض زيادة متصلة غير متولدة أو زيادة منفصلة متولدة كالولد والثمرة. (الفقه الإسلامي وادلته: (۳۵٦۹/۵) القسم الثالث. العقود أو التصرفات المدنية المالية، الفصل الأول: عقد البيع، المبحث الخامس: الخيارات، خيار العيب، المطلب الخامس، ط: رشيديه)

فلو قطعه المشتري وخاطه أو صبغه... ثم اطلع على عيب رجع بنقصانه؛ لامتناع الرد بسبب الزيادة لحق الشرع لحصول الربا. قوله: ثم اطلع على عيب)... قال ح: وهو يفيد أن الزيادة لو كانت بعد الإطلاع على العيب لا يرجع بالنقصان ووجهه ظاهر. (الدر المختار مع الرد: (۳۰/۵) كتاب البيوع، باب خيار العيب، مطلب: في أنواع زيادة المبيع، ط: سعيد)

حاشية الطحطاوي على الدر المختار: (۵۲/۳) كتاب البيوع، باب خيار العيب، ط: دار المعرفة.

(۲) المانع الطبيعي: وهو هلاك المبيع بآفة سماوية أو بفعل المبيع أو باستعمال المشتري كأكل الطعام، فيمتنع الرد في هذه الحالات لهلاك المبيع، ويثبت للمشتري حق الرجوع على البائع بنقصان العيب. (الفقه الإسلامي وادلته: (۳۵٦۹/۵) القسم الثالث: العقود أو التصرفات المدنية المالية، الفصل الأول: عقد البيع، المبحث الخامس الخيارات، خيار العيب، المطلب الخامس، ط: رشيديه)

بدائع الصنائع: (۲۸۳/۵) كتاب البيوع، فصل وأما حكم البيع، ط: سعيد. =

ماں اپنی زمین فروخت کرسکتی ہے

ماں اپنی زمین فروخت کرسکتی ہے، خواہ اس پر بیٹے راضی ہوں یا نہ ہوں، ٧٩
کیونکہ وہ مالک ہے، اور مالک کو اپنی ملکیت کی چیزوں میں ہر قسم کے جائز تصرف کرنے کا حق ہوتا ہے۔[1]

ماہانہ رسالوں کی بیع

موجودہ زمانے میں رسائل، ماہنامے، اخبار اور جرائد کی خرید و فروخت کا ایک دستور یہ بھی ہے کہ خریدار سال کے شروع میں پیشگی قیمت کی رقم ادا کردیتا ہے، اور سال بھر رتک رسالے، پرچے، روزنامے، ہفت وار اور ماہوار وغیرہ تیار کرا کے مالک کی جانب سے خریدار کے پاس روانہ کئے جاتے ہیں، یہ معاملہ درست ہے اگرچہ بظاہر یہ بیع معدوم (غیر موجود چیز کی خرید و فروخت) ہے۔

معاملہ درست ہونے کی صورت یہ ہے کہ مجموعۂ قیمت کو سال بھر کے پرچوں پر تقسیم کرکے ہر ہر پرچہ کی وصول یابی کے وقت اس کی بیع کو درست کہا جائے گا، گویا یہ ایک بیع نہیں بلکہ متعدد بیوع ہیں، ہر ہر پرچہ، اخبار، رسائل اور ماہنامے وغیرہ کی بیع اس وقت ہوتی ہے جب وہ خریدار کے پاس پہنچ جاتا ہے، اور اس وقت وہ موجود ہے معدوم نہیں ہے۔[2]

= شرح المجلة لرستم باز: (١/١٦٤) شرح المادة: ٣٤٩، الكتاب الأول: في البيوع، الباب السادس: في بيان الخيارات، الفصل السادس في بيان خيار العيب، ط: فاروقيه.

(١)؟؟؟؟؟؟؟؟؟

(٢) تخریج "احتراز" عنوان کے تحت دیکھیں۔

ماہانہ سامان لیکر آخر میں رقم ادا کرنا

''استجرار'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۲۵۱/۱)

مبہم ومجہول

اگر چیز مبہم ومجہول ہوتو بیع فاسد ہوجائے گی۔[۱]

مبیع

''مبیع'' جو چیز بیچی گئی، فروخت کی گئی (Sold Goods)۔[۲]

مبیع ایک مشتری کو دکھا کر دوسرے کو فروخت کرنا

ایک جیسی چیزوں میں سے ایک چیز مشتری (خریدار) کو دکھا کر فروخت کی، اور مشتری نے قیمت ادا نہیں کی اس لئے بائع نے وہ چیز دوسرے آدمی کو فروخت کردی، تو اس کا حکم یہ ہے کہ اگر مشتری نے یہ کہا تھا کہ مجھے یہی متعین چیز پسند ہے، دوسری چیز نہیں لوں گا تو پھر بائع وہ چیز کسی دوسرے آدمی کو فروخت نہیں کرسکتا، مگر مشتری کے آنے سے مایوس ہوجانے کی صورت میں یک طرفہ عقد بیع کو فسخ کرلے اور اس کے بعد وہ چیز کسی اور آدمی کو فروخت کرکے قیمت وصول کرلے۔

اور اگر بائع (سیلر) نے وہ چیز مشتری (خریدار) کو صرف نمونہ کے طور پر

---

(۱) والشرط السادس المتعلق بالمبيع أن يكون متعيناً معلوماً، وهذا شرط لصحة البيع لا لانعقاده، فيفسد بيع المجهول جهالة مفضية إلى المنازعة... (فقه البيوع (۱/ ۳۶۹) المبحث الثالث: في أحكام المبيع والثمن... الشرط السادس: أن يكون المبيع معلوماً، ط: مكتبة معارف القرآن۔

البحر الرائق: (۶/ ۷۳) كتاب البيع، باب البيع الفاسد، ط: سعيد)

الدرمع الرد: (۴/ ۵۲۹) كتاب البيوع، ب: سعيد)

(۲) المبيع: ما بيع، وهو العين التي تتعين في البيع، وهو المقصود۔ (المجموعة للقواعد الفقهية (ص ۲۷۳، التعريفات الفقهية، الميم ط: مكتبة البشرى)

دکھائی تھی، اصل مبیع (بیچی گئی چیز) کو نہیں دکھایا تھا تو یہ بیع نہیں بیع کا وعدہ ہے، اور بیع کا وعدہ کرنے سے بیع منعقد نہیں ہوتی، اور اگر عقد بھی کر لیا تھا تو جب مشتری آجائے تو اس کو اس جیسی دوسری چیز دے دے، اگر مشتری کو پسند ہے تو لے لے، اور اگر پسند نہیں ہے تو نہ لے۔

واضح رہے کہ نمونہ کے طور پر جو چیز دکھائی جاتی ہے اس کی بیع نہیں ہوتی۔ مثلاً کسی دکاندار نے خریدار کو ایک فریزر فروخت کیا اور نمونے کے طور پر ایک فریزر دکھایا، تو نمونے کے طور پر دکھائے گئے فریزر میں بیع نہیں ہوگی، اس لئے نمونے کے طور پر دکھائے گئے فریزر کو کسی اور کسٹمر کو فروخت کرنا جائز ہوگا، اور خریدار کو اس جیسا فریزر دینا کافی ہوگا، اور اگر کسی فریزر کو متعین کر کے فروخت کیا تو وہ خاص ہوجائے گا اور وہ فریزر کسی اور آدمی کو فروخت کرنا جائز نہیں ہوگا، ہاں اگر مشتری نہ آئے اور آنے کی امید ختم ہوجائے تو یکطرفہ عقد فسخ کر کے بیچنے والے کے لئے وہ چیز کسی اور کو فروخت کر کے قیمت وصول کرنے کا حق ہوگا۔[1]

---

(۱) قال: ومن اشترى عبدا فغاب، والعبد في يد البائع، وأقام البائع البينة أنه باعه إياه، فإن كانت غيبته معروفة لم يبع في دين البائع؛ لأنه يمكن إيصال البائع إلى حقه بدون البيع، وفيه إبطال حق المشتري، وإن لم يدر أين هو، بيع العبد وأوفي الثمن؛ لأن ملك المشتري ظهر بإقراره، فيظهر على الوجه الذي أقر به مشغولاً بحقه، وإذا تعذر استيفائه من المشتري بيبع القاضي فيه كالراهن إذا مات والمشتري إذا مات مفلسا والمبيع لم يقبض۔ (الهداية: (۱۰۴/۳) كتاب البيوع، مسائل منثورة، ط: رشيديه)

فتح القدير (۱۲۰/۷) كتاب البيوع، مسائل منثورة، ط: رشيديه)

البحر الرائق: (۱۷۴/۶، ۱۷۵) كتاب البيع، باب المتفرقات، ط: سعيد)

من اشترى شيئا لم يره فله الخيار إذا رآه، إن شاء أخذه بجميع ثمنه، وإن شاء رده، سواء رآه على الصفة التي وصفت له أو على خلافها، كذا في فتح القدير وهو خيار يثبت حكما لا بالشرط كذا في الجوهرة النيرة۔ (الهندية: (۵۷/۳، ۵۸) كتاب البيوع، الباب السابع: في خيار الرؤية، الفصل الأول: في كيفية ثبوت الخيار وأحكامه، ط: رشيديه)

البحر الرائق (۲۶/۶) كتاب البيع، باب خيار الرؤية، ط: سعيد)

فتح القدير: (۳۰۹/۶) كتاب البيوع، باب خيار الرؤية، ط: رشيديه)

مبیع بائع کی ملکیت ہو

فروخت کی جانے والی چیز بیع کے وقت بائع (بیچنے والے) کی ملکیت ہو، لہٰذا جو چیز فروخت کرنے والے کی ملکیت میں نہیں اسے بیچنا جائز نہیں، اگر اس چیز کی ملکیت حاصل کرنے سے پہلے اسے بیچتا ہے تو بیع باطل ہوگی۔

مثلاً زید عمرو کو ایک کار بیچتا ہے جو اس وقت بکر کی ملکیت میں ہے، لیکن اسے امید ہے کہ وہ کار بکر سے خرید لے گا، اور بعد میں عمرو کے حوالے کر دے گا تو یہ بیع باطل ہے، اس لئے کہ کار بیع کرتے وقت زید کی ملکیت میں نہیں تھی۔ (۱)

مبیع بیع کے وقت موجود ہو

بیچی جانے والے چیز (مبیع) کا بیع کے وقت موجود ہونا ضروری ہے، لہٰذا جو چیز ابھی تک وجود میں نہیں آئی اسے بیچنا جائز نہیں ہے، اگر غیر موجود چیز کی بیع کی گئی اگرچہ باہمی رضامندی سے ہی ہو، یہ بیع شرعاً باطل ہوگی۔

مثلاً زید اپنی گائے کا بچہ جو کہ بھی تک پیدا نہیں ہوا ہے، عمرو کو بیچتا ہے، تو یہ بیع باطل ہے۔ (۲)

مبیع پر خریدار کا قبضہ کرایا جانا یقینی ہو

''بیچی جانے والے چیز پر خریدار کا قبضہ کرایا جانا یقینی ہو'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

(۱، ۲) وأما شرائط المعقود عليه فأن يكون موجوداً مالا متقوماً مملوكا في نفسه وإن يكون ملك البائع فيما يبيعه لنفسه... ولم ينعقد بيع الملاقيح والمضامين وعسب الفحل... وخرج بقولنا: وأن يكون ملكا للبائع، ما ليس كذلك فلم ينعقد بيع ما ليس بمملوك له وإن ملكه بعده... (البحر الرائق: (۵/۲۵۹، ۲۶۰) كتاب البيع، ط: سعيد)

شامی (۴/۵۰۵) کتاب البیوع، مطلب شرائط البيع أنواع اربعة، ط: سعيد۔

شرح المجلة لخالد الاتاسی: (۲/۸۷) البيوع، الباب الثاني، الفصل الأول، في حق شروط المبيع وأوصافه، ط: رشيديه۔

مبیع پر قبضہ

مبیع (بیچی گئی چیز) پر قبضہ کرنے کے بعد مشتری (خریدار) کے ضمان میں داخل ہونے کی وجہ سے مشتری ذمہ دار ہوگا، اور قبضہ سے پہلے بائع ذمہ دار ہوگا، اور قبضہ کی حقیقت عرف پر مبنی ہے، نیز اشیاء کے اعتبار سے بھی فرق ہوگا۔ (۱)

مبیع پر قبضہ کر لینا قسط لیٹ ہونے کی وجہ سے

"قسط لیٹ ہونے کی وجہ سے مبیع واپس لینا" عنوان کے تحت دیکھیں۔

مبیع پسند نہ آنے پر واپس کرنا

عقد بیع کے وقت مبیع کو خریدنے پر رغبت دلانے کے لئے جن اوصاف اور معیار کو بیان کرتے ہیں مبیع میں ان اوصاف اور معیار کا موجود ہونا ضروری ہے، ورنہ مشتری کو کل قیمت پر لینے یا بیع فسخ کر کے نہ لینے کا اختیار ہوگا۔

مثلاً ایک شخص نے دوسرے آدمی کو کوئی چیز اس شرط پر فروخت کی کہ یہ فلاں کمپنی کی مصنوعات میں سے ہے، عمدہ اور اعلیٰ معیار کی حامل ہے، لیکن خریدنے کے

---

(۱) المبیع إذا هلک فی ید البائع قبل أن یقبضه المشتری یکون من مال البائع ولاشیٔ علی المشتری... إذا هلک المبیع بعد القبض هلک من مال المشتری ولا شیٔ علی البائع۔ (شرح المجلة للاتاسی (۲/ ۲۲۳، ۲۲۵) المادة: ۲۹۴، ۲۹۳، البیوع، الباب الخامس: فی بیان المسائل المتعلقة بالتسلیم والتسلم، الفصل الخامس: فی بیان المواد المترتبة علی هلاک المبیع، ط: رشیدیه)

القبض لیس بشرط فی البیع إلا أن العقد متی تم کان علی المشتری أن یسلم الثمن أولاً ثم یسلم البائع المبیع... إلا أن لزوم الضمان للمشتری یتوقف علی القبض... تختلف کیفیة التسلیم باختلاف المبیع (درالحکام شرح مجلة الأحکام: (۱/ ۲۴۹، ۲۵۲) المادة: ۲۶۵، ۲۶۲، البیوع، الباب الخامس، الفصل الأول، ط: دار عالم الکتب ریاض، مکتبة سلطانیة)

شرح المجلة لرستم باز: (۱/ ۱۰۹، ۱۱۰) المادة: ۲۶۵، ۲۶۲، البیوع، الباب الخامس، الفصل الاول: فی بیان حقیقة التسلیم وکیفیتهما، و: (۱/ ۱۲۰، ۱۲۱) المادة: ۲۹۳، ۲۹۳، الفصل الخامس فی بیان المواد المترتبة علی هلاک المبیع، ط: فاروقیه کوئٹه۔

بعد معلوم ہوا کہ وہ چیز عمدگی اور پائیداری میں اس معیار کی نہیں ہے جس معیار کا بائع نے عقدِ بیع کے وقت بتایا تھا تو ایسی صورت میں مشتری (خریدار) کو کل قیمت پر لینے یا واپس کرنے کا حق حاصل ہوگا۔ (۱)

مبیع پہلے ادا کرے یا قیمت

''قیمت پہلے ادا کرے یا چیز'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۲۳/۵)

مبیع چھ ماہ بعد حوالہ کرنے کی شرط پر بیع کرنا

بعض لوگ دکان وغیرہ چلتے ہوئے کاروبار اور ساز وسامان کے ساتھ اس طرح خرید وفروخت کرتے ہیں کہ اس کی قیمت طے ہوجاتی ہے، مگر فروخت کرنے والا کہتا ہے کہ قیمت تو آج وصول کریں گے لیکن دکان کو ساز وسامان کے ساتھ چھ ماہ بعد حوالہ کریں گے اتنے عرصے تک دکان میں موجود مالک یہی کاروبار کرتا رہے گا، تو اس طرح بیع (خرید وفروخت) کرنا بیع فاسد ہے، شرعاً جائز نہیں ہے، کیونکہ اس میں ایسی شرط لگائی گئی ہے، جو بیع کے تقاضے کے منافی ہے، اور اس میں ایک فریق

---

(۱) وإن اشترى ثوبا على انه عشرة أذرع بعشرة، أو أرضا على أنها مائة ذراع بمائة فوجدها أقل، فالمشترى بالخيار إن شاء أخذها بجملة الثمن، وإن شاء ترک وإن وجدها أكثر من الذراع الذى سماه فهو للمشترى ولا خيار للبائع وإن نقص فقد فات الوصف المرغوب فيختل رضاه فيخير ولا يحط شيئ من الثمن كذا فى الكافى۔ (الهندية: (۱۲۳/۳) كتاب البيوع، الباب التاسع: فيما يجوز بيعه ومالا يجوز، الفصل الثامن فى جهالة المبيع أو الثمن، ط: رشيديه)

☜ اشترى من آخر فرسا، ذكر البائع انها من نسل خيل فلان لفرس مشهورة بالجودة، ثم تبين كذبه هل له الرد أم لا؟ فأجاب: إذا اشتراها بناء على ما وصف له بثمن لو لم يصفها بهذه الصفة لاتشترى بذلک الثمن والتفاوت بين الثمنين فاحش، وهى لاتساوى ما اشتراها به له الرد إذا تبين بخلاف ذلک۔ (تنقيح الفتاوى الحامدية: (۲۷۳/۱) كتاب البيوع، باب الخيارات) ط: رشيديه)

☜ شرح المجلة للاتاسى: (۲۵۳/۲) المادة: ۳۰۱، البيوع، الباب السادس: فى بيان الخيارات، الفصل الثانى فى بيان خيار الوصف، ط: رشيديه)

یعنی بائع (بیچنے والے) کو نفع بھی ہے، اس لئے بیع کی یہ صورت جائز نہیں ہے۔

ہاں اگر فروخت کرنے والے کو رقم کی فوری ضرورت ہے، اور خریدنے والا اسے رقم دینے پر راضی ہے، تو خریدار مالک کو فی الحال قرضۂ حسنہ کے طور پر مطلوبہ رقم دے دے، جس سے مالک اپنی ضروریات فوری طور پر پوری کر سکے، اور قرض دیتے وقت اس بات کی شرط نہ لگائی جائے کہ کہ چھ ماہ بعد اس کے عوض بیع کر لیں گے، البتہ چھ ماہ بعد باہمی رضامندی سے قرض کی رقم کے عوض دکان خرید لی جائے تو اس طرح معاملہ کرنا جائز ہوگا۔ [1]

مبیع حوالہ کرنے کے لئے چند دن کی مہلت کی شرط لگانا

☆ سودا کرتے وقت بائع (سیلر) کی جانب سے یہ شرط لگانا کہ بائع، مبیع (بیچی گئی چیز) مشتری (خریدار) کو ابھی حوالہ نہیں کرے گا بلکہ پانچ دن بعد حوالہ کرے گا، تو یہ شرط فاسد ہے، اور اس میں بائع کا فائدہ ہے، اس لئے یہ بیع فاسد ہوجائے گی اس کو ختم کرنا لازم ہوگا۔

☆ اور اگر بائع رقم لیکر چند دن بعد مبیع تیار کر کے حوالہ کرنے کا وعدہ کرے گا تو یہ ''بیع استجرار'' کی وجہ سے پیشگی رقم وعدۂ بیع میں شمار ہوگی، اور مبیع حوالہ کرتے

---

(١) ومنها: شرط لا یقتضیه العقد وفیه منفعة للبائع أو للمشتری أو للمبیع إن کان من بنی آدم کالرقیق، ولیس بملائم للعقد ولا ماجری به التعامل بین الناس، نحو ما إذا باع دارا علی أن یسکنها البائع شهرا ثم یسلمها إلیه... ونحو ذلک فالبیع فی هذا کله فاسد: لأن زیادة منفعة مشروطة فی البیع تکون ربا، لأنها زیادة لا یقابلها عوض فی عقد البیع وهو تفسیر الربا... وأما بیع هذه الدیون من غیر من علیه والشراء بها من غیر من علیه... لم یجز، بخلاف البیع والشراء بالدین ممن علیه الدین: لأن ما فی ذمته مسلم له.
(بدائع الصنائع: (١٦٩/٥، ١٨٢) کتاب البیوع، فصل: وأما شرائط الصحة، ط: سعید۔)
البحر الرائق (٨٣/٦، ٨٥، ٨٦) کتاب البیع، باب البیع الفاسد، ط: سعید۔)
فقه البیوع، (٣٨٧/١، ٣٨٨) المبحث الرابع: فی الشروط التی ترجع إلی صلب العقد، الباب الثانی: فی الشرط الفاسد، ط: معارف القرآن کراچی)

وقت بیع منعقد ہوگی۔[1]

مبیع روکنا

"قیمت کی وصولی کے لئے چیز روکنا" عنوان کے تحت دیکھیں۔(۲۴۰/۵)

مبیع روکنے کا حق

نقد بیع میں بائع (سیلر) کو ثمن وصول کرنے کے لئے مبیع (بیچی گئی چیز) کو روکنے کا حق ہوتا ہے، قسطوار بیع میں بائع کو ثمن وصول کرنے کے لئے مبیع کو روکنے کا حق نہیں ہوتا، بلکہ مبیع کو مشتری کے قبضہ میں دینا ضروری ہوتا ہے، اور بائع کو صرف

---

(۱) ومن باع عينا على أن لا يسلمه إلى رأس الشهر فالبيع فاسد؛ لأن الأجل في البيع العين باطل، فيكون شرطا فاسدا، وهذا لأن الأجل شرعا ترفيه فيليق بالديون دون الأعيان۔ (الهداية: (۶۳/۳) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: رشيديه)

إذا شرط الأجل في المبيع العين فسد العقد، وإن شرط الأجل في الثمن والثمن دين، فإن كان الأجل معلوما جاز البيع، وإن كان مجهولا فسد البيع۔ (الهندية: (۱۴۲/۳) كتاب البيوع، الباب العاشر في الشروط التي تفسد البيع والتي لا تفسد، ط: رشيدية)

البحر الرائق: (۸۵/۶) كتاب البيع، باب البيع الفاسد، ط: سعيد۔)

وقد أسلفنا قول الإمام مالك رحمه الله في المؤطا: "ولا بأس أن يضع الرجل عند الرجل درهما، ثم يأخذ منه بربع أو بثلث أو كسر معلوم سلعة معلومة" وتبين بهذا أن الاستجرار بمبلغ مقدم جائز مثل الاستجرار بثمن مؤخر، ويكون المبلغ قرضا عند البائع إلى أن يقع البيع عند الأخذ، فتجرى مقاصة القرض بثمن المبيع، والمبلغ مضمون على البائع، إن هلك هلك من ماله... (بحوث في قضايا فقهية معاصرة: (۲۹/۱) البيع بالتعاطي والاستجرار، ط: دار العلوم۔)

قال في الولوالجية: دفع دراهم إلى خباز فقال: اشتريت منك مائة من خبز وجعل يأخذ كل يوم خمسة أمناء فالبيع فاسد وما أكل فهو مكروه... ولو أعطاه الدراهم وجعل يأخذ كل يوم خمسة أمناء ولم يقل في الابتداء اشتريت منك يجوز وهذا حلال وإن كان نيته وقت الدفع الشراء، لأنه بمجرد النية لا ينعقد البيع، وإنما ينعقد الآن بالتعاطي والآن المبيع معلوم، فينعقد البيع صحيحا۔ (شامي (۵۱۶/۴) كتاب البيوع، مطلب في بيع الاستجرار، ط: سعيد)

فقه البيوع: (۷۳/۱، ۷۵) المبحث الأول: في حقيقة البيع وطرق انعقاده، الباب الثاني: في أحكام الإيجاب والقبول، بيع الاستجرار، ط: معارف القرآن۔

قیمت کی رقم وصول کرنے کا حق ہوتا ہے۔[1]

مبیع قیمتی چیز ہو

"بیچی جانے والی چیز کی کوئی قیمت ہو" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۴۴/۲)

مبیع کا ضمان میں آنا

موجودہ قانون کے اعتبار سے جب کسی چیز کی "سیل" (بیع) ہو جاتی ہے، تو اس سیل کے نتیجے میں مبیع خریدار کی ملکیت میں منتقل ہو جاتی ہے، اور عام حالات میں قبضہ سے پہلے اس کا رسک (ضمان) بھی خریدار کی طرف منتقل ہو جاتا ہے، مثلاً ایک موبائل کا سودا ہوا اور ابھی تک موبائل خریدار نے قبضہ نہیں کیا بلکہ بائع (سیلر) ہی کے قبضہ میں ہے، تو سودا ہونے کی وجہ سے موبائل کی ملکیت خریدار کی طرف منتقل ہو جائیگی، اور اس صورت میں موجودہ ملکی قانون کے اعتبار سے اس موبائل کا رسک (ضمان) بھی خریدار کی طرف منتقل ہو جائے گا، اب اگر سیلر (بائع) کے قبضے میں وہ ضائع ہو جائے، یا چوری ہو جائے، یا خراب ہو جائے تو نقصان خریدار کا ہوگا، بائع کا نہیں ہوگا، اس لئے کہ موجودہ عام قانون میں رسک (ضمان) کا دارومدار قبضہ پر نہیں ہے، بلکہ جیسے ہی سودا ہوگا، ملکیت منتقل ہو جائے گی، ضمان بھی منتقل ہو جائے گا۔

لیکن اسلامی قانون میں ایسا نہیں بلکہ اسلامی قانون میں دو چیزیں الگ الگ ہیں، ایک ہے ٹائٹل اور ملکیت کا منتقل ہونا، اور دوسرا ہے اس کا رسک اور ضمان کا منتقل ہونا۔

شریعت میں جب تک خریدی ہوئی چیز پر خریدار یا اس کے وکیل اور نمائندہ کا قبضہ نہیں ہوگا، اس وقت تک وہ چیز خریدار کے ضمان میں منتقل نہیں ہوگی،

(۱) تخریج کے لئے "لے پائے" عنوان کے تخریج نمبر ۲ دیکھیں۔

خواہ قبضہ حقیقی ہو یا عرفی اس میں کوئی فرق نہیں آئے گا، موجودہ اور شرعی قانون میں یہ فرق ہے۔ (۱)

مبیع کا علم ہونا

جس چیز کا عقد ہو رہا ہے اس کا علم اشارے سے بھی ہو سکتا ہے، اور دیکھنے کے ذریعہ بھی اور اگر اس چیز کی جنس، نوع، صفات اور مقدار کو بیان کر دیا جائے تو یہ

---

(۱) وأما ضمان المبیع بعد البیع، ففیه تفصیل... فمذهب الحنفیة والشافعیة أن المبیع یبقی فی ضمان البائع إلی أن یسلمه إلی المشتری، وذلک لأن الضمان عندهم انما ینتقل من البائع إلی المشتری بقبض المشتری للمبیع، لا بمجرد العقد: فلو هلک المبیع بعد قبض المشتری هلک من مال المشتری... وإن هلک المبیع قبل أن یقبضه المشتری بآفة سماویة انفسخ البیع بالإجماع... کل ما ذکرنا من أحکام انتقال الضمان ملحض للأحکام الشرعیة، وبه یتبین دقة الفقهاء فی هذا الموضوع، أما القوانین الوضعیة، فإنها لاتذکر القبض أو التخلیة من شروط انتقال الضمان، بل الأصل عندهم أن ضمان المبیع یتبع انتقال الملک، فینتقل ضمان المبیع إلی المشتری فور انتقال ملک المبیع إلیه، وهذا ما صرحت به المادة: ۲۶ من قانون بیع المال السائد فی بلادنا والمبنی علی القانون الانکلیزی۔ (فقه البیوع، (۲/ ۷۸۲، ۷۹۳، ۷۹۶) المبحث الثامن: تقسیم البیع من حیث ترتب آثاره، الباب الاول: فی أحکام البیع الصحیح بدون خیار، ضمان المبیع بعد البیع، وانتقال الضمان فی القانون الوضعی، ط: معارف القرآن)

المبیع إذا هلک فی ید البائع قبل أن یقبضه المشتری یکون من مال البائع ولاشئ علی المشتری۔ إذا هلک المبیع بعد القبض هلک من مال المشتری ولا شئ علی البائع۔ (شرح المجلة للاتاسی (۲/ ۲۲۳، ۲۲۵) المادة: ۲۹۳، ۲۹۴، البیوع، الباب الخامس: فی بیان المسائل المتعلقة بالتسلیم والتسلم، الفصل الخامس: فی بیان المواد المترتبة علی هلاک المبیع، ط: رشیدیه)

القبض لیس بشرط فی البیع إلا أن العقد متی تم کان علی المشتری أن یسلم الثمن أولاً ثم یسلم البائع المبیع... إلا أن لزوم الضمان للمشتری یتوقف علی القبض... تختلف کیفیة التسلیم باختلاف المبیع۔ (درر الحکام شرح مجلة الأحکام: (۱/ ۲۴۹، ۲۵۲) المادة: ۲۶۲، ۲۶۵، البیوع، الباب الخامس، الفصل الأول، ط: دار عالم الکتب ریاض، مکتبة سلطانیة)

شرح المجلة لرستم باز: (۱/ ۱۰۹، ۱۱۰) المادة: ۲۶۲، ۲۶۵، البیوع، الباب الخامس، الفصل الاول: فی بیان حقیقة التسلیم وکیفیتهما، و: (۱/ ۱۲۰، ۱۲۱) المادة: ۲۹۳، ۲۹۴، الفصل الخامس فی بیان المواد المترتبة علی هلاک المبیع، ط: فاروقیه کوئٹه۔

بھی صحیح ہے۔ (۱)

مبیع کا وزن ظرف کے ساتھ کرنا

اگر بائع اور مشتری راضی ہیں تو مبیع کے ساتھ ظرف (ڈبہ، لفافہ، بوری، برتن وغیرہ) کے وزن کا حساب کرنا بھی جائز ہے، اور عرف و رواج کی وجہ سے یہی سمجھا جائے گا کہ اس مبیع موزون کا وزن ظرف کے ساتھ اتنا ہوگا۔

نیز یہ کہ موجودہ دور میں بائع (بیچنے والا) اور مشتری (خریدار) دونوں کا مقصود وہ خاص ڈبہ، لفافہ، بوری یا تھیلی ہوتا ہے، اس پر لکھا ہوا وزن بیع میں مشروط نہیں ہوتا اس لئے خریدنے کے بعد وزن کے بغیر بھی اس میں تصرف کرنا جائز ہے۔ (۲)

مبیع کو ادھار دینے کی شرط

اگر عقد بیع کے وقت بائع نے یہ شرط لگائی کہ مبیع ادھار ہوگی یعنی حوالگی

---

(۱) ولا بد من معرفة قدر ووصف ثمن غير مشار لا مشار، أي لا يصح البيع إلا بمعرفة قدر المبيع والثمن ووصف الثمن إذا كان كل منهما غير مشار إليه، أما المشار إليه فغير محتاج إليهما... (البحر الرائق (۲۷۳/۵) كتاب البيع، ط: سعيد)

الدر مع الرد (۵۲۹/۴، ۵۳۰) كتاب البيوع، ط: سعيد)

فتح القدير (۲۴۰/۶) كتاب البيوع، ط: رشيديه)

(۲) قد شاع في عصرنا أن الموزونات تباع في علب معباة مكتوب عليها وزنها ومعنى ذلك أن البائع عبأها بعد وزنها، وكتب الوزن على العلب، وكذلك المكيلات، مثل الحليب، والأدهان والبنزين تباع معباة في علب مكتوب عليها كيلها باللترات وقد سبق جواز بيعها في بيان البيع على البرنامج، ولكن الناس يشترون هذه العلب دون أن يزنوا أو يكيلوا ما فيها، ولا يمكنهم الوزن أو الكيل، لأن ذلك يحتاج إلى فك التعبئة، وفيه حرج شديد للبائع والمشتري كليهما فهل يجوز مثل هذا البيع؟ - فيمكن أن يقال في بيع هذه العلب: إنها بعد تعبئتها صارت عددية، تباع على الصفة عدداً، وأما الوزن المكتوب عليها، فليس لكونها تباع وزناً، وإنما التمييز صغيرها من كبيرها... فيمكن تخريج بيعها على أنها بيعت على الصفة مجازفة وعلى هذا فقبضها يتحقق بما يتحقق به قبض العدديات المنقولة۔ (فقه البيوع (۱/ ۳۰۹، ۳۱۰) المبحث الثالث: في أحكام المبيع والثمن... الباب الأول: في المبيع... الشرط السابع: أن يكون مقبوضاً للبائع، قبض العلب المعباة، ط: معارف القرآن)

(Delivery) مؤخر کرنے کی باقاعدہ شرط لگادی کہ میں ایک مہینہ یا دو مہینے کے بعد دوں گا تو اس سے بیع فاسد ہوجائے گی، شریعت کی رو سے مبیع ادھار نہیں ہوسکتی، اس کا نقد ہونا ضروری ہے، اور ثمن ادھار ہوسکتا ہے، نقد ہونا ضروری نہیں ہے۔

فرق کی وجہ یہ ہے کہ بیع تو بائع کے پاس موجود اور متعین ہوتی ہے، ورنہ بیع کرنا جائز نہیں ہوتا، جب وہ موجود اور متعین ہے تو اس میں ادھار کرنے کا کوئی مطلب نہیں بنتا اور ثمن معین نہیں ہوتا، اور بیع صحیح ہونے کے لئے ثمن کی رقم خریدار کے پاس موجود ہونا ضروری نہیں ہے۔

ہوسکتا ہے خریدار کے پاس ابھی رقم کا انتظام نہ ہو، آئندہ اس کا بندوبست کر کے ادا کردے گا، لہٰذا ثمن کی ادائیگی کو مؤخر کیا جاسکتا ہے، مبیع کی ادائیگی کو مؤخر نہیں کیا جاسکتا۔

نوٹ: بیع سلم کا حکم اس سے مستثنیٰ ہے اس میں مبیع (مسلم فیہ) کی حوالگی مؤخر ہوتی ہے اور ثمن مجلس عقد میں حوالہ کرنا لازم ہوتا ہے۔ (۱)

---

(۱) (ومن باع عيناً على أن لايسلمه إلي رأس الشهر فالبيع فاسد) لأن الأجل في المبيع العين باطل، فيكون شرطاً فاسداً. (الهدايه:(۶۹/۳) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: رحمانيه)

ومن باع عيناً على أن لا يسلمه إلي رأس الشهر الخ) الأجل في المبيع العين باطل لإفضائه إلي تحصيل الحاصل فإنه شرع ترفيهاً في تحصيله باتساع المدة فإذا كان المبيع أو الثمن حاصلاً كان الأجل لتحصيل الحاصل وإنما قيد بالعين احترازاً عن السلم فإن ترك الأجل فيه مفسد للحاجة إلي التحصيل. (العناية على هامش فتح القدير:(۸۲/۶) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: رشيديه)

قوله: لأن الأجل في المبيع العين) قيد بالعين احترازاً عن السلم فيه: لأن الأجل شرع ترفيهاً ليتمكن المشتري من التحصيل في مدة الأجل أما العين فحاصل فلاحاجة إلي ذكر الأجل للترفيه، فإذا شرط فيه يكون شرطاً فاسداً والبيع يفسد بالشرط الفاسد. (الكفايه مع الفتح:(۸۲/۶) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: رشيديه)

الدر المختار مع الرد:(۸۱/۵،۸۲) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، مطلب في بيع الشرب، ط: سعيد)

مبیع کو دوبارہ بائع پر فروخت کرنے کی شرط لگانا

بیع کرتے وقت مبیع (بیچی گئی چیز) کو دوبارہ بائع (بیچنے والے) پر فروخت کرنے کی شرط لگانے سے بیع فاسد ہوجاتی ہے، اس لئے بیع کرتے وقت اس قسم کی شرط نہ لگائی جائے ورنہ بیع فاسد ہوجائے گی، کیونکہ اس میں بائع کا فائدہ ہے۔

مثلاً اگر کوئی شخص کوئی چیز فروخت کرتے وقت مشتری (خریدار) کے ساتھ یہ شرط لگاتا ہے کہ جب میرے پاس پیسے آجائیں اور میں ادا کرسکوں تو آپ اس چیز کو مجھ پر دوبارہ فروخت کریں گے، یا جب آپ اس چیز کو فروخت کرنا چاہیں گے تو مجھے ہی فروخت کرنا ہوگا کسی اور پر فروخت کرنے کی اجازت نہیں ہوگی، تو بیع کرتے وقت اس قسم کی شرط لگانا جائز نہیں ہے، اس سے بیع فاسد ہوجائے گی اور اس بیع کو ختم کرنا لازم ہوگا۔(۱)

مبیع کو زیادہ قیمت پر فروخت کرنا

مبیع کی قیمت خرید کو ظاہر کئے بغیر زیادہ قیمت پر فروخت کرنا جائز ہے، البتہ مناسب قیمت یا عام مارکیٹ کی قیمت سے زیادہ لینا مروت کے خلاف ہے، بخیل اور لالچی ہونے کی دلیل ہے۔(۲)

---

(۱) (ولا بیع بشرط)... (لا یقتضیه العقد ولا یلائمه وفیه نفع لأحدهما أو (فیه نفع (لمبیع) هو (من أهل الاستحقاق)۔ (الدر مع الرد: (۸۵/۵) کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، مطلب فی البیع بشرط الفاسد، ط:سعید)

ولو باع شیئا علی أن یهب له المشتری أو یتصدق علیه أو یبیع منه شیئا أو یقرضه کان فاسدا۔ (الهندیة: (۱۳۳/۳) کتاب البیوع، الباب العاشر فی الشروط التی تفسد البیع والتی لا تفسده، ط: رشیدیه)

بدائع الصنائع: (۵/۱۶۹) کتاب البیوع، فصل وأما شرائط الصحة، ط:سعید۔

(۲) ولو اشتری ثوبا بعشرة دراهم ورقمه اثنی عشر، فباعه مرابحة علی الرقم من غیر بیان جاز إذا کان الرقم معلوما والربح معلوما ولا یکون خیانة؛ لأنه صادق لکن لا یقول اشتریته؛ لأنه یکون کاذبا فیه۔ (بدائع الصنائع: (۲۲۳/۵) کتاب البیوع، فصل: وأما بیان ما یجب بیانه فی المرابحة وما لا یجب، ط:سعید)=

مبیع کی تعیین ضروری ہے

☆ اناج غلہ وغیرہ سب چیزوں میں اختیار ہے، چاہے تول کے حساب سے لے، اور یوں کہہ دے کہ سو روپے کلو کے حساب سے گندم میں نے خریدی اور چاہے یوں ہی خرید کر کے لے لے اور یہ کہہ دے کہ گندم کا یہ ڈھیر میں نے سو روپے میں خریدا، پھر اس ڈھیر میں چاہے جتنی گندم نکلیں سب اسی کی ہوگی۔

☆ کیلے، مالٹے، کینو اور موسمی وغیرہ میں بھی اختیار ہے کہ گنتی کے حساب سے لے لے یا وزن کر کے لے لے یا ویسے ہی ڈھیر کے حساب سے لے لے، اگر ایک ٹوکری یا کریٹ کے سب کیلے یا مالٹے وغیرہ پانچ سو روپے میں خرید لئے اور گنتی اس کی کچھ معلوم نہیں کہ کتنے ہیں تو بھی بیع درست ہے، اور سب کیلے مالٹے وغیرہ خریدار کے ہیں چاہے کم نکلیں چاہے زیادہ اس سے کوئی فرق نہیں آئے گا۔

☆ کوئی شخص بیر وغیرہ کوئی چیز بیچنے آیا، اس سے کہا کہ سو روپے میں اس اینٹ کے برابر تول کر دے، اور بیچنے والا بھی اس اینٹ کے برابر تول کر بیچنے پر راضی ہو گیا اور اس اینٹ کا وزن کسی کو معلوم نہیں کہ کتنی بھاری نکلے گی، تو یہ بیع درست ہے۔(۱)

= المساومة: بیع یتفق فیه البائع والمشتری علی ثمن محدد، دون نظر إلی تکلفة البائع وربحه، بمعنی أن العقد لایصرح بکم قام المبیع علی البائع وکم یربح فیه، وأکثر مایتبایع الناس بهذا الطریق... (فقه البیوع، (۲/۶۳۱) المبحث السادس: تقسیم البیع من حیث ربحه، ط: معارف القرآن)

الفقه الإسلامی وأدلته: (۵/۳۷۷۳) العقود أو التصرفات المدنیة المالیة، بیوع الأمانة، المطلب الثالث مایجب بیانه فی المرابحة ومالایجب، ط: رشیدیه)

(۱) (وشرط لصحته معرفة قدر) مبیع وثمن (ووصف ثمن)... (غیر مشار) إلیه (لا) یشترط ذلک فی (مشار إلیه) لنفی الجهالة بالاشارة مالم یکن ربویا قوبل بجنسه... (قوله: لایشترط ذلک فی مشار إلیه)... لأن المشار إلیه مبیعا کان أو ثمنا لایحتاج إلی معرفة قدره ووصفه فلو قال: بعتک هذه الصبرة من الحنطة أو هذه الکورجة من الأرز والشاشات وهی مجهولة العدد بهذه الدراهم التی فی یدک: وهی مرئیة له فقبل جاز ولزم لأن الباقی جهالة الوصف یعنی القدر وهو لایضر إذ لایمنع من التسلیم والتسلم. (الدر مع الرد (۴/۵۲۹، ۵۳۰) کتاب البیوع، ط: سعید)=

مبیع (Sold Goods) کی شرائط

مبیع یعنی فروخت ہونے والی چیز کی بیع صحیح ہونے کے لئے چھ شرائط ضروری ہیں، اگر ان میں سے ایک شرط بھی نہیں پائی جائے گی تو بیع صحیح نہیں ہوگی۔

① یقینی طور پر وہ چیز موجود ہو، ہونے نہ ہونے میں شک (Uncertain) نہ ہو۔

② قیمتی مال ہو، خریدنے کے لئے لوگوں کے دل میں رغبت کے قابل ہو، حقیر اور بے قیمت چیز نہ ہو۔

③ شریعت نے اس سے فائدہ اٹھانے کی اجازت دی ہو۔

④ ملکیت کے قابل ہو یعنی ایسی چیز نہ ہو جس میں ملک ثابت نہ ہو، جیسے ہوا، سمندر اور دریا کا پانی، اور عام چراگاہ وغیرہ۔

⑤ وہ چیز ایسی ہو جو سودا ہونے کے بعد خریدار کے حوالہ کی جاسکے۔

⑥ مبیع بیچنے والے کی ملکیت ہو۔(۱)

= البحر الرائق (۵/ ۲۷۳) کتاب البیع، ط: سعید)

فتح القدیر (۶/ ۲۳۰) کتاب البیوع، ط: رشیدیہ)

(۱) وشرط المعقود علیه ستة: كونه موجوداً، مالاً متقوماً، مملوكاً في نفسه، وكون الملك للبائع فيما يبيعه لنفسه، وكونه مقدور التسليم، فلم ينعقد بيع المعدوم وماله خطر العدم... ولا بيع الحر والمدبر... والميتة والدم، ولا بيع الخمر والخنزير في حق مسلم، وكسرة خبز، لأن أدنى القيمة التي تشترط لجواز البيع فلس، ولا بيع الكلأ ولو في أرض مملوكة له، والماء في نهر أو بئر، والصيد والحطب والحشيش قبل الاحراز ولا بيع ماليس مملوكا له وإن ملكه بعده... ولا بيع معجوز التسليم كالآبق والطير في الهواء والسمك في البحر بعد أن كان في يده (شامی (۴/ ۵۰۵) کتاب البیوع، مطلب شرائط البيع أنواع أربعة، ط: سعید)

البحر الرائق (۵/ ۲۵۹) کتاب البیع، ط: سعید)

شرح المجلة للاتاسی (۲/ ۸۷) المادة: ۱۹۷، البيوع، الباب الثاني، الفصل الأول، في حق شروط المبيع وأوصافه، ط: رشیدیہ)

مبیع کی قیمت بڑھ جانے پر بیع فسخ کرنے کا حکم

بائع (بیچنے والے) اور مشتری (خریدار) کی رضامندی سے ایجاب وقبول ہونے کے بعد بیع تام ہوجاتی ہے، اور مشتری مبیع کا مالک بن جاتا ہے، اس کے بعد مبیع کی قیمت بڑھ جانے پر بائع کو مشتری کی رضامندی کے بغیر یکطرفہ بیع فسخ کرنے کا اختیار نہیں ہوتا، ہاں اگر مشتری راضی ہوجائے تو پھر فسخ کرنا جائز ہوگا۔ (۱)

مبیع کے اوصاف میں کمی ہو

''مبیع پسند نہ آنے پر واپس کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۸۳/۶)

---

(۱) حدثنا ابو نعمان قال حدثنا حماد بن زيد قال حدثنا ايوب عن نافع عن ابن عمر رضى الله عنه قال: قال النبی ﷺ: البيعان بالخيار مالم يتفرقا أو يقول أحدهما لصاحبه اختر وربما قال: أو يكون بيع خيار۔ (صحيح البخارى: (۲۸۳/۱) كتاب البيوع، باب اذالم يوقت الخيار هل يجوز البيع، ط: قديمى)

باب البيعان بالخيار مالم يتفرقا... وبه قال ابن عمر ؓ: أى بخيار البيعين مالم يتفرقا، قال عبد الله بن عمر بن الخطاب رضى الله عنه وقد مضى ان ابن عمر رضى الله عنه كان إذا اشترى شيئا يعجبه فارق صاحبه، وروى الترمذى من طريق ابن فضيل عن يحيى بن سعيد، وكان ابن عمر رضى الله عنه اذا ابتاع بيعا وهو قاعد قام ليجب له، وقد ذكرنا عن مسلم نحوه۔ (عمدة القارى: (۳۸۵/۸) كتاب البيوع، باب البيعان بالخيار مالم يتفرقا، ط: دار الحديث ملتان، و(۳۲۳/۱۱) ط: دار الكتب العلمية)

ومعنى قول النبی ﷺ الا بيع الخيار معناه: ان يخير البائع والمشترى بعد إيجاب البيع فإذا خيره، فاختار البيع فليس له خيار بعد ذلك فى فسخ البيع، وإن لم يتفرقا هكذا فسره الشافعى وغيره۔ (جامع الترمذى: (۲۳۶/۱) ابواب البيوع، باب ماجاء البيعان بالخيار مالم يتفرقا، ط: قديمى)

البيع النافذ يفيد الحكم فى الحال أى ثبوت الملك فى البدلين لكل منهما فى بدل، وهذا هو الحكم الأصلى... إذا كان البيع لازماً نافذاً فليس لأحد المتبايعين الرجوع عنه أى وإن لم يتفرق مجلس العقد... (شرح المجلة للاتاسى (۳۷۳/۲)، المادة: ۳۷۳، ۳۷۵، البيوع، الباب السابع: فى بيان أنواع البيع وأحكامه، الفصل الثانى: فى بيان أحكام أنواع البيوع، ط: رشيديه۔)

البحر الرائق (۲۶۱/۵) كتاب البيع، ط: سعيد)

الدر مع الرد (۵۰۶/۴) كتاب البيوع، ط: سعيد)

مبیع کے ساتھ انعامی کوپن کا حکم

''انعامی کوپن والی اشیاء خریدنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(٣٥٥/١)

مبیع مسترد کرنے کی صورت میں بائع تک پہنچانے کا خرچہ

''آرڈر دینے والا مبیع واپس کرے تو بائع تک پہنچانا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

مبیع مشتری کے قبضہ سے پہلے کس کے ضمان پر ہے

''مشتری کے قبضہ سے پہلے مبیع کا ضمان کس پر ہے'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

مبیع معیار کے مطابق نہ ہو

''مبیع پسند نہ آنے پر واپس کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(٨٣/٦)

مبیع میرے کام کا نہیں واپس لے لیں

''مشتری نے بائع سے کہا: مبیع میرے کام کا نہیں واپس لے لیں'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(١٩٧/٦)

مبیع میں اضافہ بائع کا حق ہے

''مبیع میں زیادتی بائع کا حق ہے'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(٩٦/٦)

مبیع میں تفریق جائز نہیں

کسی نے رات کو دو ریشمی ازار بند پچاس روپے میں لئے، جب صبح کو دیکھا تو معلوم ہوا کہ ایک ان میں سے سوتی ہے، تو دونوں کی بیع جائز نہیں ہوئی، نہ ریشمی ازار بند کی اور نہ سوتی ازابند کی۔

اسی طرح اگر دو انگوٹھیاں شرط کر کے خریدیں کہ دونوں کا ''نگ'' فیروزہ کا

ہے، پھر معلوم ہوا کہ ایک میں فیروزہ نہیں کچھ اور ہے تو دونوں کی بیع ناجائز ہے، اب اگر ان میں سے ایک کا یا دونوں کا لینا منظور ہو تو اس کی صورت یہ ہے کہ پھر سے بات چیت کر کے خریدے۔ (۱)

مبیع میں زیادتی بائع کا حق ہے

مثلاً ایک آدمی نے دو جریب زمین فروخت کی اور اس کے چاروں طرف کے حدود بھی لکھ کر دے دیئے، اور ہر جریب کی قیمت بھی متعین کر لی، بیع کے بعد مذکورہ زمین کی پیمائش کی گئی تو وہ متعین مقدار سے زائد نکلی، تو یہ زائد زمین بائع کا حق ہے مشتری کا نہیں ہے، البتہ مشتری کو یہ اختیار حاصل ہے یا تو وہ زمین نہ لے، بائع کو واپس کر دے یا پھر اضافی زمین کی بھی اضافی رقم بائع کو ادا کر کے پوری زمین لے لے۔ (۲)

---

(۱) شری دارا علی أن بناء ها بالآجر فاذا هو بلبن أو أرضا علی أن شجرها کلها مثمر فإذا واحدة منها لاتثمر أو ثوبا علی أنه مصبوغ بعصفر فإذا هو بزعفران... (قوله: فسد) أی لفحش التفاوت فیکون اختلف الجنس، وعند اختلاف الجنس لایعتبر کونه خیر مما شرطه کالمصبوغ بزعفران... (الدر مع الرد: (۵۹۰/۴) کتاب البیوع، باب اخیار الشرط، فروع، ط:سعید)

البحر الرائق (۲۴/۶، ۲۵) کتاب البیع، باب خیار الشرط، ط:سعید)

فتح القدیر (۳۰۸/۶) کتاب البیوع، باب خیار الشرط، قبیل، باب خیار الرؤیة، ط:رشیدیه)

(وإذا أوجب واحد قبل الآخر)... (فی المجلس)... (کل المبیع بکل الثمن أو ترک) لئلا یلزم تفریق الصفقة (إلا إذا) أعاد الإیجاب والقبول... (قوله: إلا إذا أعاد الإیجاب والقبول) کأن قال اشتریت نصف هذا المکیل بکذا، وقبل الآخر فیکون بیعاً مستأنفاً لوجود رکنیه وبطل الأول۔ (الدر مع الرد (۵۲۶/۴) کتاب البیوع، مطلب مایوجب اتحاد الصفقة وتفریقها، ط:سعید)

(۲) ولو قال: بعت منک هذا الثوب أو هذه الأرض علی أنها عشرة أذرع کل ذراع بدرهم، فوجدها عشرة لزمته بعشرة دراهم ولا خیار له، وإن وجدها خمسة عشر ذراعا فهو بالخیار ان شاء أخذ الجمیع کل ذراع بدرهم، وإن شاء ترکها۔ (الهندیة: (۱۲۴/۳) کتاب البیوع، الباب التاسع فیما یجوز بیعه ومالا یجوز، الفصل الثامن فی جهالة المبیع أو الثمن، ط:رشیدیه۔

وإن زاد شیئ علیه فهو للبائع؛ لأن البیع وقع علی مقدار معین والقدر لیس بوصف۔ (البحر الرائق: (۲۸۸/۵) کتاب البیع، ط:سعید۔

الدر مع الرد: (۵۴۴/۴)، کتاب البیوع، مطلب المعتبر ماوقع علیه العقد... ط:سعید۔

مبیع میں زیادتی کا مطالبہ کرنا

سودا کرتے وقت خریدار بیچنے والے سے خرید شدہ چیز کے علاوہ اور کوئی چیز بھی ساتھ مانگے اور بیچنے والا بھی خوشی سے دے دے تو یہ لینا جائز ہوگا، اور یہ مبیع (بیچی گئی چیز) کا جزء ہوگا، اگر کسی وجہ سے سودا کینسل ہوگا تو مبیع کو اس اضافی چیز کے ساتھ واپس کرنا لازم ہوگا۔ (١)

واضح رہے کہ اس قسم کی اضافی چیز لینے کی عادت بنانا مناسب نہیں، ایسے رواج کو ترک کر دینا چاہیے۔

مبیع واپس لینا

''مشتری نے مقررہ وقت پر قیمت ادا نہیں کی'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

مبیع واضح طور پر معلوم ہو

جس چیز کی بیع ہو رہی ہے، اس کا واضح طور پر معلوم ہونا ضروری ہے، اور

---

(١) (وكذا) صح (الزيادة في المبيع) ولزم البائع دفعها ان قبل المشتري ذلك، لأنه تصرف في حقه و ملكه، ويلتحق بالعقد، فيصير حصته من الثمن حتى لو هلكت الزيادة قبل القبض، تسقط حصتها من الثمن۔ (مجمع الانهر: (١١٦/٣) كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، فصل: لايصح بيع المنقول قبل قبضه، ط: غفارية كوئته/دار الكتب العلمية۔

(وصح الزيادة في المبيع) ولزم البائع دفعها ان في غير سلم... (وقبل المشتري، وتلتحق أيضا بالعقد، فلو هلكت الزيادة قبل قبض سقط حصتها من الثمن) (الدر المختار مع رد المحتار: (٥/ ١٥٥) كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، فصل في التصرف في المبيع والثمن، ط: سعيد)

البحر الرائق: (٢٠٠/٦) كتاب البيع، فصل في بيان التصرف في المبيع، ط: رشيديه، و: (٦/ ١٢٠) ط: سعيد۔

تبيين الحقائق: (٣٣٢/٣) كتاب البيوع، باب التولية، ط: دار الكتب العلمية بيروت، أشرفيه كوئته۔

شرح المجلة لسليم رستم باز: (١٠٧/١) رقم المادة: ٢٥٧، البيوع، الباب الرابع: في بيان المسائل المتعلقة في الثمن والمثمن بعد العقد، الفصل الثاني: في بيان التزييد والتنزيل في الثمن والمبيع بعد العقد، ط: فاروقيه كوئته۔

خریدار کو اس کی شناخت کرانا ضروری ہے۔

واضح رہے کہ بیچی جانے والی چیز کی تعیین اشارہ کر کے بھی ہوسکتی ہے، اور ایسی تفصیلی وضاحت سے بھی ہوسکتی ہے جس سے وہ چیز ان اشیاء سے ممتاز ہوجائے جن کی بیع مقصود نہیں۔

مثلاً ایک بلڈنگ ہے، جس میں ایک ہی انداز کے بنے ہوئے کئی اپارٹمنٹ ہیں "زید" جو کہ بلڈنگ کا مالک ہے، "عمرو" سے کہتا ہے کہ آپ کو ان اپارٹمنٹس میں سے ایک اپارٹمنٹ بیچتا ہوں، "عمرو" قبول بھی کر لیتا ہے، تو یہ بیع صحیح نہیں ہوئی، جب تک کہ زبانی وضاحت کے ساتھ یا اشارہ کر کے ایک اپارٹمنٹ کی تعیین نہ کر دی جائے۔ [1]

متروکہ جائداد غیر مسلموں کی

"غیر مسلموں کی متروکہ اشیاء فروخت کرنا" (۶۹/۵) اور "غیر مسلموں کی متروکہ جائیداد" عنوانات کے تحت دیکھیں۔ (۷۰/۵)

متعین وزن والی اشیاء کو بلاوزن فروخت کرنا

متعین وزن والی اشیاء جن کا وزن متعین و معلوم ہو، جیسے بند ڈبے یا پیکٹ وغیرہ ان میں دوبارہ وزن کرنے کی ضرورت نہیں، وزن کے بغیر خرید و فروخت کرنا درست ہے، کیونکہ ہر ظرف اصطلاحی وزن کا آلہ۔

---

(۱) (وشرط لصحته معرفة قدر) مبيع وثمن (ووصف ثمن)... (غير مشار) إليه (لا) يشترط ذلك في (مشار إليه) لنفي الجهالة بالاشارة مالم يكن ربويا قوبل بجنسه... (قوله: لايشترط ذلك في مشار إليه)... لأن المشار إليه مبيعاً كان أو ثمنا لايحتاج إلى معرفة قدره ووصفه فلو قال: بعتك هذه الصبرة من الحنطة أو هذه الكورجة من الأرز والشاشات وهي مجهولة العدد بهذه الدراهم التي في يدك: وهي مرئية له فقبل جاز ولزم لأن الباقي جهالة الوصف يعني القدر وهو لايضر إذ لا يمنع من التسليم والتسلم. (الدر مع الرد (۵۲۹/۴، ۵۳۰) كتاب البيوع، ط: سعيد)
▭ البحر الرائق (۲۷۳/۵) كتاب البيع، ط: سعيد)
▭ فتح القدير (۲۴۰/۶) كتاب البيوع، ط: رشيديه)

نیز موجودہ دور میں وزن والی اشیاء بلا ڈبے یا پیکٹ وغیرہ عدد متقارب کے درجے میں آگئی ہیں، اور وزن کے بارے میں دھوکہ کا امکان بہت کم ہے، کیونکہ موجودہ زمانہ میں ناپ تول مشینی آلات کے ذریعہ فیکٹریوں میں ہوتا ہے اس میں بظاہر کمی بیشی کی گنجائش نہیں ہوتی اور موجودہ دور میں مشینی آلات پر لوگوں کا اعتماد بھی بہت زیادہ ہے، اس لئے معاملہ مشکوک نہیں ہوتا، اور مبیع بھی مجہول نہیں ہوتی۔ (۱)

---

(۱) عن جابر رضی اللہ عنہ قال: نهى رسول الله ﷺ عن بيع الطعام حتى يجرى فيه الصاعان، صاع البائع وصاع المشترى. (سنن ابن ماجه: (ص: ۱۶۱)، أبواب التجارات، باب النهى عن بيع الطعام قبل مالم يقبض. ط: قديمى.

☐ ومن اشترى مكيلا مكايلة أو موزونا موازنة فاكتاله أو اتزنه ثم باعه مكايلة أو موازنة لم يجز للمشترى منه أن يبيعه ولا أن يأكله حتى يعيد الكيل والوزن... ولأنه يحتمل أن يزيد على المشروط وذلك للبائع والتصرف فى مال الغير حرام فيجب التحرز عنه. (الهداية: (۷۷/۳) كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية فصل: من اشترى شيأ مماينقل... ط: رشيديه.

☐ نهى النبى ﷺ عن بيع الطعام حتى يجرى فيه الصاعان، فيكون للبائع الزيادة وعليه النقصان. (السنن الكبرى: (۳۱۶/۵) رقم الحديث: ۱۱۰۱۵، كتاب البيوع، باب الرجل يبتاع طعاما كيلا فلا يبيعه حتى يكتاله لنفسه... ط: دار المعرفة، بيروت)

☐ وإنما شرط ذلك، لأن المبيع يتناول مايحويه الكيل أو الوزن وهو مجهول، فربما يزيد وينقص، فمالم يكل لنفسه أو لم يزن لايمتاز المبيع عن غيره فكان المبيع مجهولا. (الكفاية شرح الهداية على هامش فتح القدير: (۱۱۱/۶)، كتاب البيوع باب المرابحة والتولية، فصل، ط: رشيديه)

☐ ومعناه ان المانع من التصرف هو احتمال الزيادة... أنه معلول باحتمال الزيادة على المشروط، وذلك بما يتصور إذا بيع مكايلة فلم يتناول ماعداه... وفيه ذكر جريان الصاعين، وليس ذلك الا لتعين المقدار، وتعيين المقدار إنما يحتاج إليه عند توهم زيادة أو نقصان فكان فى النص مايدل على أنه معلول بذلك. شرح العناية على هامش فتح القدير: (۴۷۷/۶، ۴۷۸)، كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، فصل، ط: رشيديه.

☐ نقول: ان البائع إذا كال الطعام بعد البيع بحضرة المشترى يكون ذلك الصاع هو صاع المشترى... فعندنا قوله "حتى يجرى فيه الصاعان" اعم من أن يكون جريان الصاعين حقيقة أو حكما ويرشد إليه قوله فى حديث أبى هريرة: فيكون لصاحبه الزيادة وعليه النقصان؛ لأنه يدل ان العلة فى النهى... انما هو امتياز حق البائع عن حق المشترى. (إعلاء السنن: (۲۳۹/۱۴) تحت رقم الحديث: ۴۷۰۳، كتاب البيوع، باب النهى عن بيع الطعام حتى يجرى فيه الصاعان، ط: إدارة القرآن.

متفرق چیزوں کے جمع کرنے پر ہدیہ مشروط ہو

''ہدیہ کا حصول متفرق چیزوں کے جمع کرنے کے ساتھ مشروط ہو'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۴۷۳/۶)

متقی لوگوں میں شمار نہیں ہوسکتا

''شبہات سے بچنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۱۱/۴)

متوقع آمدنی فروخت کرنا

''آمدنی فروخت کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۷۵/۱)

متوقع نفع کی بنیاد پر نقصان کا تعین کرنا

وعدۂ بیع کے نقصانات کا حکم'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۴۳۰/۶)

مٹھائی ڈبے کے ساتھ تولنا

''ڈبے کے ساتھ مٹھائی تولنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۹۵/۴)

مٹھی بند

کسی نے مٹھی بند کر کے کہا کہ جتنے دام ہمارے ہاتھ میں ہیں اتنے کی فلانی چیز دے دیں، اور معلوم نہیں کہ ہاتھ میں کیا ہے، روپیہ ہے یا پیسہ یا کوئی اور قیمتی چیز، جو اس کی قیمت بن سکتی ہو، اور ایک ہے یا دو، تو ایسی صورت میں بیع درست نہیں، کیونکہ سودا صحیح ہونے کے لئے قیمت معلوم ہونا ضروری ہے، اور یہاں قیمت معلوم نہیں۔ (۱)

(۱) یلزم أن یکون الثمن معلوماً، فلو جهل الثمن فسد البیع... إذا کان الثمن حاضراً فالعلم به یحصل بمشاهدته والإشارة إلیه، ولا یحتاج إذ ذاک إلی معرفة قدره ووصفه، فلو قال: اشتریت منک هذه=

مٹھی کھول کر دکھلا دیا

کسی کے ہاتھ میں کچھ پیسے ہیں، اور اس نے مٹھی کھول کر دکھلا دیا کہ اتنے پیسوں کی یہ چیز دے دیں اور بائع نے وہ پیسے ہاتھ میں دیکھ لئے، اور وہ چیز دے دی، لیکن یہ معلوم نہیں ہوا کہ ہاتھ میں کتنے پیسے ہیں، تب بھی بیع درست ہے، کیونکہ قیمت معلوم ہے، اور وہ یہ کہ مٹھی کے اندر جو پیسے ہیں وہی مراد ہیں۔ (۱)

مٹی کی وجہ سے مال زیادہ لینا

اگر نمک یا مال میں مٹی ہونے کی وجہ سے ہر ایک من میں ایک کلو نمک یا مال زیادہ لینے کی شرط رکھی جائے، اور اس پر بیچنے والا خوشی سے راضی ہو تو گنجائش ہوگی، اور اگر بیچنے والا فی من ایک کلو زائد دینے پر راضی نہ ہو تو ایک کلو زائد لینا جائز نہیں ہوگا۔ (۲)

مٹی ہے اناج وغیرہ میں

''اناج میں مٹی ہے'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۳۰/۱)

= الفرس بهذه الدراهم التي في يدي فقبل البائع حال كونه مشاهداً تلك الدراهم صح البيع ولزم...
(شرح المجلة لرستم باز (۹۹/۱) المادة: ۲۳۸، ۲۳۹، البيوع الباب الثالث: في بيان المسائل المتعلقة بالثمن، الفصل الاول، في بيان المسائل المترتبة على أوصاف الثمن وأحواله، ط: فاروقيه كوئٹه)
شرح المجلة للاتاسي (۱۵۸/۲، ۱۵۹) المادة: ۲۳۹، ۲۳۸، ايضاً، ط: رشيديه)
شامي (۵۳۰/۴) كتاب البيوع، ط: سعيد)
(۱) انظر الى الحاشية السابقة رقم: ۱، على الصفحة السابقة۔
(۲) قال الله تعالى: [يأيها الذين آمنوا لاتأكلوا أموالكم بينكم بالباطل الا أن تكون تجارةً عن تراض منكم] [النساء: ۲۹]
اما تعريفه: فمبادلة المال بالمال بالتراضي: (الهندية: (۲/۳) كتاب البيوع، الباب الأول في تعريف البيع وركنه وشرطه وحكمه وأنواعه، ط: رشيديه)
البحر الرائق: (۴۳۰/۵) كتاب البيع،، ط: رشيديه۔ و(۲۵۶/۵) ط: سعيد)
تبيين الحقائق: (۲۷۵/۴) كتاب البيوع، ط: دار الكتب العلمية، بيروت، و: أشرفيه كوئٹه)

مجبوری سے فائدہ اٹھانا

اگر کوئی شخص مجبور اور پریشان ہو کر یا کسی مصیبت سے متاثر ہو کر کوئی سامان فروخت کرے تو عام طور پر ایسے موقع پر وہ بہت زیادہ رعایت کر کے بیچتا ہے تو اس سے کم قیمت پر چیز خریدنا منع ہے، کسی کی مجبوری سے فائدہ اٹھانا انسانی اخلاق اور مروت کے خلاف ہونے کی وجہ سے مکروہ ہے۔ (۱)

ایسے موقع پر اس مجبور کی مدد اور نصرت کرنی چاہئے، اگر اس سے کوئی سامان خریدے تو مارکیٹ ریٹ کے مطابق قیمت ادا کرے تاکہ اس کی مجبوری سے فائدہ اٹھانا نہ ہو جو بری بات ہے، بلکہ بہتر یہ ہے کہ ایسے مجبور آدمی کو قرض دے دے تاکہ وہ اپنی ضرورت میں کام لا سکے، اور اتنی مہلت دے کہ وہ سہولت کے ساتھ ادا کر سکے۔ (۲)

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجبور اور پریشان کی بیع سے منع فرمایا ہے۔ (۳)

مجبور کر کے چیز بکوانا

اگر کوئی آدمی اپنی چیز بیچنے پر راضی نہیں تو اس کو مجبور کر کے چیز بکوانا جائز

(۱، ۲) قال الخطابي: إن عقد البيع مع الضرورة علي هذا الوجه جائز في الحكم، ولا يفسخ إلا أن سبيله في حق الدين والمروءة ألا يباع علي هذا الوجه، وأن لا يفتات عليه بماله، ولكن يعاون ويقرض ويستمهل له إلي الميسرة، حتي يكون له في ذلك بلاغ اه. (إعلاء السنن (۲۱۳/۱۴) كتاب البيوع، باب النهي عن بيع المضطر، ط: ادارة القرآن)

وفيه أيضا: (۲۱۸/۱۴) ايضا، ط: إدارة القرآن.

بذل المجهود: (۳۹/۱۵) كتاب البيوع، باب في بيع المضطر، ط: دار الكتب العلمية.

(۳) عن علي رضي الله عنه . . . وقد نهي النبي صلي الله عليه وسلم عن بيع المضطر. الحديث. (سنن أبي داود: (۱۲۴/۲) كتاب البيوع، باب البيع المضطر، ط: رحمانيه)

إعلاء السنن: (۲۱۳/۱۴، ۲۱۵) كتاب البيوع، باب النهي عن بيع المضطر، ط: إدارة القرآن.

مشكاة المصابيح: (ص: ۲۴۸) كتاب البيوع، باب المنهي عنها من البيوع، الفصل الثاني، ط: قديمي.

نہیں ہے بیع صحیح ہونے کے لئے فریقین کی رضامندی ضروری ہے۔ (۱)

مجبور کرنا بیچنے پر

کسی کو اس کی جائیداد بیچنے پر مجبور کرنا جائز نہیں تاہم بعض صورتوں میں حکومت یا کسی مجاز اتھارٹی کا معقول معاوضہ کے عوض میں مالک کو اپنی جائیداد بیچنے پر مجبور کرنا جائز ہے، اور اس کی چند صورتیں ہیں اور وہ یہ ہیں۔

① پہلی صورت یہ ہے کہ مقروض آدمی اپنے ذمے پر آنے والا قرض ادا نہیں کر رہا ہے اور اس کے پاس نقد رقم بھی موجود نہیں ہے تو عدالت میں مقدمہ ہونے کی صورت میں عدالت اس کو اپنی جائیداد فروخت کر کے قرض ادا کرنے کا حکم دے سکتی ہے، اگر وہ عدالتی حکم کے باوجود پس و پیش کرے تو عدالت قرض خواہ کے ساتھ انصاف کرنے کے لئے خود بھی اس کی جائیداد مارکیٹ ریٹ پر فروخت کر سکتی ہے۔ (۲)

② دوسری صورت یہ ہے کہ کسی شخص نے جائیداد وغیرہ رہن (گروی) رکھ

---

(۱) ومنها الرضا، لقول الله تعالى: إلا أن تكون تجارة عن تراض منكم... فلا يصح بيع المكره إذا باع مكرها وسلم مكرها، لعدم الرضا. (بدائع الصنائع: (۱۷۶/۵) كتاب البيع، ط: سعيد.

شامي: (۵۳/۴) كتاب البيوع، مطلب في بيع المكره والموقوف، ط: سعيد.

البحر الرائق: (۳۰۵/۵)، كتاب البيع، ط: سعيد۔

(۲) (والقاضي يحبس الحر المديون ليبيع ماله لدينه وقضى دراهم دينه من دراهمه، وباع دنانيره بدراهم دينه وبالعكس استحساناً... لايبيع القاضي عرضه ولا عقاره) للدين (خلافاً لهما وبه) أي بقولهمابيعهما للدين (يفتى)۔ (الدر المختار مع الرد: (۱۵۰/۶) كتاب الحجر، ط: سعيد)

أجاز جمهور الفقهاء۔ ماعدا أبا حنيفة۔ بيع أموال المدين لاداء ديون الغرماء مادام له مال، حيث يحجر القاضي عليه إذا طلبوا ذلك، ثم يبيع القاضي ماله ويوزعه عليهم حسب حصص ديونهم إذا امتنع المدين عن بيعه بنفسه، وذلك يشمل جميع الديون، سواء أكانت ديون قرض أو بيع أو نفقة أو دية أو تعويض۔ (الموسوعة الفقهية: (۳۶/۳۹) حرف الميم، مادة: ملك، ط: وزارة الأوقاف والشئون الإسلامية، الكويت)

بدائع الصنائع: (۱۷۳/۷) كتاب الحجر والحبس، فصل وأما بيان مايمنع المحبوس عنه الخ، ط: سعيد)

کر قرض لیا ہو اور وہ مقررہ مدت میں قرض کی ادائیگی نہیں کر رہا ہو تو قرض خواہ (مرتہن) رہن رکھی ہوئی جائیداد وغیرہ کو فروخت کر کے اپنا حق وصول کر سکتا ہے، اگرچہ مقروض اس پر راضی نہ ہو، بشرطیکہ عدالت یا قرض خواہ مارکیٹ قیمت پر فروخت کرنے کو یقینی بنائیں، لہٰذا اپنی رقم وصول کرنے کے لئے کوڑیوں کے بھاؤ بیچنے کی اجازت نہیں ہوگی۔[1]

③ تیسری صورت یہ ہے کہ جب غذائی اشیاء کی قلت ہو، اور کچھ لوگ غذائی اشیاء کی ذخیرہ اندوزی کر رہے ہوں تو اس صورت میں حکومت کو یہ اختیار حاصل ہوتا ہے کہ وہ تاجروں کو ذخیرہ کی گئی اشیاء فروخت کرنے کا حکم دے، اور اگر وہ تعمیل نہ کریں تو حکومت ان کی مرضی کے خلاف خود بھی مارکیٹ ریٹ پر فروخت کر سکتی ہے۔[2]

④ چوتھی صورت یہ ہے کہ حکومت کو عوامی مقاصد کے لئے کسی جگہ کی حقیقی

---

(١) فإن حل الأجل وغاب الراهن أجبر الوكيل على بيعه. وفي الرد: (قوله: وغاب الراهن)... وفيه رمز إلى أنه لو حضر الراهن لم يجبر الوكيل بل أجبر الراهن، فإن أبي باعه القاضي عندهما ولم يبع عنده قهستاني. قال الرملي: وهذا فرع الحجر علي الحر، وتقدم في الحجر أن قولهما به يفتي اه. (الدر المختار مع الرد: (٦/٥٠٥) كتاب الرهن، باب الرهن يوضع على يد عدل، ط: سعيد)

وفيه ايضاً: (٦/٥٠٢) ايضاً، ط: سعيد.

الموسوعة الفقهية: (٩/٧٦) حرف الباء، مادة: بيع، ط: وزارة الأوقاف والشئون الإسلامية، الكويت.

(٢) إذا خيف الضرر علي العامة أجبر بل اخذ منه ما احتكره وباعه وأعطاه المثل عند وجوده أو قيمته وهذا قدر متفق عليه بين الائمة ولا يعلم خلاف في ذلك. (الموسوعة الفقهية: (٢/٩٥) مادة: احتكار، ط: وزارة الأوقاف والشئون الإسلامية، الكويت)

(وإذا رفع إلي الحاكم) أو القاضي (حال المحتكر أمره ببيع ما يفضل عن حاجته) على اعتبار السعة في ذلك بمثل القيمة أو بغبن يسير ونهاه عن الاحتكار (فإن) باع فبها وإن (امتنع) عزره و (باع عليه) بالإتفاق علي الصحيح كما في المنح. (الدر المنتقي على مجمع الأنهر: (٤/٢١٣، ٢١٤) كتاب الكراهية، فصل في البيع، ط: دار الكتب العلمية.

مجمع الأنهر: (٤/٢١٣، ٢١٤) كتاب الكراهية، فصل في البيع، ط: دار الكتب العلمية.

شامي: (٦/٣٩٩) كتاب الحظر والإباحة، فصل في البيع، ط: سعيد.

ضرورت ہو، اور مالکان بیچنے پر آمادہ نہ ہوں تو حکومت وہ جگہ زبردستی بھی حاصل کر سکتی ہے، لیکن مالکان کو مارکیٹ ریٹ کے حساب سے ادائیگی ضروری ہے، بازاری قیمت یا متبادل جگہ دیئے بغیر کسی شہری کو اس کی جائیداد سے محروم کرنا جائز نہیں۔ (۱)

مجبور کی مجبوری سے فائدہ اٹھانا

بعض دفعہ آدمی انتہائی بے بسی اور مجبوری کی بنا پر اپنی چیز بیچ رہا ہوتا ہے تو ایسے شخص سے مارکیٹ ریٹ سے بہت کم قیمت پر چیز خریدنا انسانیت اور مروت کے خلاف ہونے کی وجہ سے درست نہیں، اگرچہ مجبور آدمی مجبوری کی وجہ سے بظاہر راضی ہی ہوتا ہے، البتہ معمولی کمی بیشی ہو تو اس میں کوئی قباحت نہیں لیکن بہت زیادہ فرق کے ساتھ درست نہیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قلبی خوشی کی تاکید فرمائی ہے، اور یہ بات طے ہے کہ مجبور آدمی خوشدلی سے غیر معمولی کم ریٹ پر بیچنے کے لئے تیار نہیں ہوتا۔ آج کل مجبور آدمی سے سستے داموں پر چیز خریدنے کو فنکاری اور کمال سمجھا جاتا ہے جو کہ انتہائی گرا ہوا ناپسندیدہ رویہ ہے، اس کی اصلاح ضروری ہے ورنہ اللہ کی رحمت اور

---

(۱) ذهب الفقهاء إلى أنه إذا ضاق المسجد بالناس فيجوز توسعته على حساب الأراضي المملوكة ملكا خاصاً وكذلك الأمر إذا احتاج الناس إلى شق طرق عامة أو توسعتها ونحو ذلك ولكن لابد من تعويض عادل يقوم بتقديره ذوو الخبرة. وقد نصت مجلة الأحكام العدلية على أنه: لدى الحاجة يؤخذ ملك كائن من كان بالقيمة بأمر السلطان ويلحق بالطريق، لكن لا يؤخذ من يده مالم يؤدله الثمن. (الموسوعة الفقهية: (۳۹/۲۵) حرف الميم، مادة: ملك، ط: وزارة الأوقاف والشئون الإسلامية، الكويت)

(يؤخذ لدى الحاجة ملك أي أحد بقيمته بأمر السلطان ويلحق بالطريق، ولكن لا يؤخذ ملكه من يده مالم يؤد له الثمن) يستملك ملك أي أحد بقيمته الحقيقية للمنافع العمومية كالطريق والمسجد ومسيل الماء ولو لم يرض صاحبه بيعه. (درر الحكام شرح مجلة الأحكام: (۳/۲۳۳) المادة: ۱۲۱٦، كتاب الشركة، الباب الثالث المسائل المتعلقة بالحيطان والجيران، أحكام الطرق ... الخ، ط: دار عالم الكتب)

شرح المجلة لرستم باز: (۱/۵۲۷) المادة: ۱۲۱٦، ايضاً، ط: مكتبه فاروقيه.

مجسموں کو زیبائش کے طور پر رکھنا

مجسموں کی خرید وفروخت، درآمد، برآمد نا جائز اور حرام ہے۔ [(۱)]

☆......اس مقصد کے لئے دکان بھی کرایہ پر دینا درست نہیں کیونکہ یہ گناہ اور زیادتی کے کام پر مدد دینے کی ایک صورت ہے، اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ نیکی اور تقویٰ پر ایک دوسرے کی مدد کرو، اور گناہ اور زیادتی پر ایک دوسرے کی مدد نہ کرو۔ [(۲)]

☆......جاندار کے مجسمے حیوانات کے ہوں، یا گھوڑوں، شیروں یا اونٹوں، بچھو، مچھلی، حشرات وغیرہ کے سب نا جائز اور حرام ہیں، خواہ دیوار اور چھت پر لٹکے ہوئے ہوں، یا الماری اور شوکیس (Show Case) میں رکھے ہوں سب

= قال الخطابي: إن عقد البيع مع الضرورة على هذا الوجه جائز في الحكم، ولا يفسخ إلا أن سبيله في حق الدين والمروءة ألا يباع على هذا الوجه، وأن لايفتات عليه بماله، ولكن يعاون ويقرض ويستمهل له إلى الميسرة، حتى يكون له في ذلك بلاغ اه. (إعلاء السنن (۱۴/۲۱۳) كتاب البيوع، باب النهي عن بيع المضطر، ط: ادارة القرآن)

وفيه أيضاً: (۱۴/۲۱۸) ايضاً، ط: إدارة القرآن.

بذل المجهود: (۱۵/۳۹) كتاب البيوع، باب في بيع المضطر، ط: دار الكتب العلمية.

(۱) ولو وجدوا في الغنائم صليباً من ذهب أو فضة أو تماثيل أو دراهم أو دنانير فيها التماثيل فإنه ينبغي للإمام ان يكسر ذلك كله فيجعله تبراً، لأنه لو قسمه أو باعه كذلك، ربما يبيعه من يقع في سهمه من بعض المشركين بأن يزيد واله في ثمنه رغبة منهم في لباسه. أو في أن يعبدوه فليتحرز عن ذلك بكسر الصليب. (شرح السير الكبير: (۳/۱۴۲) باب مايحمل عليه الفئ وما يركبه الرجل من الدواب، ط: دار الكتب العلمية)

وجاز بيع العصير من خمار واجارة بيت ليتخذه بيت نار او بيعة أو كنيسة أو يباع فيه خمر بالسواد... وهذا عند أبي حنيفة رحمه الله، وقالا: لاينبغي أن يكريه لشئ من ذلك؛ لأنه إعانة على المعصية، وقد قال الله تعالى: "وتعاونوا على البر والتقوىٰ ولا تعاونوا على الإثم والعدوان". (تبيين الحقائق: (۶/۲۹) كتاب الكراهية، فصل في البيع، ط: امداديه ملتان)۔

(۲) قال الله تعالى: وتعاونوا على البر والتقوىٰ ولا تعاونوا على الإثم والعدوان۔ (المائدة: ۲)

يأمر تعالى عباده المؤمنين على فعل الخيرات... وينهاهم عن التناصر على الباطل والتعاون على

ناجائز اور حرام ہیں۔[1]

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ”ایسے گھر میں فرشتے داخل نہیں ہوتے جس میں کوئی تصویر ہو۔“[2]

جب رحمت کے فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہوں گے تو اس گھر میں کوئی خیر و بھلائی نہیں ہو سکتی۔ لہٰذا جس کے پاس مجسمے ہیں وہ اسے تلف کر دے یا کم از کم اس کا پورا سر کاٹ دے اس کو ضائع کر دے تاکہ رحمت کے فرشتے اس کے گھر میں داخل ہوں۔

مجسمہ سازی

☆ مختلف شکلوں کے مجسمے اور مورتی بنانا خواہ وہ مرد کی صورت کے ہوں یا عورت کی صورت کے، چھوٹے بچوں کی شکل میں ہوں یا بچیوں کی شکل میں، ناجائز اور حرام ہے۔

---

(۱) وفي التوضيح: قال أصحابنا وغيرهم: تصوير صورة الحيوان حرام أشد التحريم وهو من الكبائر وسواء صنعه لما يمتهن أو لغيره فحرام لكل حال، لأن فيه مضاهاة لخلق الله، وسواء كان في ثوب أو بساط أو دينار أو درهم أو فلس أو اناء أو حائط وأما ماليس فيه صورة حيوان كالشجر ونحوه فليس بحرام وسواء في هذا كله ماله ظل ومالا ظل له وبمعناه قال جماعة العلماء مالك والثوري وأبو حنيفة وغيرهم. (عمدة القاري: (۱۳/۲۲) كتاب اللباس، باب عذاب المصورين يوم القيامة، ط: دار الكتب العلمية)

شرح النووي على الصحيح لمسلم: (۱۹۹/۲) كتاب اللباس والزينة، باب تحريم صورة الحيوان، ط: قديمي)

شامي: (۶۴۷/۱) كتاب الصلاة، باب مايفسد الصلاة ومايكره فيها، ط: سعيد.

(۲) عن طلحة رضي الله عنه قال: قال النبي صلى الله عليه وسلم: لا تدخل الملائكة بيتاً فيه كلب ولا تصاوير. (مشكاة المصابيح: (ص: ۳۸۵) كتاب اللباس، باب التصاوير، الفصل الأول، ط: قديمي)

صحيح مسلم: (۲۰۰/۲) كتاب اللباس والزينة، باب تحريم صورة الحيوان، ط: قديمي.

وقال الخطابي: المرد من الصور التي فيها الروح مما لم يقطع رأسه أو لم يمتهن بالوطء: (عمدة القاري: (۲۸/۲۲) كتاب اللباس، باب التصاوير، ط: دار الكتب العلمية)

اسی طرح مجسمے اور مورتی بنانے والے کارخانے اور فیکٹریاں لگانا کسی مسلمان کے لئے جائز نہیں ہے، اور اس کی خرید وفروخت بھی جائز نہیں ہے، خواہ مجسمے سونے چاندی کے ہوں یا تانبے پیتل کے، مٹی کے ہوں یا پتھر کے، پلاسٹک کے ہوں یا کسی دوسری دھات کے، ان کو خریدنا اور گھروں یا دکانوں یا دفتروں میں رکھنا یا زینت کا سامان بنانا ناجائز اور حرام ہے، کبیرہ گناہ ہے، ایسے گھروں میں رحمت کے فرشتے ہرگز داخل نہیں ہوتے، جو لوگ ان چیزوں کا کاروبار کرتے ہیں ان کی کمائی حرام ہے، ان کی نماز، روزہ، حج صدقہ غرض کہ کوئی عبادت قبول نہیں ہوتی۔ (۱)

☆ جاندار چیزوں کا مجسمہ بنانا ناجائز اور حرام ہے، اس کی خرید وفروخت کرنا اور اس کو معاش کا ذریعہ بنانا بھی ناجائز اور حرام ہے، اور اس کی آمدنی بھی حرام ہے، اس لئے ان چیزوں سے بچنا مسلمانوں پر لازم ہے۔ (۲)

(۱، ۲) عن سعید بن أبی الحسن قال: كنت عند ابن عباس رضی الله عنهما إذ أتاه رجل فقال یاأبا عباس (یا ابن عباس) إنی إنسان إنما معیشتی من صنعة یدی وإنی أصنع هذه التصاویر، فقال ابن عباس رضی الله عنهما: لا أحدثك إلا ما سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول: سمعته یقول: من صوّر صورة فإن الله معذبه حتی ینفخ فیها الروح ولیس بنافخ فیها أبدا، فربا الرجل ربوة شدیدة واصفر وجهه فقال: ویحك إن أبیت إلا أن تصنع فعلیك بهذا الشجر (و) كل شیء لیس فیه روح۔ (صحیح البخاری (۱/ ۵۸۷) رقم الحدیث: ۲۲۲۵، كتاب البیوع، باب بیع التصاویر التی لیس فیها روح وما یکره من ذلك، ط: الطاف اینڈ سنز)

☐ عن ابن عباس عن أبی طلحة قال: قال النبی صلی الله علیه وسلم: لا تدخل الملائكة بیتا فیه كلب ولا تصاویر، ... سمعت عبد الله قال سمعت النبی صلی الله علیه وسلم یقول: إن أشد الناس عذابا عند الله (یوم القیامة) المصورون... أن رسول الله صلی الله علیه وسلم قال: إن الذین یصنعون هذه الصور، یعذبون یوم القیامة، یقال لهم أحیوا ما خلقتم... (صحیح البخاری (۲/ ۱۶۷۷، ۱۶۷۸) رقم الحدیث: ۵۹۴۹، ۵۹۵۰، ۵۹۵۱، كتاب اللباس، باب التصاویر، وباب عذاب المصورین یوم القیامة، ط: الطاف اینڈ سنز)

☐ قال أصحابنا وغیرهم من العلماء: تصویر صورة الحیوان حرام شدید التحریم، وهو من الكبائر لأنه متوعد علیه بهذا الوعید الشدید المذكور فی الأحادیث، وسواء صنعه بما یمتهن أو لغیره فصنعته حرام بكل حال، لأن فیه مضاهاة لخلق الله تعالی، وسواء كان فی ثوب أو بساط أو درهم أو دینار أو فلس أو إناء أو حائط أو غیرها... ولا فرق فی هذا كله بین ما له ظل وما لا ظل له،... (شرح مسلم للنووی (۲/ ۱۹۹) كتاب اللباس والزینة، باب تحریم تصویر صورة الحیوان وتحریم اتخاذ ما فیه صور... ط: قدیمی)=

مجسمہ کی بیع کھنڈرات سے ملنے والے

۱۱۰ "کھنڈرات سے نکلنے والے مجسے کی بیع" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۷۶/۵)

= مرقاة المفاتيح: (۲٦٦/۸) باب التصاوير، الفصل الاول، ط: رشيديه۔

ما حرم أخذه حرم اعطاؤه، وكما حرم الأخذ والإعطاء فعلاً حرم الأمر بالأخذ إذ الحرام لايجوز فعله ولا الأمر بفعله... ماحرم فعله حرم طلبه... فكل شئ لايجوز فعله، لايجوز طلب ايجاده من الغير سواء كان بالقول أو بالفعل بأن يكون واسطة أو آلة لايجاده... (شرح المجلة للاتاسي (۷۷/۱، ۷۸) المادة: ۳۴، ۳٦، القواعد، ط: رشيديه)

شرح المجلة لرستم باز (۲۷/۱) المادة: ۳۴، ۳۵، القواعد، ط: فاروقيه كوئته)

الإعانة في المعصية وترويجها وتقريب الناس إليها معصية وفساد في الأرض... (حجة الله البالغة (۲۰۹/۲) مبحث في البيوع المنهي عنها، ط: مير محمد كتب خانه)

كما أن الصلاة في الأرض المغصوبة تقع فرضاً، وإنما الحرام شغل المكان المغصوب... وهنا كذلك فان الحج في نفسه مأمور به، وإنما يحرم من حيث الانفاق وكأنه أطلق عليه الحرمة لأن للمال دخلا فيه... (الدر مع الرد (۴۵٦/۲) كتاب الحج، مطلب: في من حج بمال حرام، ط: سعيد)

عن ابن عباس رضي الله عنهما قال: لايقبل الله صلاة امرئ في جوفه حرام۔ (جامع العلوم والحكم (۲٦۲/۱) الحديث العاشر: إن الله تعالى طيب لايقبل إلا طيباً، ط: مؤسسة الرسالة)

مرقاة المفاتيح (۴۱۳/۵) كتاب الدعوات، باب جامع الدعاء، الفصل الثاني، ط: رشيديه جديد)

إذا حج رجل بمال من غير حله فقال: لبيك اللهم لبيك، قال الله: لالبيك ولا سعديك هذا مردود عليك۔ (كنز العمال (۲۳/۵) رقم الحديث: ۱۱۸۹۱، كتاب الحج والعمرة، الباب الاول، الفصل الثالث في الحج ومحظوراته، ط: مؤسسة الرسالة)

عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ايها الناس إن الله طيب لايقبل إلا طيباً۔۔۔الخ (صحيح مسلم (۳۲٦/۱) كتاب الزكوة، باب بيان أن اسم الصدقة يقع على كل نوع من المعروف، ط: قديمي)

عن ابن عمر رضي الله عنهما قال: لاتقبل صلوة بغير طهور ولا صدقة من غلول۔ (جامع الترمذي: (۳/۱) أبواب الطهارة، باب ماجاء لاتقبل صلوة بغير طهور، ط: قديمي)

ويجتهد في تحصيل نفقة حلال، فإنه لايقبل الحج بالنفقة الحرام، كما ورد الحديث، مع أنه يسقط الفرض عنه معها، ولا تنافي بين سقوطه وعدم قبوله، فلا يثاب لعدم القبول، ولايعاقب عقاب تارك الحج۔ (شامي: (۴۵٦/۲) كتاب الحج، مطلب في من حج بمال حرام، ط: سعيد)

مجسمے جو کھنڈرات سے ملتے ہیں

''کھنڈرات سے ملنے والے مجسمہ کی بیع'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۳۷۶/۵)

مجسمے شوروم میں رکھنا

''شوروم میں مجسمے اور ڈمی لگانا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۲۷۸/۴)

مجسمے کی خرید وفروخت

☆......آج کل بعض تاجر اور دکاندار اپنے شورومز میں مرد وعورت اور بچے بچیوں کے مجسمے مورتیاں اور ڈمی لگائے رکھتے ہیں، اور ان کو بنے ہوئے سوٹ اور تیار لباس پہنا کر رکھتے ہیں تاکہ خریداروں کو راغب اور متوجہ کرسکیں، ان مجسموں میں چہرہ، دوسرے اعضاء بلکہ چھاتیاں بھی نمایاں ہوتی ہیں، شوروم وغیرہ میں ایسے مجسمے اور ڈمی لگانا ناجائز اور حرام ہے، اور اس کی خرید وفروخت کرنا بھی ناجائز اور حرام ہے اور آمدنی بھی حرام ہے، اور ایسا مجسمہ شوروم کے علاوہ گھر میں رکھنا بھی ناجائز ہے۔(۱)

☆......بعض مجسمے اور ڈمی دھڑ کے ہوتے ہیں، ان کا سر نہیں ہوتا مگر چھاتیاں بنی ہوتی ہیں، جن کی نمائش ہوتی ہے ایسے مجسموں کی تجارت کرنا، خرید و فروخت کرنا اور رکھنا ناجائز اور حرام ہے۔(۲)

(۱، ۲) عن علي رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: لا تدخل الملائكة بيتاً فيه صورة ولا كلب ولا جنب (سنن ابي داود: (۴۲/۱) كتاب الطهارة، باب في الجنب يؤخر الغسل، ط: رحمانيه)

لا يحل عمل شيء من هذه الصور، ولا يجوز بيعها ولا التجارة فيها، والواجب أن يمنعوا من ذلك. (بلوغ القصد والمرام: (ص:۲۰) بحوالہ تصویر کے شرعی احکام: (ص:۸۹) عنوان: ''تصاویر کی تجارت''، ط: ادارۃ المعارف کراچی)

ما قامت المعصية بعينه يكره بيعه تحريماً، وإلا فتنزيهاً. (الدر المختار مع الرد: (۳۹۱/۶) كتاب الحظر والإباحة، ط: سعيد)

إن الله ورسوله حرم بيع الخمر والميتة والخنزير والأصنام. (كنز العمال: (۷۹/۴) رقم الحديث: =

☆......اگر جاندار کے علاوہ باقی کسی بھی چیز کی ڈمی ہو تو اس کو بنانا، اس کی تجارت کرنا خرید و فروخت کرنا، شوروم اور گھر وغیرہ میں رکھنا جائز ہے اور آمدنی بھی حلال ہے۔ (١)

مجلس ایک ہونا

''اتحادِ مجلس'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (١٨٨/١)

مجلس عقد

مجلس عقد (Place OF Contract) جس مجلس میں یہ عقد ہوتا ہے، اسے ''مجلس عقد'' یا ''محل عقد'' کہتے ہیں۔ (٢)

= ٩٦١٩، كتاب البيوع، من قسم الأقوال، الباب الثاني، الفصل الثالث: في أشياء لايجوز بيعها، الفرع الأول، ط: مؤسسة الرسالة)

عن ابن عباس قال: إن النبي صلى الله عليه وسلم قال: إن الله إذا حرم شيئاً حرم ثمنه. (إعلاء السنن: (١١٣/١٤) كتاب البيوع، باب حرمة بيع الخمر والميتة والخنزير والأصنام، ط، إدارة القرآن)

الهداية: (٣٩٧/٣) كتاب الأشربة، ط: رحمانيه)

أقول: الإعانة في المعصية وترويجها وتقريب الناس إليها معصية وفساد في الأرض. (حجة الله البالغة: (١٦٩/٢) من أبواب ابتغاء الرزق، البيوع المنهي عنها، ط: دار الجيل)

(١) وفي التوضيح: قال أصحابنا وغيرهم: تصوير صورة الحيوان حرام أشد التحريم وهو من الكبائر وسواء صنعه لما يمتهن أو لغيره فحرام لكل حال، لأن فيه مضاهاة لخلق الله، وسواء كان في ثوب أو بساط أو دينار أو درهم أو فلس أو اناء أو حائط وأما ماليس فيه صورة حيوان كالشجر ونحوه فليس بحرام وسواء في هذا كله ماله ظل وما لا ظل له، وبمعناه قال جماعة العلماء مالك والثوري وأبو حنيفة وغيرهم. (عمدة القاري: (١١٠/٢٢) كتاب اللباس، باب عذاب المصورين يوم القيامة، ط: دار الكتب العلمية)

شرح النووي على الصحيح لمسلم: (١٩٩/٢) كتاب اللباس والزينة، باب تحريم صورة الحيوان، ط: قديمي)

شامي: (٦٤٧/١) كتاب الصلاة، باب مايفسد الصلاة ومايكره فيها، ط: سعيد.

(٢) (وإذا أوجب واحد قبل الآخر) بائعا كان أو مشتريا (في المجلس)... قوله: في المجلس) حتى لو تكلم البائع مع إنسان في حاجة فإنه يبطل، بحر، فالمراد بالمجلس مالا يوجد فيه مايدل على الإعراض... (الدر مع الرد (٥٢٦/٣) كتاب البيوع، ط: سعيد)=

مجنون

☆ مجنون کی خرید وفروخت صحیح نہیں ہے۔ (۱)

☆ خرید وفروخت کا معاملہ صحیح ہونے کے لئے دیگر شرائط کے علاوہ عقل کی درستگی بھی اہم شرط ہے، چونکہ مجنون اور دیوانہ میں اچھے بُرے اور نفع و نقصان کی تمیز نہیں ہوتی، اس لئے مجنون اور دیوانہ کی بیع صحیح نہیں ہے، ایسی بیع منعقد نہیں ہوگی۔ (۲)

مجھ سے خرید لو

اسلام نے دوسرے تاجروں کا مقابلہ کرنے کی تعلیم نہیں دی، بلکہ ان کی بیچنے کی کوششوں کا احترام کرنے کا حکم دیا ہے، جب دوسرا تاجر اپنا مال فروخت کرنے کی کوشش کر رہا ہو تو اس دوران اپنی چیز بیچنے کی کوشش کرنے کو اسلام نے پسند نہیں کیا ہے، چنانچہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے کوئی بھی شخص اپنے بھائی کے معاملے پر معاملہ نہ

= المجموعة للقواعد الفقهية: (۲۷۵) التعريفات الفقهية، حرف الميم، المجلس، ط: البشرى)

البحر الرائق: (۲۷۲/۵) كتاب البيع، ط: سعيد)

(۱) فشرائط العاقد العقل فلاينعقد بيع المجنون والصبى الذى لايعقل (البحر الرائق (۲۵۸/۵) كتاب البيع، ط: سعيد)

شامی (۵۰۴/۴، ۵۰۵) كتاب البيوع، مطلب شرائط البيع اربعة انواع، ط: سعيد۔)

شرح المجلة للاتاسی: (۸۷/۲) قبيل المادة: ۱۹۷، البيوع، الباب الثانى، الفصل الاول فى حق شروط المبيع واوصافه، ط: رشيديه)

(۲) وأمّا شرائطها... منها أن يكون حرًا، فلاينبت ولاية العبد،... ومنها أن يكون عاقلا، فلاتثبت ولاية المجنون۔ (بدائع الصنائع: (۱۵۳/۵) كتاب البيوع، فصل: وأمّا شرائطها فأنواع، ط: دار الكتب العلمية)

فشرائط العاقد اثنان العقل والعدد، فلاينعقد بيع مجنون وصبى لايعقل۔ (شامی: (۵۰۴/۴) كتاب البيوع، مطلب شرائط البيع أنواع أربعة، ط: سعيد۔

الهندية: (۳/۳) كتاب البيوع، الباب الأول فى تعريف البيع۔ ط: رشيديه۔

کرے، یہاں تک کہ وہ خرید لے یا چھوڑ دے۔

یعنی بازار میں ایک آدمی دوسرے آدمی کے ساتھ کسی چیز کے بیچنے کی بات چیت کر رہا ہے، اتنے میں تیسرا آدمی آجائے اور خریدنے والے سے کہے کہ اس کے بجائے مجھ سے خرید لو، تو اس طرح کرنے سے منع فرمایا ہے، ہاں جب ان کا معاملہ ختم ہوجائے اور خریدنے والا دوسرے بھائی سے خرید کا معاملہ ختم کرلے، یا اس سے خریدنا ختم کردے تو پھر تیسرا آدمی اسے بیچ سکتا ہے، اسلام نے ایک ہی لائن کے تاجروں کو آپس میں ایک دوسرے کا احترام اور تعاون کرنے کی تعلیم دی ہے، مقابلہ اور کھینچا تانی کرنے کی تعلیم نہیں دی، اسلام کی تعلیمات پر عمل کرنے سے تاجروں کو بازار میں اطمینان اور سکون حاصل ہوگا، اور تجارت میں ترقی ہوگی، آج کل تاجروں کی تمام توانائیاں اور کوششیں ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کے بجائے ایک دوسرے کا مقابلہ کرنے میں ضائع ہوجاتی ہیں، جس سے دونوں کا نقصان ہوتا ہے۔[1]

---

(۱) وعنه (ابن عمر رضي الله عنه) قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لا يبيع الرجل على بيع أخيه، ولا يخطب على خطبة أخيه إلا أن يأذن له، رواه مسلم، وعن أبي هريرة: أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: لا يسم الرجل على سوم أخيه المسلم۔ رواه مسلم۔ (مشكوة المصابيح: (ص:۲۴۷)، كتاب البيوع، باب المنهي عنها من البيوع، الفصل الأول، ط: قديمی۔

صحيح مسلم: (۳/۲) كتاب البيوع، باب تحريم بيع الرجل على بيع أخيه، ط: قديمی۔

(وكره) تحريماً... (والسوم على سوم غيره) لو ذمياً أو مستأمناً... (بعد الإتفاق على مبلغ الثمن)... قوله: والسوم على سوم غيره) وكذا البيع على بيع غيره... وصورة السوم أن يتراضيا بثمن ويقع الركون به فيجيء آخر فيدفع للمالك أكثر أو مثله، وصورة البيع أن يتراضيا على ثمن سلعة فيقول آخر أنا أبيعك مثلها بأنقص من هذا الثمن... (الدر مع الرد)(۵/۱۰۱، ۱۰۲) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: سعيد)

البحر الرائق: (۶/۹۹) كتاب البيع، باب البيع الفاسد، قبيل باب الإقالة، ط: سعيد)

مجہول و مبہم ہو

اگر چیز مجہول اور مبہم ہو تو بیع فاسد ہو جائے گی۔ (۱)

مچھلی

مچھلی شکار کرنے کے بعد شکار کرنے والا مالک بن جاتا ہے، اور مالک کے لئے یا مالک کی اجازت سے فروخت کرنا جائز ہے۔ (۲)

مچھلی پانی میں چلی گئی

اگر زندہ مچھلی پکڑنے کے بعد واپس پانی میں چلی گئی، اور اس کو پکڑنا مشکل ہے تو اس کی خرید وفروخت جائز نہیں ہے، کیونکہ فروخت کرنے والا خریدار کو حوالہ کرنے پر قادر نہیں ہے۔ (۳)

---

(۱) بیع المجهول فاسد، فلو قال البایع للمشتری بعتک جمیع الأشیاء التی هی ملکی وقال المشتری اشتریتها وهو لایعرف تلک الاشیاء فالبیع فاسد. (شرح المجلة للاتاسی: (۲/ ۱۰۷) المادة: ۲۱۳، البیوع، الباب السابع، الفصل الثانی، فیمایجوز بیعه ومالایجوز، ط: رشیدیه)

شرح المجلة لرستم باز: (۱/ ۸۳) المادة: ۲۱۳، أیضاً، ط: فاروقیه کوئٹه)

الدرمع الرد (۵/ ۶۶) کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ط: سعید)

(۲، ۳) (قوله: والسمک قبل الصید) ای لم یجز بیعه، لکونه باع مالایملکه فیکون باطلاً، أطلقه فشمل ما إذا کان فی حظیرة إذا کان لایؤخذ إلا بصید لکونه غیر مقدور التسلیم فیکون فاسداً، ومعناه إذا أخذه ثم ألقاه فیها، ولو کان یوخذ بغیر حیلة جاز، ... والحاصل أن عدم جوازه قبل أخذه لعدم ملکه له فإن أخذه، ثم ألقاه فی حظیرة کبیرة، فعدم جوازه لکونه غیر مقدور التسلیم فإن سلمه بعد ذلک فکالروایتین فی بیع الآبق إذا سلمه، وإن کانت صغیرة جاز، وله خیار الرؤیة بعد التسلیم ولا اعتبار برؤیته فی الماء، وإذا دخل السمک الحظیرة باحیاله ملکه وکان له بیعه علی التفصیل، وقیل: لا مطلقا لعدم الاحراز، والخلاف فیما إذا لم یهیئها له فإن هیأها له ملکه اجماعاً۔ (البحر الرائق: (۶/ ۷۳) کتاب البیع، باب البیع الفاسد، ط: سعید)

الدرمع الرد: (۵/ ۶۰، ۶۱) کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، مطلب فی البیع الفاسد، ط: سعید۔)

فتح القدیر: (۶/ ۳۷۴، ۳۷۵) کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، فروع، ط: رشیدیه)

مچھلی پکڑنے سے پہلے فروخت کرنا

مچھلیوں کو سمندر اور تالاب وغیرہ سے پکڑنے سے پہلے فروخت کرنا جا
نہیں ہے۔[1]

مچھلی تالاب میں رہتے ہوئے فروخت کرنا

''تالاب میں مچھلی فروخت کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۴۸/۲)

مچھلی کا ٹھیکہ لینا

سمندر اور دریاؤں میں خود بخود پیدا ہو جانے والی مچھلیوں کا ٹھیکہ لینا اور د
جائز نہیں ہے کیونکہ وہ کسی کی ملک نہیں ہیں، اور جو بھی ان مچھلیوں کا شکار کرے وہ ا
کا مالک بن جائے گا۔[2]

مچھلی کا مالک بننے کی تین صورتیں ہیں

مچھلی کے مالک بننے کی تین صورتیں ہیں:

اول یہ کہ مچھلیوں کی نشوونما کے لئے اس کو خاص طور پر کسی نے تالاب میں

---

(۱) انظر الى الحاشية السابقة رقم: ۲، ۳، على الصفحة السابقة۔

(۲) وان كان مباحاً، قالوا جب عليه ان لا يمنعه، ولا يأخذ القيمة. (بذل المجهود: (۱۵/۲) كتاب الاجارة، باب في منع الماء ط: دار الكتب العلمية)

وإذا تقرر هذا فنقول: العلة في المنع عن البيع هو عدم الملك كما يدل عليه قوله عليه السلام: الناس شركاء في ثلاث فتقييد الكلام بمعني الحكم. (إعلاء السنن: (۱۴/۱۶۴) كتاب البيوع، باب بيع الماء والكلأ، ط: إدارة القرآن)

إذا أفرخ طير في أرض رجل فهو لمن اخذه. (الهداية: (۳/۱۱۰) كتاب البيوع، مسائل منثورة، ط: رحمانية)

لا يجوز بيع السمك قبل ان يصطاد، لانه باع ما لا يملكه. (الهداية: (۳/۵۲) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: رحمانيه)

رکھا ہے تو اس مچھلی اور اس کی نسل کا وہی شخص مالک ہوگا۔

دوسری صورت یہ ہے کہ مچھلی تو اس نے تالاب میں نہیں ڈالی لیکن مچھلیوں کو تالاب میں لانے، یا آنے والی مچھلیوں کو تالاب میں روکنے کے لئے کوئی تدبیر کی، مثلاً واپس جانے کا راستہ بند کر دیا تا کہ تالاب میں آئی ہوئی مچھلی نہ نکل سکے، تو اس صورت میں بھی تالاب یا حوض میں آنے والی مچھلیوں کا مالک یہی آدمی ہوگا۔

تیسری صورت یہ ہے کہ کوئی شخص مچھلی کا شکار کر کے اسے اپنے برتن یا تھیلی میں محفوظ کر لے، اس صورت میں بھی محفوظ کرنے والا آدمی ان مچھلیوں کا مالک ہوگا۔ (۱)

مچھلی کا مالک نہ بننے کی ایک صورت

اگر کسی کی زمین میں تالاب ہے، اور اس میں مچھلیاں از خود آ جائیں اور اس میں تالاب کے مالک کا کوئی عمل دخل نہ ہو تو اس صورت میں صرف تالاب اس کی زمین میں ہونے کی وجہ سے تالاب کا مالک ان مچھلیوں کا مالک نہیں ہوگا۔ (۲)

مچھلی کی پرورش

مچھلیوں کو پالنا اور ان کی خرید و فروخت کرنا جائز ہے، البتہ ان کی پرورش میں درج ذیل باتوں کا خیال رکھنا ضروری ہے:

① ان کے پالنے سے کسی دوسرے شخص کو تکلیف نہ ہو۔

(۱، ۲) والحاصل كما في الفتح انه إذا دخل السمك في حظيرة، فأما ان يعدها لذالك او لا ففي الاول يملكه، وليس لأحد أخذه، ثم إن أمكن أخذه بلا حيلة جاز بيعه؛ لأنه مملوك مقدور التسليم، والا لم يجز لعدم القدرة على التسليم۔ وفي الثاني لايملكه، فلايجوز بيعه لعدم الملك الا ان يسد الحظيرة إذا دخل فحينئذ يملكه، ثم ان امكن أخذه بلا حيلة جاز بيعه والا فلا، وإن لم يعدها لذلك لكنه أخذه وأرسله فيها ملكه، فإن امكن أخذه بلا حيلة جاز بيعه؛ لأنه مقدور التسليم أو بحيلة لم يجز لأنه وإن كان مملوكا فليس مقدور التسليم۔ (شامي: (۶۱/۵) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، مطلب في البيع الفاسد، ط: سعيد)

البحر الرائق: (۳۷/۶) كتاب البيع، باب البيع الفاسد، ط: سعيد)

فتح القدير: (۳۷۴/۶، ۳۷۵) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: رشيديه)

⑪ ان کی خوراک کا پورا انتظام کیا جائے، اور اچھی طرح ان کی دیکھ بھال کی جائے۔

⑫ تالاب بڑا ہوتا کہ ان کو تکلیف نہ ہو۔ (۱)

مچھلی کے مقدور التسلیم ہونے کی صورتیں

مچھلی آسانی کے ساتھ مقدور التسلیم (حوالہ کرنے پر قدرت) ہونے کی

---

(۱) عن أنس رضي الله عنه قال: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم: احسن الناس خلقاً، وكان لي أخ يقال له أبو عمير، قال: أحسبه قال: كان فطيماً، قال: فكان إذا جاء رسول الله صلى الله عليه وسلم فرآه قال: "أباعمير ما فعل النغير" قال: فكان يلعب به. (صحيح مسلم: (۲/ ۲۱۰) كتاب الآداب، باب جواز تكنية من لم يولد له وكنية الصغير، ط: قديمي)

صحيح البخاري: (۲/ ۱۷۲۲) رقم الحديث: ۶۱۲۹، كتاب الأدب، باب الانبساط إلى الناس، ط: الطاف اینڈ سنز)

وفيه جواز تكنية من لم يولد له، وجواز لعب الصغير بالطير... وجواز انفاق المال فيما يتلهى به الصغير من المباحات، وجواز إمساك الطير في القفص ونحوه... (تكملة فتح الملهم: (۴/ ۱۹۶) تحت رقم الحديث: ۵۵۸۷، كتاب الآداب، باب جواز تكنية من لم يولد له وكنية الصغير، ط: دار احياء التراث العربي)

عن عبدالله بن عمرو جاءه قهرمان له، فقال له: أعطيت الرقيق قوتهم قال: لا قال: فانطلق فأعطهم: فإن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: كفى بالرجل إثماً أن يحبس عمن يملك قوته" وفي رواية: "كفى بالمرء إثماً أن يضيع من يقوت" رواه مسلم. (مشكوة المصابيح: (۲۹۰) كتاب النكاح، باب النفقات وحق المملوك، الفصل الاول، ط: قديمي)

عن سهل بن الحنظلية قال: مر رسول الله صلى الله عليه وسلم ببعير قد لحق ظهره ببطنه، فقال: "اتقوا الله في هذه البهائم المعجمة، فاركبوها صالحة واتركوها صالحة" رواه ابوداؤد... وفيه دليل على وجوب علف الدواب وأن الحاكم يجبر المالك عليها... قال الطيبي رحمه الله: فيه ترغيب إلى تعهدها أي تعهدوها بالعلف لتكون مهيأة لائقة لما تريدون منها... (مرقاة المفاتيح: (۶/ ۳۸۶) رقم الحديث: ۳۳۷۰، كتاب النكاح، باب النفقات وحق المملوك، ط: رشيديه)

عن عبدالله بن عمر رضي الله عنه، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: المسلم من سلم المسلمون من لسانه ويده... (مشكوة المصابيح: (۱۲) كتاب الايمان، الفصل الاول، ط: قديمي)

مرقاة المفاتيح: (۱/ ۱۳۷) رقم الحديث: ۶، كتاب الايمان، الفصل الاول، ط: رشيديه)

دو صورتیں ہیں:

① ایک یہ کہ شکار کے بعد وہ کسی برتن یا تھیلی وغیرہ میں محفوظ کرلے، جیسا کہ عام طور پر ہوا کرتا ہے، ② یا مچھلی کو کسی ایسے چھوٹے گڑھے میں رکھے جس سے نکالنا آسان اور سہل ہو۔

ان دونوں صورتوں میں مچھلی کی خرید وفروخت کرنا جائز ہے۔ (۱)

مچھلی مری ہوئی

☆ جو مچھلی پانی میں طبعی موت مر کر پیٹ اوپر کرکے پانی میں بہنے لگے اس کو "طافی" کہتے ہیں، ایسی مچھلی کو کھانا اور انسانی خوراک کے لئے خرید وفروخت کرنا جائز نہیں ہے۔ (۲)

☆ اور اگر مچھلی کسی عارضی سبب مثلاً بارش یا اولے یا ژالہ باری یا گرمی یا پانی خشک ہونے کی وجہ سے مری ہیں، تو ان کا کھانا یا خرید وفروخت کرنا جائز ہے۔ (۳)

☆ اسی طرح مچھلی زندہ پکڑنے کے بعد مرگئی ہے تو وہ بھی کھانا اور خرید و فروخت کرنا جائز ہے۔ (۴)

محاقلہ

"محاقلہ" یہ ہے کہ بالیوں میں کھڑی کھیتی کو غلے کے عوض فروخت کردینا، جیسے

---

(۱) انظر الی الحاشیۃ السابقۃ رقم: ۱، ۲، علی الصفحۃ السابقۃ رقم: ؟؟؟؟ (والحاصل کما فی الفتح)

(۲، ۳، ۴) والأصل أن السمک متی مات بسبب حادث حل أکلہ، وإن مات حتف أنفہ لا بسبب ظاھر لا یحل أکلہ... (الھندیۃ: (۳۲۸/۵) کتاب الصید، الباب السادس فی صید السمک، ط: رشیدیہ)

▭ (ولا یحل حیوان مائی إلا السمک) الذی مات بآفۃ ولو متولدا فی ماء نجس ولو طافیۃ مجروحۃ "وھبانیۃ" (غیر الطافی) علی وجہ الماء الذی مات حتف أنفہ۔ (الدر مع الرد: (۳۰۶/۶، ۳۰۷) کتاب الذبائح، ط: سعید)

▭ البحر الرائق: (۱۷۲/۸) کتاب الذبائح، فصل فی ما یحل وما لا یحل، ط: سعید)

گندم کے کھیت کے بدلے میں گندم فروخت کرنا، چاول کی فصل کے بدلے میں چاول فروخت کرنا یہ محاقلہ ہے اور یہ اسلام سے پہلے جاہلیت کے زمانہ کی بیع ہے، چونکہ اس میں کمی زیادتی اور دھوکہ کا احتمال ہے اس لئے بیع کی یہ صورت جائز نہیں ہے۔[1]

محتاج کی بیع

''مجبوری سے فائدہ اٹھانا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۱۰۶/۶)

محتسب

بازار کے محتسب اور نگران وہ لوگ ہیں جن کو حکومت کی جانب سے بازاروں کی نگرانی کی ذمہ داری دی گئی ہوتی ہے، تاکہ بازاروں کا کام منظم شکل میں سرانجام پائے، اسلامی فقہ میں ایسے ذمہ دار کو محتسب کہتے ہیں۔ نبی کریم ﷺ جب مکہ مکرمہ سے ہجرت فرما کر مدینہ منورہ تشریف لائے تو سب سے پہلے جو حکم فرمایا تھا وہ مسجد بنانے کا تھا، پھر اس کے بعد آپ ﷺ نے پوچھا کہ بازار کہاں ہے؟ تو صحابہ کرام نے یہودیوں کے بازار کی طرف اشارہ کیا، پھر آپ ﷺ نے مسلمانوں کے لئے ایک خاص بازار بنانے کا حکم دیا، اس سے معلوم ہوا کہ نبی کریم ﷺ نے اسلامی حکومت کی ابتداء میں سب سے پہلے مسجد تعمیر کروائی پھر اسکے بعد دوسرے نمبر پر بازار تعمیر کروایا، اس میں مسلمانوں کی اجتماعی اور اقتصادی زندگی مستقل ہونے کی طرف

---

(۱) ومن البيوع غير الصحيحة بسبب الغرر: بيع المضامين والملاقيح... وبيع ضربة القانص... وقد ثبت النهي عنها، وهي من بيوع الجاهلية. ومنها بيع المزابنة... وبيع المحاقلة: أي بيع الحنطة في سنبلها بحنطة مثل كيلها خرصاً، لأن النبي صلى الله عليه وسلم: "نهى عن المزابنة والمحاقلة" لما في ذلك من الربا لجهالة مقدار المبيع. (الفقه الإسلامي وادلته:(٣٤١٢/٥) القسم الثالث: العقود أو التصرفات المدنية المالية، الفصل الأول: عقد البيع، المبحث الرابع: البيع الباطل والبيع الفاسد، ط: دار الفكر)

بدائع الصنائع:(۱۹۳/۵) كتاب البيوع، فصل وأما شرائط جريان الربا، ط: سعيد۔

الهداية:(۵۳/۳) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: رحمانيه۔

اشارہ ہے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ یہ تمہارے بازار ہیں، پس ان میں کوئی چیز کم نہ کی جائے، اور نہ ان میں خراج (لگان ٹیکس) مقرر کیا جائے۔ (۱)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بازاروں کے محتسب اور نگرانوں کے ذمہ دو کام لگائے، ایک تو یہ کہ وہ ایسا انتظام کریں کہ بازار میں خرید وفروخت کے دوران ناپ تول میں کوئی کمی نہ ہو، اور دوسرا بازار والوں پر کوئی ٹیکس مقرر نہ کرے۔

محتسب قیمت کی تعیین کرسکتا ہے

'قیمت کی تعیین'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۳۹/۵)

محتسب کا عہدہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مدینہ منورہ کے بازار کے لئے محتسب کا عہدہ قائم کیا تاکہ بازار کو خرابیوں سے بچانے کے لئے نگرانی کی جاسکے، خرید وفروخت میں دھوکہ نہ دیا جارہا ہو، بازار کی قدرتی قیمت کو متاثر نہ کیا جارہا ہو، سامان بازار میں آنے سے پہلے راستے میں خرید کر جمع نہ کیا جارہا ہو، اور دوسروں کو پھانسنے کے لئے خریداری کے

---

(۱) ومسجد قباء إنما أسسه النبی صلی اللہ علیہ وسلم بعد قدومه المدينة ۔فتح الباری لا بن رجب: (۱۷۸/۶) كتاب الأذن، باب إمامة العبد والمولى، ط: مكتبة الغرباء الأثرية

وذكر البخاری عن الزهری عن عروة أنه نزل فی بنی عمرو بن عوف بقباء وأقام فيهم بضع عشرة ليلة وأسس مسجد قباء فی تلك الأيام۔ (سيرة ابن كثير: (۲۶۷/۲) باب هجرة رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم بنفسه الكريمة من مكة إلى المدينة، ط: دار المعرفة)

أن رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم ذهب إلى سوق النبيط، فنظر إليه فقال: ليس هذا لكم بسوق، ثم ذهب إلى سوق، فنظر إليه، فقال: ليس هذا لكم بسوق، ثم رجع إلى هذا السوق، فطاف فيه، ثم قال: هذا سوقكم، فلا ينتقصنّ ولا يضربن عليه خراج ۔ (سنن ابن ماجه: (ص: ۱۶۱) كتاب التجارات، باب الأسواق ودخولها، ط: قديمی)

المسند الجامع: (۳۳/۱۵)، رقم الحديث: ۱۱۳۰۸، حرف الميم، مالك بن ربيعة الساعدی، أبو أسيد، ط: دار الجليل۔

ارادے کے بغیر قیمت بڑھائی جا رہی ہو، اور ناجائز کاروبار جیسے سود اور دھوکہ اور چالاکی وغیرہ کر کے تجارت نہ کی جا رہی ہو۔ (۱)

محصول چنگی

محصول چنگی اور ایکسائز اور ٹیکس ناجائز ہیں، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ٹیکس لینے والا جنت میں داخل نہیں ہوگا۔ (۲)

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے ایک گورنر کو لکھا: ''لوگوں سے محصول

---

(۱) قال ابن عبد البر في الاستيعاب: استعمل رسول الله ﷺ سعيد بن سعيد بن العاص بعد الفتح على سوق مكة۔ قلت: ترجمه في الإصابة وذكر ان ابن شاهين ذكر عن بعض شيوخه: أن إسلامه كان قبل الفتح بيسير، فاستعمله رسول الله ﷺ على سوق مكة، وفي الاستيعاب: سمراء بنت نهيك الأسدية: أدركت النبي ﷺ، وعمرت وكانت في الأسواق تأمر بالمعروف وتنهى عن المنكر، وتنهى الناس عن ذلك لسوط معها۔ (التراتيب الإدارية: (۱/ ۲۸۰) القسم الرابع في العمليات الأحكامية، باب في المحتسب، فصل فيمن ولاه رسول الله ﷺ أمر السوق، ط: دار الأرقم)

☜ الطبقات الكبرى: (۲/ ۱۴۵) غزوة رسول الله ﷺ عام الفتح، ط: دار صادر۔

☜ ومما يدل على قوة اهتمام الإسلام بمراقبة التعامل في الأسواق أن النبي ﷺ كان يخرج إلى الأسواق بنفسه، ويرقب التعامل فيها، وكان يرشد التجار إلى حسن التعامل، وينها هم عن الكذب والغش والخيانة والاحتكار وغير ذلك، أنظر مجموعة من الأحاديث الدالة على ذلك لدى المنذري الترغيب والترهيب۔ (هامش الفقه الإقتصادي لأمير المؤمنين عمر بن الخطاب: (ص: ۵۳۴) الباب الثالث: مراقبة الدولة الاقتصاد، المبحث الثاني: الحسبة على النشاط الإقتصادي، المطلب الثاني: الحسبة على الأسواق، ط: دار الاندلس الخضراء)

(۲) عن عقبة بن عامر قال سمعت رسول الله ﷺ يقول: لايدخل الجنة صاحب مكس۔ (سنن أبي داؤد: (۲/ ۵۹) رقم الحديث: ۲۹۳۷، كتاب الخراج، باب في السعاية على الصدقة، ط: رحمانيه)

☜ مسند أحمد: (۴/ ۱۵۰) رقم الحديث: ۱۷۳۹۱، مسند الشاميين، حديث عقبة بن عامر الجهني عن النبي ﷺ، ط: مؤسسة قرطبه)

☜ السنن الكبرى للبيهقي مع الجوهر النقي: (۷/ ۱۶) كتاب الصدقات، باب لايكتم منها شئ، ط: مطبعة مجلس دار المعارف النعمانية، حيدر آباد هند۔)

☜ الدر مع الرد: (۲/ ۳۱۰) كتاب الزكاة، مطلب ماورد في ذم العشار، ط: سعيد۔

چنگی لینا بند کردو، کیونکہ یہ محصول نہیں بلکہ ظلم کا ٹیکس ہے۔ (۱)

محصول چنگی اصل قیمت میں ملانا

''ٹیکس'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۶۰/۳)

محکمہ جنگلات کی اجازت کے بغیر جنگل کا درخت فروخت کرنا

تقریباً ہر ملک کی زمین کے کچھ حصے میں قدرتی طور پر درخت ہی درخت اُگے ہوئے ہوتے ہیں اس کو عرف میں ''بن'' یا ''جنگل'' کہتے ہیں، وہ علاقہ کسی کی ملک نہیں ہوتا جو بھی حکومت آتی ہے یہ بن وجنگل اس کی نگرانی میں ہوتا ہے، اور جنگلات کے متعلق مستقل وزیر بھی ہوتا ہے، اور اس کی نگرانی میں ہزاروں افراد اس محکمہ میں کام کرتے ہیں، اور وہ اس کی حفاظت بھی کرتے ہیں، اور صوابدید کے مطابق اس کو کٹاتے بھی ہیں اور اس کا دوسروں کو ٹھیکہ بھی دیتے ہیں۔ بہت سے لوگ اس جنگل کے ذمہ دار نگران حضرات سے مل کر کچھ روپے دے کر وہاں کی گری پڑی قیمتی لکڑی یا کاٹ کر لے جاتے ہیں اور دوسروں کو اچھی قیمت میں فروخت کردیتے ہیں، بعض لوگ چپکے سے لے جاتے ہیں، یہ سب ناجائز ہے اور آمدنی حرام ہے کیونکہ ایسے جنگلات کی زمین اور اس میں پائی جانے والی لکڑی اور درخت خواہ خودرو ہوں یا قصداً اگائے گئے ہوں سب کے سب حکومت کی ملکیت ہیں لہٰذا حکومت کی اجازت کے بغیر اس قسم کی لکڑی اور درختوں کو لے جاکر فروخت کرنا یا استعمال کرنا جائز نہیں ہے۔

اور جنگلات میں کام کرنے والے ملازمین بھی اس زمین اور درختوں کے

---

(۱) کتب عمر بن عبدالعزیز إلی عدی بن أرطاة أن ضع عن الناس الفدية وضع عن الناس المائدة، وضع عن الناس المكس، وليس بالمكس، ولكنه البخس الذي قال الله تعالى: "ولا تبخسوا الناس أشياءهم ولا تعثوا في الأرض مفسدين"... (كتاب الأموال لأبي عبيد: (۶۳۳) رقم: ۱۶۳۰، كتاب الصدقة وأحكامها وسننها، باب ذكر العاشر وصاحب المكس، ط: دار الفكر)

مالک نہیں ہیں، لہٰذا ان کی اجازت یا رضا مندی جائز ہونے کے لئے کافی نہیں ہے بلکہ حکومت کے قانون اور ضابطے کے مطابق عمل کرنا لازم ہوگا۔ (۱)

اور اگر حکومت کی طرف سے لکڑی وغیرہ کاٹنے کی اجازت یا رعایت ہے پھر اس میں کوئی قباحت نہیں ہوگی۔

محکمہ کنٹرول سے کئے گئے معاہدہ کی خلاف ورزی کرنا

محکمہ کنٹرول دوکانداروں کو کچھ ہدایات دیتا ہے کہ تم اقرار کرو کہ ہم مقرر کی گئی قیمت پر مال فروخت کریں گے، تو اس صورت میں مقررہ قیمت سے زیادہ قیمت میں فروخت کرنا جائز نہیں ہوگا، کیونکہ اس میں محکمہ کنٹرول سے بدعہدی ہوتی ہے، اور جھوٹ بھی بولنا پڑتا ہے، اور مخلوق سے بے رحمی اور سختی بھی ہوتی ہے، غرض کہ اس میں بہت سی ناجائز چیزیں شامل ہیں، اس طرح کمائے ہوئے روپے حلال طیب نہیں ہیں۔ (۲)

---

(۱) اما اذا عسل النحل في أرضه فهو لصاحب الأرض؛ لانه عدّ من انزاله: اي من زيادات الارض اي مانبت فيها فيملكه تبعا للأرض كالشجر النابت فيها و كالتراب والطين المجتمع فيها بجريان الماء عليها: (فتح القدير: (۱۳۶/۷) مسائل منثورہ قبیل کتاب الصرف، ط: رشیدیه)

لايجوز لأحد أن يتصرف في ملك غيره بلا اذنه أو وكالة منه او ولاية عليه، وان فعل كان ضامنا. (شرح المجلة لسليم رستم باز: (۵۱/۱) رقم: ۹٦، المقدمة الثانية: في بيان القواعد الكلية الفقهية، ط: دار الكتب العلمية)

(لا يحل مال امرئ أي مسلم أو ذمي (الا بطيب نفس) أي بأمر أو رضا منه۔ (مرقاة المفاتيح: (۱۳۵/۵) كتاب البيوع، باب الغصب والعارية، الفصل الثاني، ط: رشيديه)

الدر المختار مع الرد: (۲۰/٦) كتاب الغصب، مطلب فيما يجوز من التصرف بمال الغير بدون إذن صريح، ط: سعيد.

(۲) عن أبي هريرة رضي الله عنه: اية المنافق ثلاث . . . إذا حدث كذب، إذا وعد أخلف، وإذا اؤتمن خان، متفق عليه۔ (مشكوة المصابيح: (۱۷/۱) كتاب الايمان، باب الكبائر وعلامات النفاق، الفصل الأول، ط: قديمى)

عن عبد الله بن عمرو رضي الله عنهما أن النبي ﷺ قال: أربع من كن فيه كان منافقا خالصا، ومن كانت فيه خصلة منهن كانت فيه خصلة من النفاق حتى يدعها، إذا اؤتمن خان، وإذا حدث كذب، وإذا عاهد=

محل معلوم ہو

''مبیع کا علم ہونا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۶/۸۸)

مختلف اشیاء دیکھے بغیر خریدیں

''دیکھے بغیر مختلف اشیاء خریدیں'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳/۴۷۰)

مختلف اقسام کے پھل کا باغ بیچنا

☆ اگر کوئی باغ ایسا ہو جس میں مختلف اقسام کے پھلدار پودے ہوں، کوئی پودا پہلے پھل دیتا ہے، اور کوئی بعد میں، تو اس صورت میں اگر ایک ہی قسم کے پھلدار پودوں کو فروخت کرنا مقصود ہو تو اس پھل کی قسم کے تمام درختوں میں سے کم از کم بعض درختوں میں پھل آنا ضروری ہے، اور اگر اس قسم کے کسی بھی درخت پر پھل نہ آیا ہو تو اس کی خرید و فروخت جائز نہیں ہوگی۔

☆ اور اگر مختلف اقسام کے پھلوں والے باغ کو مکمل طور پر ایک وقت میں فروخت کرنا مقصود ہو تو اس صورت میں ہر قسم کے پھلدار درختوں میں سے بعض بعض درختوں پر پھل آنا ضروری ہے، تب اس کی خرید و فروخت جائز ہوگی، کیونکہ جن درختوں پر پھل آچکا ہے، ان کی خرید و فروخت اصالۃً جائز ہوگی، اور جن درختوں پر ابھی تک پھل نہیں آیا ان کی خرید و فروخت تبعاً جائز ہوگی۔ [1]

= غدر، وإذا خاصم فجر۔ (صحیح البخاری: (۱/۱۰) کتاب الایمان، باب علامة النفاق، ط: قدیمی)

عن جریر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما قال: قال رسول اللہ ﷺ لا یرحم اللہ من لا یرحم الناس۔ (مشکوۃ المصابیح: (۲/۴۲۱) کتاب الاداب، باب الشفقة والرحمة علی الخلق، الفصل الأول، ط: قدیمی)

(۱) بیع المعدوم باطل، فیبطل بیع ثمرة لم تبرز اصلاً... الثمرة التی برزت جمیعها یصح بیعها وهی علی شجرها، سواء کانت صالحة للأکل أم لا... وما تتلاحق أفراده یعنی أن ما لا یبرز دفعة واحدة بل شیئاً بعد شیء کالفواکه والأزهار والورق والخضروات إذا کان برز بعضها یصح بیع ما یبرز ومهما برز تبعاً له بصفقة واحدة، هذا ما افتی به شمس الأئمة الحلوانی وحکاه عن الإمام الفضلی، وقال: =

مختلف اقسام کی چیزوں کو ملا کر فروخت کرنا

''عیب دار اشیاء فروخت کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۷۳/۴)

مختلف قیمتوں پر سودا بیچنا

''گاہکوں کو مختلف قیمتوں پر سودا بیچنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۹۹/۵)

مختلف قیمتوں میں ایک ہی مال کو بیچنا

دکاندار کے لئے ایک ہی جیسا مال مختلف گاہکوں کو مختلف اور الگ الگ قیمت پر فروخت کرنا جائز ہے البتہ اس میں یہ ضروری ہے کہ غبن فاحش نہ ہو، اور اس میں کوئی دھوکہ، خیانت اور جھوٹ شامل نہ ہو۔

مثلاً کوئی چیز ایک گاہک کو سو روپے، دوسرے گاہک کو ایک سو پانچ اور تیسرے گاہک کو پچانوے میں فروخت کر دی تو یہ جائز ہے۔

ادھار خریدنے والے کو زیادہ قیمت، اور نقد خریدنے والے کو کم قیمت کے عوض فروخت کرنا جائز ہے۔

مستقل گاہک کو کم قیمت پر اور عام گاہک کو ذرا زیادہ قیمت پر فروخت کرنا

=استحسن فيه لتعامل الناس، وفي نزع الناس عن عادتهم حرج، واجعل الموجود أصلا وما يحدث بعد ذلك تبعاً... ثم إن الذي يظهر أنه لا فرق في المبيع الذي تتلاحق أفراده بين أن يكون نوعاً واحداً كبيع ثمار أشجار تفاح مثلاً وقد برز بعضها دون بعض أو أنواعاً مختلفة كبيع ثمار بستان مشتمل على أنواع مختلفة من التفاح، والتين والرمان والكمثرى وغيرها، وقد برز بعض تلك الأنواع دون بعض...

(شرح المجلة للأتاسي: (۹۲/۲، ۹۳، ۹۶، ۹۷) المادة: ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، البيوع، الباب الثاني: في بيان المسائل المتعلقة بالمبيع، الفصل الثاني: فيما يجوز بيعه وما لا يجوز، ط: رشيديه)

شرح المجلة لرستم باز: (۸۰/۱، ۸۱) المادة: ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، أيضاً، ط: فاروقيه كوئته)

تكملة فتح الملهم: (۳۹۳/۱) كتاب البيوع، باب النهي عن بيع الثمار قبل بدو صلاحها، حكم ما يتعامل به الناس اليوم، ط: دار العلوم كراچی۔

جائز ہے۔ (۱)

مختلف لوگوں سے مضاربت کے لئے رقم لے کر ملا لینا

"مضاربت میں مختلف لوگوں کی رقم ملا لینا" عنوان کے تحت دیکھیں۔

مختلف مدتوں کے مقابلہ میں مختلف قیمتیں لگانا

"ادھار کی قیمت مختلف بتانا" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۳۸/۱)

مختلف ممالک کی کرنسی کی تجارت کا حکم

"کرنسی کی تجارت" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۰۶/۵)

مخدرات

جو چیزیں نشہ نہ پیدا کرتی ہوں، لیکن صحت کے لئے ضرر رساں ہوں، اور ان کا استعمال انسان کو ان کا عادی بنا دیتا ہو، آج کل ان کو "مخدرات" کہا جاتا ہے۔

جسمانی صحت اللہ تعالیٰ کی عظیم نعمت ہے، اور مخدرات کو استعمال کرنا جسمانی

---

(۱) (و) صح (الحط منه) ولو بعد هلاك المبيع وقبض الثمن (والزيادة) والحط (يلتحقان بأصل العقد) وقال المحقق الشامي: قوله: وصح الحط منه) أي من الثمن وكذا من رأس مال السلم والمسلم فيه كما هو صريح كلامهم رملي على المنح. (الدر المختار مع الرد: (۱۵٤/۵) كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، فصل في التصرف في المبيع والثمن الخ، مطلب في تعريف الكر، ط: سعيد)

◻ ولأن الثمن حق العاقد فإليه تقديره. (الهداية: (٤٧٦/٤) كتاب الكراهية، مسائل متفرقة، ط: رحمانيه)

◻ وللبائع أن يبيع بضاعته بما شاء من ثمن، ولا يجب عليه أن يبيعه بسعر السوق دائماً، وللتجار ملاحظ مختلفة في تعيين الأثمان وتقديرها، فربما تختلف أثمان البضاعة الواحدة باختلاف الأحوال، ولا يمنع الشرع من أن يبيع المرء سلعته بثمن في حالة، وبثمن أخرى في حالة أخرى. وبالتالي فإن من يبيع البضاعة بثمانية نقداً، وبعشرة نسيئة، يجوز له بالإجماع أن يبيعها بعشرة نقداً، مالم يكن فيه غش أو خداع، فلم لايجوز له أن يبيعها بالعشرة نسيئة. (بحوث في قضايا فقهية معاصرة: (ص: ۸، ۹) أحكام البيع بالتقسيط، ط: دار العلوم كراجي)

صحت کے ساتھ کھیلنا ہے، اور اپنے آپ کو ہلاک کرنا ہے، اس لئے ایسی چیزوں کی خرید وفروخت کرنا جائز نہیں ہے، اور اس کی آمدنی بھی حرام کے قریب ہے۔ (۱)

مخصوص نشان

''مارکہ'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۶/۶۸)

مخلوط آمدنی سے خریدی گئی چیز

اگر کوئی چیز حرام اور حلال مال سے خریدی ہوئی ہے، تو اس کو خریدنا مکروہ ہے، یعنی بیع ہو جائے گی، مگر کراہت ہوگی۔ (۲)

مخلوق خدا کی خدمت

''مال کی پاکی'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۶/۶۵)

مدت ادا میں ابہام ہے

''قیمت ادا کرنے کی مدت میں ابہام ہے'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۵/۲۱۹)

---

(۱) أن ماقامت به المعصية بعينه يكره بيعه تحريما، والا فتنزيهاً۔ (الدرمع الرد: (۴/۲۶۸) كتاب الجهاد، باب البغاة، مطلب فى كراهة بيع ماتقوم المعصية بعينه، ط:سعيد)
فتح القدير: (۶/۱۰۲) كتاب السير، باب البغاة، ط:رشيديه)
البحر الرائق: (۵/۱۴۳) كتاب السير، باب البغاة، ط:سعيد)

(۲) ثم اعلم انه ذكر فى شرح السير الكبير فى الباب الثانى والستين بعد المائة، انه لم يرده يكره للمسلمين شراءه منه؛ لأنه ملك خبيث بمنزلة المشترى فاسدا إذا أراد بيع المشترى بعد القبض يكره شراءه منه، وإن نفذ فيه بيعه وعتقه؛ لأنه ملك خبيث حصل له بسبب حرام شرعاً... وهذا لاينافى ان نفس الشراء مكروه لحصوله للبائع بسبب حرام؛ ولأن فيه اعراضا عن الفسخ الواجب۔ (شامى: (۵/۹۸) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، مطلب: البيع الفاسد لايطيب له ويطيب للمشترى منه، ط:سعيد)
شرح السير الكبير: (۵/۱۴۸) باب معاملة المسلم المستامن مع اهل الحرب فى دار الحرب، ط:دار الكتب العلمية بيروت۔
منحة الخالق على البحر: (۶/۹۵) كتاب البيع، باب البيع الفاسد، ط:سعيد)

مدت مضاربت

''مضاربت کی مدت'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۲۲۳/۶)

مدعی کی قسم پر فیصلہ کرنا

مدعی کی قسم پر فیصلہ کرنا جائز نہیں ہے، اس لئے اگر مدعی علیہ خود قسم اٹھانے کے بجائے یہ کہے کہ مدعی خود قسم اٹھائے تو میں مان جاؤں گا، تو مدعی کو قسم نہیں دی جائے گی، نہ ہی مدعی کی قسم پر فیصلہ کیا جائے گا، کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے دعویٰ کے بارے میں فیصلہ کرنے کے لئے یہ قانون مقرر فرمادیا ہے کہ گواہ مدعی کے ذمہ ہے اور قسم مدعی علیہ کے ذمہ، یعنی مدعی کے پاس گواہ اور دستاویزات نہ ہونے کی صورت میں مدعلی علیہ کے ذمہ قسم ہے، لہٰذا کوئی شخص نبی کریم ﷺ کے مقرر کردہ قانون کو بدل نہیں سکتا۔ (۱)

---

(۱) عن ابن عباس رضی اللہ عنہما عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال: لو یعطی الناس بدعوٰھم لادعی الناس دماء رجال وأموالهم، ولكن اليمين على المدعى عليه، رواه مسلم، وفي شرحه للنووي أنه قال: وجاء في رواية البيهقي بإسناد حسن أو صحيح زيادة عن ابن عباس رضی اللہ عنہما مرفوعاً: لكن البينة على المدعي واليمين على من أنكر۔ (مشكوة المصابيح: (۳۲۶) باب الأقضية والشهادات، الفصل الاول، ط: قديمی۔)

سنن الترمذی: (۱/ ۲۴۹) أبواب الأحكام، باب ماجاء أن البينة على المدعي واليمين على من الكر، ط: قديمی)

سنن ابن ماجة: (۱۵۹) أبواب الأحكام، باب ماجاء أن البينة على المدعي واليمين على المدعى عليه، ط: قديمی)

(وكذا لو اصطلحا أن المدعي لو حلف فالخصم ضامن) للمال (وحلف) أى المدعي (لم يضمن) الخصم لأن فيه تغيير الشرع، (واليمين لا ترد على مدع) لحديث: "البينة على المدعي" وحديث الشاهد واليمين ضعيف، بل رده ابن معين، بل أنكره الراوي۔ عيني۔ (الدر مع الرد: (۵/ ۵۴۹) كتاب الدعوى، ط: سعيد)

البحر الرائق: (۷/ ۲۰۴) كتاب الدعوى، ط: سعيد)

مذاہب باطلہ کے مراکز کی تعمیر کے لئے سامان فروخت کرنا

''امام باڑہ کی تعمیر کے لئے کچھ فروخت کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

مذہب غیر پر فتویٰ دینا

''معاملات میں توسع''عنوان کے تحت دیکھیں۔(۲۵۰/۶)

مرابحہ

☆''مرابحہ'' یہ ہے کہ آدمی چیز کا جتنے روپے میں مالک ہوا ہے، اس کی اور اس پر نفع کی صراحت کر کے فروخت کرے(Sale On Cost Plus)(۱)

☆مرابحہ بیع کی ایک خاص قسم ہے، جس میں بیچنے والا شخص بیچی جانے والی چیز کی لاگت صاف طور پر بیان کرتا ہے، اور اس پر کچھ منافع شامل کر کے دوسرے شخص کو بیچتا ہے۔(۱)

☆ مرابحہ میں نفع (مارک اپ) کا تعین آپس کی رضامندی سے دو طریقوں میں سے کسی ایک طریقہ سے کیا جا سکتا ہے، یا لگی بندھی مقدار طے کر لی جائے، مثلاً اصل لاگت پر اتنے روپے زائد یا اصل لاگت پر خاص تناسب سے نفع طے کر لیا جائے، یعنی اصل لاگت پر اتنے فیصد زائد۔(۲)

---

(۱) (المرابحة) مصدر رابح وشرعاً (بيع ملكه) من العروض... (بما قام عليه وبفضل) مؤنة وإن لم تكن من جنسه... (الدر مع الرد: (۱۳۳/۴) كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، ط: سعيد۔)

البحر الرائق: (۱۰۶/۶) كتاب البيع، باب المرابحة والتولية، ط: سعيد۔)

فتح القدير: (۴۵۶/۶) كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، ط: رشيديه)

(۲) (المرابحة بيع ما ملكه) من العروض... (بما قام عليه وبفضل) مؤنة وإن لم تكن من جنسه... ثم باعه مرابحة على تلك القيمة جاز... (وشرط صحتهما كون العوض مثلياً أو) قيمياً (مملوكا للمشتری و) كون الربح شيئاً معلوماً) ولو قيمياً مشارا إليه... (الدر مع الرد: (۱۳۳/۵، ۱۳۴) كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، ط: سعيد)=

☆ بیچی جانے والی اشیاء حاصل کرنے کے لئے بائع کو جتنا خرچ کرنا پڑا ہے، مثلاً مال برداری کا کرایہ اور کسٹم ڈیوٹی وغیرہ وہ سب لاگت میں شامل ہوگا، اور نفع (مارک اپ) اس مجموعی لاگت پر لاگو کیا جائے گا، لیکن کاروبار کے وہ خرچے جو ایک ہی مرتبہ چیز حاصل کرنے پر نہیں ہوتے بلکہ بار بار ہوتے رہتے ہیں، جیسی ملازمین کی تنخواہیں، عمارت کا کرایہ، وغیرہ انہیں انفرادی معاملات میں لاگت میں شامل نہیں کیا جاسکتا، البتہ اصل لاگت پر جو نفع متعین کیا جائے گا اس میں خرچوں کا بھی لحاظ رکھا جاسکتا ہے۔ (١)

☆ مرابحہ اس صورت میں صحیح ہوگا جبکہ چیز کی پوری لاگت متعین کی جاسکتی ہو، اگر چیز کی پوری لاگت متعین نہ کی جاسکتی ہو تو اسے مرابحہ کے طور پر نہیں بیچا جاسکتا، اس صورت میں وہ چیز ''مساومہ'' (بارگیننگ) کی بنیاد پر ہی بیچی جاسکتی ہے، یعنی لاگت اور اس پر طے شدہ نفع کے حوالے کے بغیر بیچی جاسکتی ہے، اس صورت میں باہمی رضامندی سے ایک متعین قیمت طے کی جائے گی۔

مثال کے طور پر: ① زید نے جوتوں کا ایک جوڑا پانچ سو روپے میں خریدا، وہ اسے دس فیصد مارک اپ پر بطور مرابحہ بیچنا چاہتا ہے تو اصل لاگت معلوم ہونے

= البحر الرائق: (١٠٦/٦) كتاب البيع، باب المرابحة والتولية، ط: سعيد)

فتح القدير: (٤٥٦/٦) كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، ط: رشيديه)

(١) (ويضم) البائع (إلى رأس المال أجر القصار والصبغ) بأي لون كان (والطراز) بالكسر علم الثوب (والفتل وحمل الطعام) وسوق الغنم وأجرة الغسل والخياطة... وضابطه كل ما يزيد في المبيع أو في قيمته يضم، درر، واعتمد العيني وغيره عادة التجار (ويقول قام علي بكذا ولا يقول اشتريته) لأنه كذب... (لا) يضم (أجر الطبيب) والمعلم... (والدلالة والراعي ولا نفقة نفسه، ولا أجر عمل عمل بنفسه أو تطوع به متطوع (وجعل الآبق وكراء بيت الحفظ)... (الدر مع الرد: (١٣٥/٤، ١٣٦، ١٣٧) كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، ط: سعيد)

بدائع الصنائع: (٢٢٣/٥) كتاب البيوع، فصل: وأما بيان ما يلحق برأس المال...، ط: سعيد.)

البحر الرائق: (١٠٩/٦، ١١٠) كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، ط: سعيد.

کی وجہ سے مرابحہ کے طور پر بیچنا جائز ہے۔

⑦ زید نے ایک ہی عقد میں ایک ریڈی میڈ سوٹ اور جوتوں کا ایک جوڑا دو ہزار میں خریدا، اب وہ سوٹ اور جوتے دونوں کو ملا کر مرابحہ کے طور پر فروخت کرسکتا ہے، لیکن وہ صرف جوتے کو مرابحہ کے طور پر نہیں بیچ سکتا، کیونکہ صرف جوتوں کی لاگت متعین نہیں ہے، اگر وہ صرف جوتے ہی کو بیچنا چاہتا ہے تو انہیں لاگت اور اس پر نفع کے ذکر کے بغیر ایک لگی بندھی قیمت پر بیچنا ہوگا۔ (۱)

☆ مرابحہ کے طور پر بیچنے کے لئے چیز کا پہلے سے خریدا ہوا ہونا ضروری ہے، خریدنے سے پہلے مرابحہ کرنا درست نہیں۔ (۲)

---

(۱) ولو اشترى شيئاً نسيئة لم يبعه مرابحة حتى يبين لأن للأجل شبهة المبيع... كأنه اشترى شيئين ثم باع أحدهما مرابحة على ثمن الكل لأن الشبهة ملحقة بالحقيقة في هذا الباب فيجب التحرز عنها بالبيان. (بدائع الصنائع: (۵/۲۲۴) كتاب البيوع، فصل: وأما بيان ما يجب بيانه في المرابحة، ط: سعيد)

فمنها... أن يكون الثمن الاول معلوماً للمشتري الثاني لأن المرابحة بيع بالثمن الاول مع زيادة ربح والعلم بالثمن الاول شرط صحة البياعات كلها... فإن لم يكن الاول معلوماً له فالبيع فاسد إلى أن يعلم في المجلس فيختار إن شاء فيجوز أو يتركه... وعلى هذا يخرج ما إذا اشترى رجلان جملة مما له مثل فاقتسماها ثم أراد كل واحد منهما أن يبيع حصته مرابحة أنه يجوز... وإن اشتريا جملة مما لا مثل له فاقتسماه لا يجوز لأحدهما أن يبيع حصته مرابحة... ولو أسلم عشرة دراهم في ثوبين متفقين من جنس واحد ونوع واحد وصفة واحدة وطول واحد حتى جاز السلم بالاجماع ولم يبين حصة كل واحد منهما من رأس المال فحل الأجل له أن يبيعهما جميعاً مرابحة على العشرة بلا خلاف فإن باع أحدهما مرابحة على خمسة لم يجز عند أبي حنيفة رحمه الله... ولو كان بين حصة كل واحد من الثوبين من رأس المال جاز أن يبيع أحدهما مرابحة على خمسة بالإجماع. (بدائع الصنائع: (۵/۲۲۱) كتاب البيوع، فصل: وأما الشرائط، ط: سعيد)

البحر الرائق: (۶/۱۰۹) كتاب البيع، باب المرابحة والتولية، ط: سعيد۔)

الدر مع الرد: (۵/۱۳۲) كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، ط: سعيد)

(۲) وشرط المعقود عليه ستة: كونه موجوداً مالاً متقوماً في نفسه، وكون الملك للبائع فيما يبيعه لنفسه، وكونه مقدور التسليم، فلم ينعقد بيع المعدوم... ولا بيع ما ليس مملوكاً له وإن ملكه بعده. (شامي: (۴/۵۰۵) كتاب البيوع، مطلب شرائط البيع أنواع أربعة، ط: سعيد)=

مرابحہ مؤجلہ

☆ ''مرابحہ مؤجلہ'' یعنی ایک شخص نے ایک چیز سو روپے میں خریدی، اور وہی چیز دوسرے کے ہاتھ مرابحہ کے ساتھ دس ماہ کے ادھار پر دو سو روپے کی فروخت کی، یعنی اس طرح کہہ کر فروخت کی کہ یہ چیز مجھ کو سو روپے کی پڑی، اور میں نے آپ کے ہاتھ ماہانہ دس روپے نفع کے حساب سے دس مہینے کے ادھار پر دو سو روپے میں اس کو فروخت کیا، یا صرف یوں کہا کہ یہ چیز سو روپے میں پڑی ہے اور میں نے دس مہینے کے ادھار کی بناء پر سو روپے نفع لگا کر آپ کے ہاتھ فروخت کی۔

اس صورت میں اگر خریدار پانچ ماہ بعد ہی اس چیز کی کل قیمت ادا کردے یا اس کا پانچ ماہ بعد انتقال ہوجائے تو بائع صرف پچاس روپے نفع لے گا اور پچاس روپے چھوڑ دے گا، یہ صورت متاخرین حنفیہ کے نزدیک جائز ہے۔

اور اگر خریدار دس ماہ سے مزید دو ماہ تاخیر کے ساتھ ادائیگی کرے تو بائع (سیلر) اس سے مزید بیس روپے نفع نہیں لے سکے گا، کیونکہ بائع دس ماہ بعد مزید مہلت دینے کا پابند نہیں ہے، اور وہ قانون کی مدد سے خریدار سے اپنی رقم وصول کرسکتا ہے اس لئے کہ سودا دو سو روپے سے زائد پر نہ ہوسکے گا۔ (۱)

= وبیع مالیس فی ملکہ، لبطلان بیع المعدوم۔ (الدر المختار مع الرد: (۵/۵۸) کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، مطلب الآدمی مکرم شرعاً لو کافراً، ط: سعید)

البحر الرائق: (۵/۲۶۰) کتاب البیع، ط: سعید)

(۱) (قضی المدیون الدین المؤجل قبل الحلول أو مات) فحل بموتہ (فاخذ من ترکتہ لایاخذ من المرابحۃ التی جرت بینھما إلا بقدر مامضی من الأیام وھو جواب المتاخرین) قنیۃ، وبہ أفتی المرحوم أبوسعود أفندی مفتی الروم وعللہ بالرفق للجانبین (قولہ: لایاخذ من المرابحۃ الخ) صورتہ: اشتری شیئاً بعشرۃ نقداً وباعہ لآخر بعشرین إلی اجل وھو عشر اشھر، فإذا قضاہ بعد تمام خمسۃ أو مات بعدھا یاخذ خمسۃ ویترک خمسۃ، ط: (الدر مع الرد: (۶/۷۵۷) کتاب الحظر والإباحۃ، قبیل کتاب الفرائض، ط: سعید)

طحطاوی علی الدر: (۴/۳۶۳، ۳۶۴) کتاب الحظر والإباحۃ، قبیل: کتاب الفرائض، ط: رشیدیہ) =

☆ اگر کوئی شخص کسی کے پاس کوئی چیز خریدنے کی غرض سے قرضہ لینے کے لئے آئے تو وہ شخص اس سے پوچھتا ہے کہ کس چیز کو خریدنے کے لئے رقم درکار ہے؟ تو وہ شخص اس کو رقم دینے کے بجائے وہ چیز خرید کر قبضہ کرنے کے بعد نفع شامل کر کے مرابحہ کے طور پر ادھار میں بیچ دیتا ہے، اس کو مرابحہ مؤجلہ کہتے ہیں۔

لیکن آج کل بینکوں میں ایسا بھی ہوتا ہے کہ جس چیز پر عقد مرابحہ کیا جاتا ہے وہ چیز پہلے سے ہی اس شخص کے پاس موجود ہوتی ہے جو بینک سے قرضہ لینے کے لئے آتا ہے،، بینک اس سے اس چیز کو نقد کی قیمت پر خرید کر پھر نفع پر اسی کو دوبارہ ادھار بیچ دیتا ہے، اس کو Buy Back (بائی بیک) کہتے ہیں، اس طرح حقیقتاً مرابحہ کے بجائے نفع (Mark up) کو "بائے بیک" سے وابستہ کر دیا جاتا ہے، یہ شرعی اعتبار سے بالکل جائز نہیں ہے، کیونکہ ایک ہی شخص سے کم قیمت پر خرید کر قبضہ کے بغیر فوراً ہی اسے زیادہ قیمت پر ادھار بیچ دینا حقیقت میں سودی قرض ہی کی ایک شکل ہے، جبکہ پہلی خریداری میں ہی یہ شرط ہوتی ہے کہ اسے دوبارہ بیچ دیا جائے گا۔

عام طور پر فرضی کارروائی ہوتی ہے، ایسا کوئی سامان سرے سے موجود ہی نہیں ہوتا جس پر بائی بیک کیا جاتا ہے، یہاں تک کہ اداروں کے ایسے اخراجات جن سے کوئی چیز خریدی نہیں جاتی مثلاً تنخواہیں، بلوں کی ادائیگی وغیرہ ان کے لئے بھی

= وکما یجوز أن تکون المرابحة بالثمن الحال، یجوز أیضا أن تکون بثمن مؤجل لأنه بیع، فیجوز فیه الأمران، کما فی سائر البیوع، وهل یجوز أن یکون الربح مرتبطا بزمن سداد الثمن؟ یوجد عند متأخری الحنفیة مایجوز ذلک... (فقه البیوع: (۲/ ۶۳۳) المبحث السادس، باب المرابحة والتولیة والوضیعة، المرابحة المؤجلة، ط: معارف القرآن۔)

ومما یجب التنبیه علیه هنا: أن ما ذکر من جواز هذا البیع إنما هو منصرف إلی زیادة فی الثمن نفسه أما ما یفعله بعض الناس من تحدید ثمن البضاعة علی أساس سعر النقد، وذکر القدر الزائد علی أساس أنه جزء من فوائد التأخیر فی الأداء، فإنه ربا صراح... (بحوث فی قضایا فقهیة معاصرة: (۱/ ۱۰) احکام البیع بالتقسیط، ط: دار العلوم کراجی)

بینکوں سے مرابحہ قرض مل جاتا ہے، جو درست نہیں ہے۔ [1]

مرابحہ مؤجلہ بینک کا

☆ ''مرابحہ مؤجلہ'' دو فقہی اصطلاحوں کو ملا کر ایک اصطلاح بنائی گی ہے، اور یہ دونوں بیع کی الگ الگ قسمیں ہیں: ایک ''بیع المرابحہ'' دوسری ''بیع موجل''۔

''بیع مرابحہ'' مدت اور وقت کے ساتھ مقید نہیں ہوتی، جبکہ ''بیع موجل'' لمبی یا مختصر مدت کے ساتھ ہونے والی بیع کو کہتے ہیں، مروجہ بینکاری نظام میں سودی قرضہ جات اور قسطوار اجارہ کے نفع کو جائز قرار دینے کے لئے اسلامی اور فقہی نام کا سہارا لیا گیا ہے۔

---

(۱) عن ابن عباس ﷺ أن رسول اللہ ﷺ قال: من ابتاع طعاماً فلا يبعه حتى يستوفيه قال ابن عباس ﷺ وأحسب كل شيء مثله... (الصحيح لمسلم: (۲/۵) كتاب البيوع باب بطلان بيع المبيع قبل القبض، ط: قديمى)

ومن اشترى شيئاً مما ينقل ويحول لم يجز له بيعه حتى يقبضه: لأنه عليه الصلاة والسلام نهى عن بيع مالم يقبض... (الهداية: (۳/۷۴) كتاب البيوع، باب التولية والمرابحة، فصل، ط: شركة علمية ملتان)

البحر الرائق: (۶/ ۱۱۶) كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، فصل في بيان التصرف في المبيع، ط: سعيد.

وعنه (أي عن ابن عمر) قال: قال رسول اللہ ﷺ: لا يحل سلف وبيع، ولا شرطان في بيع، ولا ربح مالم يضمن، ولا تبع ما ليس عندك۔ (مشكاة المصابيح: (ص: ۲۴۸) كتاب البيوع، باب المنهى عنها من البيوع، الفصل الثاني، ط: قديمى)

ولا ربح مالم يضمن) يريد به الربح الحاصل من بيع ما اشتراه قبل أن يقبضه وينتقل من ضمان البائع إلى ضمانه فإن بيعه فاسد۔ (مرقاة المفاتيح: (۶/ ۷۹) كتاب البيوع، باب المنهى عنها من البيوع، الفصل الثاني، ط: رشيديه جديد)

عن على أمير المؤمنين مرفوعاً: "كل قرض جر منفعة فهو ربا" إعلاء السنن: (۱۴/۵۱۲) كتاب الحوالة، باب كل قرض جر منفعة فهو ربا، ط: ادارة القرآن۔)

الحيل جمع حيلة وهي ما يتوصل به إلى مقصود بطريق خفي، وهي عند العلماء على أقسام بحسب الحامل عليها، فإن توصل بها بطريق مباح إلى إبطال حق أو اثبات باطل فهي حرام۔ (فتح الباري: (۱۲/ ۳۲۶) كتاب الحيل، ط: دار المعرفة)

☆ بینک میں مرابحہ مؤجلہ کے دو طریقے رائج ہیں:

❶ ایک طریقہ یہ ہے کہ بینک اپنے گاہک کو اپنے معاہدات اور قواعد کے مطابق کسی ایسے شوروم میں بھیج دیتا ہے جہاں پہلے سے مال یا گاڑی وغیرہ تیار موجود ہیں اور گاہک طے شدہ طریقہ کار کے مطابق وہاں سے مال یا گاڑی وغیرہ حاصل کرلیتا ہے۔

❷ دوسرا طریقہ یہ ہے کہ مال فی الحال بینک کے دسترس میں نہیں ہے، یا کسی شوروم میں نہیں، بلکہ بینک مقامی یا بیرونی مارکیٹ سے مال منگوا کر اپنے طریقہ کار کے تحت مقررہ وقت پر حوالہ دیتا ہے۔

☆ دونوں صورتوں میں اس عمل کو شریعت کے مطابق ''مرابحہ'' کہنا درست نہیں، کیونکہ مرابحہ کے طور پر بیچنے کے لئے مبیع (جس چیز کو فروخت کیا جائے گا) بائع کے پاس ہونا ضروری ہے، چاہے نقد میں خریدا ہو یا ادھار میں، حالانکہ بینک نے مبیع اب تک خریدا نہیں، خریدنے سے پہلے ''مرابحہ'' پر بیچ رہا ہے، اور اضافی لاگت خرچہ وغیرہ بھی لگا رہا ہے، جو سراسر جھوٹ، دھوکہ اور خیانت ہے اس لئے اس معاہدہ کو عقد مرابحہ کہنا درست نہیں، کیونکہ بینک اب تک اس چیز کا مالک نہیں۔ (۱)

☆ اور اگر خریدار کو بینک کا وکیل کہیں، اور وکیل کے طور پر خریداری کو تسلیم

---

(۱) (المرابحة)... شرعاً (بيع ماملكه) من العروض... بما قام عليه وبفضل) مؤنة... (الدر مع الرد: (۵/ ۱۳۲، ۱۳۳) كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، ط: سعيد)

▭ الهندية: (۱/ ۱۹۰) كتاب البيوع، الباب الرابع عشر: في المرابحة والتولية والوضيعة، ط: رشيدية.

▭ فالأصل فيه أن بيع المرابحة والتولية بيع أمانة... فتجب صيانتها عن الخيانة وعن سبب الخيانة والتهمة، لأن التحرز عن ذلك كله واجب ما أمكن قال الله تعالى عز شأنه: يا أيها الذين آمنوا لاتخونوا الله والرسول وتخونوا أماناتكم وانتم تعلمون، وقال عليه الصلاة والسلام: ليس منا من غشنا... (بدائع الصنائع: (۵/ ۲۲۳) كتاب البيوع، فصل: وأما بيان مايجب بيانه في المرابحة ومالا يجب، ط: سعيد)

کرلیں تو بھی درست نہیں، کیونکہ موکل (بینک) سے دوبارہ مرابحہ کے طور پر سودا ہی نہیں ہوتا بلکہ سابقہ معاہدہ میں طے شدہ قیمت اور طریقہ کار کے مطابق خریدنے کی پابندی ہوتی ہے۔ (۱)

☆ بینک کے مرابحہ میں پیشگی معاہدہ کی رو سے گاہک مال کو فوراً اپنے قبضہ اور ضمان میں منتقل کرنے کا پابند رہتا ہے، یہاں تک کہ تاخیر کی صورت میں بینک اس کے نقصان کو پورا کرنے کا پابند نہیں ہوتا۔ (۲)

☆ بینکوں میں مرابحہ کے نام سے انجام پانے والے لین دین کا مال، بائع (بینک) کے ضمان میں عملاً اور وصولاً داخل نہیں ہوتا، بلکہ وہ فوراً گاہک کے ذمہ میں منتقل ہوجاتا ہے، اگر گاہک نے معاہدہ کے مطابق خریدا ہوا مال فوراً اپنے ذمہ میں نہیں لیا تو اصل نقصان کی ذمہ داری گاہک پر عائد ہوتی ہے، لہذا شریعت کی رو سے اس کو مرابحہ کہنا درست نہیں۔ (۳)

اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ بینک کے مرابحہ میں پیشگی معاہدہ ہی عقد کی بنیاد ہے، بعد کے رسمی ایجاب وقبول بنیاد نہیں۔

☆ اور اگر بینک پہلے سے مال خرید کر رکھے پھر اس کے بعد قیمت خرید پر یا قیمت خرید اور خرچہ ملا کر جتنی رقم بنے گی اس پر خاص نفع لگا کر مرابحہ کے طور پر

(۱، ۲، ۳) وجملة الكلام فيها أن يد المشترى قبل الشراء إما أن كانت يد ضمان وإما أن كانت يد أمانة... وإن كانت يد المشترى يد أمانة كيد الوديعة والعارية لايصير قابضاً إلا أن يكون بحضرته أو بذهب إلى حيث يتمكن من قبضه بالتخلى؛ لأن يد الأمانة ليست من جنس يد الضمان فلايتناوبان۔ (بدائع الصنائع: (۲۴۸/۵) كتاب البيوع، فصل وأما حكم البيع، ط: سعيد۔)

قوله في المتن: فلو هلك في يده قبل حبسه هلك من مال الموكل ولم يسقط الثمن) وذلك لأن المبيع أمانة في يد الوكيل؛ لأنه قبضه للموكل وليس على الأمين شئ مالم يحدث منعاً فلايضمنه كما إذا هلكت الوديعة في يد المودع اه۔ (حاشية الشلبى على التبيين: (۲۶۱/۴) كتاب الوكالة، باب الوكالة بالبيع والشراء، ط: امداديه ملتان۔)

فتح القدير (۳۵/۷) كتاب الوكالة، باب الوكالة بالبيع والشراء، ط: رشيديه قديم)

فروخت کرے گا تو یہ جائز ہوگا، کیونکہ اس وقت مرابحہ کی تعریف بھی صادق آئے گی، جھوٹ اور خیانت سے بھی پاک ہوگا، اور اس پر کوئی اعتراض بھی نہیں ہوگا، لیکن بینک اس طرح پہلے سے خرید کر کبھی بھی مرابحہ نہیں کریگا، کیونکہ بینک تجارتی ادارہ نہیں ہے، صرف قرض کے لین دین کرنے کا ادارہ ہے۔ (۱)

مرابحہ میں آمدورفت کے خرچہ کا حکم

"آمدورفت کا خرچہ اصل قیمت میں ملانا" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱/۱۷۵)

مرابحہ میں اضافی اخراجات ملانے کا حکم

"اضافی اخراجات ملانے کی صورت" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱/۲۹۷)

مرابحہ میں خیانت ظاہر ہو

اگر بیع مرابحہ میں بائع (بیچنے والے) کی جانب سے خیانت ظاہر ہوجائے، تو مشتری (خریدار) کو بیع فسخ (ختم) کرنے کا حق حاصل ہوتا ہے، لیکن مقررہ قیمت میں کمی کرنے کا اختیار نہیں ہوتا، لہٰذا ایسی صورت میں مشتری یا تو خریدی ہوئی چیز بائع کو واپس کر کے اپنی پوری رقم واپس لے لے، یا پھر طے شدہ پوری قیمت ادا کر کے مبیع رکھ لے۔ (۲)

---

(۱)

(۲) فإن ظهر خيانته في مرابحة بإقراره أو برهان على ذلك أو بنكوله عن اليمين أخذه المشتري بكل ثمنه أو رده لفوات الرضا۔ (الدر مع الرد: (۵/۱۳۷) كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، ط: سعيد)

بدائع الصنائع: (۵/۲۲۵، ۲۲۶) كتاب البيوع، فصل وأما حكم الخيانة... ط: سعيد۔

فإن اطلع المشتري على خيانة في المرابحة فهو بالخيار عند أبي حنيفة رحمه الله، إن شاء أخذه=

مرابحہ میں خیانت کے شبہ سے اجتناب کرنا

بیع مرابحہ کا دار و مدار دیانت اور امانت پر ہے، اس میں ہر اس چیز سے
اجتناب کرنا ضروری ہے، جس میں خیانت اور جھوٹ کا شبہ ہو، لہٰذا اگر بائع (بیچنے والے) نے کوئی چیز ادھار خریدی ہے تو گاہک کو قیمت خرید بتا کر فروخت کرنے کی صورت میں یہ بھی بتلانا ضروری ہے کہ میں نے اس کو اتنی قیمت میں ادھار خریدا ہے، اور اتنے نفع میں فروخت کر رہا ہوں، کیونکہ ادھار میں عام طور پر نقد کی نسبت سے قیمت زیادہ ہوتی ہے، اور گاہک نقد قیمت سمجھ کر خریدنے پر راضی ہوا اور ادھار کی صورت میں راضی نہ ہو، اس لئے خیانت کا شبہ ہے، مرابحہ میں اس سے بھی بچنا ضروری ہے، ورنہ مشتری (خریدار) کو حقیقت معلوم ہونے کے بعد بیع فسخ کرنے کا اختیار ہوگا۔[1]

مرابحہ میں دھوکہ سے لی گئی زائد رقم کا حکم

اگر بیع مرابحہ میں بائع (سیلر) نے جھوٹ بول کر یا دھوکہ دے کر مشتری (خریدار) سے زیادہ رقم لی مثلاً ۵۰ روپے کی خریدی ہوئی چیز کو ۶۰ روپے قیمت خرید

= بجميع الثمن وإن شاء ترکه۔ (الهداية: (۷۴/۳) کتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، ط: رشيديه)

(البحر الرائق: (۱۱۰/۶) کتاب البيع، باب المرابحة والتولية، ط: سعيد)

الهندية: (۱۶۲/۳) کتاب البيوع، الباب الرابع عشر في المرابحة والتولية والوضيعة، ط: رشيديه)

(۱) ومن اشترى غلاما بألف درهم نسيئة فباعه بربح مائة ولم يبين فعلم المشتري فإن شاء رده، وإن شاء قبل؛ لأن للأجل شبها بالمبيع الا يرى أنه يزاد في الثمن لأجل الأجل والشبهة في هذا ملحقة بالحقيقة... والإقدام على المرابحة يوجب السلامة عن مثل هذه الخيانة فإذا ظهرت يخير كما في العيب۔ (الهدايه: (۷۶/۳) کتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، ط: رشيديه)

اشتراه بألف نسيئة و باع بربح مائة بلا بيان خير المشتري، (قوله: خير المشتري) أى بين رده وأخذه بألف ومائة حالة، لأن للأجل شبها بالمبيع الاترى انه يزاد في الثمن لأجله۔ (الدر مع الرد: (۱۳۱/۵، ۱۳۲) کتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، قبيل: مطلب في الكلام على الرد بالغبن الفاحش، ط: سعيد)

بدائع الصنائع: (۲۲۴/۵) کتاب البيوع، فصل: وأما بيان ما يجب بيانه في المرابحة... ط: سعيد)

کہہ کر مزید پانچ روپے نفع شامل کر کے ۶۵ روپے میں فروخت کیا، بعد میں معلوم ہوا کہ بائع نے جھوٹ کہہ کر دھوکہ دیا ہے، تو ایسی صورت میں مشتری کو اختیار ہے چاہے اس سودے کو طے شدہ قیمت پر قبول کرے یا واپس کر کے بائع سے اپنے پیسے واپس لے لے، نقصان یا زیادتی کی واپسی کا مطالبہ نہیں کر سکتا۔ (۱)

مرابحہ میں دیانت داری ضروری ہے

بیع مرابحہ اور بیع تولیہ میں سابقہ قیمت یا لاگت بیان کرنے میں خاص طور پر دیانت داری ضروری ہے، یہاں تک کہ اگر بائع نے خود مال ادھار خریدا تھا تو اس کی بھی صراحت کرنا ضروری ہے۔ (۲)

مرابحہ میں فیصد کے حساب سے منافع طے کرنا

اگر بائع عقد مرابحہ کرتے وقت اصل قیمت سے زائد نفع کی رقم کے لئے فیصدی کا سہارا لے مثلاً بائع مشتری سے کہتا ہے کہ میں آپ سے اس مال میں پانچ فیصد منافع لوں گا تو یہ درست ہے۔ (۳)

---

(۱) فإن اطلع المشتری علی خیانة فی المرابحة فهو بالخیار عند أبی حنیفة رحمه الله إن شاء أخذه بجمیع الثمن وإن شاء ترکه۔ (الهدایة: (۷۴/۳) باب المرابحة والتولیة، ط رشیدیه)

فإن خان فی مرابحة أخذ بکل ثمنه أو رده۔ (کنز الدقائق مع البحر الرائق: (۱۱۰/۳) کتاب البیع، باب المرابحة والتولیة، ط: سعید)

شامی: (۱۳۷/۵) کتاب البیوع، باب المرابحة والتولیة، ط: سعید۔)

(۲) "مرابحہ میں خیانت کے شبہ سے اجتناب کرنا" عنوان کے تحت دیکھیں۔

(۳) (وکون الربح شیئاً معلوماً) حتی لو باعه بربح ده یازده أی العشر بأحد عشر لم یجز إلا أن یعلم بالثمن فی المجلس فیخیر... (قوله: حتی لو باعه)... ومعنی قوله: ده یازده أی بربح مقدار درهم علی عشرة دراهم فإن کان الثمن الأول عشرین کان الربح بزیادة درهمین وإن کان ثلاثین کان الربح ثلاثة دراهم... وحاصله: أنه إذا کان الثمن فی العقد الأول قیمیاً کالعبد مثلاً وکان مملوکاً للمشتری فباع المالک المبیع من المشتری بذلک العبد وبربح ده یازده لا یصح... لأن القیمة مجهولة... بخلاف ما إذا کان=

مرابحہ میں گز اور میٹر کے تعین کی ضرورت ہے

گاہک کو کسی چیز کی قیمت خرید بتا کر اس پر نفع شامل کر کے فروخت کرنے کا نام مرابحہ ہے، اور اس میں صرف خیانت نہیں بلکہ خیانت کے شبہ سے بھی بچنا ضروری ہے، اس لئے میٹر اور گز میں چونکہ فرق ہے اس لئے مرابحہ کی صورت میں میٹر کے حساب سے خریدا ہے یا گز کے حساب سے اس کا بتانا بھی ضروری ہے، ورنہ (خریدار) مشتری کو معلوم ہونے کے بعد لینے اور نہ لینے کا اختیار ہوگا۔[1]

مرابحہ میں منافع کی مقدار

شریعت مقدسہ میں خرید وفروخت صحیح ہونے کا دار ومدار بائع (سیلر) اور مشتری (خریدار) کی باہمی رضامندی پر ہے، لہٰذا بائع (سیلر) اور مشتری (خریدار) جس نرخ پر بھی خرید وفروخت کرنے پر متفق ہوں گے اسی نرخ پر بیع مرابحہ جائز ہوگا۔

فقہاء نے بیع مرابحہ کی حقیقت بیان کرتے ہوئے نفع کی تعیین نہیں فرمائی، لہٰذا بازار کے عام نرخوں سے زیادہ نفع لے کر فروخت کرنا جائز تو ہے لیکن انسانیت

= الثمن مثلياً والربح ده يا زده فإنه يصح... (الدر مع الرد: (۵/ ۱۳۴، ۱۳۵) كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، ط: سعيد۔

المرابحة: بيع يتفق فيه الطرفان على أن البائع يبيع المبيع بتكلفته وزيادة ربح معلوم مثل أن يقول: بعتك هذا الشئ بما قام علي وزيادة عشرة دراهم أو بزيادة نسبة عشرة في مائة على ما قام علي "(فقه البيوع: (۲/ ۶۳۱)، المبحث السادس، التقسيم الثاني: من حيث ربحية البيع، ط: معارف القرآن۔

البحر الرائق: (۶/ ۱۰۸، ۱۰۹)، كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، ط: سعيد۔

(۱) ولهذا كان مبناهما على الأمانة والاحتراز عن الخيانة وعن شبهتها۔ (الهداية: (۳/ ۷۳) كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، ط: رشيديه۔

فالأصل فيه أن بيع المرابحة والتولية بيع أمانة ... فتجب صيانتها عن الخيانة وعن سبب الخيانة والتهمة؛ لأن التحرز عن ذلك كله واجب ما أمكن۔ (بدائع الصنائع: (۵/ ۲۲۳) كتاب البيوع، فصل: وأما بيان ما يجب بيانه في المرابحة وما لا يجب، ط: سعيد۔

شامی: (۵/ ۱۳۸) كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، ط: سعيد۔

اور مروت کے خلاف ہے۔[۱]

مراتب تاجر

''تاجروں کے مراتب'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۴۳/۲)

مرا ہوا جانور

مرا ہوا جانور خواہ مرغی ہو یا بکری یا گائے ہو یا بھینس وغیرہ، مسلمانوں کے حق میں وہ مال نہیں ہے، اس لئے مسلم ہو یا غیر مسلم کسی کے ہاتھ بھی فروخت کرنا جائز نہیں ہے، اور اس کا پیسہ حرام ہے۔[۲]

مرتد کے ساتھ تجارت

امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک مرتد کے ساتھ خرید وفروخت کا معاملہ جائز نہیں، لہٰذا مرتد کے ساتھ خرید وفروخت کرنے کی صورت میں وہ بیع موقوف رہے

---

(۱) ومن اشترى شيئا وأغلى في ثمنه فباعه مرابحة على ذلك، جاز۔ (الهندية: (۱۶۱/۳) كتاب البيوع، الباب الرابع عشر في المرابحة والتولية، ط: رشيديه۔

البيع مبادلة المال بالمال بالتراضي۔ (الكفاية في آخر فتح القدير: (۴۹/۶) كتاب البيوع، ط: رشيديه۔

فتح القدير مع العناية: (۲۴۹/۶) كتاب البيوع۔ ط: رشيديه۔

(۲) عن ابن عباس رضي الله عنهما قال: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: "قل لا اجد فيما اوحي إلى محرماً على طاعم يطعمه" الا كل شئ من الميتة حلال، إلا ما أكل، فاما الجلد والقرن والشعر والصوف والسن والعظم، فكل هذا احلال: لانه لايذكي. (سنن الدارقطني: (۷۰/۱) رقم: ۱۲۰) كتاب الطهارة، باب الدباغ، ط: مؤسسة الرسالة)

لم يجز بيع الميتة. (كنز الدقائق مع البحر الرائق: (۷۶/۶) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: دار المعرفة)

وإنما لم يجز أخذ الثمن فيها، لأنها ميتة لايجوز تملكها، ولا أخذ عوض عنها، وقد حرم رسول الله صلى الله عليه وسلم ثمن الميتة والأصنام. (شرح البخاري لابن بطال: (۳۶۸/۵) كتاب الجية، باب طرح جيف المشركين في البئر، ط: مكتبة الرشيد)

گی، البتہ صاحبین کے نزدیک بیع نافذ ہوجائے گی، اس لئے جہاں ابتلائے عام اور شدید ضرورت ہو وہاں مجبوراً صاحبین کے قول پر عمل کرنے کی گنجائش ہوگی۔

البتہ ان کی دعوت وضیافت اور خاطر مدارات سے پرہیز کیا جائے ورنہ ایمان کے لئے خطرہ ہوگا، البتہ اسلام کی طرف واپس لانے کے لئے خاطر مدارات کرنا جائز ہے۔(۱)

مردار

مردار مال نہیں، اس لئے اس کی خرید وفروخت جائز نہیں ہے۔(۲)

---

(۱) (قوله: وبيع المرتد) فإنه موقوف عند الإمام على الإسلام، ولا يوقف عندهما۔ (شامی: (۵/ ۱۱۱) کتاب البیوع، فصل فی الفضولی، ط:سعید۔)

حاشية الطحطاوی علی الدر المختار: (۸۷/۳) کتاب البیوع، فصل: فی الفضولی، ط:رشیدیه)

(اعلم ان تصرفات المرتد على اربعة اقسام)... (ويتوقف منه عند الإمام) بناء على زوال الملك كما سلف... (وينفذ عندهما كل ما كان مبادلة مال بمال أو عقد تبرع) الا أنه عند أبي يوسف رحمه الله تصح كما تصح من الصحيح؛ لأن الظاهر عوده إلى الإسلام، وعند محمد رحمه الله كما تصح من المريض؛ لأنها تفضي إلى القتل ظاهرا، "ط" عن البحر۔ (شامی: (۲۴۹/۴، ۲۵۰) کتاب الجهاد، باب المرتد، قبیل: مطلب المعصية تبقى بعد الردة، ط:سعید۔)

وأما البيع الجائز الذى لا نهى فيه فثلاثة: نافذ لازم ونافذ ليس بلازم، وموقوف... وبيع المرتد عن الإمام أى موقوف۔ (البحر الرائق: (۶۹/۶) کتاب البیع، باب البیع الفاسد، ط:سعید)

قال العلامة السيد محمد أبو السعود المصرى الحنفى رحمه الله: قوله هذا عند أبي حنيفة رحمه الله اعلم ان تصرفات المرتد يتوقف فى الكسبين جميعا وهو الصحيح، وقال بعض المشايخ ان تصرفه فى كسب الردة نافذ فى ظاهر الرواية، وموقوف فى رواية الحسن، والأول أصح وهذا كله عند الإمام، وأما عندهما فتصرفاته نافذة فى الكسبين قهستانى۔ (فتح المعين: (۳۶۴/۲))

(۲) (لم يجز بيع الميتة والدم) لانعدام المالية التى هى ركن البيع فإنهما لا يعدان مالا عند أحد۔ (البحر الرائق: (۷۰/۶) کتاب البیع، باب البیع الفاسد، ط:سعید)

الدر مع الرد: (۵۰/۵، ۵۱) کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ط:سعید)

الهندية: (۱۱۶/۳) کتاب البیوع، الباب التاسع فيما يجوز بيعه ومالا يجوز، الفصل الخامس: فى بيع المحرم الصيد وفى بيع المحرمات، ط:رشيديه)

مردار جانور کا اون

١٤٤ "مردار جانور کی ہڈیاں فروخت کرنا" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (١٤٥/٦)

مردار جانور کا چمڑا

انسان اور خنزیر کے علاوہ باقی مردہ جانوروں کا چمڑا ان کے بدن سے اتارنا جائز ہے، پھر اس کو دباغت دینے کے بعد فروخت کرنا بھی جائز ہے، البتہ دباغت دینے سے پہلے فروخت کرنا جائز نہیں ہے۔[1]

مردار جانور کے بال

"مردار جانور کی ہڈیاں فروخت کرنا" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (١٤٥/٦)

مردار جانور کی کھال رنگنے کے بعد فروخت کرنا

مرے ہوئے غیر مذبوح جانور سے فائدہ حاصل کرنا جائز نہیں ہے، لیکن

---

(١) (وجلد میتة قبل الدبغ) لو بالعرض ولو بالثمن فباطل... (وبعده) أی الدبغ (یباع) الا جلد انسان و خنزیر وحیة۔ (الدر مع الرد: (٧٣/٥) کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ط: سعید)

وأما جلود السباع والحمیر والبغال، فما کانت مذبوحة أو مدبوغة جاز بیعها، وما کان بخلافه لم یجز، وهذا بناء علی أن الجلود کلها تطهر بالذکاة أو الدباغ الا جلد الإنسان والخنزیر، وإذا طهرت بالدباغ أو بالذکاة جاز الانتفاع به ویکون محلا للبیع۔ (المحیط البرهانی: (٣٤٩/٦) کتاب البیع، الفصل السادس: فیما یجوز وما لا یجوز بیعه، نوع آخر فی بیع المحرمات، ط: دار الکتب العلمیة۔)

(وجلد المیتة قبل الدبغ) أی لم یجز بیعه؛ لأنه غیر منتفع به۔ (وبعده یباع وینتفع به) (البحر الرائق: (٨١/٦) کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ط: سعید)

الهندیة: (١١٥/٣) کتاب البیوع، الفصل الخامس فی بیع المحرم الصید، وفی بیع المحرمات، ط: رشیدیه)

ولا بیع جلود المیتة قبل أن تدبغ؛ لأنه غیر منتفع به... ولا بأس ببیعها والانتفاع بها بعد الدباغ۔ (الهدایة: (٥٨/٣) کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ط: رشیدیه)

اس کی کھال کو دباغت دے کر رنگنے کے بعد فروخت کرنا جائز ہے۔ (۱)

مردار جانور کی ہڈیاں فروخت کرنا

خنزیر کے علاوہ دیگر مردار جانوروں کی ہڈیاں، بال اور اون کی خرید و فروخت کرنا جائز ہے، کیونکہ کسی جانور کی موت کی وجہ سے اس کی یہ چیزیں ناپاک نہیں ہوتیں، لہٰذا اگر جانور کو ذبح نہ بھی کیا گیا ہو، تو اس کی ہڈی، بال اور اون کی خرید و فروخت جائز ہے۔ (۲)

مردار ہڈیوں کو اٹھا کر گاڑی میں بھرنا

مسلمانوں کے لئے مردار خشک ہڈیوں کو اٹھا کر گاڑیوں میں بھرنا اور

(۱) أن عبد الله بن عباس رضی الله عنه أخبره انّ رسول الله ﷺ مرّ بشاة ميتة فقال: هلا استمتعتم بإهابها قالوا: انّها ميتة، قال: إنّما حرم أكلها۔ (البخاری: (۱/۲۹۶) كتاب البيوع، باب جلود الميتة قبل ان تدبغ، ط: قديمی)

وجلد الميتة قبل الدبغ... وبعده يباع وينتفع به كعظم الميتة وعصبها وصوفها وقرنها ووبرها يعنى بعد الدباغ يجوز بيعه كما يجوز بيع عظم الميتة۔ (تبيين الحقائق: (۴/۳۷۷) باب البيع الفاسد، ط: دار الكتب العلمية)

قاضی خان علی هامش الهندية: (۲/۱۳۳) كتاب البيع، فصل فی البيع الباطل، ط: رشيديه)

الهداية: (۳/۵۸) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: رشيديه)

(۲) ولا بأس ببيع عظام الميتة وعصبها وصوفها وقرنها وشعرها ووبرها والانتفاع بذلك كله، لأنّها طاهرة لا يحلها الموت لعدم الحياة۔ (الهداية: (۳/۵۸) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: رشيديه)

وجلد الميتة قبل الدبغ... وبعده يباع وينتفع به كعظم الميتة وعصبها وصوفها وقرنها ووبرها يعنى بعد الدباغ يجوز بيعه كما يجوز بيع عظم الميتة۔ (تبيين الحقائق: (۴/۳۷۷) باب البيع الفاسد، دار الكتب العلمية)

وبيع جلود الميتات باطل إذا لم تكن مذبوحة أو مدبوغة، ويجوز بيع عظامها وعصبها وصوفها وظلفها وشعرها وقرنها۔ (قاضی خان علی هامش الهندية: (۲/۱۳۳) كتاب البيع، فصل فی البيع الباطل، ط: رشيديه)

اما شعر الميتة وعظمها وصوفها وقرنها فلا بأس بالانتفاع بها وبيع ذلك كله جائز۔ (الهندية: (۳/۱۱۵) كتاب البيوع، الفصل الخامس فی بيع المحرم الصيد وفی بيع المحرمات، ط: رشيديه)

ان کی خرید وفروخت کرنا جائز ہے۔[1] البتہ جب تک تر ہوں اس وقت تک ناپاک ہیں۔[2]

مردہ جانور کی خرید وفروخت

مردہ جانور بھینس ہو یا بکری، مرغی ہو یا چڑیا، گائے ہو یا گدھا، اس کی بیع حرام ہے، جس طرح کسی مسلمان کے ہاتھ بیچنا جائز نہیں اسی طرح کسی غیر مسلم کے ہاتھ فروخت کرنا بھی جائز نہیں، اس کے عوض جو قیمت ملے گی وہ بھی حرام ہے، اگر کسی نے غلطی سے مردہ جانور بیچ کر قیمت لے لی، تو جس سے لی ہے، اس کو واپس کرنا ضروری ہے، اور اگر واپس کرنا ممکن نہ ہو تو مستحق زکوٰۃ لوگوں پر صدقہ کر دینا واجب ہے۔[3]

---

(۱) ویجوز بیع عظم الفیل والانتفاع به فی الحمل والرکوب والمقاتلة۔ (شامی: (۷۳/۵) کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ط:سعید)

ولابأس ببیع عظام الموتی لان الموت لایحلها ولیس فیها دم فلیست بجنسه إلا بیع عظام الآدمی والخنزیر۔ (حاشیة الطحطاوی علی الدر المختار: (۱۱۳/۱) کتاب الطهارة، ط: دار الکتب العلمیة بیروت/رشیدیه)

وفیه أیضا: (۷۲/۳) کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ط: دار المعرفة بیروت/رشیدیه)

بدائع الصنائع: (۱۴۲/۵) فصل: وأما الذی یرجع إلی المعقود علیه، ط:سعید)

(۲) وفی المحیط: ان عظم المیتة إذا کان علیه دسومة، و وقع فی الماء نجسه۔ (البحر الرائق: (۱۰۷/۱) کتاب الطهارة، ط:سعید)

وشعر المیتة غیر الخنزیر علی المذهب و عظمها وعصبها و حافرها و قرنها ... طاهر (قوله: وعظمها) الا إذا کانت علیه دسومة۔ (حاشیة الطحطاوی علی الدر المختار: (۱۱۳/۱، ۱۱۴) کتاب الطهارة، ط: دار المعرفة، بیروت، رشیدیه)

وظاهره أنه لو کان فیه دسومة، فحکمها کالجلد واللحم۔ (شامی: (۲۰۷/۱) کتاب الطهارة، باب المیاه، مطلب فی أحکام الدباغة، ط:سعید)

(۳) (لم یجز بیع المیتة والدم) لانعدام المالیة التی هی رکن البیع فإنها لایعدان مالاً عند أحد وهو من قسم الباطل... وفی القاموس: المیتة مالم تلحقه ذکاة وبالکسر للنوع فإن أرید بعدم الجواز عدمه فی حق المسلمین بقیت علی إطلاقها، وإن أرید الأعم للمسلم والکافر فیراد بها مامات حتف أنفه... (البحر الرائق: (۷۰/۶) کتاب البیع، باب البیع الفاسد، ط:سعید)=

مردہ حیوان کی خرید وفروخت

مردہ مچھلی،[1] اور مردہ ٹڈی،[2] کے علاوہ باقی کسی بھی مردہ حیوان کی ۱۴۷
خرید وفروخت کرنا جائز نہیں اور قیمت بھی حرام ہے۔[3]

= الدر مع الرد: (۵/ ۵۰، ۵۱) کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ط: سعید)

الهندية: (۳/ ۱۱۶) کتاب البیوع، الباب التاسع فیمایجوز بیعه ومالا یجوز، الفصل الخامس: فی بیع المحرم الصید، وفی بیع المحرمات، ط: رشیدیه)

ماحرم أخذه حرم اعطاءه... (شرح المجلة للاتاسی: (۱/ ۷۷، ۷۸) المادة: ۳۴، القواعد، ط: رشیدیه)

لو مات الرجل وکسبه من بیع الباذق أو الظلم أو أخذ الرشوة یتورع الورثة ولا یأخذون منه شیئاً وهو أولى بهم، ویردونها علی أربابها إن عرفوهم وإلّا تصدقوا بها: لان سبیل الکسب الخبیث التصدق إذا تعذر الرد علی صاحبه" (الدر مع الرد: (۶/ ۳۸۵) کتاب الحظر والإباحة، فصل: فی البیع، ط: سعید)

البحر الرائق: (۸/ ۱۰۹) کتاب الغصب، ط: سعید)

تبیین الحقائق: (۶/ ۳۲۱، ۳۲۲) کتاب الغصب، ط: دار الکتب العلمیة۔

(۱، ۲) قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: هو الطهور ماؤه والحل ميتة. (سنن الترمذي: (۲۱/۱) أبواب الطهارات، باب ماجاء في ماء البحر أنه طهور، ط: سعيد.

مشكاة المصابيح: (ص: ۵۱) كتاب الطهارة، باب أحكام المياة، الفصل الثاني، ط: قديمي.

عن عبدالله بن عمر رضي الله عنهما أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: أحلت لنا ميتتان ودمان فأما الميتتان فالجراد والحوت وأما الدمان فالطحال والكبد. (السنن الكبرى للبيهقي: (۲۵۴/۱) كتاب الطهارة، جماع أبواب مايفسد الماء، باب الحوت يموت في الماء والجراد، ط: إدارة تاليفات اشرفيه)

مشكاة المصابيح: (ص: ۳۶۱) كتاب الصيد والذبائح، باب مايحل أكله ومايحرم، الفصل الثاني، ط: قديمي)

(۳) حرمت عليكم الميتة. (المائدة: ۳)

ونقل ابن المنذر وغيره: الإجماع على تحريم بيع الميتة، ويستثنى من ذلك السمك والجراد. (فتح الباري: (۴/ ۴۲۴) كتاب البيوع، باب بيع الميتة والأصنام، ط: دار المعرفة).

عن جابر بن عبدالله رضي الله عنهما أنه سمع رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول وهو بمكة عام الفتح "إن الله ورسوله حرم بيع الخمر والميتة والخنزير والأصنام. الحديث. (صحيح البخاري: (۲۹۸/۱) كتاب البيوع، باب بيع الميتة والأصنام، ط: قديمي) =

مردہ مچھلی

مچھلی پکڑنے کے بعد مر جائے تو بھی اس کی خرید و فروخت جائز ہے۔ (۱)

مرض الموت میں کم قیمت پر بیع کی

اگر کسی نے مرض الموت میں کوئی چیز کسی کو مارکیٹ قیمت سے کم میں خفیہ طور پر فروخت کردی اور اس کے بعد اس کا انتقال ہوگیا تو اس کی دو صورتیں ہیں:

پہلی صورت یہ ہے کہ اگر یہ سودا میت کے کسی وارث کے ساتھ ہوا ہے مثلاً اولاد، بیوی یا والدین کے ساتھ، تو یہ سودا باقی وارثوں کی اجازت پر موقوف ہوگا، اگر وہ اجازت دیں گے تو نافذ ہوجائے گا، اور اگر اجازت نہیں دیں گے تو سودا نافذ نہیں ہوگا۔

دوسری صورت یہ ہے کہ اگر یہ سودا وارث کے علاوہ کسی اجنبی کے ساتھ ہوا ہے، تو اس کا حکم یہ ہے کہ دیانت دار اور تجربہ کار آدمی اس چیز کی قیمت کا اندازہ لگائیں اور پھر دیکھیں کے خریدار نے اس سے کس قدر قیمت کم ادا کی ہے، اگر وہ کمی بائع (بیچنے والے) کے ایک تہائی ترکہ کے برابر یا اس سے کم ہے، تو بیع صحیح ہوجائے گی، اور اگر وہ کمی بائع کے ایک تہائی ترکہ سے زیادہ ہے تو وارثوں کی اجازت پر

= عن ابن عباس رضي الله عنهما، عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: "إن الله تعالى إذا حرم شيئاً حرم ثمنه". (سنن الدارقطني (۳/۳۸۸) رقم الحديث: ۲۸۱۵، كتاب البيوع، ط: مؤسسة الرسالة)

اعلاء السنن (۱۴/۱۱۳) كتاب البيوع، أبواب البيوع الفاسدة، باب حرمة بيع الخمر والميتة والخنزير والأصنام، ط: إدارة القرآن.

(۱) ولا يحل حيوان مائي إلا السمك الذي مات بآفة... وما مات بحر الماء أو برده وربطه فيه أو القاء شئ، فموته بآفة... وحل الجراد... وأنواع السمك بلا ذكاة... (الدر مع الرد: (۶/۳۰۶، ۳۰۷) كتاب الذبائح، ط: سعيد)

البحر الرائق: (۸/۱۷۲) كتاب الذبائح، فصل: فيما يحل وما لا يحل، ط: سعيد)

فتح القدير مع الكفاية: (۹/۵۱۳، ۵۱۵) كتاب الذبائح، فصل: فيما يحل أكله وما لا يحل، ط: رشيديه)

موقوف رہے گی اگر ورثہ بالغ ہیں تو خریدار سے کہا جائے گا کہ اس کی قیمت پوری کرو، ورنہ بیع کو فسخ کردیا جائے گا، کیونکہ یہ وصیت کے حکم میں ہے اور وصیت ایک تہائی تک نافذ ہوتی ہے، اس سے زیادہ میں نافذ نہیں ہوتی۔ (۱)

مرغوب صفت کی شرط لگا کر سودا کرنا

''صفت مرغوب کی شرط لگا کر سودا کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۰۹/۴)

مرغی کا انڈا

''پڑوسیوں کا نقصان کرنے والی مرغی کا انڈا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

مرغی کا انڈا بطخ کے انڈے کے عوض فروخت کرنا

''انڈے کے عوض انڈے کی بیع'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۴۰/۱)

مرغی مرگئی

کوئی مرغی یا بکری یا گائے وغیرہ مرگئی، تو اس کی بیع حرام اور باطل ہے،

---

(۱) إذا باع شخص فی مرض موته شیئًا من ماله لأحد ورثته، یعتبر ذلک موقوفا علی إجازة سائر الورثة... فإن أجازوا بعد موت المریض، نفذ البیع وإلا فلا...

وإذا باع المریض فی مرض موته شیئًا لأجنبی بثمن المثل، صح بیعه وإن باعه بدون ثمن المثل وسلم المبیع، کان بیع محاباة یعتبر من ثلث ماله، فإن کان الثلث وافیا بها صح، وإن کان الثلث لایفی بها، لزم المشتری إکمال ما نقص من ثمن المثل، واعطاه للورثة، فإن أکمل لزم البیع، وإلا کان للورثة فسخه۔ (شرح المجلة لسلیم رستم باز: (ص: ۲۲۱، ۲۲۲)، رقم المادة: ۳۹۳، ۳۹۴، البیوع، الباب السابع فی بیان أنواع البیع وأحکامه، الفصل الخامس فی أحکام بیع المریض، ط: مکتبة حنفیه کوئٹه، و: (۱۷۶/۱)، ط: فاروقیه کوئٹه۔)

وقف بیع الغاصب علی إجازة المالک... وبیع المریض لوارثه علی إجازة الباقی (الدر المختار) أو علی صحة المریض، فإن صح من مرضه نفذ، وإن مات منه ولم تجز الورثة بطل۔ (شامی: (۱۱۲/۵) کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، فصل فی الفضولی، ط: سعید)

الهندیة: (۱۵۴/۳) کتاب البیوع، الباب الثانی عشر فی أحکام البیع الموقوف، ط: رشیدیه۔

بلکہ اس مری ہوئی مرغی وغیرہ کو کسی کافر کو کھانے کے لئے دینا بھی جائز نہیں، (۱) مری ہوئی بکری اور مری ہوئی گائے کی کھال اتروا کر دباغت دینے کے بعد کھال کو بیچنا اور اپنے کام میں لانا جائز ہے۔ (۲)

مرغیوں کو وزن کر کے فروخت کرنا

''وزن کر کے جانور فروخت کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۶/۴۲۴)

مرغیوں کی خوراک کی تیاری کے لئے خون اور مردار کی خرید وفروخت

اللہ تعالیٰ نے خون اور مردار دونوں کو قرآن مجید میں حرام قرار دیا ہے، اور احادیث میں ان دونوں اشیاء کی تجارت کو بھی حرام کہا گیا ہے، لہٰذا ان چیزوں کی خرید وفروخت جائز نہیں ہے۔ (۳)

---

(۱) (لم یجز بیع المیتة والدم) لانعدام المالیة التی هی رکن البیع فإنهما لا یعدان مالاً عند أحد وهو من قسم الباطل... فإن أرید بعدم الجواز عدمه فی حق المسلمین بقیت علیٰ اطلاقها و إن أرید الأعم للمسلم والکافر فیراد بها ما مات حتف أنفه... (البحر الرائق: (۶/ ۷۰) کتاب البیع، باب البیع الفاسد، ط:سعید)

الدر مع الرد: (۵/ ۵۰، ۵۱) کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ط:سعید)

الهندیة: (۳/ ۱۱۶) کتاب البیوع، الباب التاسع فیما یجوز بیعه وما لا یجوز، الفصل الخامس فی بیع المحرم الصید، وفی بیع المحرمات، ط: رشیدیه)

(۲) وجلد میتة قبل الدبغ لو بالعرض ولو بالثمن فباطل،... وبعده أی الدبغ یباع إلا جلد إنسان وخنزیر وحیة۔ (الدر مع الرد: (۵/ ۷۳) کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ط:سعید)

البحر الرائق: (۶/ ۸۱) کتاب البیع، باب البیع الفاسد، ط:سعید)

الهندیة: (۳/ ۱۱۵) کتاب البیوع، الباب التاسع: فیما یجوز بیعه وما لا یجوز، الفصل الخامس: فی بیع المحرم الصید وفی بیع المحرمات، ط: رشیدیه)

(۳) قال الله تعالیٰ: حرمت علیکم المیتة والدم ولحم الخنزیر... الخ (المائدة:۳)

وقال تعالیٰ: إنما حرم علیکم المیتة والدم... الخ (البقرة:۱۷۳)

عن عکرمة، عن ابن عباس أنه سئل عن الطحال، فقال: کلوه فقالوا: إنه دم، فقال: إنما حرم علیکم الدم المسفوح. (تفسیر ابن کثیر: (۵/ ۲۳) المائدة:۳، ط: مؤسسة قرطبة)=

مرغیوں کی بیٹ

آج کل پولٹری فارم کے مالکان مرغیوں کی بیٹ کو کھاد کے طور پر زمینداروں کو فروخت کردیتے ہیں، یہ جائز ہے کیونکہ اس میں کچھ نہ کچھ مٹی وغیرہ دوسری چیزیں مل جاتی ہیں۔ (۱)

= عن أبي جحفة أن النبي صلى الله عليه وسلم نهى عن ثمن الدم وثمن الكلب وثمن البغي، الحديث. (مشكاة المصابيح: (ص: ۲۴۱)، كتاب البيوع، باب الكسب وطلب الحلال، الفصل الأول، ط: قديمي)

وعن جابر أنه سمع رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول عام الفتح وهو بمكة: إن الله ورسوله حرم بيع الخمر والميتة والخنزير والأصنام الحديث. (مشكاة المصابيح: (ص: ۲٤۱)، كتاب البيوع، باب الكسب وطلب الحلال، الفصل الأول، ط: قديمي)

بيع الخمر والميتة والدم... باطل. (فتاوي قاضي خان على هامش الهنديه: (۱۳۳/۲) كتاب البيع، فصل في البيع الباطل، ط: رشيديه)

بطل بيع ماليس بمال كالدم والميتة۔ (الدر المختار مع الرد: (۵۱/۵) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: سعيد)

(۱) ورجيع الآدمي لم يغلب عليه التراب، فلو مغلوبا به جاز كسرقين وبعر، واكتفى في البحر بمجرد خلطه بتراب۔

(قوله: كسرقين وبعر)... والمراد أنه يجوز بيعهما ولو خالصين وفي البحر عن السراج: ويجوز بيع السرقين والبعر والانتفاع به والوقود به۔ (شامی (۵۸/۵) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، قبل مطلب الآدمي مكرم شرعا، ط: سعيد)

ولا بأس ببيع السرقين أو السرجين وهو الزبل وبيع البعر؛ لأنه منتفع به؛ لأنه يلقى في الأرض لاستكثار الريع فكان مالا والمال محل للبيع ۔ (الفقه الإسلامي وأدلته: (۳۴۳۱/۵)، القسم الثالث: العقود أو التصرفات المدنية المالية، الفصل الاول: عقد البيع، المبحث الرابع: البيع الباطل والبيع الفاسد، المطلب الاول أنواع البيع الباطل، بيع النجس والمتنجس، ط: رشيديه)

(كره بيع العذرة) رجيع الآدمي (خالصة لا) يكره بل يصح بيع (السرقين) الزبل خلافا للشافعي (قوله الزبل) وفي الشرنبلالية هو رجيع ماسوى الإنسان ۔ (الدر المختار مع رد المحتار: (۳۸۵/۶)، كتاب الحظر والإباحة، فصل في البيع، ط: سعيد)

البحر الرائق: (۱۹۹/۸) كتاب الكراهية، فصل: في البيع، ط: سعيد)

مرغیوں کی خوراک

پولٹری فارم والے مختلف قسم کے مردار جانوروں کا خون، اور دوسرے بعض حرام جانور کے اعضاء اور دوائی وغیرہ ملا کر مرغیوں کی غذا تیار کرتے ہیں، اس قسم کی خوراک مرغیوں کو کھلانا اور اس کی خرید وفروخت کرنا جائز نہیں ہے، مرغیوں کو بھی حلال اور پاکیزہ غذا کھلانا چاہیے، البتہ ایسی غذا کھانے سے مرغی حرام نہیں ہوگی، کیونکہ مرغی شریعت کی مکلف نہیں ہے، ہاں انسان شریعت کے پابند ہیں، ان پر شریعت کی پابندی لازم ہے، ان کے لئے کسی جانور کو بھی خود حرام غذاء کھلانے کی اجازت نہیں ہے۔

ہاں اگر ناپاک اور حرام غذا کی وجہ سے مرغی کے گوشت میں بدبو پیدا ہوجائے تو بدبو دور ہونے تک اس کو ذبح کرنا منع ہوگا۔

عام طور پر فارمی مرغیوں کا گوشت بدبودار نہیں ہوتا، اس لئے فارمی مرغیوں کا گوشت کھانا حلال ہے۔ (۱)

مرغی وزن کر کے فروخت کرنا

موجودہ دور میں پولٹری فارم والے اور دوکاندار حضرات مرغی بیچتے وقت مشتری (خریدار) پر صرف گوشت فروخت نہیں کرتے ہیں بلکہ وہ زندہ مرغی مکمل

---

(۱) وتحبس الجلالة حتى يذهب نتن لحمها وقدر بثلاثة أيام لدجاجة وأربعة لشاة وعشرة لابل وبقر على الأظهر، ولو اكلت النجاسة وغيرها بحيث لم ينتن لحمها حلت كما حل اكل جدى غذى بلبن خنزير؛ لأن لحمه لايتغير وما غذى به يصير مستهلكا لايبقى له أثر۔

(قوله: حلت) وعن هذا قالوا: لا بأس بأكل الدجاج؛ لأنه يخلط ولا يتغير لحمه، وروى أنه عليه السلام كان يأكل الدجاج، وما روى ان الدجاجة تحبس ثلاثة أيام تذبح فذلك على سبيل التنزه زيلعی۔ (الدر مع الرد: (۶/۳۴۰، ۳۴۱) كتاب الحظر والإباحة، ط:سعيد)

البحر الرائق: (۸/۱۸۲، ۱۸۳) كتاب الكراهية، فصل: في الأكل والشرب، ط:سعيد)

البناية شرح الهداية: (۱۱/۶۰۲) كتاب الذبائح، ط: دار الكتب العلمية۔

فروخت کرتے ہیں اس لئے اصل مبیع (بیچی گئی چیز) معلوم ہونے کی وجہ سے وزن کر کے بیع کرنے میں کوئی قباحت نہیں ہے۔ (۱)

مزید ''وزن کر کے جانور فروخت کرنا'' عنوان کے تحت بھی دیکھیں۔(۲۲۴/۶)

مرکنٹائل ایکسچینج میں کاروبار

جس طرح اسٹاک مارکیٹ میں مختلف کمپنیوں کے حصص کا لین دین ہوتا ہے اسی طرح ''مرکنٹائل ایکسچینج'' **(Mercantile Exchange)** (سامان کے لین دین کا بازار) میں مختلف اجناس جیسے خام تیل، چاندی، کپاس، چاول اور گندم وغیرہ کی خرید وفروخت ہوتی ہے، موجودہ دور میں قبضہ سے پہلے فروخت کرنے کے سب سے زیادہ سودے مرکنٹائل ایکسچینج میں ہی ہوتے ہیں کیونکہ یہاں لین دین فیوچر سودوں کی شکل میں ہوتی ہے جن بیچی گئی چیز کی سپردگی اور قبضہ مستقبل کی کسی تاریخ پر طے ہوتا ہے، چونکہ یہاں کاروبار کرنے والوں کا مقصد چیز خرید کر قبضہ کرنا نہیں ہوتا اس لئے قبضہ اور سپردگی کی نوبت شاذ ونادر آتی ہے بلکہ مارکیٹ میں قیمت بڑھتے ہی وہ چیز آگے فروخت کردی جاتی ہے، اور آخر میں قبضہ کے دن کی قیمت اور قیمت خرید کے درمیان فرق کا حساب کرلیا جاتا ہے۔

مثال کے طور پر ''الف'' نے مرکنٹائل ایکسچینج میں پچاس ہزار روپے کی چینی

---

(۱) البیع شرعاً مبادلة شيئ مرغوب فيه بمثله . . . على وجه مفيد مخصوص أى بإيجاب أو تعاط۔ (الدر مع الرد: (۵۰۳،۵۰۲/۴) كتاب البيوع، ط: سعيد)

البیع: اصطلاحا عند الحنفية مبادلة مال بمال على وجه مخصوص أو هو مبادلة شيئ مرغوب فيه بمثله على وجه مفيد مخصوص أى بإيجاب أو تعاط۔ (الفقه الإسلامى وأدلته: (۳۳۰۵۵) القسم الثالث: العقود أو التصرفات المدنية المالية، الفصل الأول: عقد البيع، المبحث الاول، المطلب الاول: تعريف البيع ــــ ط: رشيديه، دار الفكر۔)

فتح القدير: (۲۲۹/۶) كتاب البيوع، ط: رشيديه)

خریدی جس کی سپردگی ایک ماہ بعد طے پائی لیکن اگلے ہی دن یا چند روز کے بعد اس کی قیمت بڑھ کر ساٹھ ہزار ہوگئی، تو اب ''الف'' صرف دس ہزار روپے منافع لے کر وہ چینی آگے فروخت کر دے گا، پھر سپردگی کی تاریخ آنے تک اس چینی پر مسلسل سودے ہوتے رہتے ہیں، جب سپردگی کی تاریخ آتی ہے تو یہ دیکھا جاتا ہے کہ آخری خریدار نے یہ چینی کس قیمت پر خریدی تھی، اور آج مارکیٹ میں اس کی قیمت کیا ہے، فرض کریں کہ آخری مشتری (خریدار) نے ۶۰ ہزار روپے میں خریدی تھی اور قبضہ کے دن اس کی قیمت ۶۲ ہزار روپے ہوگئی تو اس کے کھاتے میں دو ہزار روپے کا اندراج کر دیا جائے گا، اور اگر قبضہ کے دن قیمت کم ہو کر ۵۹ ہزار روپے رہ گئی تو اس کے کھاتے میں سے ایک ہزار روپے منہا کر لئے جائیں گے، اس طرح کاروبار کرنا ناجائز اور حرام ہے کیونکہ یہاں خریدی ہوئی چیز پر قبضہ نہیں ہوتا، بلکہ قبضہ کرنا مقصد بھی نہیں ہوتا صرف نفع ونقصان کا فرق برابر کیا جاتا ہے اور یہ سٹہ ہے اس لئے یہ کاروبار حرام اور ناجائز ہے۔(۱)

اور اگر اس میں قبضہ مقصود بھی ہو تو بھی ناجائز ہے کیونکہ چیز کی سپردگی اور قیمت کی ادائیگی دونوں ادھار ہوتی ہیں اور یہ شریعت میں جائز نہیں ہے۔

اور یہ بیع سلم بھی نہیں ہے کیونکہ اس میں پوری قیمت پیشگی ادا نہیں کی جاتی۔

---

(۱) یا أیها الذین آمنوا إنما الخمر والمیسر والأنصاب والأزلام رجس من عمل الشیطان فاجتنبوه لعلکم تفلحون۔ (سورة المائدة: ۹۰)

عن عبدالله بن عمرو رضی الله عنهما قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: إن الله حرم علی أمتی الخمر والمیسر۔ (مسند أحمد: (۱۱/۱۰۵) رقم الحدیث: ۶۵۴۷، مسند المکثرین من الصحابة، مسند عبدالله عمرو بن العاص رضی الله عنهما، ط: مؤسسة الرسالة)

وسمی القمار قماراً: لأن کل واحد من المقامرین ممن یجوز أن یذهب ماله إلی صاحبه ویجوز أن یستفید مال صاحبه وهو حرام بالنص۔ شامی: (۶/۴۰۳) کتاب الحظر والإباحة، فصل فی البیع، ط: سعید)

خلاصہ یہ کہ یہ ادھار کی ادھار کے ساتھ بیع ہے۔ جو کہ نا جائز اور حرام ہے۔[1]

مزید ''فیوچر سیل'' اور ''کومیکس کاروبار'' عنوانات کے تحت بھی دیکھیں۔

مرمت کے لئے چیز دی واپس لینے نہیں آیا

''سامان دیکر واپس لینے نہیں آیا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۰۶/۴)

مرنڈا

''پیپسی'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۲۳/۲)

مروجہ اسلامی بینکنگ پر علماء کرام کی رائے

پاکستان میں مروجہ اسلامی بینکنگ کے بارے میں بعض علماء نے جواز کا فتویٰ دیا ہے بلکہ اس کی سرپرستی بھی کر رہے ہیں، اور ایڈوائزر بھی بنے ہوئے ہیں مگر اہل علم اور ارباب فتوی کی اکثریت نے اس نظام کے سودی ہونے کی وجہ سے ناجائز ہونے کا فتویٰ دیا ہے۔

28 اگست 2008ء میں صدر وفاق المدارس شیخ الحدیث مولانا سلیم اللہ خان رحمہ اللہ کی دعوت پر علماء اور مختلف مدارس اور دار الافتاء کے مفتیان کرام نے جامعہ فاروقیہ شاہ فیصل کالونی کراچی میں جمع ہو کر اپنے مشترکہ متفقہ فتوے کے ذریعہ اسلامی بینکنگ کو سودی اور غیر شرعی قرار دیا، اور اس فتوے کی بنیاد یہ تھی کہ سودی نظام کی بنیاد پر قائم بینکوں نے خود کو اسلامی بینک بنانے کے لئے جو ذرائع، طریقے

---

(۱) عن ابن عمر رضي الله عنهما عن النبي صلى الله عليه وسلم أنه نهى عن بيع الكالي بالكالي هو النسيئة بالنسيئة. (المستدرك للحاكم: (۵۷/۲) كتاب البيوع، النهي عن بيع الكالي بالكالي، ط: دار المعرفة.

السنن الكبرى للبيهقي: (۲۹۰/۵) كتاب البيوع، جماع أبواب الربا، باب ماجاء في النهي عن بيع الدين بالدين، ط: إدارة تاليفات اشرفيه)

كنز العمال: (۱۷۳/۴) رقم الحديث: ۱۰۰۲۵، كتاب البيوع، من قسم الأفعال، باب الكسب، محظورات متفرقة، ط: مؤسسة الرسالة.

اور حیلے اختیار کئے ہیں اسلامی لحاظ سے وہ کافی نہیں ہیں، اور اپنی اصل کے اعتبار سے ان بینکوں کا نظام سود ہی ہے، صرف نام کے اعتبار سے "اسلامی" کا لفظ شروع میں بڑھانے سے اسلامی نہیں ہوگا۔

مروجہ اسلامی بینکنگ کامیاب ہونے کی وجہ

مروجہ اسلامی بینکنگ کا نظام کامیابی سے چلنے کی وجہ یہ ہے کہ مغرب کے یہودی اوران کے اتحادی حکمران مروجہ اسلامی بینکنگ کی حمایت اور سرپرستی کررہے ہیں تاکہ مسلمانوں کے اربوں کھربوں کی دولت کا وہ حصہ جو وہ سودی بینکوں میں غیر اسلامی ہونے کی بنا پر نہیں رکھا جاتا تھا وہ ان کے تصرف اور استعمال میں آجائے۔

مزید یہ کہ 9/11 کے بعد عیسائیوں نے مسلمانوں کے خلاف صلیبی جنگ کا اعلان کیا ہے، اور صلیبی جنگ کسی ملک یا حکمران کے خلاف نہیں بلکہ صرف اہل حق مسلمانوں کے خلاف ہے، اور اہل حق وہ لوگ ہیں جو دین اسلام کی تعلیم حاصل کرتے ہیں اور دین اسلام کے خلاف کوئی کام ہوتو اس کا دفاع کرتے ہیں، اور ان لوگوں کا تعاون صرف دیندار لوگ کرتے ہیں، اور دیندار لوگ اپنی رقم سودی بینک میں جمع نہیں کراتے تھے۔ اس لئے ان لوگوں کی دولت پر عیسائی اور یہودی کنٹرول نہیں کر پارہے تھے کیونکہ ان کی رقوم سودی بینکوں میں جمع نہ ہونے کی وجہ سے ان کی نظر اور تصرف میں نہیں تھیں، اور وہ لوگ دینی طبقوں کی مدد سے نہیں روک پارہے تھے اس لئے اسلامی بینکنگ کے نام سے اسلامی بینک کو لوگوں کے سامنے لائے تاکہ دیندار طبقہ ان نام نہاد اسلامی بینکوں کو حقیقی اسلامی بینک سمجھیں اور ان میں اپنی اپنی رقوم جمع کریں چنانچہ عیسائی اور یہودی اس منصوبہ میں کامیاب ہو گئے اب اہل حق دینداروں کے پیسے مروجہ اسلامی بینکوں میں جمع ہیں اور وہ یہود و نصاریٰ کے تصرف اور استعمال میں ہیں اور وہ ان رقوم سے خوب کمائی کررہے ہیں اور مسلمانوں کے خلاف استعمال

کررہے ہیں، اور کوئی بھی مالدار آدمی دینی اداروں کے لئے بینک کا چیک دینا چاہے تو نہیں دے سکتا گرفتار کرلیا جاتا ہے یہ مروجہ اسلامی بینکنگ کے کارنامے ہیں۔

مروجہ اسلامی بینکنگ کی چند خرابیاں

☆......جو علماء مروجہ اسلامی بینکنگ کے جواز کا فتوی دیتے ہیں ان کا کہنا ہے کہ جو لوگ پہلے سودی بینک سے مالی معاملات کرنے کی وجہ سے سو فیصد سود میں ملوث تھے وہ اگر اپنے مالی معاملات اور سودی بینکوں کو چھوڑ کر مروجہ اسلامی بینک میں اپنی رقم رکھیں گے تو وہ سو فیصد سود میں ملوث ہونے کے بجائے مثلاً چالیس فیصد سود پر آجائیں گے تو یہ سودی بینک سے بہتر ہے۔ ان حضرات کی یہ بات درست نہیں، کیونکہ اس میں نقصان یہ ہے کہ جو لوگ پہلے اپنی دینداری اور احتیاط کی وجہ سے سودی معاملے سے بالکل پاک تھے، وہ بھی یقینی طور پر اسلامی بینک ہونے کے دعویدار بینکوں کو اسلامی بینک سمجھتے ہوئے سودی بینکنگ میں ملوث ہوجائیں گے اور اس طرح امت کے پرہیزگار لوگ بھی سود کے چالیس فیصد لیول پر آجائیں گے، اور یہ آخرت کے اعتبار سے ایک بہت بڑا نقصان ہے، اور سودی معاملہ سو فیصد کرنا جس طرح حرام ہے ایک فیصد کرنا بھی اسی طرح حرام ہے، جیسا کہ پاخانہ ایک من کھانا جس طرح ناپاک اور حرام ہے ایک گرام کھانا بھی ناپاک اور حرام ہے، زہر ایک من پینا جس طرح نقصان دہ ہے ایک قطرہ پینا بھی اسی طرح نقصان دہ ہے، آگ اگر زیادہ ہے وہ جس طرح جلا کے راکھ کردیتی ہے اسی طرح تھوڑی آگ بھی جلا کے راکھ کردیتی ہے، اس لئے سود کی شرح کم یا زیادہ کہہ کر لوگوں کو تسلی دینا اور اس طرف رغبت دلانا جائز نہیں ہے۔ (۱)

(۱) عن جابر رضي الله عنه قال: لعن رسول الله صلى الله عليه وسلم آكل الربا وموكله وكاتبه وشاهديه، وقال: هم سواء. (صحيح مسلم: (۲/۲۷) كتاب البيوع، باب الربا، ط: قديمي) =

☆......کسی چیز کی قیمت یا کرایہ طے کرنے کے لیے سودی بینکوں کے آپس کے لین دین کی شرح سود کو ہی معیار بنایا جاتا ہے، حالانکہ اسلامی بینکنگ میں شرح سود نہیں بلکہ اسلامی شریعت کے مطابق معیار مقرر کرنا ضروری ہے۔ (١)

☆......مقررہ وقت پر قسطوں کی ادائیگی نہ ہونے کی صورت میں مروجہ اسلامی بینک بھی جبری صدقہ کے نام سے جرمانہ وصول کرتا ہے جو سود ہی کی ایک صورت ہے۔ (٢)

☆......کارلیزنگ، اور ہوم فنانسنگ میں انشورنس یا تکافل کرایا جاتا ہے اور جس طرح انشورنس سود، جوئے اور دھوکے کا مرکب ہونے کی وجہ سے ناجائز ہے

= وعن عبدالله بن حنظلة غسيل الملائكة قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: درهم ربايا كله الرجل وهو يعلم أشد من ستة وثلاثين زنية. رواه أحمد والدار قطني. (مشكاة المصابيح: (ص: ٢٤٥، ٢٤٦) كتاب البيوع، باب الربا، الفصل الثالث، ط: قديمي)

أقول: الإعانة في المعصية وترويجها وتقريب الناس إليها معصية وفساد في الأرض. (حجة الله البالغة: (١٦٩/٢) من أبواب ابتغاء الرزق، البيوع المنهي عنها، ط: دار الجيل)

(١) عن جابر رضي الله عنه قال: لعن رسول الله صلى الله عليه وسلم آكل الربا وموكله وكاتبه وشاهديه، وقال: هم سواء. (صحيح مسلم: (٢٧/٢) كتاب البيوع، باب الربا، ط: قديمي)

وعن عبدالله بن حنظلة غسيل الملائكة قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: درهم ربايا كله الرجل وهو يعلم أشد من ستة وثلاثين زنية. رواه أحمد والدار قطني. (مشكاة المصابيح: (ص: ٢٤٥، ٢٤٦) كتاب البيوع، باب الربا، الفصل الثالث، ط: قديمي)

أقول: الإعانة في المعصية وترويجها وتقريب الناس إليها معصية وفساد في الأرض. (حجة الله البالغة: (١٦٩/٢) من أبواب ابتغاء الرزق، البيوع المنهي عنها، ط: دار الجيل)

(٢) باب الربو هو فضل مال بلا عوض في معاوضة مال بمال. (كنز الدقائق: (ص: ٢٤٨) كتاب البيوع، باب الربا، ط: قديمي)

وأما إذا التزم المدعي عليه أنه ان لم يوفه حقه في وقت كذا فله عليه كذا و كذا، فهذا لا يختلف في بطلانه، لأنه صريح الربا... وأما إذا التزم أنه إن لم يوف حقه في وقت كذا فعليه كذا و كذا لفلان أو صدقة للمساكين، فهذا هو محل الخلاف المعقود له هذا الباب فالمشهور أنه لا يقضي به كما تقدم. (فتح العلي المالك في الفتوى على مذهب الإمام مالك: (٣٦٤/١) مسائل الالتزام، أقسام الالتزام، الباب الثاني: الالتزام المعلق على فعل الملتزم، ط: دار المعرفة)

اسی طرح تکافل بھی انہی تینوں سے مرکب ہونے کی وجہ سے ناجائز ہے۔ (۱)

☆......اور بینک میں جب بھی کوئی عقد کیا جاتا ہے تو ایک عقد میں دو عقد ہوتے ہیں اور یہ ناجائز ہے۔ (۲)

☆......اسلامی بینک میں کام کرنے والے لوگ وضع قطع، ہیئت و شکل میں سودی بینک کے ملازمین سے مختلف نہیں ہیں، آخر جو لوگ اپنے وجود پر اسلام نافذ کرنے کو تیار نہیں وہ سودی بینک کے نظام کو اسلامی نظام بنانے کے لئے کیسے تیار

(۱) یاأیها الذین آمنوا إنما الخمر والمیسر والأنصاب والأزلام رجس من عمل الشیطان فاجتنبوه لعلکم تفلحون۔ (سورة المائدة: ۹۰)

☐ عن عبدالله بن عمرو رضی الله عنهما قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: إن الله حرم علی أمتی الخمر والمیسر۔ (مسند أحمد: (۱۱/ ۱۲۳) رقم الحدیث: ۶۵۶۳، مسند المکثرین من الصحابة، مسند عبدالله عمرو بن العاص رضی الله عنهما، ط: مؤسسة الرسالة)

☐ القمار کله من المیسر... وهو السهام التی یجیلونها فمن خرج سهمه استحق منه ما توجبه علامة السهم... وحقیقته تملیک المال علی المخاطرة، وهو أصل فی بطلان عقود التملیکات الواقعة علی الأخطار۔ (أحکام القرآن للجصاص: (۳۶۵/۲)، المائدة: ۹۰، ط: دار الکتاب العربی)۔

☐ وسمی القمار قماراً: لأن کل واحد من المقامرین ممن یجوز أن یذهب ماله إلی صاحبه ویجوز أن یستفید مال صاحبه وهو حرام بالنص۔ شامی: (۴۰۳/۶) کتاب الحظر والإباحة، فصل فی البیع، ط: سعید)

☐ عن أبی هریرة رضی الله عنه قال: نهی رسول الله صلی الله علیه وسلم عن بیع الحصاة وعن بیع الغرر۔ (صحیح مسلم: (۲/۲) کتاب البیوع، باب بطلان بیع الحصاة والبیع الذی فیه غرر، ط: قدیمی)

☐ انظر ایضاً رقم الحاشیه: ۱ علی الصفحة السابقة۔

(۲) عن ابن مسعود رضي الله عنه قال: نهي رسول الله صلی الله علیه وسلم عن صفقتین في صفقة واحدة. (مجمع الزوائد: (۸۴/۴) رقم الحدیث: ۶۳۸۲، کتاب البیوع، باب ماجاء في صفقتین في صفقة، ط: مکتبة القدس)

☐ ولو باع عبداً علی أن یستخدمه البائع شهراً أو داراً علی أن یسکنها... لأنه شرط لا یقتضیه العقد وفیه منفعة لأحد المتعاقدین... ولأنه لو کان الخدمة والسکنی یقابلهما شی من الثمن یکون اجارة في بیع ولو کان لا یقابلها یکون إعارة في بیع وقد نهي صلی الله علیه وسلم عن صفقتین في صفقة. (الهدایه: (۶۲/۳) کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ط: رحمانیه.

☐ تبیین الحقائق: (۵۹/۴) کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ط: امدادیه ملتان)

ہوں گے اور جس حکومت نے غیر سودی بینکاری کے حق میں فیصلہ دینے کی وجہ سے فیصلہ دینے والے کو شرعی عدالت سے نکال دیا تھا اسی حکومت نے اور انہی لوگوں نے کچھ ہی دن کے بعد اسلامی بینکاری کی صدائیں لگانی کیسے شروع کردیں؟ اور وقت کا سپر پاور جو ہمارے ہاں کا نصاب کی کتابوں میں قرآن مجید کی سورتوں کو برداشت نہیں کرتا خارج کرواتا ہے، وہ صرف ملکی ہی نہیں بلکہ بین الاقوامی پلیٹ فارم پر اتنے اہم اسلامی بینکنگ کے نظام کو کیسے برداشت کرتا ہے اس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ دال میں ضرور کچھ کالا ہے۔

☆...... یہودیوں کے سودی نظام کو حیلے بہانے سے غیر سودی اور اسلامی قرار دینا اجتہاد اور جدید تحقیق نہیں بلکہ تجدد اور بدعت ہے، اور مغرب کے غیر اسلامی فکر وعمل کو اسلام قبول کرانا ہے بلکہ یہ الٹا اسلام کو مغربی فکر وعمل کے مطابق ڈھالنا ہے جو اسلام کے دشمنوں کی خواہش ہے۔

مروجہ اسلامی بینکوں کے ترجمان

مروجہ اسلامی بینکوں کے وکیل اور ترجمان اس بات پر مصر ہیں کہ ہم نے سودی بینک کے لیز وغیرہ میں پائی جانے والی تمام خرابیاں دور کردی ہیں، اور ہمارا اجارہ اسلامی تعلیمات کے عین مطابق ہے، جو علماء اور مفتیان کرام مخالفت کررہے ہیں وہ اصل میں بینکنگ سے ناواقف ہیں، بینک کا طریق کار کیا ہوتا ہے یہ مخالفین اس معاملے میں بالکل بے علم ہیں لہٰذا ان کی مخالفت اور تنقید کا اعتبار نہیں، لیکن اگر غور سے دیکھا جائے اور بینکنگ کے نظام کو فقہاء کرام کے بتائے ہوئے طریقے کے ساتھ تطبیق دی جائے تو صورت حال اس کے بالکل الٹ نظر آتی ہے، کیونکہ مروجہ اسلامی بینکاری کے بارے میں جتنی زیادہ آگاہی حاصل کی جاتی ہے اتنی ہی زیادہ

اس کی قباحتیں کھل کر سامنے آتی ہیں کیونکہ مروجہ اسلامی بینک شرعی اصطلاحات، مضاربہ، مرابحہ، اجارہ اور مشارکہ وغیرہ ہی استعمال کرتے ہیں (اگر یہ حضرات غیر اسلامی انگریز اور یہودیوں کی اصطلاحات استعمال کرتے تب علماء کرام کے لئے سمجھنا کچھ مشکل ہوتا) جس سے ان کے معاملات سرسری نظر میں جائز ہونے کا تاثر دیتے ہیں، لیکن جب اسلامی بینک میں رائج اجارہ وغیرہ کے طریقے کا گہرائی سے جائزہ لیا جائے تو ان کے نقائص اور شریعت کی مخالفت کھل کر سامنے آنا شروع ہوجاتی ہیں، لہٰذا مروجہ اسلامی بینکنگ کی مخالفت کرنے والے علماء کے بارے میں یہ کہنا کہ وہ اصل میں بینکنگ سے ناواقف ہیں، بینک کے طریق کار کے بارے میں بالکل بے علم ہیں وغیرہ یہ درست نہیں بلکہ یوں کہنا چاہئے کہ جو علماء اور مفتیان مروجہ اسلامی بینکوں کے حامی ہیں ان کی اسلامی بینکوں کے معاملات پر گہری نظر نہیں ہے اس لئے یہ ان کی حمایت کررہے ہیں، اگر انہوں نے اسلامی بینکوں کے معاملات کا باریک بینی سے جائزہ لیا ہوتا تو انہیں کبھی جائز قرار نہ دیتے اللہ تعالیٰ ہم سب کو ہدایت نصیب فرمائے اور دین پر قائم رکھے اور ایمان پر خاتمہ فرمائے۔ آمین

مریض کے لئے خون خریدنا

''خون مریض کے لئے خریدنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (٢٧٣/٣)

مری ہوئی مچھلی

''مچھلی مری ہوئی'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (١١٩/٦)

مری ہوئی مرغی

''مرغی مرگئی'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (١٤٩/٦)

مزابنہ

١٦٢ مزابنہ: یہ ہے کہ درختوں پر لگے ہوئے پھل کو اسی جنس کے اتارے ہوئے خشک پھل کے عوض فروخت کرنا۔

مثلاً اتاری ہوئے کھجوروں کے بدلے میں کھجور کے درخت پر لگی تازہ اور تر کھجوروں کی بیع کرنا، اور درخت پر لگے ہوئے انگور کے بدلے میں اتارے ہوئے انگور اور کشمش کی بیع کرنا، یہ بیع جائز نہیں ہے کیونکہ اس میں کمی زیادتی کا احتمال ہے۔[1]

مزاج دھوکہ دہی کا بن جائے

"دھوکہ دہی کا مزاج ہو تو" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳/۳۶۱)

مزارات کے چڑھاوے مجاور سے خریدنا

قبروں پر چادریں ڈالنا، اور پھول وغیرہ دوسری چیزیں چڑھانا، ناجائز اور حرام ہے، قرآن وسنت، صحابہ وتابعین اور ائمہ مجتہدین سے ثابت نہیں ہے۔ اور مجاور اور متولی ان چیزوں کے مالک نہیں بنتے، کیونکہ دینے والوں نے یہ چیزیں مجاور اور متولی کو نہیں دیں، بلکہ قبر میں موجود بزرگ کو دی ہیں، اس لئے مجاور اور متولی کے لئے ان چیزوں کو فروخت کرنا جائز نہیں ہے۔ اور لوگوں کے لئے بھی خریدنا جائز نہیں ہے، بلکہ خریدنے سے بھی مشتری (خریدار) ان چیزوں کے مالک نہیں بنیں گے۔

ہاں اگر ان چیزوں کو قبر پر چڑھانے والے مالک نے توبہ کر لی اور غلط نیت

---

(١) وبيع المزابنة: وهو بيع الثمر على النخيل بتمر مجذوذ مثل كيله خرصاً لأنه نهي عن المزابنة والمحاقلة... ولأنه باع مكيلاً بمكيل من جنسه فلا يجوز بطريق الخرص كما إذا كانا موضوعين على الأرض، وكذا العنب بالزبيب على هذا. (الهداية: (٣/٥٤) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: رحمانيه)

بدائع الصنائع: (٥/١٩٤) كتاب البيوع، فصل وأما شرائط جريان الربا، ط: سعيد)

مجمع الأنهر: (٣/٨٢) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: دار الكتب العلمية.

سے باز آ گیا پھر اپنی چیز کو بیچ دیا تو جائز اور درست ہے۔ (۱)

مزارعت

عقد مزارعت یہ ہے کہ زمین کا مالک کسی کسان سے اس طرح معاہدہ کرتا ہے کہ کسان اس زمین میں کھیتی باڑی کرے، اور جو پیداوار حاصل ہوگی، اس کا آدھا یا تہائی یا چوتھائی مثلاً کسان کو دیا جائیگا بقیہ مالک کا ہوگا۔ (۲)

---

(۱) قال الله تعالى: {حرمت عليكم الميتة والدم ولحم الخنزير وما أهل لغير الله به} [المائدة]

قوله تعالى: {وما أهل به لغير الله} أى ما أعلن به أو نودى عليه بغير اسم الله تعالى وهو مأخوذ من "أهلّ" إذا رفع صوته بالكلام... "فأهل" فى آية مبنى للمجهول، أى ما أهل عليه المهل غير اسم الله ضمن "أهل" معنى "تقرب" فعدى لمتعلقه بالباء، وباللام مثل تقرب...

وفائدة هذا التضمين تحريم ما تقرب به لغير الله تعالى۔ (التحرير والتنوير للعلامة محمد طاهر بن عاشور۔ (۲/۱۱۹، ۱۲۰) سورة البقرة، ط: الدار التونسية، دار سحنون تونس)

وأما النذر الذى ينذره أكثر العوام على ما هو مشاهد كأن يكون لإنسان غائب أو مريض أو له حاجة ضرورية فيأتى بعض الصلحاء فيجعل ستره على رأسه فيقول: يا سيدى فلان ان ردغائبى أو عوفى مريضى، أو قضيت حاجتى فلك من الذهب كذا، أو من الفضة كذا، أو من الطعام كذا، أو من الماء كذا أو من الشمع كذا، أو من الزيت كذا فهذا النذر باطل بالإجماع لوجوه: منها أنه نذر مخلوق، والنذر للمخلوق لايجوز؛ لأنه عبادة، والعبادة لاتكون للمخلوق، ومنها: أن المنذور له ميت والميت لايملك، ومنها: ان ظن ان الميت يتصرف فى الأمور دون الله تعالى واعتقاده ذلك كفر... ولاتشتغل الذمة به، ولأنه حرام بل سحت ولايجوز لخادم الشيخ أخذه ولا أكله ولا التصرف فيه بوجه من الوجوه... فإذا علمت هذا فما يؤخذ من الدراهم والشمع والزيت وغيرها وينقل إلى ضرائح الأولياء تقربا إليهم فحرام بإجماع المسلمين مالم يقصدوا بصرفها للفقراء الأحياء قولا واحدا۔ (البحر الرائق: (۲/۲۹۸) كتاب الصوم، فصل: فى النذر، قبيل: باب الإعتكاف، ط: سعيد)

حاشية الطحطاوى على المراقى: (ص: ۶۹۳)، كتاب الصوم، باب مايلزم الوفاء به، ط: قديمى)

الدر مع الرد: (۲/۴۳۹) كتاب الصوم، فروع، قبيل: باب الاعتكاف، ط: سعيد۔

التتمة: فى الأحكام عن الحجة: تكره الستور على القبور۔ (شامى: (۲/۲۳۸) كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، ط: سعيد)

(۲) هى عقد على الزرع ببعض الخارج، وهى جائزة عند أبى يوسف و محمد، لأن النبى ﷺ عامل من أهل خيبر على نصف ما يخرج من ثمر و زرع، ولأن الحاجة ماسة إليها لأن صاحب الأرض قد لايقدر على العمل بنفسه ولايجد مايستاجر به والقادر على العمل لايجد أرضا ولا مايعمل به، فدعت الحاجة=

مزارعت صحیح ہونے کی شرائط

☆ مزارعت صحیح ہونے کے لئے آٹھ شرطیں ہیں:

❶ زمین زراعت کی صلاحیت رکھتی ہو۔

❷ زمیندار اور مزارع اہل عقد میں سے ہوں۔

❸ مدت کی تعیین۔

❹ بیج دینے والے کی تعیین۔

❺ حصہ کی تعیین۔

❻ مزارع کو زمین کا قبضہ دینا۔

❼ پیداوار میں دونوں کی شرکت کا بیان۔

❽ بیج کی جنس کی تعیین۔ (۱)

مزارعت کی سات صورتیں ہیں

مزارعت کی سات صورتیں ہیں:

❶ زمین اور بیج دونوں ایک کے ہوں، ہل چلانے کی گائے اور عمل دوسرے

=إلى جوازها، دفعا للحاجة كالمضاربة۔ (الاختيار لتعليل المختار: (۳/۱۵، ۱۶) كتاب المزارعة، ط: دار الرسالة العالمية)

الدر مع الرد: (۶/۲۷۳) كتاب المزارعة، ط: سعيد)

البحر الرائق: (۸/۱۵۹) كتاب المزارعة، ط: سعيد)

(۱) (وعندهما تصح، وبه يفتى)... (بشروط ثمانية (صلاحية الأرض للزرع، وأهلية العاقدين، وذكر المدة)... وذكر (رب البذر)... (وجنسه) لا قدره لعلمه بإعلام الأرض وشرطه في الإختيار، وذكر (قسط) العامل (الآخر) ولو بينا حظ رب البذر وسكتا عن حظ العامل جاز استحسانا، وبشرط (التخلية بين الأرض) ولو مع البذر (والعامل و) بشرط (الشركة في الخارج)۔ (الدر مع الرد: (۶/۲۷۵، ۲۷۶) كتاب المزارعة، ط: سعيد)

البحر الرائق: (۸/۱۵۹) كتاب المزارعة، ط: سعيد)

فتح القدير مع الكفاية: (۹/۴۷۵، ۴۷۶) كتاب المزارعة، ط: رشيديه)

کا، موجودہ زمانہ میں ٹریکٹر اور عمل دوسرے کے۔

۲ زمین ایک کی، باقی بیج اور ٹریکٹر وغیرہ سب دوسرے کا۔

۳ عمل ایک کا، باقی سب دوسرے کا۔

۴ زمین اور گائے (ٹریکٹر) ایک کے، بیج اور عمل دوسرے کے۔

۵ گائے (ٹریکٹر) و بیج ایک کے، زمین و عمل دوسرے کے۔

۶ گائے (ٹریکٹر) ایک کے، باقی سب دوسرے کے۔

۷ بیج ایک کا، باقی سب دوسرے کے۔

ان سات اقسام میں سے مزارعت کی پہلی تین قسمیں صحیح ہیں، اور آخری چار قسمیں مزارعت فاسدہ کی ہیں۔[1]

مزدوری کا حق فروخت کرنا

''ملازمت کا حق فروخت کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۲۷۱/۶)

مزدوری کو اصل قیمت کے ساتھ ملانا

''اصل قیمت کے ساتھ اضافی اخراجات'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۲۹۱/۱)

مزدوری لینا زیورات کے تبادلے میں

''نیا اور پرانا زیور دونوں برابر ہیں مزدوری لینا کیسا ہے'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۲۰۲/۶)

---

(۱) (وكذا) صحت (لو كان الأرض والبذر لزيد، والبقر والعمل للآخر)، أو الأرض له والباقي للآخر، (أو العمل له والباقي للآخر)، فهذه الثلاثة جائزة، وبطلت في أربعة أوجه، (لو كان الأرض والبقر لزيد، أو البقر والبذر له، والآخران للآخر، والبقر أو البذر له والباقي للآخر فهي بالتقسيم العقلي سبعة أوجه.

(الدر المختار مع الرد: (۲۷۷/۶، ۲۷۸) كتاب المزارعة، ط: سعيد)

البحر الرائق: (۱۶۰/۸) كتاب المزارعة، ط: سعيد)

فتح القدير مع الكفاية: (۲۷۶/۹، ۲۷۷) كتاب المزارعة، ط: رشيديه)

مزدوری نہ دینا کام کے بعد

کسی سے کام لینے کے بعد مزدوری نہ دینا انسانیت کے درجہ سے گری ہوئی بات ہے اور اس پر سخت وعید آئی ہے۔ اگر اس دنیا میں اجرت نہیں دی تو کل قیامت کے دن اللہ پاک اس مزدور کے فریق بن کر مسئلہ حل فرمائیں گے، اور ایسے لوگوں کے مال اور کاروبار میں برکت بھی نہیں ہوتی۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں تین آدمیوں کی جانب سے قیامت میں فریق بن کر مطالبہ کروں گا:

① جس نے میرے نام کی قسم کھائی اور پورا نہیں کیا۔
② جس نے کسی آزاد کو فروخت کیا اور اس کی قیمت کھالی۔
③ جس نے کسی اجیر و مزدور کو رکھا اس نے کام پورا کر دیا اور اس کو مزدوری نہ دی۔ (١)

میرے لئے فروخت کردیں

''بائع سے کہا کہ آپ اس چیز کو خود اپنے لئے فروخت کرلیں'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (٧٦/٢)

---

(١) عن أبي هريرة رضي الله عنه، عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: ثلاثة أنا خصمهم يوم القيامة: رجل أعطى بي ثم غدر، ورجل باع حرًا فأكل ثمنه، ورجل استأجر أجيرا فاستوفى منه ولم يعط أجره. (صحيح البخاري: (٢٢٢٧) كتاب البيوع، باب إثم من باع حرًا، ط: قديمي)

سنن ابن ماجه (ص: ١٧٦) أبواب الرهون، باب أجر الأجراء، ط: قديمي.

السنن الكبرى للبيهقي: (١٢١/٦) كتاب الإجارة، باب إثم من منع الأجير أجره، ط: إدارة تاليفات اشرفيه.

ذكر ما يستفاد منه فيه: أن العذاب الشديد على الثلاثة المذكورين . . . وأما الثالث، فهو داخل في بيع الحر: لأنه استخدمه بغير عوض، وهذا عين الظلم. (عمدة القاري: (٤٢/١٢) كتاب البيوع، باب إثم من منع الأجير أجره، ط: دار إحياء التراث العربي)

مسابقت

مسابقہ انعام کے معاوضہ کے بغیر خواہ انسانوں کے درمیان ہو یا جانوروں
کے درمیان سواری کے ساتھ ہو یا پیدل دوڑ میں جسمانی ورزش کی غرض سے ہو یا فوجی اور عسکری تعلیم وتربیت کی غرض سے ہو نہ صرف یہ کہ جائز ہے بلکہ امام نووی نے مستحب لکھا ہے، البتہ محض تماشہ اور کھیل مقصود ہو تو جائز نہیں ہے۔

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود گھڑ دوڑ کرائی ہے، اور ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بھی گھڑ دوڑ میں حصہ لیا ہے۔ (۱)

---

(۱) عن ابن عمر رضی اللہ عنہ أن رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم: سابق بالخيل التي قد أضمرت من الحفياء وكان أمدها ثنية الوداع، وسابق بين الخيل التي لم تضمر من الثنية إلى مسجد بني زريق، وكان ابن عمر فيمن سابق بها۔ (صحيح المسلم: (۱۳۲/۲) كتاب الأمارة، باب المسابقة بين الخيل وتضميرها، ط: قديمي)

فيه ذكر حديث مسابقة النبي صلی اللہ علیہ وسلم بين الخيل المضمرة وغير المضمرة، وفيه جواز المسابقة بين الخيل، وجواز تضميرها وهما مجمع عليهما للمصلحة في ذلك... واختلف العلماء في أن المسابقة بينهما مباحة أم مستحبة، ومذهب أصحابنا أنها مستحبة كما ذكرنا. (شرح مسلم للنووي: (۱۳۲/۲) كتاب الأمارة، باب المسابقة بين الخيل وتضميرها، ط: قديمي)

دل حديث الباب على جواز عقد المسابقة بين الخيل، ولا خلاف بين الفقهاء في جوازه إذا كان بغير عوض، لكن قصرها مالك والشافعي على الخف والحافر والنصل، وخصه بعض العلماء بالخيل وأجازه عطاء في كل شئ كما في فتح الباري۔ وسئل ابن المسيب رحمہ اللہ عن الدحو بالحجارة، فقال: لابأس به، يقال: فلان يدحو بالحجارة أي يرمي بها كذا في المرقاة لعلي القاري۔ وأما المسابقة بعوض، وهي المراهنة فلها صور مختلفة: الأولى: أن يكون العوض كالجائزة المقدمة من غير المتسابقين كالإمام وغيره، وهذا جائز بالإجماع،... الصورة الثانية: أن يكون المال من أحد الجانبين فقط، مثل: أن يقول: إن سبقتني فلك كذا، وإن سبقتك فلا شئ لي عليك أو على العكس، فهذا جائز... والصورة الثالثة: أن يكون المال من الجانبين بأن يقول: إن سبقتني فلك علي كذا، وإن سبقتك فلي عليك كذا، فهذا حرام بالإجماع: لأنه من المقامرة المنهي عنها... (تكملة فتح الملهم: (۴۲۰/۳) تحت رقم الحديث: ۴۸۰۵/۹۵، (۱۸۷۰) كتاب الأمارة، باب المسابقة بين الخيل، وتضميرها، مسألة سباق الخيل والمراهنة على ذلك، ط: دار القلم دمشق)

السباق يجوز في أربعة أشياء في الخف يعني البعير وفي الحافر يعني الفرس والبغل وفي النصل يعني الرمي وفي المشي بالأقدام يعني العدو، وإنما يجوز ذلك إن كان البدل معلوما في جانب واحد بأن قال=

اور مسابقہ عوض اور انعام کی شرط کے ساتھ ہے تو اس میں تفصیل ہے:

① مسابقت اور بازی لگانے والے فریقوں کے درمیان لین دین کی کوئی شرط نہ ہو، بلکہ حکومت، یا کوئی جماعت، یا انجمن یا تیسرا فرد بازی میں جیتنے والے کے لئے عوض اور انعام مقرر کرتا ہے تو یہ جائز ہے۔

② مسابقت میں دو فریق میں سے کسی ایک فریق نے بازی جیت جانے پر دوسرے کے لئے انعام اور عوض دینے کا وعدہ کیا ہے، دوسرے نے اپنے لئے کوئی شرط نہیں رکھی تو یہ بھی جائز ہے۔

③ دو فریق آپس میں اس شرط کے ساتھ مسابقت میں حصہ لیں کہ جو فریق آگے بڑھے گا اس کے لئے ہارنے والے پر مثلاً ایک ہزار روپیہ لازم ہوگا، یہ صورت جائز نہیں، یہ قمار اور جوا ہے۔[1]

مساقات

''مساقاۃ'' کا معنی اپنے درخت یا باغ کو کسی دوسرے کے حوالے کرنا

=إن سبقتني فلك كذا وإن سبقتك لا شيء لي عليك أو على القلب، أما إذا كان البدل من الجانبين فهو قمار حرام إلا إذا أدخلا محللا بينهما... وما يفعله الأمراء فهو جائز أيضاً بأن يقول لاثنين أيكما سبق فله كذا... (الهندية: (۵/۳۲۳) كتاب الكراهية، الباب السادس في المسابقة، ط: رشيديه)

(وجازت المسابقة بالفرس والإبل والأرجل والرمي) ليرتاض للجهاد، (وحرم شرط الجعل من الجانبين) إلا إذا أدخلا محللا بشروطه... (لا) يحرم (من أحد الجانبين) استحساناً... وأما بلا جعل فيجوز في كل شيء، وتمامه في الزيلعي. (قوله: وتمامه في الزيلعي) حيث ذكر أنه لو قال واحد من الناس لجماعة من الفرسان أو لاثنين من سبق فله كذا من مال نفسه أو قال للرماة من أصاب الهدف فله كذا جاز لأنه من باب التنفيل... (الدر مع الرد: (۶/۷۵۲) مسائل شتى، قبيل: كتاب الفرائض، ط: سعيد)

البحر الرائق: (۸/۳۸۶) مسائل شتى، قبيل: كتاب الفرائض، ط: سعيد)

والمصارعة ليست ببدعة إلا للتلهي فتكره... (الدر مع الرد: (۶/۴۰۳) كتاب الحظر والإباحة، فصل: في البيع، ط: سعيد)

(۱) انظر إلى الحاشية السابقة رقم: ۱، على الصفحة السابقة۔

تاکہ وہ اس کو سیراب کرے، اور اس کی دیکھ بھال کرے، اور اس کو زیادہ پھل لگنے کے قابل بنائے، اور شرط یہ ہو کہ پیداوار کا ایک معین حصہ اجرت میں دیا جائے گا، مثلاً آدھا حصہ یا ایک تہائی حصہ، یا ایک چوتھائی حصہ اجرت میں دیا جائے گا۔(۱)

اس کو باغات اور درختوں کو بٹائی پر دینا کہتے ہیں۔

مساقاۃ کی شرائط

مساقاۃ صحیح ہونے کی شرائط یہ ہیں:

❶ عمل صرف عامل کے ذمہ ہو، باغ کا مالک عمل میں شریک نہ ہو، یہی مساقاۃ کا تقاضہ ہے۔

❷ باغ مکمل طور پر عامل کے حوالے کر دیا جائے تاکہ وہ باغ کی درستگی، نالہ وغیرہ بنانا، زائد کانٹے اور پتے وغیرہ کاٹنے کا عمل یکسوئی کے ساتھ انجام دے سکے۔

❸ پیداوار کے بعض معین حصے کو اجرت مقرر کیا جائے، مثلاً آدھا، تہائی یا چوتھائی اور اگر اجرت اس طرح متعین کرے کہ پیداوار میں سے مثلاً دس من میرا ہوگا بقیہ تمہارا، تو عقد مساقاۃ باطل ہو جائے گا، کیونکہ ہو سکتا ہے کہ کل پیداوار ہی صرف دس من ہو یا اس سے کم، اس صورت میں عامل کا نقصان ہو جائے گا۔

❹ مدت متعین ہونی چاہیے، وہ مدت جس میں آسانی کے ساتھ ایک مرتبہ پھل لگ کر تیار ہو سکتا ہے، اور اس کو اتارا جا سکتا ہے، اور اگر ایسی مدت مقرر کی جس میں آسانی کے ساتھ ایک مرتبہ پھل لگ کر تیار نہیں ہوتا، تو اس سے عقد مساقاۃ فاسد ہو جائے گا، کیونکہ پیداوار میں دونوں کی شرکت کا جو مقصد ہے وہ فوت ہو جائے گا۔

---

(۱) هي دفع الشجر إلى من يسقيه ويصلحه، بجزء معين من ثمره۔ (ملتقى الابحر مع مجمع الأنهر: (۱۴۸/۴) كتاب المساقاة، ط: دار الكتب العلمية۔)

الدر مع الرد: (۲۸۵/۶، ۲۸۶) كتاب المساقاة، ط: سعيد)

البحر الرائق: (۱۶۳/۸) كتاب المساقاة، ط: سعيد)

(نوٹ) اگر شرط فاسد کی وجہ سے عقد مساقاۃ فاسد ہو جائے تو تمام پھل مالک کا ہوگا اور عامل کو اجرت مثل ملے گی۔ [۱]

مساومہ

''مساومہ'' یہ ہے کہ آپس کے بھاؤ تاؤ کے ذریعہ مارکیٹ ریٹ پر سودا طے کیا جائے۔ [۲]

''بیع مساومہ'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۲۹/۲)

---

(۱) وإن سميا في المعاملة، وقتا يعلم انه لايخرج الثمر فيها، فسدت المعاملة لفوات المقصود وهو الشركة في الخارج، ولو سميا مدة قد يبلغ الثمر فيها، وقد يتأخر عنها قليلا جازت، لأنا لانتيقن بفوات المقصود، ثم لو خرج في الوقت المسمى فهو على الشركة لصحة العقد، وإن تأخر فللعامل أجر المثل لفساد العقد لأنه تبين الخطاء في المدة المسماة... (الهداية: (۳۲۹/۴، ۳۳۰) كتاب المساقاة، ط: رشيديه)

وأما شرائطها: فمنها: أن يكون العاقدان عاقلين فلايجوز عقد من لا يعقل... ومنها: أن تكون حصة كل واحد منهما من بعض الخارج مشاعة معلومة القدر، ومنها: التسليم إلى العامل، وهو التخلية حتى لو شرط العمل عليهما فسد، وأما بيان المدة فليس بشرط لجواز المعاملة استحساناً ويقع على أول ثمرة تخرج في أول السنة لتعامل الناس في ذلك من غير بيان المدة... وأما حكم المعاملة الفاسدة فانواع... منها: أن الخارج كله لصاحب الملك ولايتصدق بشيء منه، ومنها أن وجوب أجر المثل لايجب على الخارج بل يجب وإن لم يخرج الشجر شيئاً... (الهندية: (۲۷۷/۵، ۲۷۸) كتاب المعاملة، الباب الاول: في تفسيرها وشرائطها وأحكامها، ط: رشيديه)

(وهي كالمزارعة)... وشرطها عندهما شروط المزارعة في جميع ماذكرنا إلا في أربعة أشياء أحدها: إذا امتنع أحدهما يجبر لأنه لاضرر عليه في المضي بخلاف المزارعة على ماتقدم، الثاني: إذا انقضت المدة تترك بلاأجرة على ماتبين بخلاف المزارعة، الثالث: إذا استحق النخل يرجع العامل بأجر مثله والزارع بقيمة الزرع، والرابع: في بيان المدة فإذا لم يبين المدة فيها يجوز استحساناً لأن التيقن وقت ادراك الثمرة معلوم وقلمايتفاوت فيه... (فإذا فسدت فللعامل أجر مثله) لأنها في معنى الإجارة كالمزارعة إذا فسدت۔ (البحر الرائق: (۱۶۳/۸، ۱۶۵) كتاب المساقاة، ط: سعيد)

الدر مع الرد: (۲۸۶/۶، ۲۸۷) كتاب المساقاة، ط: سعيد)

(۲) المساومة: بيع يتفق فيه البائع والمشتري على ثمن محدد، دون نظر إلى تكلفة البائع وربحه... وأكثر مايتبايع الناس بهذا الطريق۔ (فقه البيوع: (۶۳۱/۲) المبحث السادس، التقسيم الثاني من حيث ربحية البيع، ط: معارف القرآن كراچي)

الدر مع الرد: (۱۳۲/۵) كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، ط: سعيد)

مسائل بتانے پر اجرت لینا

☆اگر کوئی شخص مفتی سے مسئلہ پوچھے اور مفتی کو معلوم ہے تو بتانا فرض ہے، لہٰذا اس پر اجرت لینا جائز نہیں۔

☆اگر کوئی مفتی لوگوں کی سہولت کیلئے اپنا وقت فارغ کر کے صرف مسائل بتانے اور لکھ کر دینے کے لئے کسی جگہ بیٹھ جاتا ہے، تو چوں کہ ایسا کرنا اس پر فرض نہیں ہے، اس لئے وہ مخصوص وقت اس کام کے لئے خاص کرنے کی وجہ سے مسائل پوچھنے والوں سے اجرت لے سکتا ہے۔(۱)

---

(۱) (يستحق القاضي الأجر على كتب الوثائق) والمحاضر والسجلات (قدر مايجوز لغيره كالمفتي) فإنه يستحق أجر المثل على كتابة الفتوى؛ لأن الواجب عليه الجواب باللسان دون الكتابة بالبنان، ومع هذا الكف أولى احترازا عن القيل والقال وصيانة لماء الوجه عن الابتذال... (الدر مع الرد: (۹۲۰/۶) كتاب الإجارة، مسائل شتى، مطلب في أجرة صك القاضي والمفتي، ط:سعيد)

☐خلاصة الفتاوى: (۴۸/۴) كتاب القضاء، الفصل العاشر: في الحظر والإباحة، ط:رشيديه)

☐الفتاوى البزازية على هامش الهندية: (۳۹/۵) كتاب الإجارات، ط:رشيديه)

☐(ولابأس برزق القاضي) لأنه عليه السلام بعث عتاب بن اسيد رضي الله عنه إلى مكة وفرض له وبعث عليا رضي الله عنه إلى اليمن وفرض له؛ ولأنه محبوس لحق المسلمين فتكون نفقته في مالهم وهو مال بيت المال، وهذا لأن الحبس من أسباب النفقة كما في الوصي، والمضارب إذا سافر بمال المضاربة وهذا فيما يكون كفاية، فإن كان شرطا فهو حرام؛ لأنه استيجار على الطاعة إذا القضاء طاعة بل هو أفضلها، ثم القاضي إذا كان فقيرا فالأفضل بل الواجب الاخذ لأنه لا يمكنه إقامة فرض القضاء الا به، إذ الاشتغال بالكسب يقعده عن إقامته، وإن كان غنيا فالأفضل الامتناع على ما قيل رفقا ببيت المال، وقيل: الأخذ وهو الأصح صيانة للقضاء عن الهوان ونظرا لمن يولى بعده من المحتاجين؛ لأنه إذا انقطع زمانا يتعذر إعادته ثم تسميته رزقا تدل على أنه بقدر الكفاية۔ (الهداية: (۴۷۳/۴، ۴۷۵) كتاب الكراهية، فصل في البيع، ط:رشيديه)

☐وينبغي للقاضي ان ينصب قاسما يرزقه من بيت المال يقسم بين الناس بغير أجر؛ لأن القسمة من جنس عمل القضاء من حيث أنه يتم به قطع المنازعة فاشبه رزق القاضي ولأن منفعة نصب القاسم تعم العامة فتكون كفايته في مالهم غرما بالغنم (قال فإن لم يفعل نصب قاسما يقسم بالأجر) معناه بأجر على المتقاسمين؛ لأن النفع لهم على الخصوص ويقدر أجر مثله كيلا يتحكم بالزيادة؛ والأفضل أن يرزقه من=

(البحر الرائق: (۱۰۷/۶) كتاب البيع، باب المرابحة والتولية، ط:سعيد)

مسائل تجارت سیکھنا فرض ہے تاجر پر

(۱۷۲)

''تاجر پر تجارت کے مسائل سیکھنا فرض ہے'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

مسائل تجارت کے بارے میں امام غزالی فرماتے ہیں

امام غزالی فرماتے ہیں کہ ہر کمانے والے مسلمان پر تجارت کے مسائل کا علم حاصل کرنا واجب ہے، اور اس سے مراد وہ علم ہے جس کی مسلمان کو ضرورت پیش آتی ہے، اگر تاجر نے علم حاصل کر لیا تو علم کی روشنی میں جو معاملات درست نہیں ہوں گے ان سے بچتا رہے گا، اور اگر بعض مسائل مشتبہ ہوں تو ان کے بارے میں علماء کرام سے پوچھ کر عمل کر سکے گا۔ (۱)

=بيت المال؛ لأنه أرفق بالناس والبعد عن التهمة۔ (الهداية: (۴۰۸/۴، ۴۰۹) كتاب القسمة، ط: رشيديه)

وفي المحيط: وإذا أراد القاضي أن يكتب السجل ويأخذ على ذلك أجرا يأخذ منه مقدار ما يجوز أخذه لغيره، وكذا لو تولى القسمة بنفسه بأجر، ولو أخذ الاجر في مباشرة نكاح الصغار ليس له ذلك؛ لأنه واجب عليه ومالا يجب عليه مباشرته جاز أخذ الأجرة عليه۔ (خلاصة الفتاوى: (۷/۴)، كتاب القضاء، الفصل الثاني: في أدب القضاء والحكام، الجنس الثاني، ط: رشيديه)

فصل وأما أجرة السجل على من تجب قيل على المدعي إذ به احياء حقه فنفعه له، وقيل على المدعى عليه إذ هو يأخذ السجل، وقيل على من استأجر الكاتب وإن لم يأمره أحد وأمره القاضي فعلى من يأخذ السجل ـ (معين الحكام: (ص: ۸۰) الباب الخامس: في أركان القضاء، الفصل السابع: في ذكر البينات، فصل: وأما أجرة السجل، ط: دار الفكر)

(۱) اعلم ان تحصيل علم هذا الباب واجب على كل مسلم مكتسب؛ لأن طلب العلم فريضة على كل مسلم، وانما هو طلب العلم المحتاج اليه والمكتسب يحتاج الى علم الكسب ومهما حصل علم هذا الباب وقف على مفسدات المعاملة فيتقيها وماشذ عنه من الفروع المشكلة فيقع على سبب إشكالها فيتوقف فيها إلى أن يسأل فإنه إذا لم يعلم أسباب الفساد بعلم جملي فلا يدري متى يجب عليه التوقف والسؤال ولو قال لا أقدم العلم ولكني أصبر إلى أن تقع لي الواقعة فعندها أتعلم وأستفتي. فيقال له: وبم تعلم وقوع الواقعة مهما لم تعلم جمل مفسدات العقود فإنه يستمر في التصرفات ويظنها صحيحة مباحة فلا بد له من هذا القدر من علم التجارة يتميز له المباح عن المحظور وموضع الإشكال عن موضع الوضوح. (احياء علوم الدين: (۶۴/۲) كتاب أدب الكسب والمعاش، الباب الثاني: في علم الكسب بطريق البيع والربا والسلم والإجارة والقراض، ط: دار المعرفة)

امام غزالی کا مقصد یہ ہے کہ تجارت شروع کرنے سے پہلے تجارت کا علم سیکھنا ضروری ہے، اگر کوئی شخص یہ کہے کہ تجارت شروع کرنے سے پہلے تجارت کا علم سیکھنا ضروری نہیں ''میں کاروبار شروع کردیتا ہوں'' جب کوئی واقعہ پیش آئے اور اشتباہ میں پڑوں تو مسائل سیکھوں گا یا عالم دین سے مسئلہ پوچھ کر عمل کروں گا تو ہم جواب دیں گے کہ آپ کی بات صحیح نہیں ہے جب آپ کو تجارت کے مسائل کا کچھ علم ہی نہیں تو آپ کو تجارت کا کونسا عقد صحیح نہیں ہے اس کا پتہ ہی نہیں چلے گا، آپ کو اشتباہ ہی نہیں ہوگا اور علماء سے رجوع بھی نہیں کریں گے بلکہ ہر معاملہ کو جائز اور درست سمجھ کر کرتے ہی رہیں گے، اس لئے تجارت شروع کرنے سے پہلے تجارت کے مسائل کو سیکھنا واجب ہے۔

مستقبل کے سودے

''فیوچر سیل'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۳۰/۵)

مسجد

☆......جب کسی جگہ پر مسجد بنادی جاتی ہے تو وہ جگہ وقف ہوجاتی ہے، وقف کا معنی یہ ہے کہ وہ دنیا کے لوگوں کی ملکیت سے نکل کر قیامت تک کے لئے اللہ تعالیٰ کی ملکیت میں داخل ہوجاتی ہے، قیامت تک اس کو بیچنا خریدنا، گفٹ کرنا، وراثت میں تقسیم کرنا، تبدیل کرنا جائز نہیں ہوتا۔ (۱)

---

(۱) عن ابن عمر رضي الله عنهما أن عمر رضي الله عنه تصدق بمال له على عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم وكان يقال له: ثمغ، وكان نخلاً، فقال عمر رضي الله عنه: يا رسول الله إني استفدت مالاً وهو عندي نفيس فأردت أن أتصدق به فقال النبي صلى الله عليه وسلم تصدق بأصله لا يباع ولا يوهب ولا يورث ولكن ينفق ثمره. (صحيح البخاري: (۳۸۷/۱) كتاب الوصايا، باب قول الله عز وجل: وابتلوا اليتمى حتى إذا بلغوا النكاح... وما للوصي أن يعمل في مال اليتيم وما يأكل منه بقدر عمالته، ط: قديمي)

☜ وأما حكمه عندهما زوال العين عن ملكه إلى الله تعالى وعند أبي حنيفة حكمه: صيرورة العين =

☆...... اگر مسجد از خود کسی وجہ سے ویران ہو چکی ہو، اور مسلمان اس علاقے سے ہجرت کر گئے ہوں، یا راستے میں آ گئی ہو تو اس کو بھی فروخت کرنا اور شہید کرنا جائز نہیں ہے بلکہ اس کو باقی رکھ کر آباد کرنے کی کوشش جاری رکھنا ضروری ہے۔ (۱)

☆...... مسجد کو فروخت کر کے کسی دوسری جگہ منتقل کرنا بھی جائز نہیں ہے۔ (۲)

= محبوسة عن ملكه بحيث لا تقبل النقل عن ملك إلى ملك و التصدق بالغلة المعدومة، متى صح الوقف بأن قال: جعلت أرضي هذه صدقة موقوفة مؤبدة أو أوصيت بها بعد موتي، فإنه يصح حتى لا يملك بيعه ولا يورث عنه. (الفتاوى الهندية: (۳۵۲/۲) كتاب الوقف، الباب الأول في تعريفه وركنه وسببه وحكمه، ط: رشيديه)

وإذا صح الوقف لم يجز بيعه ولا تمليكه. (الهداية: (۶۴۰/۲) كتاب الوقف، شركه علمية ملتان)

فإذا تم ولزم لا يملك ولا يملك ولا يعار ولا يرهن. وفي الشامية: قوله: لا يملك أي لا يكون مملوكاً لصاحبه. ولا يملك أي لا يقبل التمليك لغيره بالبيع ونحوه لاستحالة تمليك الخارج عن ملكه. (الدر المختار مع الرد: (۳۵۱/۴) كتاب الوقف، مطلب مهم فرق أبو يوسف بين قوله: موقوفة وقوله فموقوفة على فلان، ط: سعيد)

(۱) وإذا صح الوقف لم يجز بيعه ولا تمليكه. (الهداية: (۶۴۰/۲) كتاب الوقف، شركه علمية ملتان)

فإذا تم ولزم لا يملك ولا يملك ولا يعار ولا يرهن.

قوله: لا يملك أي لا يكون مملوكاً لصاحبه. ولا يملك أي لا يقبل التمليك لغيره بالبيع ونحوه لاستحالة تمليك الخارج عن ملكه. (الدر المختار مع الرد: (۳۵۱/۴) كتاب الوقف، مطلب مهم فرق أبو يوسف بين قوله: موقوفة وقوله: فموقوفة على فلان، ط: سعيد)

ولو خرب ما حوله واستغني عنه يبقى مسجداً عند الإمام والثاني أبداً إلى قيام الساعة وبه يفتي. (الدر المختار مع الرد: (۳۵۸/۴) كتاب الوقف، مطلب فيما لو خرب المسجد أو غيره، ط: سعيد)

ولم يذكر المصنف حكم المسجد بعد خرابه وقد اختلف فيه الشيخان، فقال محمد: إذا خرب وليس له ما يعمر به وقد استغني الناس عنه لبناء مسجد آخر أو لخراب القرية أو لم يخرب لكن خربت القرية بنقل أهلها واستغنوا عنه فإنه لا يعود إلى ملك الواقف أو ورثته. وقال أبو يوسف، هو مسجد أبداً إلى قيام الساعة لا يعود ميراثاً ولا يجوز نقله ونقل ماله إلى مسجد آخر، سواء كانوا يصلون فيه أو لا، وهو الفتوى. (البحر الرائق: (۲۵۱/۵) كتاب الوقف، فصل في أحكام المساجد، ط: سعيد)

(۲) عن ابن عمر رضي الله عنهما أن عمر رضي الله عنه تصدق بمال له على عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم وكان يقال له: ثمغ، وكان نخلاً، فقال عمر رضي الله عنه: يا رسول الله إني استفدت مالاً وهو عندي نفيس فأردت أن أتصدق به فقال النبي صلى الله عليه وسلم تصدق بأصله لا يباع ولا يوهب ولا يورث =

☆...... مسجد کو فروخت اور برباد کرنے والوں کے لئے دنیا میں رسوائی اور آخرت میں عظیم عذاب ہے۔(۱)

مسجد کا ضرورت سے زائد سامان

اگر مسجد میں پرانا سامان ضرورت سے زائد ہے، اور آئندہ یہ سامان اس مسجد کی ضرورت میں استعمال ہونے کی امید نہیں ہے اور رہ رہ کے ضائع ہونے کا خطرہ ہے تو ایسی صورت میں اس سامان کا کسی اور مسجد میں دینا، یا ان چیزوں کو فروخت کر کے حاصل ہونے والی رقم اس مسجد میں صرف کرنا ضروری ہے، اور اگر آبادی نہ ہونے کی وجہ سے مسجد غیر آباد ہوگئی ہے تو اس رقم کو کسی دوسری مسجد کی

=ولكن ينفق ثمره. (صحيح البخاري: (۳۸۷/۱) كتاب الوصايا، باب قول الله عز وجل: وابتلوا اليتمى حتى إذا بلغوا النكاح... وما للوصي أن يعمل في مال اليتيم وما يأكل منه بقدر عمالته، ط: قديمي)

وأما حكمه عندهما زوال العين عن ملكه إلى الله تعالى وعند أبي حنيفة حكمه: صيرورة العين محبوسة عن ملكه بحيث لاتقبل النقل عن ملك إلى ملك والتصدق بالغلة المعدومة، متى صح الوقف بأن قال: جعلت أرضي هذه صدقة موقوفة مؤبدة أو أوصيت بها بعد موتي، فإنه يصح حتى لايملك بيعه ولا يورث عنه. (الفتاویٰ الهندیه: (۳۵۲/۲) كتاب الوقف، الباب الأول في تعريفه وركنه وسببه وحكمه، ط: رشيديه)

وإذا صح الوقف لم يجز بيعه ولا تمليكه. (الهدايه: (۶۴۰/۲) كتاب الوقف، ط: شركه علمية ملتان)

فإذا تم ولزم لايملك ولا يملك ولا يعار ولا يرهن.
قوله: لا يملك أي لايكون مملوكاً لصاحبه. ولا يملك أي لايقبل التمليك لغيره بالبيع ونحوه لاستحالة تمليك الخارج عن ملكه. (الدر المختار مع الرد: (۳۵۱/۴) كتاب الوقف، مطلب مهم فرق أبو يوسف بين قوله: موقوفة وقوله: فموقوفة على فلان، ط: سعيد)

ولم يذكر المصنف حكم المسجد بعد خرابه وقد اختلف في الشيخان، فقال محمد: إذا خرب وليس له مايعمر به وقد استغنى الناس عنه لبناء مسجد آخر أو لخراب القرية أو لم يخرب لكن خربت القرية بنقل أهلها واستغنوا عنه فإنه لا يعود إلى ملك الواقف أو ورثته. وقال أبو يوسف، هو مسجد أبدا إلى قيام الساعة لا يعود ميراثاً ولا يجوز نقله ونقل ماله إلى مسجد آخر، سواء كانوا يصلون فيه أو لا، وهو الفتوى. (البحر الرائق: (۲۵۱/۵) كتاب الوقف، فصل في أحكام المساجد، ط: سعيد)

(۱) ومن أظلم ممن منع مساجد الله أن يذكر فيها اسمه وسعى في خرابها أولئك ما كان لهم أن يدخلوها إلا خائفين لهم في الدنيا خزي ولهم في الآخرة عذاب عظيم. (البقرة: ۱۱۴)

ضروریات میں صرف کرنا جائز ہے۔

واضح رہے کہ مسجد کی زمین کو فروخت کرنا یا کسی دوسرے مقصد کے لئے استعمال کرنا جائز نہیں ہے۔ (۱)

مسجد کا مکان حرام کام کرنے والوں کو کرایہ پر دینا

بینک یا کسی بھی حرام کام کرنے والے کو مسجد کا مکان یا دکان کرایہ پر دینا جائز نہیں ہے، کیونکہ یہ حرام اور ناجائز کام میں تعاون کے مترادف ہے، اور گناہ وزیادتی کے کاموں میں معاونت کرنا جائز نہیں۔ (۲)

---

(۱) (ولو خرب ما حوله واستغنى عنه يبقى مسجداً عند الإمام والثاني) أبداً إلى قيام الساعة (وبه يفتى)... وعن الثاني ينقل إلى مسجد آخر بإذن القاضي، ومثله... حشيش المسجد وحصره مع الاستغناء عنهما... إلى أقرب مسجد... قلت: لكن الفرق غير ظاهر فليتأمل، والذي ينبغي متابعة المشائخ المذكورين في جواز النقل بلا فرق بين مسجد أو حوض كما أفتى به الإمام أبو شجاع والإمام الحلواني، وكفى بهما قدوة، ولاسيما في زماننا، فإن المسجد أو غيره من رباط أو حوض إذا لم ينقل يأخذ أنقاضه اللصوص والمتغلبون كما هو مشاهد، وكذلك أوقافه يأكلها النظار أو غيرهم...

وفي فتاوى النسفي: سئل شيخ الإسلام عن أهل قرية رحلوا، وتداعى مسجدها إلى الخراب، وبعض المتغلبة يستولون على خشبه وينقلونه إلى دورهم، هل لواحد لأهل المحلة أن يبيع الخشب بأمر القاضي ويمسك الثمن ليصرفه إلى بعض المساجد أو إلى هذا المسجد؟ قال: نعم۔ (شامي: (۳۵۹/۴، ۳۶۰) كتاب الوقف، مطلب في نقل انقاض المسجد ونحوه، ط: سعيد)

حشيش المسجد إذا كان له قيمة، فلأهل المسجد أن يبيعوها، وإن رفعوا إلى الحاكم فهو أحب، وكذا الحباب والنعش إذا فسدا فلأهل المسجد أن يبيعوهما وإن رفعوا إلى الحاكم فهو أحب۔ (الفتاوى التاتارخانية: (۸۵۰/۵) كتاب الوقف، الفصل الحادي والعشرون: في المساجد، مسائل وقف المساجد، و: (۸۴۶/۵) ط: إدارة القرآن۔)

الهندية: (۴۵۸/۲) كتاب الوقف، الباب الحادي عشر في المسجد وما يتعلق به۔ الفصل الاول: فيما يصير به مسجداً، وفي احكامه، واحكام ما فيه، ط: رشيديه)

(۲) [ولا تعاونوا على الإثم والعدوان واتقوا الله إن الله شديد العقاب۔ (المائدة، الآية رقم: ۲]

الإعانة في المعصية وترويجها وتقريب الناس إليها معصية وفساد في الأرض،... (حجة الله البالغة: (۲۰۹/۲) مبحث في البيوع المنهي عنها، ط: مير محمد كتب خانه)

مسجد کو فروخت کرنا جائز نہیں

☆ اگر ایک مسجد غیر آباد ہو جائے، اس طرح کہ آبادی والے وہاں سے کسی اور جگہ چلے گئے، نمازی کوئی نہیں رہا، مسجد بالکل ویران پڑی ہوئی ہے، دوبارہ آباد ہونے کا بظاہر کوئی امکان بھی نہیں، تو اس صورت میں بھی مسجد کو کسی اور جگہ منتقل کرنا یا فروخت کرنا جائز نہیں، جو جگہ ایک بار مسجد بن گئی وہ قیامت تک مسجد ہی رہے گی، اور اس کو بدستور باقی رکھنا بھی واجب ہے، اور اگر آباد رکھنے کی کوئی صورت ہے تو اس کی کوشش بھی کرنی چاہیے۔

☆ اگر ویران مسجد کے سامان پر خطرہ ہو تو اس کو دوسری قریب ترین مسجد کی طرف منتقل کیا جاسکتا ہے، باقی وہاں کے قریب ترین مسلمانوں پر لازم ہے کہ اس جگہ کی چاردیواری کردیں تاکہ اس جگہ کی بے حرمتی نہ ہو۔ (۱)

مسجد کی آمدنی سے تجارت کرنا

مسجد کی آمدنی اور فنڈ مسجد کی ضروریات پورا کرنے کے لئے ہوتی ہے، تجارت کے لئے نہیں، لیکن اگر آمدنی اور فنڈ مسجد کی ضروریات سے زائد ہے تو چندہ دینے والوں کی اجازت سے اس رقم کو کسی قابل نفع تجارت میں لگانا جائز ہوگا، اور اس سے حاصل ہونے والے منافع کو بھی مسجد کے فنڈ میں جمع کرنا لازم ہوگا۔ (۲)

---

(۱) انظر الی الحاشیة السابقة رقم: ۱، علی الصفحة السابقة۔

(۲) متولی المسجد إذا اشتری بمال المسجد حانوتا أو دارا ثم باعها جاز إذا كانت له ولاية الشراء۔ (الهندية: (۲/۲۱۷) كتاب الوقف، الباب الخامس فی ولاية الوقف وتصرف القيم فی الأوقاف... ط: رشيديه)

☜ متولی المسجد إذا اشتری بمال المسجد حانوتا، أو دارا ثم باعها جاز إذا كانت له ولاية الشراء، وفی التجنيس فی الفتاویٰ قال الإمام حسام الدين، هذا هو المختار، وفی الخانية هو الصحيح۔ (التاتارخانية: (۵/۸۶۲) كتاب الوقف، الفصل الحادی والعشرون: فی المساجد، مسائل وقف المسجد، وقيم المسجد، ط: إدارة القرآن)=

مسجد کی دکان حرام کام کرنے والوں کو کرایہ پر دینا

مسجد کی دکان بینک یا کسی بھی حرام کام کرنے والے کو کرایہ پر دینا جائز نہیں ہے، کیونکہ یہ گناہ کے کام میں تعاون ہے، اور حرام اور گناہ کے کام میں تعاون کرنا جائز نہیں ہے۔ (۱)

مسجد کے دروازے پر سامان فروخت کرنا

جمعہ کے دن مسجد کے باہر اس کے دروازے پر پہلی اذان سے پہلے سامان فروخت کرنا جائز ہے، لیکن پہلی اذان کے بعد جائز نہیں کیونکہ اس سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا نُودِيَ لِلصَّلَاةِ مِن يَوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا إِلَىٰ ذِكْرِ اللَّهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ. (الجمعة: ۹)

ترجمہ: اے ایمان والو! جب جمعہ کے روز نماز جمعہ کے لیے اذان کہی جایا کرے تو تم اللہ کی یاد (یعنی نماز وخطبہ) کی طرف (فوراً) چل پڑا کرو اور خرید وفروخت چھوڑ دیا کرو۔ (بیان القرآن)

البتہ جمعہ کی نماز کے بعد سامان فروخت کرنا جائز ہے۔ (۲)

= السراجية (ص: ۹۳) كتاب الوقف۔ باب إجارة الوقف وبيعه ونحو ذلك، ط: ایچ، ایم سعید کراچی۔

(۱) انظر الى الحاشية السابقة رقم: ۲، على الصفحة السابقة رقم: ؟؟؟ (ولا تعاونوا على الإثم والعدوان)

(۲) فائده: قال مالك: لا ينبغي للإمام أن يمنع أهل الأسواق من البيع يوم الجمعة، قال مالك: وبلغني أن بعض أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم كانوا يكرهون أن يترك الرجل العمل يوم الجمعة، كما تركت اليهود والنصارى في السبت والأحد (المدونة: ۱/۱۳۶) أي بل يترك العمل بعد النداء للصلاة إلى الفراغ منها: "فإذا قضيت الصلاة فانتشروا في الأرض وابتغوا من فضل الله" (إعلاء السنن: ۱۴/۲۱۲، ۲۱۳) كتاب البيوع، باب البيع عند أذان الجمعة، ط: إدارة القرآن)

۲ المدونة الكبرى: (۱/۲۳۴) كتاب الصلاة الثاني، البيع والشراء يوم الجمعة والعمل فيه، ط: دار الكتب العلمية.

مسجد کے لئے وقف شدہ زمین

جس طرح مسجد کو فروخت کرنا جائز نہیں ہے اسی طرح مسجد کے لئے وقف کی گئی زمین کو بھی بیچنا جائز نہیں ہے۔ (1)

مسجد میں خرید و فروخت کرنا

☆ مسجد کے اندر تجارت کرنا جائز نہیں۔ (2) اگر کسی نے مسجد میں خرید و فروخت کا معاملہ کیا تو ختم کرنا واجب ہے۔

☆ معتکف کے لئے مسجد میں اپنی اور اپنے گھر والوں کی ضرورت کی چیزیں خریدنا جائز ہے، کوئی بڑی چیز ہو تو اس کو مسجد میں لانا جائز نہیں۔ (3)

---

(1) وفي الفتاوى النسفية: سئل عن أهل المحلة باعوا وقف المسجد لأجل عمارة المسجد؟ قال: لايجوز بأمر القاضي وغيره، كذافي الذخيرة. (الفتاوى الهندية: (٤٦٤/٢) كتاب الوقف، الباب الحادي عشر في المسجد ومايتعلق به، الفصل الثاني في الوقف وتصرف القيم، ط: رشيديه)

المحيط البرهاني: (١٤٠/٩) كتاب الوقف، الفصل الحادي والعشرون في المساجد، قبيل الفصل الثاني والعشرون، ط: إدارة القرآن.

وإذا صح الوقف لم يجز بيعه ولا تمليكه۔ (الهدايه: (٦٤٠/٢) كتاب الوقف، ط: شركه علمية ملتان)

(٢، ٣) عن أبي هريرة رضي الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: إذا رأيتم من يبيع أو يبتاع في المسجد، فقولوا: لا اربح الله تجارتک۔ (جامع الترمذی: (٢٤٧/١) أبواب البيوع، باب النهي عن البيع في المسجد، ط: قديمی)

(وخص) المعتكف (بأكل وشرب ونوم وعقد احتاج إليه) لنفسه أو عياله فلو لتجارة كره (قوله: فلو لتجارة كره) أي وإن لم يحضر السلعة واختاره قاضي خان و رجحه الزيلعي؛ لأنه منقطع إلى الله فلاينبغي له ان يشتغل بأمور الدنيا...

(وكره) أي تحريماً؛ لأنها محل إطلاقهم بحر۔ (احضار مبيع فيه) كما كره فيه مبايعة غير المعتكف مطلقا للنهي۔ (قوله: مطلقا) أي سواء احتاج إليه لنفسه أو عياله أو كان للتجارة، احضره أو لا كمايعلم مماقبله ومن الزيلعي والبحر۔ (شامي: (٤٤٨/٢، ٤٤٩) كتاب الاعتكاف، ط: سعيد)

البحر الرائق: (٣٠٢/٢، ٣٠٣) كتاب الصوم، باب الاعتكاف، ط: سعيد)

فتح القدير: (٣٠٣/٢) كتاب الصوم، باب الاعتكاف، ط: رشيديه)

مسجد میں خرید وفروخت کی بات نہ کرے

''بازار جانے کے آداب''عنوان کے نمبر ٢٠ کے تحت دیکھیں۔(۴۵/٢)

مسقطات خیار رویت

جن چیزوں کی وجہ سے خیار رویت ساقط ہوتا ہے ان کو مسقطات خیار رویت کہتے ہیں، اور وہ یہ ہیں۔

❶ خریدار صاف الفاظ میں کہہ دے کہ میں نے اس بیع کی اجازت دے دی یا میں نے اسے نافذ کر دیا۔

❷ عملی طور پر رضامندی پائی جائے، اس کی صورت یہ ہے کہ خریدار مبیع کو دیکھنے کے بعد اس میں تصرف کرنا شروع کر دے، مثلاً دیکھنے کے بعد مبیع کو اپنے قبضہ میں لے لے۔

❸ خریدار کا انتقال ہو جائے۔ (١)

مسلمان پر کوئی قوم غالب نہیں آسکتی

''ترقی کا راز''عنوان کے تحت دیکھیں۔(٣٩٢/٢)

---

(١) يسقط خيار الرؤية في الأصل بما يسقط به خيار الشرط وخيار العيب وهو ما يأتي:
١. ما يدل على الرضا بالعقد صراحة أو دلالة، فالصريح أن يقول: أجزت العقد أو أمضيته أو رضيت به ونحو ذلك. والدلالة على الرضا: أن يتصرف في المعقود عليه بعد الرؤية لا قبلها تصرفاً يدل على الإجازة والرضا بالعقد كقبض الشيء، والإنتفاع به وبيعه وإجازته أو رهنه أو هبته. . . ٤. موت صاحب الخيار. (الفقه الإسلامي وأدلته:(٣١٢٩/٤، ٣١٣٠)القسم الثاني: النظريات الفقهية، الفصل الرابع: نظرية العقد، المبحث السادس: الخيارات، خيار رؤية، ط: رشيديه)
بدائع الصنائع:(٢٩٥/٥، ٢٩٦) كتاب البيوع، فصل وأما حكم البيع، ط: سعيد.
تحفة الفقهاء:(٨٩/٢) كتاب البيوع، باب خيار الرؤية، ما يسقط به الخيار، ط: دار الكتب العلمية.

مسلمان تاجر کی فضیلت

جو لوگ سچائی، امانت داری سے تجارت کرتے ہیں، تجارت اور کاروبار میں جھوٹ فریب، دھوکہ، خیانت، چوری ناجائز طریقہ استعمال نہیں کرتے، وہ لوگ قیامت کے دن انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام اور صدیقین اور شہداء اور صالحین کے ساتھ ہوں گے، یعنی وہ جنتی ہوں گے اور ان کے ساتھیوں میں سے ہوں گے۔

البتہ وہ تجارت پیشہ لوگ جو کاروبار میں جھوٹ، فریب، دھوکہ، خیانت، چوری، ناجائز طریقہ سے کاروبار کرتے ہیں، ان کے ساتھ کفار اور فجار ہوں گے، وہ دوزخی ہوں گے، اور وہ دوزخیوں کے ساتھ ہوں گے، جیسا کہ ترمذی شریف میں ہے: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ امانت دار اور سچا تاجر قیامت کے دن انبیاء، صدیقین اور شہداء اور صالحین کے ساتھ ہوں گے۔

معلوم ہوا کہ سچے تجارت پیشہ لوگوں کا بہت اونچا مقام ہے، اور وہ اس لئے ہے کہ وہ کسب حلال کی طلب اور کوشش میں لگے ہوئے ہیں، اور یہ بھی دوسری عبادات کی طرح ایک گونہ عبادت ہے بلکہ بہت سی عبادات کا ذریعہ ہے۔[1]

---

(۱) عن قیس ابن ابی غرزة قال خرج علینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ونحن نسمّی السماسرة، فقال: یا معشر التجار! إن الشیطان والإثم یحضران البیع فشربوا بیعکم بالصدقة... وعن ابی سعید عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال: التاجر الصدوق الأمین مع النبیین والصدیقین والشهداء... فقال: إن التجار یبعثون یوم القیامة فجارا إلا من اتقی اللہ وبر وصدق... (جامع الترمذی: (۱/۲۲۹، ۲۳۰) ابواب البیوع، باب ماجاء فی التجار وتسمیة النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم إیاهم، ط: قدیمی)

عن ابی سعید قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: التاجر الصدوق، الأمین مع النبیین والصدیقین والشهداء... (مشکوة المصابیح (ص: ۲۴۳) کتاب البیوع، باب المساهلة فی المعاملة، الفصل الثانی، ط: قدیمی)

عن ابی سعید قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: (التاجر)... (الصدوق) ای کثیر الصدق قولاً وفعلاً=

مسلمان مسلمانوں کی دکان کو ترجیح دیں

''کافروں کی دکان سے مال خریدنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۲۷۶/۵)

مسلمان ملکوں میں بنی ہوئی چیز خریدیں

''بازار جانے کے آداب'' عنوان کے نمبر ۲۱ کے تحت دیکھیں۔(۴۵/۲)

مسلمان نہیں عیب چھپانے والا

''عیب چھپا کر بیچنے والا مسلمان کی جماعت سے خارج ہوجاتا ہے'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۳۷۰/۴)

مسلمانوں کا بازار الگ ہونا چاہیے

''محتسب'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۱۲۰/۶)

مسلمانوں کی دکان سے مال خریدنا

''کافروں کی دکان سے مال خریدنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۲۷۶/۵)

مسلمانوں کی ذمہ داری

مسلمانوں کو چاہیے کہ اپنے ملک میں بیرون ممالک کے مقابلہ پر بہتر سے بہتر عمدہ سے عمدہ اشیاء تیار کریں، اور مقابلہ پر سستے داموں پر فروخت کریں، یہود

= (الأمين) أي الموصوف بالأمانة، المحفوظ من الخيانة والصفتان للمبالغة فمن اتصف بهما بسائر صفات الكمال فيستحق أن يحشر أو يكون في الجنة (مع النبيين) لإطاعتهم (والصديقين) لموافقتهم في صفتهم (والشهداء) لشهادتهم على صدقه وأمانته... (مرقاة المفاتيح: (۶/ ۳۳، ۳۴) رقم الحديث: ۲۷۹۶، كتاب البيوع، باب المساهلة في المعاملات، الفصل الثاني، ط: رشيديه)

اعلاء السنن: (۱۴/ ۵) رقم الحديث: ۴۵۹۲، أبواب البيوع، باب الترغيب في الصدق في التجارة والترهيب عن الكذب فيها، ط: إدارة القرآن)

ونصاریٰ کفار ومشرکین رات دن محنت کر کے بہتر سے بہتر اشیاء تیار کرتے ہیں اور دنیا پر غالب ہونے کا خواب دیکھ رہے ہیں، اور مسلمان سستی، مستی اور کھیل کود ناچ گانے میں قیمتی اوقات کو ضائع کرنے کی غلطی میں غرق ہیں اور کھلونہ بنتے جارہے ہیں، اپنی عظمت رفتہ اور شان وشوکت کو بھول چکے ہیں، اللہ تعالیٰ سب کو محنت کرنے کی توفیق دے۔ آمین۔ (۱)

مسلمانوں کے تمام ممالک ایک ملک ہے

"ملک ایک ہے" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۹۳/۶)

مسلم فیہ دینے پر قادر نہ ہو

"بیع سلم میں مبیع نہ دینے کی صورت میں" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۹۸/۲)

مسلم فیہ نایاب ہوجائے تو

اگر کوئی شخص کسی کے ساتھ بیع سلم کرے اور معینہ وقت سے پہلے ہی وہ چیز نایاب ہوجائے اور مسلم إلیہ (بائع/سیلر) وہ چیز ادا کرنے سے عاجز ہوجائے، تو اس صورت میں مشتری (خریدار) کو اختیار ہے یا تو وہ مسلم فیہ (بیچی گئی چیز) بازار میں دستیاب ہونے تک انتظار کرے یا اپنے پیسے واپس لے لے، لیکن اس کے بدلے میں دوسری چیز لینا جائز نہیں، تاہم اپنی رقم واپس لینے کے بعد نئے سرے سے عقد بیع

---

(۱) وعن ابن عمر رضي الله عنهما أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: المسلم أخو المسلم لايظلمه ولا يسلمه ومن كان في حاجة أخيه كان الله في حاجته. الخ. (مشكاة المصابيح: (ص: ٤٢٢) كتاب الآداب، باب الشفقة والرحمة على الخلق، الفصل الأول، ط: قديمي)

صحيح بخاري: (٣٣٠/١) أبواب المظالم والقصاص، باب لايظلم المسلم المسلم، ولا يسلمه، ط: قديمي.

جامع الترمذي (٢٦٣/١) أبواب الحدود، باب ماجاء في الستر على المسلم، ط: سعيد)

کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ (١)

مسودہ بیچنا

جب آدمی کوئی کتاب لکھتا ہے، تو وہ اس کا مالک ہوتا ہے۔ (٢)

جس قدر اس پہ محنت، دردسری، دماغ سوزی اور عرق ریزی سے مسودہ بنایا جاتا ہے، اس کی وجہ سے مصنف کو پورا حق ہوتا ہے کہ اس مسودہ کو جتنی بھی قیمت پر چاہے فروخت کرے، چند اوراق کی قیمت ہزار، لاکھ یا اس سے زیادہ بھی مقرر کرسکتا

---

(١) ولو انقطع بعد الاستحقاق خير رب السلم بين انتظار وجوده والفسخ وأخذ رأس ماله۔ (الدر مع الرد: (٢١٢/٥) باب السلم، ط:سعيد)

□ ولايجوز أن يأخذ عوض رأس المال شيئا من غير جنسه، فإن أعطاه من جنس أجود منه أو أردأ في الصفة فرضي المسلم إليه بالأردأ جاز،... ولا يجوز الاستبدال بالمسلم فيه۔ (الهندية: (١٨٦/٣) كتاب البيوع، الباب الثامن عشر في السلم، الفصل الثالث فيما يتعلق بقبض رأس المال والمسلم فيه، ط:رشيديه)

□ ودل كلام المصنف رحمه الله على منع الاستبدال بهما... وأما الاستبدال بالمسلم فيه بجنس الآخر، فلايجوز لكونه بيع المنقول قبل قبضه... (البحر الرائق: (١٦٥/٦) كتاب البيع، باب السلم، ط:سعيد)

□ مزید تخریج "بیع سلم میں مبیع نہ دینے کی صورت میں" عنوان کے تحت تخریج دیکھیں۔

(٢) عن عائشة رضي الله عنها أن النبي صلى الله عليه وسلم قال: من عمر أرضا ليست لأحد فهو أحق۔ (جامع الأصول: (٣٤٧/١) رقم الحديث: ١٣٠، الكتاب السادس: في إحياء الموات، ط: دار الفكر بيروت)

□ عن (أبيها) اسمر بن مضرس رضي الله عنه قال: أتيت النبي صلى الله عليه وسلم فبايعته فقال: من سبق إلى ما لم يسبقه مسلم، فهو له۔ (أبوداود: (٨١/٢) كتاب الخراج، باب في اقطاع الأرضين، قيل: باب احياء الموات، ط: الإمداديه ملتان)

□ وإن كان العلامة المناوي رحمه الله تعالى رجح ان هذا الحديث ورد في سياق إحياء الموات، ولكنه نقل عن بعض العلماء أنه يشمل كل عين وبئر ومعدن، ومن سبق لشيئ منها فهي له، ولا شك ان العبرة لعموم اللفظ لا لخصوص السبب۔ (بحوث في قضايا فقهية معاصرة: (١٢١/١، ١٢٢) بيع الحقوق المجردة، حق الابتكار وحق الطباعة، ط: دار العلوم كراچی)

□ والمؤلف قد بذل جهدا كبيرا في إعداد مؤلفه، فيكون أحق الناس به سواء فيما يمثل الجانب المادي وهو الفائدة المادية التي يستفيدها من علمه، أو الجانب المعنوي وهو نسبة العمل إليه۔ (الفقه الإسلامي وأدلته: (٢٨٦١/٤) القسم الثاني، النظريات الفقهية، المبحث الرابع: أحكام الحق، حق التأليف والنشر والتوزيع، ط: رشيديه)

ہے، اور اس کو یہ بھی حق ہے کہ قیمت وصول کئے بغیر کسی کو نہ دے، اور نقل اور فوٹو اسٹیٹ کی بھی اجازت نہ دے۔

لیکن جب اس کی کتاب چھپ کر بازار میں آجاتی ہے، اور کوئی شخص اس کی قیمت دے کر خرید لیتا ہے، تو خریدی ہوئی کتاب کا وہ مالک ہوجاتا ہے، اور اس کو اس کتاب سے نفع حاصل کرنے کا پورا اختیار ہوتا ہے، وہ اپنی کتاب کو محفوظ کر کے بھی رکھ سکتا ہے، عاریت پر بھی دے سکتا ہے، نقلیں اور فوٹو اسٹیٹ بھی کرا سکتا ہے، چھپوا بھی سکتا ہے، پھر چھپوا کر قیمت پر فروخت بھی کر سکتا ہے، گفٹ بھی کر سکتا ہے، اور مفت تقسیم بھی کر سکتا ہے، اور اس میں مصنف کو ثواب پہنچانے کی نیت کرے تو زیادہ بہتر ہے۔[1] البتہ اصل کتاب میں کتر و بیونت کرنا جس سے اصل مضمون باقی نہ رہے، یا مصنف کے مقصود کے خلاف ہوجائے، یہ ناجائز ہے، یہ اصل کتاب کے ساتھ خیانت ہے۔[2]

مشارکہ اور مضاربہ موجودہ زمانے کے

تجارت کے سلسلہ میں مختلف ذرائع آمدنی میں سے حلال ذریعہ شرعی شراکت اور شرعی مضاربت بھی ہے، اگر موجودہ تجارت میں ان دونوں ذرائع کی اصلاح ہوجائے اور سود سے پاک ہوجائے تو موجودہ تجارت کا زیادہ تر حصہ حلال

(۱) كل يتصرف في ملكه كيف شاء... (شرح المجلة للاتاسي: (۴/ ۱۳۲) المادة: ۱۱۹۲، الكتاب العاشر: في أنواع الشركات، الباب الثالث: في المسائل المتعلقة بالحيطان والجيران، الفصل الأول: في بعض قواعد أحكام الأملاك، ط: رشيديه)،

شرح المجلة لرستم باز: (۱/ ۶۱۷) المادة: ۱۱۹۲، أيضاً، ط: فاروقيه كوئٹه۔

درر الحكام إلى مجلة الأحكام: (۳/ ۲۰۱) المادة: ۱۱۹۲، أيضاً، ط: دار عالم الكتب / سلطانيه كوئٹه۔

(۲) قال: من غش فليس منا... قال أبو عيسى: والعمل على هذا عند أهل العلم كرهوا الغش وقالوا: الغش حرام۔ (جامع الترمذي: (۱/ ۲۴۵) أبواب البيوع، باب ماجاء في كراهية الغش في البيوع، ط: قديمي)

مشكوة المصابيح: (۲۴۸) كتاب البيوع، باب المنهي عنها من البيوع، الفصل الأول، ط: قديمي۔

الصحيح لمسلم: (۱/ ۹۵) كتاب الإيمان، باب قول النبي ﷺ: من غشنا فليس منا، ط: رحمانيه۔

تجارت پر مشتمل ہوسکتا ہے، اور حرام اور سود کا عنصر کم سے کم ہوسکتا ہے، بلکہ اس سے بالکل پاک اور صاف بھی ہوسکتا ہے۔

لیکن بد قسمتی سے جتنے افراد یا ادارے شرکت اور مضاربت کے معاملات کرتے ہیں خواہ حکومت کی سرپرستی میں کر رہے ہیں یا حکومت سے آزاد ہو کر نجی طور پر کر رہے ہیں ان میں اکثریت شرعی شراکت اور مضاربت کے نام سے سودی کاروبار کر رہے ہیں، خواہ لاعلمی میں ایسا کر رہے ہیں یا دیدہ دانستہ جان بوجھ کر شیطانی تعلیم کے تحت کر رہے ہیں، جب کہ مسلمانوں کی اکثریت ہمیشہ سے یہ چاہتی ہے کہ ہماری تجارت بلکہ پوری معیشت شرعی اصولوں کے تحت ہو، لیکن بار بار کوششوں کے باوجود اس میں شیطانی طاقت غالب آجاتی ہے، مسلمانوں کی خواہش پوری ہونے نہیں پاتی اس لئے مسلمانوں پر ضروری ہے کہ شراکت اور مضاربت کے شرعی طریقوں کو اچھی طرح سیکھ کر کاروبار کرنے کی کوشش کریں، ورنہ کبھی بھی کامیابی نہیں ہوگی، ایک فریق دھوکہ دیتا رہے گا اور دوسرا فریق دھوکہ کھاتا رہے گا، نتیجہ افسوس، پریشانی، حسد، بغض، اور قتل وقتال کے علاوہ کچھ نہیں ہوگا، نفع تو دور کی بات ہے اصل سے بھی محروم ہوجائے گا، مقروض ہو کر در بدر ہوجائے گا۔ (۱)

مشارکہ صکوک

مشارکہ صکوک: سے مراد وہ تمسکات ہیں جو ان منصوبوں یا سرگرمیوں کی

(۱) وفي الشراجيتي على المختصر قال القباب: لايجوز للإنسان أن يجلس في السوق حتى يعلم احكام البيع والشراء... وقد أمر مالك بقيام من لايعرف الأحكام من السوق لئلا يطعم الناس الربا... وفي نهج البلاغة أن علياً عليه السلام قال: من اتجر بغير فقه فقد ارتطم (ارتبک) في الربا. قال ابن أبي الحديد في شرحه: لأن مسائل الدين مشتبهة بمسائل البيع ولا يفرق بينهما إلا الفقيه اه. (التراتيب الإدارية: (۲/۱۷) القسم التاسع، باب كون الناس أول الإسلام لا يتعاطون البيع والشراء حتى يتعلموا أحكامه وآدابه وما ينجي من الربا، ط: دار الأرقم)

البهجة في شرح التحفة: (۲/۲) باب البيوع، ط: دار الكتب العلمية.

نمائندگی کرتے ہیں جن کو شراکت کی بنیاد پر چلایا جاتا ہے۔

مثلاً ایک کمپنی کے پاس بہت بڑا منصوبہ ہے جس کی تکمیل کے لئے بڑی رقم کی ضرورت ہے فرض کیجئے دس ارب روپے کی ضرورت ہے جو تنہا کمپنی یا چند افراد مل کر فراہم نہیں کر سکتے، اب کمپنی دس ارب کے سو سو روپے کی مالیت کے سرٹیفکیٹ بنا کر جاری کر دیتی ہے، اور ان کو ''مشارکہ صکوک'' کا نام دیتی ہے، اور جو لوگ یہ سرٹیفکیٹ خریدتے ہیں وہ اس منصوبے میں حصہ دار کہلاتے ہیں نتیجہ یہ ہوگا کہ مذکورہ منصوبہ اب تنہا کمپنی کی ملکیت نہیں رہا بلکہ متعدد لوگوں کی ملکیت بن گیا ہے اور اس سے جو منافع یا آمدن ہوگی وہ طے شدہ فارمولے کے مطابق تمام صکوک ہولڈر میں ان کے حصص کے حساب سے تقسیم ہوگی اور اگر نقصان ہوا تو اس میں بھی سب اپنے اپنے حصے کے مطابق شریک ہوں گے جب صکوک کی مدت پوری ہوگی تو کمپنی ان کو خرید کر دوبارہ تنہا مالک بن جائے گی۔[1]

مشتبہ چیزوں سے بچنا

''شبہات سے بچنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (٢١١/٤)

مشترک مکان سے ایک شریک نے اپنا حصہ بیچ دیا

ایک مکان میں دو آدمی شریک ہیں، ایک شریک نے اپنا حصہ دوسرے شریک کو یا کسی اور آدمی کو فروخت کر دیا تو یہ جائز ہے، پھر اس کے بعد ایک کی

---

(١) صكوك المشاركة: المصدر لتلك الصكوك هو طالب المشاركة معه في مشروع معين أو نشاط محدود، والمكتتبون هم الشركاء في عقد الشركة، وحصيلة الاكتتاب هي حصة المكتتبين في رأس مال الشركة، ويملك حملة الصكوك موجودات الشركة بغنمها وغرمها، ويستحقون حصتهم في أرباح الشركة إن وجدت. (المعايير الشرعية: (ص: ٤٧٠) المعيار الشرعي رقم (١٧) صكوك الاستثمار، ط: هيئة المحاسبة والمراجعة للمؤسسات المالية الإسلامية)

رضامندی کے بغیر دوسرے کے لئے اس بیع کو ختم کرنے کا اختیار نہیں ہوگا۔ (۱)

مشترکہ اراضی کی خرید وفروخت کا حکم

''مشترکہ جائیداد کی خرید وفروخت کا حکم'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۸۹/۶)

مشترکہ تجارت پر زکوٰۃ

''مشترکہ کمپنی پر زکوٰۃ'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۹۴/۶)

مشترکہ تجارت کے لئے قرض لینا

اگر کوئی شریک مشترکہ تجارت کے لئے قرض لے، اور آپس میں یہ معاہدہ بھی ہو کہ ضرورت کے وقت قرض لیا جاسکتا ہے، تو اس کی ادائیگی دونوں پر لازم ہے۔ (۲)

مشترکہ جائیداد کی خرید وفروخت کا حکم

مشترکہ جائیداد اور اراضی کی خرید وفروخت کے بارے میں حکم یہ ہے کہ اگر

---

(۱) أحد الشريكين إن شاء باع حصته من شريكه وإن شاء باعها من اجنبي بدون إذن شريكه... (شرح المجلة للاتاسي: (۲۸/۴) المادة: ۱۰۸۸، الكتاب العاشر: في أنواع الشركات، الباب الأول: في شركة الملك وتقسيمها، الفصل الثاني: في كيفية التصرف في الأعيان المشتركة، ط: رشيديه۔)

شرح المجلة لرستم باز: (۱/۴۷۷) المادة: ۱۰۸۸، أيضاً، ط: فاروقيه كوئٹه۔)

الدر مع الرد: (۴/ ۳۰۰، ۳۰۱) كتاب الشركة، مطلب مهم في بيع الحصة الشائعة من البناء أو الغرس، ط: سعيد۔

(۲) ولو استقرض مالاً لزمهما جميعاً؛ لأنه تملك مال بالعقد، فكان كالصرف، فيثبت في حقه وحق شريكه... (بدائع الصنائع: (۶/۷۴) كتاب الشركة، فصل: وأما حكم الشركة، ط: سعيد)

لو استقرض أحدهما مالا لزمهما، لأن الاستقراض تجارة ومبادلة معنى، لأنه يملك المستقرض ويلزمه رد مثله فشابه المصارفه أو الاستعارة وأيهما كان نقد على صاحبه... (شامي: (۴/ ۳۳۰) كتاب الشركة، مطلب إذا قال الشريك استقرضت ألفا... ط: سعيد)

شرح المجلة لرستم باز: (۲/ ۵۷۷) المادة: ۱۳۸۰، الشركات، الباب السادس في بيان شركة العقد، الفصل السادس في شركة العنان، المبحث الاول في بيان المسائل المتعلقة بشركة الاموال، ط: فاروقيه كوئٹه۔)

تمام شرکاء کی رضامندی شامل ہے تو پوری مشترکہ جائیداد اور اراضی کی خرید وفروخت جائز ہے، اور اگر تمام شرکاء راضی نہیں ہیں تو جس جس شریک نے فروخت کیا ہے صرف اس کے حصے میں بیع صحیح ہوگی، اور جن شرکاء نے اجازت نہیں دی، ان کے حصوں میں بیع صحیح نہیں ہوگی، کیونکہ ہر شریک اپنے اپنے حصے کا مالک ہے اور مالک اپنے حصہ میں تصرف کرسکتا ہے، اس لئے بیچنے والے شریک کے حصے میں بیع صحیح ہوگی باقی شریکوں کے حصوں میں صحیح نہیں ہوگی۔ (۱)

مشترکہ جنگلات کی خرید وفروخت

گاؤں والوں کی مشترکہ چراگاہ جنگلات اور اس کی لکڑیاں جو خودرو ہیں وہ سب کے لئے مباح اور عام ہیں، جہاں سے قریب اور دور کے تمام لوگوں کو اپنی

---

(۱) إذا باع أحد الشريكين نصفها ... يجوز البيع في نصف الدار ؛ لأن بيع المالك انصرف إلى نصيبه... باع أحدهما نصيبه فالبيع جائز... إذا باع نصف البناء مع نصف الأرض جاز سواء باعه من اجنبي أومن شريكه... (تنقيح الحامدية: (۱/ ۲۴۵، ۲۴۶) كتاب البيوع، ط: رشيديه)

☐ هذا لأنه بالبيع صار شركة ملك حتى لايجوز لكل واحد منهما أن يتصرف في نصيب الآخر، ثم بالعقد بعد ذلك صار شركة عقد فيجوز لكل واحد منهما أن يتصرف في نصيب صاحبه۔ (تبيين الحقائق: (۴/ ۲۴۳) كتاب الشركة، ط: دار الكتب العلمية/اشرفيه كوئته)

☐ (وكل أجنبي في قسط صاحبه) أي كل واحد منهما أجنبي في نصيب صاحبه حتى لايجوز له أن يتصرف فيه إلا بإذنه كما لغيره من الأجانب وإن باع نصيبه من شريكه جاز كيفما كان لولايته على ماله، وكذا إذا باعه من غيره لما ذكرنا إلا في صورة الخلط والاختلاط فإنه لايجوز أن يبيعه من أجنبي إلا بإذن شريكه... (تبيين الحقائق: (۴/ ۲۳۵) كتاب الشركة، ط: دار الكتب العلمية/اشرفيه كوئته)

☐ الدر مع الرد: (۴/ ۳۰۰، ۳۰۱) كتاب الشركة، ط: سعيد۔)

☐ أحد الشريكين إن شاء باع حصته من شريكه وإن شاء باعها من اجنبي بدون إذن شريكه... (شرح المجلة للاتاسي: (۴/ ۲۸) المادة: ۱۰۸۸، الكتاب العاشر: في أنواع الشركات، الباب الأول: في شركة الملك وتقسيمها، الفصل الثاني: في كيفية التصرف في الأعيان المشتركة، ط: رشيديه۔)

☐ شرح المجلة لرستم باز: (۱/ ۴۷۷) المادة: ۱۰۸۸، ايضاً، ط: فاروقيه كوئته۔)

☐ الدر مع الرد: (۴/ ۳۰۰، ۳۰۱) كتاب الشركة، مطلب مهم في بيع الحصة الشائعة من البناء أو الغاس، ط: سعيد۔

ضروریات پورا کرنے کا حق حاصل ہے، کسی گاؤں کا بستی کے قریب ہونے کی وجہ سے بھی وہاں کے لوگ اس کے مالک نہیں ہیں، جب یہ مباح اور عام ہیں اور کوئی اس کا مالک نہیں ہے، تو ان جنگلات اور لکڑیوں کو کاٹنے سے پہلے کھڑے کھڑے بیچنا بھی درست نہیں، اس طرح کھڑے کھڑے خریدنے کی صورت میں خریدار اسکا مالک نہیں بنے گا، اور اس کے لئے آگے بیچنا جائز نہیں ہوگا، ہاں اگر کسی شخص نے یا چند اشخاص نے ان کو اپنی ضروریات کے لئے کاٹ کر اکٹھا کرلیا تو یہ لوگ ان لکڑیوں کے مالک ہوں گے، اس کے بعد ان کا بیچنا یا اپنے استعمال میں لانا ہر طرح درست ہوگا، البتہ مشترکہ جنگلات کے درختوں کو اس طرح کاٹنا کہ اس کی دوبارہ نشونما ختم ہوجائے، اس کا حق کسی کو نہیں۔ (۱)

مشترکہ چیز کسی ایک شریک کو فروخت کرنا

چند شرکاء آپس میں مشترکہ طور پر کوئی چیز خریدتے ہیں، پھر آپس میں بولی

---

(۱) "المسلمون شركاء في ثلاث في الماء والكلا والنار" (وحكم الكلأ كحكم الماء فيقال للمالك إما أن تقطع وتدفع إليه وإلا تتركه ليأخذ قدر مايريد)... (قوله: والكلاء) وهو ما ينبسط وينتشر ولا ساق له كالإذخر ونحوه والشجر ماله ساق... ثم الكلام في الكلاعلى أوجه، أعمها ما نبت في موضع غير مملوك لأحد، فالناس شركاء في الرعي والإحتشاش منه كالشركة في ماء البحار، وأخص منه وهو ما نبت في أرض مملوكة بلا انبات صاحبها وهو كذلك إلا أن لرب الأرض المنع من الدخول في أرضه... والحطب في ملك رجل ليس لأحد أن يحتطبه بغير إذنه، وإن كان غير ملك فلا باس به، ولا يضر نسبته إلى قرية أو جماعة مالم يعلم أن ذلك ملك لهم... ويملك المحتطب الحطب بمجرد الاحتطاب وإن لم يشده ولم يجمعه... (الدر مع الرد: (۶/ ۴۴۰) كتاب إحياء الموات، فصل: في الشرب، ط: سعيد)

(والمراعى) أى الكلأ (وإجارتها) أما بطلان بيعها فلعدم الملک لحديث "الناس شركاء في ثلاث في الماء والكلا والنار"... الدر مع الرد: (۶۶/۵) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: سعيد)

تبيين الحقائق مع حاشية الشلبى: (۴/ ۳۷۱) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: دار الكتب العلمية/ اشرفية كوئٹه)

البحر الرائق: (۷۷/۶) كتاب البيع، باب البيع الفاسد، ط: سعيد)

لگا کر نیلام کرتے ہیں اور جو شریک زیادہ قیمت دینے پر راضی ہوتا ہے، وہ چیز اس کے حوالے کی جاتی ہے، اور قیمت کی رقم کو اصل اور منافع کے ساتھ تمام شریکوں کو واپس کر دیا جاتا ہے، تو اس کے بارے میں یہ تفصیل ہے کہ اگر نیلام سے طے شدہ رقم خریدنے والے شریک کے اپنے حصے کے علاوہ دیگر شرکاء کے حصص کا عوض ہے تو تو یہ جائز ہے، ورنہ مجموعہ تمام حصص کو خریدنا جس میں خریدار کا اپنا حصہ بھی شامل ہو جائز نہیں ہے۔ (۱)

مشترکہ چیز کی قیمت لگانے کا خرچہ

اگر متعدد شرکاء میں سے ایک شریک شرکت سے نکلنا چاہتا ہو، جس کی وجہ سے مشترک چیز کی قیمت لگانے کی ضرورت پیش آئے، اور اس میں خرچہ آئے تو وہ خرچہ تمام شرکاء پر برابر تقسیم ہوگا، کیونکہ اس میں سب کا فائدہ ہے، ہر ایک کو مشترک چیز کی قیمت معلوم ہوگی، اور جس طرح قاسم کی اجرت تمام شرکاء پر لازم ہوتی ہے، اسی طرح قیمت لگانے کا خرچ بھی تمام شرکاء پر برابر لازم ہوگا۔ (۲)

---

(۱) (فإن لم يفعل نصب قاسما يقسم بالأجر) معناه بأجر على المتقاسمين؛ لأن النفع لهم على الخصوص، ويقدر أجر مثله كي لا يتحكم بالزيادة والأفضل أن يرزقه من بيت المال؛ لأنه أرفق بالناس وأبعد عن التهمة۔ (الهداية: (۳۰۹/۴) كتاب القسمة، ط: رشيديه۔)

فإن لم ينصب (ينصب قاسما يقسم) بين الناس (بأجر) على المتقاسمين؛ لأن النفع لهم على الخصوص ... (بقدره) أي أجر المثل (له) أي للقاسم (القاضي) لئلا يطمع في أموالهم ويتحكم بالزيادة، ثم أن الأجر هو أجر المثل، وليس له قدر معين وقيل: يقدر الأجر بربع العشر كالزكاة؛ لأنها عمل العامة، فاشبه الزكاة كما في شرح الوقاية لابن الشيخ (وهو) أي أجر المثل (على عدد الرؤوس) أي رؤوس المتقاسمين عند الإمام؛ لأن تمييز الأقل من الأكثر كتمييز الأكثر من الأقل في المشقة (وعندهما على قدر السهام)؛ لأنه مؤنة الملك، فيقدر بقدره وبه قال الشافعي وأحمد واصبغ المالكي۔ (مجمع الانهر: (۱۲۶/۴) كتاب القسمة، ط: دار الكتب العلمية۔

الدر مع الرد: (۲۵۶/۶) كتاب القسمة، ط: سعيد۔

(۲) لأحد الشريكين إن شاء باع حصته إلى شريكه، وإن شاء باعها عن اجنبي بدون اذن شريكه، =

مشترکہ حصوں میں سے ایک حصہ فروخت کرنا

''اپنا حصہ فروخت کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۸۵/۱)
''بیع مشاع'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۳۱/۲)

مشترکہ زمین میں سے اپنا حصہ فروخت کرنا

مشترکہ زمین میں سے اپنا معلوم حصہ فروخت کرنا، اور لوگوں کے لئے خریدنا جائز ہے، اگرچہ فروخت کرتے وقت زمین تقسیم نہ بھی کی گئی ہو۔

واضح رہے کہ مشترکہ زمین کو تقسیم کرنے سے پہلے کسی شریک کے حصہ کو فروخت کرنے کی صورت میں اس حصہ کی مقدار کا معلوم ہونا ضروری ہے، ورنہ جہالت کی وجہ سے بیع باطل ہوجائے گی، مثلاً آدھی زمین یا ایک تہائی، یا ایک چوتھائی، یا ایک کنال یا دس کنال یا چالیس گز یا اسّی گز وغیرہ اس طرح معلوم ہونا ضروری ہے۔ ورنہ جہالت کی وجہ سے بیع باطل ہوجائے گی۔[1]

= أما في صور خلط الأموال واختلاطها التي بينت في الفصل الأول فلا يسوغ لأحد الشريكين أن يبيع حصته في الأموال المشتركة المخلوطة أو المختلطة بدون إذن شريكه۔ (مجلة الأحكام العدلية: (ص: ۲۱۰) المادة: ۱۰۸۸، الكتاب العاشر: الشركات، الباب الأول: في بيان شركة الملك، الفصل الثاني: في بيان كيفية التصرف في الأعيان المشتركة، ط: نور محمد كتب خانه۔)

(وكل) من شركاء الملك (أجنبي)... (في مال صاحبه)... فصح له بيع حصته ولو من غير شريكه بلا إذن إلا في صورة الخلط۔ (الدر مع الرد: (۳۰۰/۴) كتاب الشركة، مطلب الحق ان الدين يملك، ط: سعيد)

شرح المجله لسليم رستم باز: (۳۷۷/۱)، المادة: ۱۰۸۸، أنواع الشركات، الباب الاول: في شركة الملك وتقسيمها، الفصل الثاني: في بيان كيفية التصرف في الأعيان المشتركة، ط: فاروقيه كوئته۔

(۱) بيع حصة شائعة معلومة كالنصف والثلث والعشر من عقار مملوك قبل الافراز صحيح؛ لأنه لا يشترط في صحة البيع الافراز عند التسليم لاتفاقهم على صحة بيع مشاع لا يمكن افرازه... وقيد الحصة بكونها معلومة لأنها لو كانت غير معلومة يفسد البيع لجهالة المبيع... يصح بيع الحصة =

مشترکہ طور پر خریدی ہوئی چیز میں سے ایک حصہ نکالنا

اگر چند ساتھیوں نے آپس میں رقم جمع کر کے ایک چیز خریدی، چند ماہ استعمال کرنے کے بعد ان میں سے کوئی ایک شریک اپنا حصہ واپس لینا چاہے تو اس کو موجودہ وقت کی قیمت کے اعتبار سے رقم واپس ملے گی، قیمت خرید کے مطابق نہیں، کیونکہ کسی چیز کے استعمال کرنے اور وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اس کی قیمت میں بھی ضرور اتار چڑھاؤ پیدا ہوتا رہتا ہے، لہٰذا اگر قیمت کم ہوگئی تو کم قیمت کے حساب سے اور اگر قیمت بڑھ گئی تو زیادہ قیمت کے حساب کے حصہ واپس ملے گا۔[1]

= المعلومة الشايعة بدون إذن الشريك۔ (شرح المجلة لخالد الاتاسی: (٢/١٠٧، ١٠٨) المادة: ٢١٣، ٢١٥، البيوع، الباب الثانی: فی بيان المسائل المتعلقة بالبيع، الفصل الثانی: فيما يجوز بيعه ومالايجوز، ط: رشيديه۔)

أما بيعه فقسمان يحتمل القسمة أولا وكل قسم على وجهين إما أن باع من أجنبی أو من شريكه فالوجه الأول وهو البيع من أجنبی على صنفين، إما أن كان الكل له فباع نصفه أو كان بين اثنين فباع أحدهما نصيبه فالبيع جائز فی المواضع كلها۔ (جامع الفصولين: (٢/٢٠) الفصل الحادی والثلاثون فی مسائل الشيوع، وأحكامه، ط: اسلامی کتب خانه۔)

تنقيح الحامدية: (١/٢٣٦) كتاب البيوع، ط: رشيديه)

مزید تخریج "بیع مشاع" عنوان کے تحت دیکھیں۔

(١) ولو تراضيا ان تقوم الكتب ويأخذ كل بعضها بالقيمة لو كان بالتراضی جاز وإلالا۔ (الدر مع الرد: (٦/٢٦١) كتاب القسمة، ط: سعيد۔)

والعبد الواحد والدابة الواحدة يباع ويقسم ثمنها، لأنها لاتحتمل القسمة۔ وكذلك كل مايكون فی تبعيضه ضرر۔ (قاضی خان على هامش الهندية: (٣/١٥٠) كتاب القسمة، ط: رشيديه)

شرح المجله لسليم رستم باز: (١/٥٠١)، المادة: ١١٣٢، أنواع الشركات، الباب الثانی فی القسمة، الفصل الرابع فی قسمة التفريق، ط: فاروقيه كوئٹه۔)

وإذا كانت التصفية بانتهاء المدة فانه يتم بيع بقية الموجودات بالسعر المتاح فی السوق وتستخدم حصيلة تصفية الشركة على النحو الآتی:

(أ) دفع تكاليف التصفية۔

(ب) أداء الالتزامات المالية من إجمالی موجودات الشركة۔=

مشترکہ کمپنی پر زکوٰۃ

مشترکہ کمپنی یا تجارت پر زکوٰۃ لازم نہیں، ہر صاحب نصاب شریک پر اس کے حصہ کی مقدار کے مطابق زکوٰۃ لازم ہوگی۔ (۱)

مشتری

''مشتری'' خریدنے والا (PURCHASER,BUYER) (۲)

مشتری اور بائع کا ایک بار تولنے پر اکتفاء کرنا

''تولنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۴۲۱/۲)

مشتری کا قبضہ سے پہلے مبیع بیچنا

غیر منقولی اشیاء مثلاً زمین، مکان، دکان، اور فلیٹ وغیرہ کے علاوہ منقولی اشیاء میں سے کوئی بھی چیز خریدنے کے بعد قبضہ کرنے سے پہلے مشتری کے لئے کسی اور کو فروخت کرنا جائز نہیں ہے۔ (۳)

= (ج) تقسيم باقي الموجودات بين الشركاء بنسبة حصة كل منهم في رأس المال۔ (المعايير الشرعية: (ص: ۲۱۲) المعيار الشرعي رقم (۱۲) الشركة (المشاركة) والشركات الحديثة، ط: هيئة المحاسبة والمراجعة للمؤسسات المالية الإسلامية۔)

(۱) (وسببه) اى سبب افتراضها (ملك نصاب حولى)... (تام)... (فارغ عن دين له مطالب من جهة العباد... (و) فارغ (عن حاجته الأصلية)... (نام ولو تقديرا) (الدر مع الرد: (۲۵۹/۲، ۲۶۰، ۲۶۲، ۲۶۳) كتاب الزكاة، ط: سعيد)

البحر الرائق: (۲۰۲/۲، ۲۰۳) كتاب الزكاة، ط: سعيد۔)

الهنديه: (۱۷۲/۱، ۱۷۳) كتاب الزكاة، الباب الاول، ط: رشيديه)

(۲) الشراء: كالبيع من الأضداد اى بذل الثمن واخذ المثمن او بذل المثمن واخذ الثمن، إلا أن الشراء يطلق غالباً على إخراج الثمن عن الملك قصداً... (المجموعة للقواعد الفقهية: (ص: ۲۰۵) التعريفات الفقهية، الشين، ط: بشرى)

(۳) عن ابن عباس رضي الله عنه ...

مشتری کو مبیع وصول کرنے پر مجبور کرنا

باقاعدہ بیع منعقد کر کے قیمت ادا کرنے کے بعد اگر مشتری (خریدار) مبیع کو وصول نہیں کرتا یا سودا ختم نہیں کرتا تو مشتری کو مبیع وصول کرنے پر یا دونوں کی رضامندی سے بیع فسخ کرنے پر مجبور کیا جائے گا، مثلاً بائع نے درخت فروخت کیا، اور مشتری نے پیسہ بھی ادا کر دیا، لیکن درخت کو کاٹ کر بھی نہیں لے جاتا اور سودا فسخ بھی نہیں کرتا تو مشتری کو درخت کاٹ کر لے جانے پر یا دونوں کی رضامندی سے فسخ کرنے پر مجبور کیا جائے گا اور اگر مشتری ان دونوں باتوں میں سے کسی بات کو بھی تسلیم نہ کرے تو بائع عدالت سے رجوع کر سکتا ہے۔ (۱)

=قال ابن عباس رضی اللہ عنہما وأحسب کل شیئ مثلہ...

عن نافع عن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ان رسول اللہ ﷺ قال: من اشتریٰ طعاما فلایبعہ حتی یستوفیہ ویقبضہ۔ (الصحیح لمسلم: (۲/۵) کتاب البیوع، باب بطلان بیع المبیع قبل القبض، ط: قدیمی)

ومن اشتریٰ شیئا مما ینقل ویحول لم یجز لہ بیعہ حتی یقبضہ، لأنہ علیہ الصلاۃ والسلام نہی عن بیع مالم یقبض ولأن فیہ غرر انفساخ العقد علی اعتبار الہلاک۔ (الہدایۃ: (۳/۷۳) کتاب البیوع، باب التولیۃ والمرابحۃ، فصل، ط: شرکۃ علمیہ ملتان)، و: (۳/۷۷) ط: رشیدیہ)

البحر الرائق: (۶/۱۱۶) کتاب البیع، باب المرابحۃ والتولیۃ، فصل: فی بیان التصرف فی المبیع، ط: سعید۔

(۱) (ویؤمر البائع بقطعہا)... (وتسلیم المبیع)... عند وجوب تسلیمہما، فلو لم ینقد الثمن لم یؤمر بہ "خانیۃ" (قولہ: عند وجوب تسلیمہما) أی تسلیم الأرض والشجر وذلک عند نقد المشتری الثمن (قولہ: لم یؤمر بہ) ۔أی بالقطع لعدم وجوب التسلیم (شامی: (۴/۵۵۴) کتاب البیوع، فصل: فیما یدخل فی البیع تبعا ومالا یدخل، مطلب فی بیع الثمر والشجر مقصودا، ط: سعید)

البحر الرائق: (۵/۳۰۰) کتاب البیوع، فصل: یدخل البناء والمفاتیح فی بیع الدار، ط: سعید۔)

ویقال للبائع اقطعہا وسلم المبیع، وکذا إذا کان فیہا زرع لأن ملک المشتری مشغول بملک البائع، لکان علیہ تفریغہ وتسلیمہ کما إذا کان فیہ متاع۔ (الہدایۃ: (۳/۳۱) کتاب البیوع، فصل ومن باع دارا، ط: رشیدیہ)

مشتری کی ٹال مٹول میں بیع کو فسخ کرنا

"ٹال مٹول کرتا ہے" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۴۲/۴)

مشتری کے قبضہ سے پہلے مبیع کا ضمان کس پر ہے

بیع ہونے کے بعد جب تک مشتری (خریدار) مبیع (بیچی گئی چیز) پر قبضہ نہیں کرتا، تب تک مبیع مشتری کے ضمان (رِسک) میں داخل نہیں ہوتی، اگر اس دوران مبیع بائع کے پاس ہلاک ہوجائے تو مشتری پر اس کی قیمت ادا کرنا لازم نہیں ہے۔ (۱)

مشتری کے قبضے سے پہلے مبیع ہلاک ہوگئی

اگر مبیع یعنی خریدی ہوئی چیز پر مشتری کا قبضہ ہونے سے پہلے وہ ہلاک ہوجائے تو بیع باطل ہوجائے گی اور اگر بائع نے بیعانہ کے طور پر مشتری سے رقم لی ہے تو اس کو واپس کرنا لازم ہوگا۔ (۲)

---

(۱) المبيع إذا هلك في يد البائع قبل أن يقبضه المشترى يكون من مال البائع ولا شيئ على المشترى، أى إذا هلك المبيع قبل القبض بفعل البائع أو آفة سماوية أو بفعل نفسه... بطل البيع ورجع المشترى بالثمن إن كان قد دفعه إلى البائع... (مجلة الأحكام لسليم رستم باز: (۱۲۰/۱) المادة: ۲۹۳، البيوع، الباب الخامس: في بيان المسائل المتعلقة بالتسليم والتسلم، الفصل الخامس في بيان المواد المترتبة على هلاك المبيع، ط: فاروقيه كوئٹه۔)

🗀 شرح المجلة للأتاسى: (۲۲۳/۲) المادة: ۲۹۳، ايضاً، ط، رشيديه)

🗀 (ولو هلك) المبيع (في يد البائع) والحال ان الخيار له لا اشكال في أنه ينفسخ (ولا شيئ على المشترى اعتبارا بالبيع المطلق) عن شرط الخيار، فإن فيه: إذا هلك المبيع في يد البائع قبل التسليم انفسخ البيع۔ (فتح القدير: (۲۸۳/۶) كتاب البيوع، باب خيار الشرط، ط: رشيديه۔)

(۲) لو هلك المبيع بفعل البائع أو بفعل المبيع او بأمر سماوى بطل البيع ويرجع بالثمن لو مقبوضا۔ (شامى: (۵۶۰/۴) كتاب البيوع، قبيل باب خيار الشرط، ط: سعيد)

🗀 فلو هلك في يد البائع بفعله، أو بفعل المبيع بنفسه بأن كان حيوانا فقتل نفسه أو بأمر سماوى بطل البيع، فإن كان قبض الثمن أعاده إلى المشترى۔ (فتح القدير: (۲۷۳/۶) كتاب البيوع، قبيل باب خيار الشرط، ط: رشيديه)=

مشتری کے لئے مقررہ قیمت سے کم ادا کرنا

(۱۹۷) قیمت مقرر کر کے چیز خریدنے کے بعد بائع کی رضامندی کے بغیر مشتری کے لئے مقررہ قیمت سے کم ادا کرنا یا اپنی من مانی سے پیسے کاٹ لینا جائز نہیں، ہاں اگر مشتری کو کسی مال کی قیمت زیادہ محسوس ہو تو وہ بائع کو راضی کر کے واپس کر سکتا ہے لیکن قیمت میں کمی نہیں کر سکتا۔ (۱)

مشتری نے بائع سے کہا مبیع میرے کام کی نہیں واپس لے لیں

زید نے بکر سے کچھ کپڑا ایک ہزار روپے کا خریدا، اور اس پر قبضہ کر لیا، پھر بعد میں بکر سے کہا کہ وہ کپڑا میرے کام کا نہیں ہے، لہٰذا آپ اسے لے لیں، اور قیمت

= خلاصة الفتاوى: (۹۰/۳) كتاب البيوع، الفصل الثاني عشر: في قبض المبيع، ط: رشيديه۔

المبيع إذا هلك في يد البائع قبل أن يقبضه المشتري يكون من مال البائع ولا شيئ على المشتري، أي إذا هلك المبيع قبل القبض بفعل البائع أو آفة سماوية أو بفعل نفسه... بطل البيع ورجع المشتري بالثمن إن كان قد دفعه إلى البائع... (مجلة الأحكام لسليم رستم باز: (۱۳۰/۱) المادة: ۲۹۳، البيوع، الباب الخامس: في بيان المسائل المتعلقة بالتسليم والتسلم، الفصل الخامس في بيان المواد المترتبة على هلاك المبيع، ط: فاروقيه كوئٹه۔)

شرح المجلة للأتاسي: (۲۲۳/۲)، المادة: ۲۹۳، أيضاً، ط، رشيديه)

(ولو هلك) المبيع (في يد البائع) والحال ان الخيار له لا اشكال في أنه ينفسخ (ولا شيئ على المشتري اعتبارا بالبيع المطلق) عن شرط الخيار، فإن فيه: إذا هلك المبيع في يد البائع قبل التسليم انفسخ البيع۔ (فتح القدير: (۲۸۳/۶) كتاب البيوع، باب خيار الشرط، ط: رشيديه۔)

(۱) لا يجوز لأحد أن يتصرف في ملك غيره بلا اذنه أو وكالة منه او ولاية عليه، وان فعل كان ضامنا. (شرح المجلة لسليم رستم باز: (۵۱/۱) رقم: ۹۶، المقدمة الثانية: في بيان القواعد الكلية الفقهية، ط: دار الكتب العلمية)

(لا يحل مال امرئ أي مسلم أو ذمي (الا بطيب نفس) أي بأمر أو رضا۔ (مرقاة المفاتيح: (۱۳۵/۵) كتاب البيوع، باب الغصب والعارية، الفصل الثاني، ط: رشيديه)

الدر المختار مع الرد: (۲۰/۶) كتاب الغصب، مطلب فيما يجوز من التصرف بمال الغير بدون إذن صريح، ط: سعيد.

مجھے واپس کردیں، بکر نے انکار کیا، زید نے کہا: چلو میں نے دوسوروپے چھوڑ دیے، باقی آٹھ سوروپے مجھے دیدیں، بکر نے زید کو آٹھ سوروپے دے دیے، تو یہ نیا سودا نہیں ہوا، بلکہ اقالہ ہوا، اور بکر پر لازم ہے کہ وہ زید کو پوری قیمت واپس کرے۔(۱)

مشتری نے بائع کو دھوکہ دیا

"بائع نے مشتری کو دھوکہ دیا" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۸۶/۲)

مشتری نے مقررہ وقت پر قیمت ادا نہیں کی

اگر سودا ہونے کے بعد مشتری (خریدار) نے مقررہ وقت پر قیمت ادا نہیں کی، تو بائع (سیلر) کے لئے مشتری کی رضامندی کے بغیر مبیع (بیچی گئی چیز) واپس لینے کا اختیار نہیں ہوگا۔

اگر مشتری واپس کرنے پر راضی ہوگا تو واپس لینا جائز ہوگا، لیکن مشتری سے زائد رقم وصول کرنا، یا مبیع کو استعمال کرنے کا کرایہ وصول کرنا جائز نہیں ہوگا، البتہ اگر مشتری کے پاس مبیع میں ایسا نقصان ہوگیا جس سے اس کی قیمت میں کمی آئی ہے تو اس نقصان کی مقدار رقم اس سے لینا جائز ہوگا۔(۲)

---

(۱) وأما معناها فهي... رفع عقد البيع... وأما شرائط صحتها فمنها رضا المتعاقدين... (ويتصح بمثل الثمن الأول وشرط الأكثر أو الأقل بلاتعيب وجنس آخر لغو، ولزمه الثمن الأول) وهذا عند أبي حنيفة رحمه الله لأن الفسخ يرد على عين مايرد عليه العقد فاشتراط خلافه باطل... قيد بقوله بلاتعيب إذ لو تعيب بعده جاز اشتراط الأقل ويجعل الحط بازاء مافات بالعيب ولابد أن يكون النقصان بقدر حصة الفائت، ولايجوز أن ينقص من الثمن أكثر منه۔ (البحر الرائق: (۱۰۳/۶) كتاب البيوع، باب الإقالة، ط: سعيد)

الدر مع الرد: (۵/۱۲۵، ۱۲۶) كتاب البيوع، باب الإقالة، ط: سعيد۔

شرح المجلة للاتاسي: (۲/ ۷۲) البيوع، الباب الأول، الفصل الخامس، في إقالة البيع، ط: رشيديه)

(۲) لأن أحد المتعاقدين لاينفرد بالفسخ كما لاينفرد بالعقد۔ (الهداية: (۳/ ۱۵۳) كتاب القضاء، مسائل شتى من كتاب القضاء، ط: رحمانيه)=

مشرک کی عبادت گاہ کے لئے سامان فروخت کرنا

اگر کوئی مشرک اپنی عبادت گاہ کی تعمیر کے واسطے خریدنا چاہے تو اس کے ہاتھ سامان فروخت کرنا صاحبین (امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ) کے نزدیک جائز نہیں ہے، کیونکہ اس میں گناہ اور نافرمانی کے کام میں تعاون ہے اور اللہ تعالیٰ نے اس سے منع فرمایا ہے۔[1]

مشرک کو ملازم رکھنا

''غیر مسلم کو ملازم رکھنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (٦٣/٥)

مشکلات آئیں

اگر خریداری کے دوران مشکلات پیش آئیں تو اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہونا

= وأما شرائط صحة الإقالة، فمنها رضا المتعاقدين۔ (بدائع الصنائع: (٣٠٨/٥) كتاب البيوع، فصل وأما بيان ما يرفع حكم البيع، ط: سعيد۔)

(وتصح بمثل الثمن الأول وشرط الأكثر أو الأقل بلا تعيب وجنس آخر لغو ولزمه الثمن الأول)... قيد بقوله: "بلا تعيب" إذ لو تعيب بعده جاز اشتراط الأقل ويجعل الحط بإزاء ما فات بالعيب ولا بد أن يكون النقصان بقدر حصة الفائت۔ (البحر الرائق: (١٧٣/٦) كتاب البيوع، باب الإقالة، ط: رشيديه)

(١) [ولا تعاونوا على الإثم والعدوان] (المائدة: ٢)

قلت: وقدمنا ثمة معزيا للنهر ان ما قامت المعصية بعينه يكره بيعه تحريما والا فتنزيها فليحفظ توفيقا، وجاز تعمير كنيسة... وقالا: لا ينبغي ذلك؛ لأنه إعانة على المعصية وبه قالت الثلاثة، زيلعي۔ وفي الشامية: (قوله وجاز تعمير كنيسة)، قال في الخانية: ولو آجر نفسه ليعمل في الكنيسة ويعمرها لا بأس به؛ لأنه لا معصية في عين العمل۔ (الدر مع الرد: (٣٩١/٦) كتاب الحظر والإباحة، فصل في البيع، ط: سعيد)

(ولا تكره إجارة بيت بالسواد ليتخذه بيت نار أو كنيسة أو بيعة أو يباع فيه الخمر) عند الإمام... (وعندهما يكره) أن يؤجر بيتا لشيء من ذلك لأنه اعانة على المعصية وبه قالت الأئمة الثلاثة۔ (مجمع الأنهر: (١٨٧/٤) كتاب الكراهية، فصل في الكسب، ط: دار الكتب العلمية۔)

ولو استاجر الذمي مسلما ليبني له بيعة أو كنيسة جاز ويطيب له الأجر۔ كذا في المحيط۔ (الهندية: (٤٥٠/٤)، كتاب الإجارة، الباب السادس عشر في مسائل الشيوع في الإجارة... ط: رشيديه)

البحر الرائق: (٢٠٢/٨، ٢٠٣) كتاب الكراهية، فصل: في البيع، ط: سعيد)

چاہیے، اور اس سے مدد حاصل کرنے والے اعمال کو اختیار کرنا چاہیے، تاکہ مشکلات آسان ہوجائیں۔ (۱)

مشورہ صحیح دینا چاہئے

اگر کوئی آدمی کسی سے کاروباری کام وغیرہ میں مشورہ پوچھے تو اپنی غرض کو بالائے طاق رکھ کر اس کو صحیح مشورہ دینا چاہئے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مشورہ دینے والا امانت دار ہوتا ہے، اس لئے اسے خلوص اور دیانتداری کے ساتھ مشورہ دینا چاہئے، ہمارے معاشرے میں یہ مرض بہت عام ہوگیا ہے کہ اکثر مشورہ دینے والا مشورہ دیتے وقت اپنی غرض اور مفاد کو مقدم رکھتا ہے، مثلاً کسی کو گھر یا عمارت کا کچھ کام کرانا ہو، اور وہ راج مستری سے مشورہ کرے تو وہ ایسا مشورہ دے گا جس میں اس کا اپنا مفاد اور غرض چھپا ہوا ہوگا، اور وہ اس طرح مشورہ دے گا کہ زیادہ کام کو تھوڑا، اور زیادہ لاگت کو کم کرکے بتائے گا، مقصد یہ ہوگا کہ ایک دفعہ کام شروع ہوجائے تو مالک پھنس کر آئندہ سب کچھ برداشت کرنے پر مجبور ہوجائے گا، کام کو درمیان میں چھوڑنا ممکن نہیں ہوگا، لہٰذا وہ ایسی باتوں سے مالک کو کام میں پھانس کر اپنا الو سیدھا کرنا چاہتا ہے، اور اپنا مطلب نکالتا ہے، مالک کے دل پر کیا گزرتی ہے، اور اس کی جیب کا کیا حال ہوتا ہے وہ مالک کو اور اللہ کو معلوم ہے، مشورہ دینے والے کو اس کی کوئی فکر نہیں ہوتی، آج بھی عام طور پر ہمارے معاشرہ کا یہی حال ہے، اللہ تعالیٰ سب کو سمجھ عطا فرمائے، اور آخرت کی عدالت سے

---

(۱) عن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال: من لزم الاستغفار جعل اللہ له من كل ضيق مخرجاً، ومن كل هم فرجاً، ورزقه من حيث لايحتسب۔ (مشكوة المصابيح: (ص: ۲۰۳) كتاب الدعوات، باب الاستغفار، الفصل الثاني، ط: قديمي۔)

وعن أنس رضی اللہ عنہ قال: قال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم: من أحب أن يبسط له في رزقه وينسأله في أثره فليصل رحمه۔ (مشكوة المصابيح: (ص: ۴۱۹) كتاب الآداب، باب البر والصلة، الفصل الأول، ط: قديمي)

ر نے کی توفیق عطا فرمائے۔[۱]

مشین پر بنے ہوئے کپڑے میں خیار تعیین

''کپڑا مشین پر بنایا ہوا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۲۸۴/۵)

مصارف رجسٹری

''رجسٹری کے مصارف'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۴۳/۴)

مصالحت کی کوشش کرنا

اگر فریقین میں صلح کرانا ممکن ہے تو صلح کرانے کی کوشش کرنی چاہیے کیونکہ فیصلہ کرانے کی بنسبت اس میں بہتری ہے اور اس سے جھگڑا ختم ہوجاتا ہے۔ فیصلہ ایک فریق کے حق میں ہوتا ہے اور دوسرے فریق کے حق میں نہیں ہوتا بلکہ مخالفت میں ہوتا ہے اس سے آپس کا جھگڑا ختم نہیں ہوتا بلکہ اس میں بعض دفعہ بغض وعداوت پیدا ہوتی ہے۔[۲] اور صلح فریقین کی رضامندی سے ہوتا ہے اس لئے جھگڑا ختم ہوجاتا اور صلح ہمیشہ دعوے سے کم پر ہوتی ہے۔[۳]

---

(۱) وعن علي، يعني ابن أبي طالب. قال: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: المستشار مؤتمن فإذا استشير فليشر بما هو صانع لنفسه. (مجمع الزوائد: (۹۶/۸) رقم الحديث: ۱۳۶۵۹، كتاب الأدب، باب ماجاء في المشاورة، ط: مكتبة القدس)

▭ المعجم الأوسط للطبراني: (۳۶۹/۲) رقم الحديث: ۲۱۹۵، باب الألف، من اسمه: أحمد، ط: دار الحرمين.

▭ قوله: بما هو صانع لنفسه) لأن الدين النصيحة كما تقرر وأقصى موجبات التحابب أن يرى الإنسان لأخيه ما يراه لنفسه "إنما المؤمنون إخوة". (فيض القدير للمناوي: (۲۶۸/۶) رقم الحديث: ۹۲۰۲، حرف الميم، ط: مكتبة التجارية الكبرى)

(۲) قوله تعالى: [فلا جناح عليهما أن يصلحا بينهما صلحا، والصلح خير] [النساء: ۱۲۸]

(۳) الصلح: هو عقد يرفع النزاع بالتراضي۔ (شرح المجلة لسليم رستم باز: (۶۳۵/۲) رقم المادة: ۱۵۳۱، الكتاب الثاني عشر: الصلح والابراء، المقدمة في بيان بعض الإصطلاحات الفقهية، مكتبة فاروقيه)

▭ بخلاف الصلح لأن مبناه على الإغماض والحطيطة۔ (الهداية: (۳/ ۳۵۹) كتاب الصلح، =

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی مبارک حیات میں مسجد نبوی میں انہوں نے عبداللہ بن ابی حدرد اسلمی رضی اللہ عنہ سے اپنے قرض کا مطالبہ کیا، دونوں کی آواز کچھ بلند ہوگئی، آپ ﷺ نے گھر میں آواز سنی تو حجرۂ مبارک سے پردہ ہٹا کر باہر تشریف لائے (چونکہ پہلے دونوں کی بات سن چکے تھے) اس لئے حضرت کعب بن مالک سے فرمایا کہ صلح کرلو، یعنی اپنا آدھا قرض معاف کردو حضرت کعب بن مالک نے آپ ﷺ کی سفارش قبول کرلی تو آپ ﷺ نے دوسرے سے فرمایا کہ تم اب قرض ادا کردو۔ (۱) یہ ایک قسم کی سفارش ہے، اس پر سفارش کرنے والے کو بڑا اجروثواب ملتا ہے۔ (۲)

=باب الصلح فی الدین، ط: رحمانیہ۔

أما الصلح فهو مؤسس على الإغماض والحطيطة أى على التنزيل۔ (درر الحكام شرح مجلة الأحكام: (۳/ ۲۸) شرح المادة: ۱۱۰۳، الكتاب العاشر فى أنواع الشركات، الفصل الثالث فى الديون المشتركة، ط: دار الجيل۔)

تکملہ رد المحتار: (۸/ ۲۵۸) كتاب الصلح، فصل فى دعوى الدين، ط: سعيد۔)

(۱) عن كعب بن مالک انه تقاضى من عبد الله بن أبى حدرد الاسلمى، دينا له عليه فى عهد رسول الله ﷺ فى المسجد، فارتفعت حتى سمعها رسول الله ﷺ وهو فى بيته، فخرج إليه حتى كشف سجف أى ستر حجرته فنادا يا كعب فقال لبيك يا رسول الله! قال: ضع من دينک هذا فأوما إليه أى الشطر، قال لقد فعلت يا رسول الله! قال ﷺ (لاخر) قم فاقضه۔ صحيح البخارى: (۱/ ۶۵) كتاب الصلوة، باب التقاضى والملازمة فى المسجد، ط: قديمى۔

الصحيح لمسلم: (۲/ ۱۷) كتاب المساقاة والمزارعة، باب استحباب الوضع من الدين، ط: قديمى)

سنن أبى داؤد: (۲/ ۱۵۰) كتاب القضاء، باب فى الصلح، ط: رحمانيه۔)

(۲) من يشفع شفاعة حسنة يكن له نصيب منها، ومن يشفع شفاعة سيئة يكن له كفل منها۔ (سورة النساء: ۸۵)

قال النبى ﷺ: اشفعوا تؤجروا۔ قال العلامة المناوى: (تؤجروا) أى يثيبكم الله على الشفاعة وإن لم تقبل والكلام فيما لا حد فيه من حدود الله... قال القرطبى:... وفيه الحث على الخير بالفعل وبالتسبب۔ (فيض القدير للمناوى: (۲/ ۱۳۵) رقم الحديث: ۱۰۶۹، حرف الألف، ط: دار الحديث القاهرة)

والشافع يؤجر فيما يجوز وإن لم يشفع۔ (تفسير القرطبى: (۵/ ۲۸۲) سورة النساء، الآية: ۸۵، ط: رشيديه)

مصنوعات

کارخانے کی مصنوعات بننے کے بعد فروخت کرنا اور خریدنا جائز ہے، اور مصنوعات بننے سے پہلے فروخت کرنا اور خریدنا جائز نہیں ہے۔ (۱)

مصنوعات کا انتخاب

مسلمان تاجر اور صنعت کاروں کی ذمہ داری ہے کہ وہ ایسی چیزیں بنائیں، اور ان کی خرید و فروخت کریں، جو انسان کی نفع رسانی کا ذریعہ اور سبب بنیں، اور ان چیزوں کے استعمال سے انسانوں کو کوئی دنیاوی یا اخروی نقصان لاحق نہ ہو۔ (۲)

---

(۱) ومنها وهو شرط انعقاد البيع أن يكون مملوكاً للبائع عند البيع فإن لم يكن لاينعقد... وهذا بيع ماليس عنده، ونهى رسول الله ﷺ عن بيع ماليس عند الإنسان۔ (بدائع الصنائع: (۱۳۶/۵، ۱۴۷) كتاب البيوع، فصل وأما الذي يرجع إلى المعقود عليه فأنواع، ط: سعيد۔)

منها أن يكون موجوداً فلا ينعقد بيع المعدوم وماله خطر العدم۔ بدائع الصنائع: (۱۳۸/۵) كتاب البيوع، ط: سعيد)

وشرط المعقود عليه ستة: كونه موجوداً مالاً متقوماً مملوكاً في نفسه وكون الملك للبائع فيما يبيعه لنفسه وكونه مقدور التسليم فلم ينعقد بيع المعدوم۔ (شامی: (۵۰۵/۴) كتاب البيوع، مطلب شرائط البيع أنواع أربعة، ط: سعيد۔)

يلزم أن يكون المبيع موجوداً) فبيع المعدوم باطل۔ (شرح المجلة لسليم رستم باز: (۷۸/۱) رقم المادة: ۱۹۷، الكتاب الأول في البيوع، الباب الثاني، الفصل الأول في شروط المبيع وأوصافه، مكتبة فاروقية)

(۲) جاء رجل إلى النبي ﷺ فقال: إني سائلك عما في الدنيا والآخرة، فقال: سل عما بدالك قال: يانبي الله! أحب أن أكون أعلم الناس، قال: اتق الله تكن أعلم الناس... فقال: أحب أن أكون خير الناس، فقال: خير الناس من ينفع الناس، فكن نافعاً لهم... الحديث۔ (كنز العمال: (۱۲۸/۱۶) رقم الحديث: ۴۴۱۵۴، كتاب المواعظ والرقاق والخطب والحكم من قسم الأفعال، فصل في جامع المواعظ والخطب، ط: مؤسسة الرسالة۔)

جامع الأحاديث: (۳۰۵/۷) رقم الحديث: ۱۵۹۲۲، حرف الخاء، مسند خالد بن الوليد، ط: دار الفكر)=

مصنوعات کی بیع تیار ہونے سے پہلے

(۲۰۴) ہر قسم کے مصنوعات کی بیع تیار ہونے سے پہلے کرنا جائز نہیں ہے، البتہ بیچنے کا وعدہ کرنا جائز ہے، جب مصنوعات تیار ہو جائیں تو پھر وعدہ کے مطابق بیچنا جائز ہوگا۔ (۱)

مصنوعات کی پیکنگ

''پیکنگ'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۳۱/۲)

مصنوعات کی تیاری میں ان باتوں کا خیال رکھیں

''خرید وفروخت کی اشیاء'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۵۶/۳)

مصنوعات کے بارے میں مسلمان فکر کریں

''مسلمانوں کی ذمہ داری'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۸۲/۶)

مصنوعات کے ڈبے میں نقدی رکھنا

''رنگ کے ڈبے میں نقدی رکھنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۵۸/۴)

= خیر الناس من ینفع الناس۔ لم أر من ذکر أنه حدیث أولا فلیراجع، لکن معناه صحیح، وفی أحادیث مایشهد لذلک کحدیث: الخلق عیال الله وأحبهم إلی الله أنفعهم لعیاله فافهم، ویشهد له ما رواه القضاعی عن جابر کما فی الجامع الصغیر بلفظ: خیر الناس أنفعهم للناس، انتهی۔ (کشف الخفاء ومزیل الإلباس: (۱/ ۴۵۰) رقم الحدیث: ۱۲۵۴، حرف الخاء، ط: المکتبة العصریه۔)

(۱) یلزم أن یکون المبیع موجودا، فبیع المعدوم باطل. (شرح المجلة لرستم باز: (۷۸/۱) المادة: ۱۹۷، الکتاب الأول: فی البیوع، الباب الثانی، الفصل الأول فی شروط المبیع وأوصافه، ط: فاروقیه)

وشرط المعقود علیه ستة: کونه موجودا مالا متقوما مملوکا فی نفسه... فلم ینعقد بیع المعدوم وماله خطر العدم. (شامی: (۵۰۵/٤) کتاب البیوع، مطلب: شرائط البیع أنواع أربعة، ط: سعید)

البحر الرائق: (۲۵۹/۵) کتاب البیع، ط: سعید.

مصنوعات کے فائدے سے متعلق کوئی عیب چھپانا

(۲۰۵) چیز کی ذات اور اسکی صفات کے متعلق تو کوئی عیب نہیں چھپایا لیکن وہ چیز خریدار کو وہ فائدہ نہیں دے گی یا اس چیز میں وہ فائدہ نہیں ہے جس فائدے کے لئے وہ اسے خرید رہا ہے مثلاً یہ معلوم ہے کہ دوائی اس بیماری کے لئے نہیں ہے لیکن دوسری دوائیوں کے ساتھ خریدار کو وہ دوائی بھی فروخت کر دیتا ہے تا کہ فروخت کی مقدار میں اضافہ ہو جائے یا میعاد ختم ہونے سے پہلے دوائی کو نکال دے یا کسی اور غرض سے بیچ دی تو یہ بھی دھوکہ میں شمار ہوگا۔ (۱)

---

(۱) عن أبي هريرة رضي الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم مر على صبرة من طعام فأدخل يده فيها فنالت أصابعه بللاً، فقال: يا صاحب الطعام ماهذا ؟ قال: أصابته السماء يارسول الله! قال أفلا جعلته فوق الطعام حتى يراه الناس، ثم قال: من غش فليس منا۔ قال الترمذی رحمه الله: حديث أبي هريرة رضي الله عنه حديث حسن صحيح والعمل على هذا عند أهل العلم كرهوا الغش وقالوا: الغش حرام۔ (جامع الترمذی: (۱/ ۲۴۵) ابواب البيوع، باب ماجاء في كراهية الغش، ط: سعيد۔)

◻ مشكاة المصابيح: (ص: ۲۴۸) كتاب البيوع، باب المنهي عنها من البيوع، الفصل الأول، ط: قديمی)

◻ لايحل كتمان العيب في مبيع أو ثمن، لأن الغش حرام۔ (الدر المختار مع الرد (۵/ ۴۷) كتاب البيوع، باب خيار العيب، مطلب في جملة مايسقط به الخيار، ط: سعيد)

◻ تنبيه: كتمان عيب السلعة حرام۔ (البحر الرائق: (۶/ ۳۵) كتاب البيع، باب خيار العيب، ط: سعيد)

◻ رجل اراد أن يبيع السلعة المعيبة وهو يعلم يجب أن يبينها۔ (الفتاوى الهندية: (۳/ ۲۱۰) كتاب البيوع، الباب العشرون في البياعات المكروهة، ط: رشيديه)

◻ والثاني: أن لايكتم من عيوبها وخفايا صفاتها شيئاً أصلاً بل يجب عليه أن يظهر جميع عيوبها خفيها وجليها، لأنه إن أخفى شيئاً يكون ظالماً غاشاً تاركاً للنصح، والغش حرام والنصح واجب... والحاصل: أن الغش حرام في البيوع والصنائع جميعاً، فلاينبغي للصانع أن يتهاون بعمله على وجه لو عامله به غيره لايرتضيه، بل ينبغي له أن يحسن الصنعة ويحكمها وإن وقع فيها عيب يبين عيبها۔ وبه يتخلص من الغش الحرام ومن كونه ظالماً للأنام۔ (مجالس الابرار: (ص ۵۴۶) المجلس التاسع: في بيان لزوم طلب كسب الحلال وأي كسب أطيب من المكاسب وأصح منها، ط: سهيل اكيڈمی)

مصنوع چیز میں درکار خام مال کی فراہمی

مارکیٹنگ میں جب صانع کسی شخص سے کوئی چیز بنا کر دینے کا عقد کرلے، تو اس مصنوعہ چیز میں استعمال ہونے والے ہر قسم کے خام مال کی فراہمی صانع کے ذمہ ہوگی، آرڈر دینے والے سے خام مال کے متعلق کسی قسم کا کوئی مطالبہ نہیں کیا جائے گا، اس لئے کہ اگر خام مال بھی آرڈر دینے والا فراہم کرے گا، تو یہ اجارہ کا عقد ہوگا عقد استصناع نہیں ہوگا۔ (۱)

مصنوع کا ضمان قبضے کے بعد

''قبضے کے بعد مصنوع کا ضمان'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۵/۱۵۶)

مصنوع کو قبول کرنا

اگر صانع (بنانے والے) کی بنائی ہوئی چیز مستصنع (بنوانے والے) کے بیان کردہ اوصاف وشرائط کے مطابق ہو تو اس صورت میں مستصنع کا فرض بنتا ہے کہ

---

(۱) تکون المواد المستخدمة فی الشیئ المصنوع من الصانع، فإذا کانت المواد من المستصنع لا من الصانع فإن العقد یکون إجارة لا استصناعاً۔ (ادوات الاستثمار الاسلامی عز الدین محمد خواجه: (ص: ۵٦) الباب الاول: اسالیب الانجار، بیع الاستصناع، ط: مصرف الزیتونة، تونس 2014)

ویشترط أن یکون العمل والعین کلاهما من الصانع وعلیه فلو کانت العین من المستصنع کان العقد إجارة الآدمی۔ (درر الحکام شرح مجلة الاحکام: (۱/۴۲۳) الفصل الرابع فی بیان الإستصناع، ط: دار الجیل)

(والاستصناع) طلب الصنعة والعین جمیعاً حتی لو کان العین من المستصنع کان إجارة لا استصناعاً کما فی إجارة المحیط۔ (الدر المنتقی مع المجمع: (۳/۱۴۹) کتاب البیوع، باب السلم، ط: دار الکتب العلمیة۔)

الفتاوی الهندیة: (۳/۵۱۷) کتاب البیوع، الباب الحادی والثلاثون فی الاستصناع والاستجار علی العمل، ط: رشیدیه)

شرح المجلة لسلیم رستم باز: (۱/۱۷۵) الکتاب الأول فی البیوع، الفصل الرابع فی الاستصناع، ط: مکتبة فاروقیه)

وہ اس چیز کو قبول کرے، اور اگر وہ اس کو قبول نہ کرے، تو اسے مجبور کیا جائے گا کہ یہ چیز لے کر صانع کو اس کی قیمت ادا کرے تاکہ صانع کو کوئی نقصان نہ ہو۔ یعنی اگر تیار شدہ مال فریقین کے درمیان طے ہونے والی صفات کے مطابق ہو، اور اس میں کوئی ایسا عیب نہ ہو، جو عرف عام میں عیب ہو، تو مشتری (خریدار) مال خریدنے کا پابند ہوگا، ہاں اگر بائع (سیلر) مال تیار کرنے یا اسے مشتری کے حوالہ کرنے میں طے شدہ مدت سے تاخیر کرے تو مشتری کو لینے پر مجبور نہیں کیا جائے گا۔ (۱)

مصنوع کی بیع قبضہ میں لینے سے پہلے

آرڈر پر پروڈکٹ تیار کرانے کے بعد جب تک قبضہ نہ کرلے تب تک اس

---

(۱) وإذا انعقد الاستصناع، فليس لأحد العاقدين الرجوع وإذا لم يكن المصنوع على الأوصاف المطلوبة المبنية كان المستصنع مخيراً)... وقال العلامة علي حيدر: وكذلك ليس للمستصنع أن يرجع عنه: لأنه لو جعل له الخيار للحق البائع إضرار، لأنه قد لايرغب في المصنوع أحد غير المستصنع... وإذا كان المصنوع غير موافق للأوصاف المطلوبة فإن كان النقص الموجود فيه من قبيل العيب فللمستصنع خيار العيب وإن كان من قبيل الوصف فله خيار الوصف إن شاء قبله وإن شاء رده۔ (درر الحكام شرح مجلة الأحكام: (۱/۴۲۴، ۴۲۵) المادة: ۳۹۲، الكتاب الأول في البيوع، الفصل الرابع في الاستصناع، ط: دار الجيل)

(انعقد)... فالعقد يقع ابتداءً على وجه الخيار، ثم يحصل الرد وهو الانعقاد لزوماً عند عمل المصنوع واحضار إلى المستصنع إذا وافق شروطه، يشير إلى هذه الفقرة الاخيرة من هذه المادة حيث جعلت الخيار عند عدم موافقة الشروط ويقابله اللزوم عند موافقتها... وهذا أي اللزوم عند الموافقة قول الامام أبي يوسف رحمه الله لكونه أرفق، وعليه مشت المجلة۔ (شرح المجلة لخالد الأتاسي: (۲/۴۰۶) شرح المادة: ۳۹۲، ط: رشيديه)

وقال ابويوسف رحمه الله: العقد لازم إذا رأى المستصنع الشيء المصنوع ولا خيار له، إذا جاء موافقا للمقدار الطلب والشروط، لأنه مبيع بمنزلة السلم فيه فليس له خيار الرؤية لدفع الضرر عن الصانع في إفساد المواد المصنوعة التي صنعها وفقاً لطلب المستصنع، وربما لايرغب غيره في شرائه على تلك الصفة... وفي تقديرنا أن هذا الرأي الذي أخذت به المجلة سديد منعاً من وقوع المنازعات بين المتعاقدين ودفعاً للضرر عن الصانع إذ أن أغراض الناس تختلف باختلاف الشيء المصنوع حجماً ونوعاً وكيفية۔ (الفقه الإسلامي وأدلته: (۴/۶۳۴) الفصل الأول عقد البيع، المطلب الخامس، عقد الاستصناع، حكمه، ط: دار الفكر)

کو آگے فروخت کرنا جائز نہیں ہے۔ [1]

(۲۰۸) مصنوع کی تیاری مطلوبہ اوصاف کے مطابق ہو

آرڈر پر مال تیار کرنے والے کی سب سے اہم ذمہ داری یہ ہے کہ آرڈر کا مال تیار کرنے میں ان تمام اوصاف کا خاص طور پر التزام کرے، جو آرڈر دینے والے کو مطلوب ہیں، اگر آرڈر پر مال تیار کرنے والا غفلت کا مظاہرہ کرتے ہوئے آرڈر دینے والے کے معیار کے مطابق چیز بنانے میں ناکام ہوجائے، تو اس صورت میں آرڈر دینے والا چیز قبول کرنے کا پابند نہیں ہوگا، چاہے آرڈر پر مال بنانے والا کوئی شخص ہو یا کوئی کارخانہ اور فیکٹری ہو۔ [2]

مصنوعی ریشم

مصنوعی ریشم اصل ریشم کے حکم میں نہیں ہے، اس لئے اس کی تجارت اور استعمال جائز ہے اگرچہ عرف میں اس کو بھی ریشم کہتے ہیں، [3] ہاں اگر کسی کپڑے کا

---

(۱) عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ أن رسول ﷺ قال: من ابتاع طعاما فلا یبعه حتی یستوفیه... قال ابن عباس رضی اللہ عنہ واحسب کل شیئ مثل الطعام۔ (سنن أبی داؤد: (۱۳۸/۲) کتاب البیوع، باب فی بیع الطعام قبل أن یستوفی، ط: رحمانیه)

الصحیح لمسلم: (۵/۲) کتاب البیوع، باب بطلان بیع المبیع، قبل القبض، ط: قدیمی۔

فیحرم بیع کل شیئ قبل قبضه، طعاما کان أو غیره۔ (تکملة فتح الملهم: (۳۵۰/۱) کتاب البیوع، باب بطلان بیع المبیع قبل القبض، مکتبة دار العلوم کراچی)

لا یصح بیع المنقول قبل قبضه، لنهیه علیه السلام عن بیع مالم یقبض۔ (مجمع الأنهر: (۱۱۳/۳) کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ط: دار الکتب العلمیة۔)

(۲) انظر الی الحاشیة السابقة رقم: ۱، علی الصفحة السابقة۔

(۳) لبس الحریر الخالص حرام علی الرجل۔ (الاشباه والنظائر: (ص: ۲۸۱) کتاب الحظر والإباحة ط: قدیمی)

فأما الحریر الخالص، فلا یباح للرجال إلا عند الإضطرار۔ (تکملة فتح الملهم: (۱۱۱/۴) کتاب اللباس والزینة، باب اباحة لبس الحریر، ط: دار العلوم کراچی۔)=

اصلی ریشمی ہونا ثابت ہوجائے تو اس کی تجارت جائز ہوگی البتہ مردوں کے لئے اس کا استعمال کرنا جائز نہیں ہوگا۔ (۱)

أحسن الفتاوى: (۸/ ۶۶) كتاب الحظر والإباحة، عنوان: مصنوعی ریشم کا حکم، ط: سعید۔

فإن الإسلام... لم يقصره على نوع دون نوع، ولم يقرر نوعاً خاصاً أو هيئة خاصة من اللباس، ولا أسلوباً خاصاً للمعيشة، وإنما وضع مجموعة من المبادئ۔ (تكملة فتح الملهم: (۴/ ۸۷) كتاب اللباس والزينة، ط: مكتبه دار العلوم كراچی۔)

لا بأس بلبس الثياب الجميلة إذا كان لا يتكبر عليه فيه۔ (البحر الرائق: (۸/ ۳۴۹) كتاب الكراهية، فصل في اللباس، ط: رشيديه)

مجمع الأنهر: (۴/ ۱۹۱) كتاب الكراهية، فصل في اللبس، ط: دار الكتب العلمية۔

(۱) وقد ثبت أنه ﷺ قام على المنبر وفي إحدى يديه ذهب وفي الأخرى حرير فقال: هذان حرام على ذكور أمتي حلال لأناثها۔ (معالم السنن: (۴/ ۲۱۶) كتاب اللباس، ومن باب في الذهب للنساء، ط: المطبعة العلمية، حلب)

سنن أبي داؤد: (۲/ ۲۰۶) كتاب اللباس، باب في الحرير للنساء، ط: رحمانيه۔)

عن أبي موسى الأشعري رضي الله عنه، أن رسول الله ﷺ قال: حرم لباس الحرير والذهب على ذكور أمتي وأحل لاناثهم۔ (جامع الترمذي: (۱/ ۳۰۲) كتاب اللباس، باب ماجاء في الحرير والذهب للرجال، ط: قديمي)

عن الزهري: قال: أخبرني سالم بن عبد الله، أن عبد الله بن عمر رضي الله عنهما، قال: أخذ عمر جبة من استبرق تباع في السوق، فأخذها، فأتى بها رسول الله ﷺ، فقال: يا رسول الله ﷺ ابتع هذه تجمل بها للعيد والوفود، فقال له رسول الله ﷺ: إنما هذه لباس من لا خلاق له" فلبث عمر ما شاء أن يلبث، ثم أرسل إليه رسول الله ﷺ بجبة ديباج فأقبل بها عمر، فأتى بها رسول الله ﷺ، فقال: يا رسول الله ﷺ! إنك قلت: "إنما هذه لباس من لا خلاق له" وأرسلت إلى هذه الجبة، فقال له رسول الله ﷺ: "تبيعها أو تصيب بها حاجتك"۔ (صحيح البخاري: (۱/ ۱۳۰) كتاب العيدين، باب ماجاء في العيدين والتجمل فيهما، ط: قديمي)

وفيه: جواز بيع الحرير للرجال والنساء وهبته، (عمدة القاري: (۶/ ۳۸۷) كتاب العيدين، باب العيدين والتجمل فيه، ط: دار الكتب العلمية۔)

ويستفاد من حديث الباب فوائد، الأولى: جواز بيع الحرير وإن كان حراماً على الرجال۔ الثانية: حرمة الحرير على الرجال۔ (شرح سنن أبي داؤد للعيني: (۴/ ۴۰۸) كتاب الصلوة، باب اللبس يوم الجمعة، ط: مكتبة الرشيد۔)

مصنوعی ریشم کی خرید وفروخت کرنا

''ریشم مصنوعی ہے'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۷۰/۴)

مصنوعی زعفران

''زعفران مصنوعی ہے'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۸۱/۴)

مصنوعی قلت پیدا کرنا

ملک میں مصنوعی قلت پیدا کرنے کی ایک جدید صورت یہ ہے کہ بڑے بڑے مالدار تاجر لوگ اندازہ لگاتے ہیں کہ کون سی اشیاء مستقبل میں مہنگی ہونے والی ہیں، پھر ان اشیاء کی مل، فیکٹری یا کارخانہ والوں سے رابطہ کرتے ہیں، اور انہیں کچھ ایڈوانس دے کر بہت بڑا آرڈر دیتے ہیں جسے پورا کرنے میں مل، فیکٹری یا کارخانہ والوں کو دو تین مہینے کی ضرورت ہوتی ہے اور اس دوران وہ چیزیں مارکیٹ میں آنا بند ہوجاتی ہیں، نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ ایک طرف لوگ پریشان ہوتے ہیں اور دوسری طرف ان اشیاء کی قیمت بڑھنا شروع ہوجاتی ہے، اور جس کے پاس وہ چیز ہوتی ہے وہ اپنی مرضی کی قیمت پر اسے بیچتا ہے، منہ مانگی قیمت وصول کرتا ہے، اور لوگ بھی ضرورت کی وجہ سے خریدنے پر مجبور ہوتے ہیں، مل فیکٹری اور کارخانہ والے جب ریٹ بڑھتا ہوا دیکھتے ہیں تو اس خریدار تاجر کو کچھ دے دلا کر جان چھڑانے کی کوشش کرتے ہیں، لیکن وہ تاجر زیادہ سے زیادہ منافع کمانے کا خواہشمند ہوتا ہے، اس طرح اس چیز کی قیمت مزید بڑھ جاتی ہے، بعض اوقات فیکٹری اور کارخانہ والے تاجر کو اس کا ایڈوانس اور ساتھ میں کچھ نفع دے کر راضی کر لیتے ہیں، اور بعض اوقات خریدار تاجر اپنا آرڈر پورا کرنے پر اصرار کرتا ہے، اور وہ چیز وصول کر کے مارکیٹ میں مہنگے داموں میں فروخت کرتا ہے۔ اس طرح مصنوعی قلت پیدا کر کے ریٹ بہت زیادہ

بڑھادیا جاتا ہے، کاروبار کی یہ صورت درست نہیں بلکہ حرام ہے۔ (١)

مضارب پر نقصان کی شرط عائد کی گئی

اگر عقد مضاربت کے معاہدے میں نقصان کی شرط مضارب پر عائد کی گئی، اور مضارب کی کوتاہی کے بغیر تجارت میں نقصان ہوگیا، تو مضارب نقصان کا ذمہ دار نہیں ہوگا، اور اس شرط کی وجہ سے مضاربت فاسد نہیں ہوگی بلکہ شرط خود باطل ہوجائے گی، اگر تجارت میں نفع ہوا ہے تو نقصان کو اس سے پورا کیا جائے گا، اور اگر نفع نہیں ہوا تو سرمایہ دینے والا نقصان برداشت کرے گا۔ (٢)

---

(١) عن عمر بن الخطاب، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: الجالب مرزوق والمحتكر ملعون. (سنن ابن ماجة: (ص:١٥٦) أبواب التجارات، باب الحكرة والجلب، ط: قديمي.

مالك عن عمرو بن يحيىٰ المازني عن ابيه أن رسول الله صلي الله عليه وسلم قال: لا ضرر ولا ضرار. (موطا الإمام مالك: (ص:٦٤٣) كتاب الأقضية، القضاء في المرفق، ط: قديمي.

وعن أبي بكر الصديق رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ملعون من ضار مؤمناً أو مكر به (مشكاة المصابيح: (ص:٤٢٨) كتاب الآداب، باب ما ينهي عنه من التهاجر والتقاطع واتباع العورات، ط: قديمي)

وكره احتكار قوت البشر كتين وعنب ولوز، والبهائم كتبن وقت في بلد يضر بأهله لحديث: الجالب مرزوق، والمحتكر ملعون. (الدر المختار مع الرد: (٣٩٨/٦) كتاب الحظر والإباحة، فصل في البيع، ط: سعيد)

البحر الرائق: (٣٧٠/٨) كتاب الكراهية، فصل في البيع، ط: رشيديه.

(٢) وغير ذلک من الشروط الفاسدة لايفسدها ويبطل الشرط كشرط الوضيعة على المضارب۔ (الهداية: (٢٥٦/٣)، كتاب المضاربة، ط: رشيديه۔)

وفي الجلالية: كل شرط يوجب جهالة في الربح أو يقطع الشركة فيه يفسدها وإلا بطل الشرط وصح العقد اعتباراً بالوكالة۔ وفي الشامية: قوله: بطل الشرط كشرط الخسران على المضارب، (الدر مع الرد: (٦٤٨/٥)، كتاب المضاربة، ط: سعيد۔)

وشرط الوضيعة شرط زائد لايوجب قطع الشركة في الربح ولا الجهالة فيه فلايكون مفسداً وتكون الوضيعة وهو الخسران على رب المال، لأن ما فات جزء من المال بالهلاک يلزم صاحب المال دون غيره والمضارب أمين فيه فلايلزمه بالشرط فصار الأصل فيه أن كل شرط يوجب جهالة في الربح، أو قطع الشركة فيه مفسد وما لا فلا۔ (تبيين الحقائق: (٥٦/٥) كتاب المضاربة، ط: امداديه ملتان) =

مضاربت پر نقصان کے تاوان کا حکم

مضاربت میں مضارب سرمایہ لگانے والے کا نمائندہ ہے، مال کی حفاظت کے اعتبار سے امین ہوتا ہے، اور لین دین تصرف کے اعتبار سے وکیل اور نمائندہ ہوتا ہے، اور امین کی حیثیت سے سرمایہ کی حفاظت کرنا اس پر لازم اور ضروری ہوتا ہے اگر اتفاق سے مضارب کی کوتاہی اور زیادتی کے بغیر اس سرمایہ میں نقصان آجائے یا ضائع ہوجائے تو مضارب اس کا ذمہ دار نہیں ہوگا لیکن اگر یہ ثبوت مل جائے کہ اس نے قصداً مال ضائع کیا ہے، یا سرمایہ دینے والے کے شرائط کی مخالفت کی ہے تو پھر مضارب نقصان کا ذمہ دار ہوگا ایسی صورت میں نقصان کی تلافی اوّلاً حاصل شدہ نفع سے کی جائے گی، اور اگر نفع نہیں ہوا، یا نفع ہوا لیکن نقصان نفع سے زیادہ ہے، اور مضارب نے تجارت میں کوئی کوتاہی نہیں کی ہے تو مضارب ذمہ دار نہیں ہوگا بلکہ سرمایہ دار نقصان برداشت کرے گا، اور گر مضارب کی کوتاہی ثابت ہوجائے پھر مضارب ذمہ دار ہوگا۔ (۱)

= وسبيل النفقة أن يحسب من الربح إن كان وإن لم يكن فهي من رأس المال۔ (الفتاوى الهندية: (۴/۳۱۳) كتاب المضاربة، الباب الثاني عشر في نفقة المضارب، ط: رشيديه۔)

وما هلك من مال المضاربة فمن الربح... فإن زاد الهالك لم يضمن المضارب، لأنه أمين فلايكون ضميناً للتنافي بينهما في شئ واحد۔ (تبيين الحقائق: (۵/۶۷، ۶۸) كتاب المضاربة، باب المضارب يضارب، ط: امداديه ملتان)

(۱) (ويملك المضارب في المطلقة) التي لم تتقيد بمكان أو زمان أو نوع (البيع)... (بنقد ونسيئة متعارفة)۔ وفي الشامية: قوله: بنقد ونسيئة ولو اختلفا فيهما فالقول للمضارب في المضاربة۔ (الدر مع الرد: (۵/۶۳۸) كتاب المضاربة، ط: سعيد)

وما هلك من مال المضاربة فهو من الربح، دون رأس المال، فإذا زاد الهالك على الربح فلاضمان على المضارب؛ لأنّه أمين۔ (الهداية: (۳/۲۶۳) كتاب المضاربة، باب المضارب يضارب، ط: رشيديه)

الدر مع الرد: (۵/۶۵۶) كتاب المضاربة، باب المضارب يضارب، ط: سعيد۔)=

مضاربت اور شرکت موجودہ زمانے میں

"مشارکہ اور مضاربت موجودہ زمانے کے" عنوان کے تحت دیکھیں۔

مضاربت بینک کی

مضاربت اور شرکت میں بینک اپنے کلائینٹ کو طے شدہ یا متوقع نفع کی یقین دہانی اور نقصان نہ ہونے کہ ضمانت دیتا ہے، اور یہ جب ہی ممکن ہے کہ ہم کلائینٹ کی رقم کو بینک کے ذمہ قرض کہیں، اور اس پر ملنے والے طے شدہ یقینی یا متوقع نفع کو "سود" کہیں جبکہ مضاربت میں طے شدہ نفع یا متوقع نفع کی یقین دہانی کرانا، اور کسی قسم کا نقصان نہ ہونے کی ضمانت دینا درست نہیں، یہ شریعت کے خلاف ہے اور شرکت کا بھی حکم یہی ہے۔ (۱)

مضاربت غیر مسلم کے ساتھ

"غیر مسلم کے ساتھ مضاربت کرنا" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۶۸/۵)

= (فإن تجاوز) المضارب بان يخرج إلى غير ذلك البلد فتصرف فيه أو اشترى سلعة غير ماعينه أو في وقت غير ماعينه أو باع مع غير من عينه (ضمن) لأنه صار غاصباً بالمخالفة وكان المشترى له۔ (والربح له) اى للمضارب، وعليه خسرانه۔ (مجمع الأنهر: (۳/ ۴۳۹) كتاب المضاربة، ط: دار الكتب العلمية)

تبيين الحقائق: (۵/ ۵۹) كتاب المضاربة، ط: امداديه ملتان۔

(۱) الامور بمقاصدها۔ (الاشباه والنظائر: (ص: ۳۱) القاعدة الثانية، ط: قديمی۔)

العبرة في العقود للمقاصد والمعاني لا للألفاظ والمباني ولذا يجرى حكم الرهن في بيع الوفاء۔ (شرح المجلة لسليم رستم باز: (۱/ ۱۵) رقم المادة: ۳، المقالة الثانية في بيان القواعد الفقهية الكلية۔ ط: مكتبة فاروقيه۔)

عن فضالة بن عبيد ﷺ صاحب النبي ﷺ انه قال: كل قرض جر منفعة فهو وجه من وجوه الربا۔ (اعلاء السنن: (۱۴/ ۵۰۱) كتاب الحوالة، ط: إدارة القرآن۔)

قال عليه الصلوة والسلام: "كل قرض جر منفعة فهو ربا" اى فى حكم الربا، فيكون عقد القرض باطلاً، فإذا شرط في عقده مايجلب نفعاً إلى المقرض من نحو زيادة قدر أو صفة بطل۔ (فيض القدير: (۵/ ۲۸) رقم الحديث: ۶۳۳۶، حرف الكاف، ط: المكتبة التجارية)

مضاربت فاسدہ کا حکم

(٢١٤) اگر کسی شرطِ فاسد کی وجہ سے مضاربت فاسد ہوجائے تو معاملہ ختم کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ اس عقد سے حاصل ہونے والے کل منافع رب المال کے ہوں گے، مضارب کو اجرت مثل ملے گی، البتہ طے شدہ منافع سے زیادہ نہیں ہونی چاہیے۔ (١)

اور اگر اس عقد میں نفع نہیں ہوا تو صحیح قول کے مطابق مضارب اجرت کا حقدار نہیں ہوگا۔ (٢)

---

(١) وإذا عمل المضارب في المضاربة الفاسدة وربح كان كل الربح لرب المال وللمضارب أجر المثل تامًا؛ لأنّ المضاربة إذا فسدت تبقى إجارة، وفي الإجارة الفاسدة إذا عمل الأجير كان له أجر مثله تامًا۔ (فتاویٰ قاضیخان علی هامش الهندية: (١٦٢/٣) كتاب المضاربة، ط: رشيديه۔)

✎ وأمّا حكم المضاربة الفاسدة ... ولايستحق النفقة ولا الربح المسمى، وإنّما له أجر مثل عمله سواء كان في المضاربة ربح أو لم يكن؛ لأنّ المضاربة الفاسدة في معنى الإجارة الفاسدة والأجير ... إنّما يستحق أجر المثل۔ (بدائع الصنائع: (١٠٨/٦) كتاب المضاربة، وأما حكم المضاربة، ط: سعيد)

✎ إجارة فاسدة إن فسدت فلاربح للمضارب حينئذ بل له أجر مثل عمله مطلقًا ربح أو لا بلازيادة على المشروط خلافًا لمحمد والثلاثة۔ الدر المختار۔ وفي الشامية: قوله: مطلقًا هو ظاهر الرواية، قهستاني ۔ قوله: ربح أو لا وعن أبي يوسف ﷺ إذا لم يربح لا أجر له وهو الصحيح لئلا تربو الفاسدة على الصحيحة سائحاني، ومثله في حاشية ط عن العيني، قوله خلافًا لمحمد، فيه إشعار بأنّ الخلاف فيما إذا ربح، وأمّا إذا لم يربح فأجر المثل بالغًا ما بلغ؛ لأنّه لايمكن تقدير بنصف الربح المعدوم كما في الفصولين لكن في الواقعات ماقاله أبو يوسف مخصوص بما إذا ربح، وماقاله محمد ان له اجر المثل بالغا مابلغ فيما هو أعم، قهستاني۔ (الدر مع الرد: (٦٤٦/٥) كتاب المضاربة، ط: سعيد)

(٢) استحقاق رب المال للربح بماله فيكون جميع الربح له في المضاربة الفاسدة والمضارب بمنزلة أجيره يأخذ أجر المثل لكن لايتجاوز المقدار المشروط حين العقد ولايستحق اجر المثل ان لم يكن ربح۔ اعتبارا بالمضاربة الصحيحة؛ لأنّهما رضيا أن يكون للعامل جزء من الربح لو حصل وبالحرمان ان لم يحصل ولو أوجبنا عليه اجرا عند عدم الربح أو زيادة على المسمى إذا ربح، لربت الفاسدة على الصحيحة، وهذا قول أبي يوسف وهو الصحيح كما في رد المحتار عن السائحاني ومثله في الطحطاوي عن العيني۔ وفي حاشية أبي السعود عن ابن الفرس: وعن محمد وهو ظاهر الرواية، انه يجب اجر المثل مطلقًا ربح او لم يربح زاد على المسمى او لا هذا مانقله في الشرنبلالية عن التبيين وشرح المجمع والخلاصة؛ لأنّه لايستحق المسمى لعدم الصحة ولم يرض بالعمل مجانًا،=

مضاربت فاسد ہو جائے

عقد مضاربت فاسد ہونے کے بعد اس کی تصحیح کی ایک صورت یہ ہے کہ اس عقد کو عقد شرکت میں تبدیل کر دیا جائے، اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ اگر سرمایہ مثلاً دس لاکھ ہے تو رب المال (سرمایہ دار) اس میں کچھ رقم مضارب کو قرض کے طور پر دے دے اور مضارب اس رقم کو اس مال (اصل سرمایہ) میں شراکت کے طور پر جمع کر دے اور جو نفع حاصل ہو وہ دونوں کے درمیان آدھا آدھا تقسیم کر دیا جائے، اور عقد ختم ہونے کے بعد رب المال اپنا قرض وصول کر لے تو یہ جائز ہوگا۔ (۱)

=وأن أجر الأجير يجب بتسليم المنافع أو بتسليم العمل، وقد وجد تسليم كل منهما هنا زيلعي، وقيل الخلاف بينهما فيما إذا ربح، وأما إذا لم يربح فأجر المثل بالغا ما بلغ، وقد علمت ان الصحيح ما مشت عليه المجلة في هذه المادة۔ (شرح المجلة، للاتاسي: (۳/۳۶۲) المادة: ۱۳۲۶) الكتاب العاشر في أنواع الشركات، الباب السابع في المضاربة، الفصل الثالث في بيان احكام المضاربة، ط: رشيديه)

شامي: (۵/۶۴۶) كتاب المضاربة، ط: سعيد۔)

شرح المجلة لسليم رستم باز: (۲/۵۹۲) مكتبة فاروقيه۔)

(۱) ومن حيل الضمان أن يقرضه المال إلا درهما ثم يعقد شركة عنان بالدرهم وبما أقرضه على أن يعملا والربح بينهما ثم يعمل المستقرض فقط فالقرض عليه۔ (الدر المختار مع الرد: (۵/۶۴۶) كتاب المضاربة، ط: سعيد۔)

بدائع الصنائع: (۶/۸۷) كتاب المضاربة، فصل وأما بيان حكم المضاربة، ط: سعيد۔)

لا يشترط في الشريكين شركة عنان كون رأس مالهما متساويا بل يجوز كون رأس مال احدهما أزيد من رأس مال الاخر، وكل واحد منهما لا يكون مجبورا على إدخال جميع نقده إلى رأس المال، بل يجوز أن يعقد الشركة على مجموعه أو على مقدار منه، فبهذه الجملة يجوز أن يكون لهما فضلة على رأس مالهما تصلح أن تكون رأس مال شركة كنقدهما مثلاً۔ (شرح المجلة للاتاسي: (۳/۲۹۳)، المادة: ۱۳۶۵) الكتاب العاشر في أنواع الشركات، الباب السادس، الفصل السادس في شركة العنان، مكتبه فاروقيه)

وأما عنان... ولذا تصلح عاما وخاصا ومطلقا وموقتا ومع التفاضل في المال دون الربح وعكسه وببعض المال دون بعض۔ الدر المختار۔ وفي الشامية: قوله ومع التفاضل في المال دون الربح أي بأن يكون لأحدهما ألف وللآخر ألفان مثلاً واشترطا التساوي في الربح۔ (الدر مع الرد: (۳/۳۱۱، ۳۱۲) كتاب الشركة، مطلب في توقيت الشركة روايتان، ط: سعيد)

بدائع الصنائع: (۶/۶۲) كتاب الشركة، فصل وأما بيان شرائط جواز هذه الانواع، ط: سعيد۔=

مضاربت فسخ کرنا

☆ عقد مضاربت کو مضارب اور رب المال میں سے جو بھی فریق فسخ (ختم) کرنا چاہے تو دوسرے فریق کو اطلاع دے کر فسخ کر سکتا ہے اور اس فسخ کا اطلاق اس وقت ہوگا جب مال نقدی کی شکل میں موجود ہو، اور اگر مال نقدی کی شکل میں نہیں بلکہ سامان کی صورت میں ہے تو پھر مضارب کو سامان فروخت کرنے کا موقع دیا جائے گا تاکہ اصل اور نفع الگ الگ متعین ہو جائے اور نفع ہونے کی صورت میں نفع کو معاہدے کے مطابق تقسیم کیا جائے۔

☆ اگر مضارب کے پاس نقد رقم موجود ہے تو فوراً ادا کر دینی چاہیے، رقم ہونے کے باوجود ٹال مٹول کرنا جائز نہیں ہے۔

اور اگر مضارب کے پاس اصل رقم کے برابر رقم ہے تو وہ رب المال کو ادا کر دے اور بقیہ منافع کی رقم بعد میں سامان فروخت کرنے کے بعد ادا کر دے۔[1]

= شركة العنان لاتقتضي التساوي، فيصح التفاضل بينهما بالمال، ويصح التساوي في المال ويتفاضلان في الربح؛ لأنّ الربح تارةً يستحق بالمال و تارة بالعمل بدلالة المضاربة۔ (الفقه الحنفي وأدلته: (ص: ۱۰۳)، ط: بيروت)

(۱) وأمّا صفة هذا العقد فهو أنّه عقد غير لازم، ولكل واحد منهما أعني ربّ المال والمضارب الفسخ لكن عند وجود شرطه وهو علم صاحبه لما ذكرنا في كتاب الشركة، ويشترط أيضًا أن يكون رأس المال عينا وقت الفسخ دراهم أو دنانير حتى لو نهى رب المال المضارب عن التصرف ورأس المال عروض وقت النهي لم يصح نهيه۔ (بدائع الصنائع: (۱۰۹/۶) كتاب المضاربة، فصل وأما صفة هذا العقد، ط: سعيد)

اجمع العلماء على ان اللزوم ليس من موجبات عقد القراض وان لكل واحد منهما فسخه مالم يشرع العامل في القراض، واختلفوا إذا شرع العامل، فقال مالك: هو لازم... وقال الشافعي وأبو حنيفة: لكل واحد منهم الفسخ إذا شاء۔ (بداية المجتهد: (۱۸۱/۲) القول في أحكام القراض، ط: دار نشر الكتب)

ولا ينعزل بعزله مالم يعلم به فإن علم والمال عروض فله بيعها ولا يتصرف في ثمنها وإن كان نقدا من جنس رأس المال لايتصرف فيه۔ (ملتقى الأبحر مع المجمع: (۳۵۷/۳) كتاب المضاربة، ط: دار الكتب العلمية)

قلت: والحاصل أنه متى علم بعزله، والمال نقد من جنس رأس المال من كل وجه بأن كان دراهم أو دنانير ظهر عزله فلايتصرف فيه أصلاً، وإن لم يكن من جنسه من كل وجه بأن كان عرضا =

مضاربت کو وقت کے ساتھ مقید کرنا

مضاربت کو وقت کے ساتھ مقید کرنا جائز ہے، البتہ فریقین میں سے کوئی ایک فریق مضاربت کو مقررہ وقت سے پہلے ختم کرنا چاہے تو دوسرے فریق کو اطلاع دے کر ختم کر سکتا ہے،(۱) اور اگر مقررہ وقت سے پہلے ختم نہیں کیا تو مقررہ وقت ختم ہوتے ہی مضاربت ختم ہو جائے گی۔(۲)

مضاربت کی اہمیت

مضاربت ایک پسندیدہ تجارت ہے۔

❶ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نبوت کے اعلان سے پہلے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے مال کے ساتھ مضاربت کے تحت تجارت کی۔(۳)

=ورأس المال أحد النقدين لم يعمل عزله، وتوقف حتى صار مثل رأس المال۔ (الدر المنتقی: (۳/ ۴۵۷) کتاب المضاربۃ، ط: دار الکتب العلمیہ۔)

تبیین الحقائق: (۶۷/۵) کتاب المضاربۃ، باب المضارب یضارب، ط: امدادیہ ملتان۔)

(۱) انظر الی الحاشیۃ السابقۃ رقم: ۱، علی الصفحۃ السابقۃ۔

(۲) وإن وقت للمضاربۃ وقتا بعینہ یتقید بہ حتی یبطل العقد بمضیہ۔ (الہندیۃ: (۲۹۸/۴) کتاب المضاربۃ، الباب السادس فیما یشترط علی المضارب من الشروط، ط: رشیدیہ۔)

شرح المجلۃ: (۳۵۵/۴) المادۃ: ۱۴۲۰۔ الکتاب العاشر فی أنواع الشرکات، الباب السابع، الفصل الثالث: فی بیان احکام المضاربۃ، ط: رشیدیہ۔)

الہدایہ: (۲۶۵/۳) کتاب المضاربۃ، ط: رحمانیہ۔)

(۳) وقد خرج صلی اللہ علیہ وسلم في قراض بمال خدیجۃ رضي اللہ عنہا۔ (المحلی بالآثار: (۹۶/۷) کتاب المضاربۃ وهي القراض، ط: دار الفکر)

ورسولہ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قد سافر بمال غیرہ قبل النبوۃ، کما سافر بمال خدیجۃ والعیر التي کان فیہا أبو سفیان کان أکثرہا مضاربۃ مع أبي سفیان وغیرہ۔ (الفقہ الإسلامي وأدلتہ: (۳۹۲۶/۵) القسم الثالث: العقود أو التصرفات المدنیۃ المالیۃ، الفصل الخامس: الشرکات، المبحث الثاني، المطلب الأول، ط: رشیدیہ)

زاد المعاد: (۱۶۲/۱) فصل هدیہ صلی اللہ علیہ وسلم في العقود، ط: مؤسسۃ الرسالۃ.

۞ حضرت عباس رضی اللہ عنہ مخصوص شرائط کے ساتھ مضاربت پر کاروبار کرتے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب اس کا علم ہوا تو آپ نے پسندیدگی کا اظہار فرمایا۔ (١)

۞ حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ شرائط کے ساتھ مضاربت کرتے تھے۔ (٢)

۞ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مضاربت میں برکت ہے۔ (٣)

۞ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ مضاربت کیا کرتے تھے۔ (٤)

---

(١) أن العباس بن عبد المطلب رضي الله عنه. كان إذا دفع مالاً مضاربة شرط على المضارب أن لا يسلك به بحراً، وأن لا ينزل وادياً، ولا يشتري به ذات كبد رطب، فإن فعل ذلك ضمن، فبلغ رسول الله صلى الله عليه وسلم ذلك فاستحسنه. (المبسوط للسرخسي: (٢٢/١٨) كتاب المضاربة، ط: دار المعرفة)

العنايه على هامش فتح القدير: (٤٤٥/٧) كتاب المضاربة، ط: رشيديه قديم.

تبيين الحقائق: (٥٣/٥) كتاب المضاربة، ط: امداديه ملتان.

نصب الرايه: (١١٤/٤) كتاب المضاربة، ط: دار نشر الكتب الاسلامية، لاهور.

(٢) أن حكيم بن حزام صاحب رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يشترط على الرجل إذا أعطاه مالاً مقارضة. (نصب الراية: (١١٤/٤) كتاب المضاربة، ط: دار نشر الكتب الإسلامية، لاهور.

سنن الدارقطني: (٢٣/٤) رقم الحديث: ٣٠٣٣، كتاب البيوع، ط: مؤسسة الرسالة.

المبسوط للسرخسي: (١٨/٢٢) كتاب المضاربة، ط: دار المعرفة.

(٣) عن صالح بن صهيب عن أبيه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ثلاث فيهن البركة: البيع إلى أجل والمقارضة وأخلاط البر بالشعير للبيت لا للبيع. (سنن ابن ماجة: (ص:١٦٥) أبواب التجارات، باب الشركة والمضاربة، ط: قديمي)۔

مشكاة المصابيح: (ص:٢٥٤) كتاب البيوع، باب الشركة والوكالة، الفصل الثالث، ط: قديمي.

نصب الراية: (٤٧٥/٣) كتاب الشركة، ط: دار نشر الكتب الإسلامية.

(٤) عن العلاء بن عبد الرحمن بن يعقوب عن أبيه أن عثمان أعطى مالاً مقارضة يعني مضاربة. (نصب الراية: (١١٥/٤) كتاب المضاربة، ط: دار نشر الكتب الإسلامية)

معرفة السنن والآثار للبيهقي: (٣٦٢/٨) رقم الحديث: ١٢٠٦٨، كتاب الصلح، باب القراض، ط: جامعة الدراسات الإسلامية كراتشي)

المبسوط للسرخسي: (١٨/٢٢) كتاب المضاربة، ط: دار المعرفة.

❼ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے زید بن خلید کے ساتھ مضاربت کی۔ [۱]

❽ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بیت المال میں موجود یتیموں کے مال سے بھی مضاربت کے اصولوں پر کاروبار کے لئے رقم دی۔ [۲]

❾ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دو صاحبزادے عبداللہ اور عبیداللہ رضی اللہ عنہما فوجی خدمات کے سلسلہ میں عراق گئے، واپسی پر بصرہ کے گورنر حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے انہیں کچھ رقم دی جو مدینہ پہنچ کر امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے حوالے کرنی تھی اس رقم سے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے دونوں صاحبزادوں نے تجارت کا مال خریدا اور مدینہ طیبہ پہنچ کر نفع پر فروخت کر دیا اور اصل رقم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس جمع کروادی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا "کیا اسی طرح تمام سپاہیوں کو رقم دی گئی تھی یا صرف تمہیں دی گئی کیونکہ تم خلیفہ کے بیٹے تھے؟ انہوں نے کہا صرف ہمیں دی گئی، " آپ نے ان کو تمام رقم نفع سمیت بیت المال میں جمع کروانے کا حکم دیا، حضرت عبیداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اگر یہ رقم ان سے گم ہو جاتی تو پھر انہیں تمام رقم بیت المال میں جمع کروانی پڑتی؟ وہیں پر موجود ایک شخص نے کہا کہ یہ مضاربت کی شکل ہے۔" اس لئے آدھا نفع بیت المال میں جمع ہوا اور آدھا نفع دونوں

---

(۱) وعن حماد، عن ابراهيم، أن ابن مسعود أعطى زيد بن خليد مالاً مقارضة. (معرفة السنن والآثار للبيهقي: (۳۶۲/۸) رقم الحديث: ۱۲۰۶۹، كتاب الصلح، باب القراض، ط: جامعة الدراسات الإسلامية، كراتشي)

نصب الراية: (۱۱۵/٤) كتاب المضاربة، ط: دار نشر الكتب العربية، لاهور.

كتاب الآثار لأبي يوسف.

(۲) عن حميد بن عبدالله بن عبيد الأنصاري، عن أبيه، عن جده، أن عمر بن الخطاب أعطى مال يتيم مضاربة، وكان يعمل به بالعراق. (معرفة السنن والآثار للبيهقي: (۳۶۲/۸) رقم الحديث: ۱۲۰۶۷، كتاب الصلح، باب القراض، ط: جامعة الدراسات الإسلامية كراتشي)

نصب الراية: (۱۱۵/٤) كتاب المضاربة، ط: دار نشر الكتب العربية، لاهور.

التلخيص الحبير: (۱۳۸/۳) كتاب القراض، ط: دار الكتب العلمية.

مضارب کو دیا جائے اس کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے قبول فرمالیا۔ (۱)

مضاربت کی شرائط

مضاربت صحیح ہونے کے لئے چند شرائط ہیں ان میں سے اہم اہم شرائط یہ ہیں:

❶ سرمایہ نقدی یا سونا، چاندی کی صورت میں ہونا چاہئے، تجارت کے مال کے ساتھ مضاربت جائز نہیں، نقدی یا سونا چاندی ضروری ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ تجارت کے مال کی قیمتوں میں کمی بیشی ہوتی رہتی ہے جس کی وجہ سے سرمایہ کے قدر اور منافع کی مقدار بھی تبدیل ہوجاتی ہے جیسے ایک شخص کہتا ہے کہ یہ کپاس یا گندم یا کپڑا ایک ہزار روپے کا ہے یہ کپاس یا گندم یا کپڑا لو، اور اسے مضاربت کی بنا پر فروخت کرو، یہ معاملہ درست نہیں البتہ اگر مضارب سے یہ کہا جائے کہ تجارت کا یہ مال لو اور اس کو فروخت کرنے کے بعد جو سرمایہ حاصل ہو اس کے ساتھ مجھ سے مضاربت کرو تو مضاربت کی یہ صورت جائز ہے۔ (۲)

---

(۱) وروي: أن عبدالله وعبيد الله ابنا عمر رضي الله عنهم، قدما العراق ونزلا على أبي موسى رضي الله عنه. فقال: لو كان عندي فضل مال لأكرمتكما ولكن عندي مال من مال بيت المال فابتاعا به، فإذا قدمتما المدينة فادفعاه إلى أمير المؤمنين رضي الله عنه، ولكما ربحه، ففعلا ذلك، فلما قدما على عمر رضي الله عنه أخبراه بذلك، فقال: "هذا مال المسلمين فربحه للمسلمين" فسكت عبدالله وقال عبيد الله: "لا سبيل لك إلى هذا فإن المال لو هلك كنت تضمننا. قال بعض الصحابة رضوان الله عليهم اجمعين. اجعلهما بمنزلة المضاربين، لهما نصف الربح وللمسلمين نصفه فاستصوبه عمر رضي الله عنه. (المبسوط للسرخسي: (۱۸/۲۲) كتاب المضاربة، ط: دار المعرفة)

نصب الراية: (۱۱۳/٤، ۱۱٤) كتاب المضاربة، ط: دار نشر الكتب الإسلامية.)

موطا امام مالك: (ص: ٦١٦) كتاب القراض، ط: قديمي.

(۲) منها ان يكون رأس المال من الدراهم أو الدنانير عند عامة العلماء فلا تجوز المضاربة بالعروض... ولأن المضاربة بالعروض تؤدي إلى جهالة الربح وقت القسمة لأن قيمة العروض تعرف بالحزر والظن وتختلف باختلاف المقومين والجهالة تفضي إلى المنازعة والمنازعة تفضي إلى الفساد وهذا لايجوز، =

[illegible] مضاربت کے معاہدہ کے وقت سرمایہ کی مقدار معلوم ہونا ضروری ہے تاکہ بعد میں سرمایہ کی مقدار کے بارے میں جھگڑا پیدا نہ ہو۔(۱)

[illegible] مضاربت کے معاہدہ کے وقت سرمایہ دار کے پاس سرمایہ موجود ہونا ضروری ہے اگر مضارب پر قرض ہو تو اس کی بنیاد پر مضاربت کا معاہدہ کرنا درست نہیں البتہ اگر مضارب کو کسی اور شخص سے قرض وصول کر کے مضاربت کا کاروبار شروع کرنے کے لئے کہا جائے تو مضاربت صحیح ہوجائے گی، اور اس صورت میں مضارب قرض وصول کرنے میں سرمایہ دار کا نمائندہ ہوگا۔(۲)

[illegible] معاہدہ کے وقت سرمایہ مضارب کے قبضہ میں دینا ضروری ہے تاکہ وہ

=وقد قالوا: إنه لو دفع إليه عروضاً، فقال له: بعها واعمل بثمنها مضاربة بدراهم أو دنانير وتصرف فيها جاز، لأنه لم يضف المضاربة إلى العروض وإنما أضافها إلى الثمن والثمن تصح به المضاربة. (بدائع الصنائع: (۸۲/۶) كتاب المضاربة، فصل وأما شرائط الركن، ط: سعيد)

الدر المختار مع الرد: (۶۴۷/۵) كتاب المضاربة، ط: سعيد.

شرح المجله لرستم باز: (۵۸۴/۲) المادة: ۱۴۰۹، الكتاب العاشر في أنواع الشركات، الباب السابع في حق المضاربة، الفصل الثاني في بيان شروط المضاربة، ط: مكتبه فاروقيه.

(۱) (يشرط في المضاربة أن يكون رأس المال معلوماً كشركة العقد ايضاً) لئلا يقعا في المنازعة. (شرح المجله لرستم باز: (۵۸۵/۲) المادة: ۱۴۱۱، الكتاب العاشر في أنواع الشركات، الباب السابع، الفصل الثاني، ط: مكتبه فاروقيه.

الدر المختار مع الرد: (۶۴۷/۵) كتاب المضاربة، ط: سعيد.

بدائع الصنائع: (۸۲/۶) كتاب المضاربة، فصل وأما شرائط الركن، ط: سعيد.

(۲) ومنها أن يكون رأس المال عيناً لا ديناً، فإن كان ديناً فالمضاربة فاسدة وعلى هذا يخرج ما إذا كان لرب المال على رجل دين، فقال له: اعمل بديني الذي في ذمتك مضاربة بالنصف أن المضاربة فاسدة بلا خلاف... ولو قال لرجل: اقبض مالي على فلان من الدين واعمل به مضاربة جاز؛ لأن المضاربة هنا أضيفت إلى المقبوض فكان رأس المال عينا لا ديناً. (بدائع الصنائع: (۸۳/۶) كتاب المضاربة، فصل وأما شرائط الركن، ط: سعيد)

وأما المضاربة بدين فإن على المضارب لم يجز، وإن على ثالث جاز. (الدر المختار مع الرد: (۶۴۷/۵) كتاب المضاربة، ط: سعيد.

تحفة الفقهاء: (۲۰/۳) كتاب المضارب، ط: دار الكتب العلمية)

اس میں تصرف کر سکے، اگر یہ کہا جائے کہ سرمایہ دار مضارب کے ساتھ حصہ لے گا تو مضاربت کا معاہدہ منسوخ ہو جائے گا۔ (۱)

⑤ منافع کے بارے میں مضارب کا حصہ منافع کے فیصد یا تناسب کے لحاظ سے معلوم ہونا ضروری ہے مثلاً نفع کا آدھا یا تہائی، یا نفع کا دس فیصد مضارب کو اور نوے فیصد سرمایہ دار کو وغیرہ تو یہ درست ہے، اور اگر یہ کہا جائے کہ اس سرمایہ سے کاروبار کرو، اور منافع میں سے آپ کو دو ہزار ملے گا تو مضاربت کا معاملہ فاسد ہو جائے گا۔

اسی طرح یہ کہنا کہ آدھا نفع اور اس کے علاوہ ایک ہزار تو یہ صورت بھی جائز نہیں۔ (۲)

⑥ مضارب کا حصہ نفع میں سے طے کیا جائے گا اصل سرمایہ میں سے نہیں، مثلاً اگر یہ کہا جائے کہ نصف سرمایہ تمہارا اور منافع سے بھی اتنا اور اتنا حصہ تو یہ درست نہیں اسی طرح مضارب کو نفع میں سے آدھے یا تیسرے حصہ کے علاوہ ماہانہ تنخواہ بھی ملے گی، یہ شرط بھی درست نہیں، اس صورت میں شرط باطل ہو جائے گی اور مضاربت کا معاہدہ صحیح رہے گا اور مضارب کو تنخواہ نہیں ملے گی البتہ نفع میں سے متعینہ حصہ ملے گا۔

---

(۱) (وكونه مسلماً إلى المضارب) ليمكنه التصرف. وفي الشامية: قوله: مسلماً) فلو شرط رب المال أن يعمل مع المضارب لاتجوز المضاربة. (الدر المختار مع الرد: (۵/۶۴۸) كتاب المضاربة، ط: سعيد)

بدائع الصنائع: (۶/۸۴) كتاب المضاربة، فصل وأما شرائط الركن، ط: سعيد.

البحر الرائق: (۷/۴۴۹) كتاب المضاربة، ط: رشيديه.

(۲) (وكون الربح بينهما شائعاً) فلو عين قدراً فسدت. (الدر المختار: (۵/۶۴۸) كتاب المضاربة، ط: سعيد)

ومنها أن يكون المشروط لكل واحد منهما من المضارب ورب المال من الربح جزء أشائعاً نصفاً أو ثلثاً أو ربعاً فإن شرطا عدداً مقرراً بأن شرطا أن يكون لأحدهما مائة درهم من الربح أو أقل أو أكثر والباقي للآخر لايجوز والمضاربة فاسدة... وكذلك إن شرطا أن يكون لأحدهما النصف أو الثلث ومائة درهم أو قالا: إلا مائة درهم فإنه لايجوز كما ذكرنا أنه شرط يقطع الشركة في الربح. (بدائع الصنائع: (۶/۸۶) كتاب المضاربة، فصل وأما شرائط الركن، ط: سعيد.)

مجمع الأنهر: (۳/۴۴۶) كتاب المضاربة، ط: دار الكتب العلمية)

اور اگر یہ شرط رکھی کہ مضارب کو رہنے کو مکان یا زراعت کے لئے زمین بھی دی جائے گی تو مضاربت کا معاہدہ فاسد ہو جائے گا۔ (۱)

⑦ اگر مضارب کے پاس سرمایہ کاری کا مال یا مالی ذرائع رہن کے طور پر موجود ہوں اور سرمایہ دار نے مضارب سے قرض لے رکھا ہو تو ایسے سرمایہ پر مضاربت درست نہیں۔ (۲)

مضاربت کی مدت

مضاربت کے معاہدہ کی مدت کے بارے میں یہ باتیں ذہن میں رہیں:

❶ مضاربت میں سرمایہ دار اور مضارب میں سے کوئی ایک فریق یا دونوں فریق جب بھی چاہیں مضاربت کے معاہدہ کو منسوخ کر سکتے ہیں، اگر مضاربت کے معاہدہ میں دو سے زائد افراد شامل ہیں تو باقی افراد مضاربت کے معاہدہ کو برقرار رکھ سکتے ہیں۔ (۳)

---

(۱) وذكر محمد في المضاربة إذا قال رب المال للمضارب: لك ثلث الربح وعشرة دراهم في كل شهر ما عملت في المضاربة صحت المضاربة من الثلث وبطل الشرط... وعلى هذا الأصل قال محمد: فيمن دفع ألفاً مضاربة على أن الربح بينهما نصفين على أن يدفع إليه رب المال أرضه يزرعها سنة أو داراً يسكنها سنة فالشرط باطل والمضاربة صحيحة لأنه ألحق بها شرطاً فاسداً لا تقتضيه فبطل الشرط. ولو كان المضارب وهو الذي شرط عليه أن يدفع أرضه ليزرعها رب المال سنة أو يدفع داره إلى رب المال ليسكنها سنة فسدت المضاربة؛ لأنه جعل نصف الربح عوضاً عن عمله وعن أجرة الدار والأرض فصارت حصة العمل مجهولة العقد فلم يصح العقد. (بدائع الصنائع: (۸٦/٦) كتاب المضارب، فصل وأما شرائط الركن، ط: سعيد)

التبيين الحقائق: (۵/۵۵) كتاب المضاربة، ط: امداديه ملتان.

المبسوط للسرخسي: (۱۷/۲۲) كتاب المضاربة، ط: دار المعرفة.

(۲) انظر الى الحاشية السابقة رقم: ۲، على الصفحة السابقة رقم: ۲۲۲۔ (ومنها ان يكون رأس المال)

(۳) وأما صفة هذا العقد فهو أنه عقد غير لازم ولكل واحد منهما أعني رب المال والمضارب الفسخ. (بدائع الصنائع: (۱۰۹/٦) كتاب المضاربة، فصل وأما صفة هذا العقد، ط: سعيد)=

مضاربت کا معاہدہ ایک خاص عرصہ کے لئے بھی کیا جاسکتا ہے اور لا محدود مدت کے لئے بھی کیا جاسکتا ہے۔[۱]

اگر مضاربت کا معاہدہ دو افراد کے درمیان ہے تو کسی ایک فریق کی موت سے معاہدہ ختم ہوجاتا ہے۔[۲] البتہ دو سے زائد افراد ہونے کی صورت میں مضاربت کے معاہدہ کو باقی افراد جاری رکھ سکتے ہیں۔[۳]

= وكما أن لرب المال عزل المضارب فللمضارب أيضا عزل نفسه لأنه كما ذكر أن المضاربة من العقود الغير اللازمة على الطرفين. (درر الحكام شرح مجلة الأحكام: (۳/٤٥٦) شرح المادة: ١٤٢٤، كتاب الشركة، الباب السابع: حق المضاربة، كون المضاربه تنفسخ بعشرة اسباب، ط: دار الجيل)

الفقه الإسلامي وأدلته: (٥/٣٩٢٦) القسم الثالث: العقود أو التصرفات المدنية المالية، الفصل الخامس: الشركات، المبحث الثاني، المطلب الأول... صفة عقد المضاربة، ط: رشيديه.

وتبطل المضاربة بموت أحدهما. (الدر المختار مع الرد: (٥/٦٥٤) كتاب المضاربة، باب المضارب يضارب، ط: سعيد)

مجمع الأنهر: (۳/٤٥٦) كتاب المضاربة، باب المضارب يضارب، ط: دار الكتب العلمية.

(۱) وجزم في الخانية بأنها تتوقت حيث قال: والتوقيت ليس بشرط لصحة هذه الشركة والمضاربة، وإن وقتا لذلك وقتا بأن قال: ما اشتريت اليوم فهو بيننا صح التوقيت، فما اشتراه بعد اليوم يكون للمشتري خاصة، وكذا لو وقت المضاربة لأنها والشركة توكيل والوكالة مما يتوقت... اه (شامي: (۳/۳۱۲)، كتاب الشركة، مطلب توقيت الشركة روايتان، ط: سعيد).

فتاوى قاضيخان على هامش الهندية: (۳/۶۱۳)، كتاب الشركة، فصل في شركة العنان، ط: رشيديه)

مجمع الضمانات: (۱/۲۹۸)، باب مسائل الشركة، الفصل الثالث في شركة العنان، ط: دار الكتاب الإسلامي.

(۲) وتبطل المضاربة بموت أحدهما. (الدر المختار مع الرد: (٥/٦٥٤) كتاب المضاربة، باب المضارب يضارب، ط: سعيد)

مجمع الأنهر: (۳/٤٥٦) كتاب المضاربة، باب المضارب يضارب، ط: دار الكتب العلمية.

الاختيار لتعليل المختار: (۳/۲۳)، كتاب المضاربة، فصل، ط: دار الكتب العلمية.

(۳) فلو كانوا ثلاثة فمات أحدهم حتى انفسخت في حقه لا تنفسخ في حق الباقين، بحر عن الظهيرية. (شامي: (٤/٣٢٧) كتاب الشركة، مطلب يرجع القياس، ط: سعيد)

البحر الرائق: (٥/٢٠٨) كتاب الشركة، فصل في الشركة الفاسدة، ط: رشيديه.

الفتاوى التاتارخانية: (٧/٤٧٦) كتاب الشركة، الفصل الثالث في شركة المفاوضة، ط: مكتبة فاروقيه.

(۱۶) مضاربت کے معاہدہ کو پہلے سے طے شدہ شرائط پر مسلسل جاری رکھا جاسکتا ہے مثال کے طور پر مضاربت کا معاملہ ایک معین عرصہ کے لئے کیا گیا اور جو کام شروع کیا گیا وہ مقررہ مدت سے قبل ہی ختم ہوگیا، اس صورت میں مضارب سرمایہ کو بقیہ عرصہ کے لئے دوسرے کاروبار میں لگا سکتا ہے البتہ اس صورت میں نفع نقصان کے حوالہ سے فقہاء کرام میں اختلاف ہے۔ (۱)

مضاربت کے احکام

سرمایہ دار کسی مضارب کے ساتھ مل کر اسے مال حوالہ کر کے جو کاروبار کرتا ہے شریعت میں اس کے بھی کچھ احکام ہیں:

(۱) مضارب کو مال حوالہ کئے جانے کے بعد کاروبار شروع کرنے سے پہلے تک اس سرمایہ کی حیثیت امانت کی ہے، اور امانت کی حفاظت مضارب کی ذمہ داری ہے، اور جب سرمایہ دار اس رقم کو واپس مانگے تو اس کی واپسی بھی مضارب کی ذمہ داری ہے البتہ نقدی مال ضائع ہوجانے کی صورت میں مضارب پر ضمان یا جرمانہ لازم نہیں ہوگا۔ (۲)

(۲) مضاربت کا کاروبار شروع کرنے کے بعد مضارب سرمایہ دار کا وکیل

---

(۱)

(۲) (وحكمها) أنواع؛ لأنها (ايداع ابتداء... وتوكيل مع العمل... وشركة إن ربح وغصب إن خالف وإن أجاز) رب المال (بعده) لصيرورته غاصباً بالمخالفة (وإجارة فاسدة إن فسدت، فلا ربح للمضارب (حينئذ بل له أجر) مثل (عمله... ودفع المال إلى آخر مع شرط الربح) كله (للمالك بضاعة) فيكون وكيلاً متبرعاً (ومع شرطه للعامل قرض) لقلة ضرره. وفي الشامية: قوله: ايداع ابتداء) قال الخير الرملي: سيأتي أن المضارب يملك الايداع في المطلقة مع ما تقرر أن المودع لايودع، فالمراد في حكم عدم الضمان بالهلاك، وفي احكام مخصوصة لافي كل حكم فتأمل. (الدر المختار مع الرد: (۶۴۶/۵) كتاب المضاربة، ط: سعيد)=

بن جاتا ہے۔ [۱]

(۶) کاروبار میں منافع ہونے کی صورت میں مضارب شریک بھی بن جاتا ہے اور اس کو معاہدہ کے مطابق طے شدہ نسبت سے معین منافع ملے گا۔ [۲]

(۷) اگر کسی سے مضاربت کا معاہدہ منسوخ ہوجائے تو اس صورت میں یہ مضاربت کا معاہدہ نہیں ہوگا بلکہ روزگار کے معاہدہ کی شکل اختیار کرے گا، اور مضارب کی حیثیت ملازم کی ہوجائے گی، نفع ہو یا نقصان دونوں سرمایہ دار کا ہوگا او مضارب کو ملازم کی حیثیت سے اجرت مثل ملے گی۔ [۳]

(۸) اگر مضارب مضاربت کے معاہدہ کی شرائط میں سے کسی شرط کو تسلیم نہیں کرے گا تو وہ غاصب ہوگا اور اس پر اصل سرمایہ کی واپسی کی ذمہ داری ہوگی۔ [۴]

(۹) اگر مضاربت کے معاہدہ کی ایک شرط یہ ہو کہ سارا کا سارا منافع مضارب کو ملے گا تو یہ مضاربت کا معاہدہ نہیں ہوگا، اس صورت میں مضارب کی حیثیت مقروض کی ہوگی، اور یہ معاملہ قرض کا معاملہ ہوجائے گا۔ نفع اور نقصان کی ذمہ داری مضارب کی ہوگی، اور سرمایہ دار کا سرمایہ واپس کرنا مضارب پر ہوگا۔ [۵]

(۱۰) اور اگر مضاربت کے معاہدہ میں یہ شرط ہو کہ سارے کا سارا منافع مالک کا ہوگا تو یہ معاملہ ''عقد بضاعۃ'' کا ہوگا۔ [۶]

مضاربت کے ارکان

(۱) ایجاب۔ (۲) قبول۔

اس کے لئے ایسے الفاظ کی ضرورت ہے جو دونوں جانب سے مضاربت

= مجمع الأنهر: (۳/۴۴۴) كتاب المضاربة، ط: دار الكتب العلمية.

البحر الرائق: (۷/۴۴۹) كتاب المضاربة، ط: رشيديه.

(۱، ۲، ۳، ۴، ۵، ۶) انظر الى الحاشية السابقة رقم: ۲، على الصفحة السابقة.

کے معاہدہ پر رضامندی کو ظاہر کریں، مثلاً ایک فریق کہتا ہے کہ یہ رقم لو اور اس سے مضاربت کرو، یا میری یہ رقم مضاربت کے لئے لے لو، اس پر جو فائدہ اور نفع ہوگا وہ ہم آدھا آدھا یا جس نسبت سے طے ہو تقسیم کرلیں گے، اور جواب میں مضارب کہے کہ میں نے یہ رقم لے لی، یا میں اس معاہدہ پر راضی ہوں، یا میں نے آپ کی یہ پیشکش قبول کی تو مضاربت کا عقد ان دونوں میں قائم ہوجائے گا۔ (۱)

مضاربت میں ایک فریق کے لئے خصوصی نفع مقرر کرنا

مضاربت میں کسی ایک فریق کے لئے نفع کی کچھ مقدار الگ طور پر متعین کرنا جائز نہیں ہے مثلاً تجارت میں جو بھی نفع ہوگا اس میں سے ۲۰٪ فیصد پہلے رب المال کو ملے گا پھر اس کے بعد ۸۰% فیصد جو باقی رہے گا وہ مضارب اور رب المال کے درمیان معاہدہ کے مطابق تقسیم ہوگا۔

یا جو نفع ہوگا اس میں سے سرمایہ کا بیس فیصد رب المال کو ملے گا، اور بیس فیصد کے اوپر جو مزید نفع ہوگا، اس میں مضارب اور مالک دونوں شریک ہوں۔

یا نفع کی کوئی خاص مقدار مستثنیٰ کرنے کے بعد باقی نفع کو مضارب اور مالک کے درمیان معاہدہ کے مطابق تقسیم کیا جائے۔

---

(۱) ركن المضاربة الإيجاب والقبول، مثلاً إذا قال رب المال للمضارب: خذ رأس المال هذا مضاربة واشتغل واعمل على أن يقسم ربحه بيننا مناصفة أو ثلثين وثلثاً. أو قال قولاً يفيد معنى المضاربة كقوله: خذ هذه النقود واجعلها رأس مال والربح مشترك بيننا على نسبة كذا، وقبل المضارب، تنعقد المضاربة. (شرح المجلة لرستم باز: (۵۸۳/۲) المادة: ۱۴۰۵، الكتاب العاشر في أنواع الشركات، الباب السابع في حق المضاربة، الفصل الأول، ط: مكتبه فاروقيه)

وركنها الإيجاب والقبول وهو أن يقول: دفعت إليك هذا المال مضاربة أو معاملة، أو خذ هذا المال واعمل فيه مضاربة على أن ما رزق الله من شيء فهو بيننا نصفان فيقول المضارب: قبلت أو أخذت، أو رضيت. (الجوهرة النيرة: (۳۵۰/۲) كتاب المضاربة، ط: حقانيه).

مجمع الأنهر: (۴۴۳/۳) كتاب المضاربة، ط: دار الكتب العلمية.

یہ تمام صورتیں ناجائز ہیں، اسی طرح کسی ایک فریق کے لئے راس المال (سرمایہ) کا فیصد مقرر کرنا بھی ناجائز ہے۔ (۱)

مضاربت میں دفتری کارروائی کے مصارف

مضارب، مضاربت میں تجارت کے کام میں سرمایہ لگانے والے کی طرف سے وکیل ہوتا ہے اس لئے مضاربت کے تمام اخراجات سرمایہ لگانے والے کے سرمایہ سے ادا کئے جائیں گے، پھر اگر تجارت میں نفع ہوا تو سب سے پہلے اصل سرمایہ پورا کیا جائے گا، پھر اس کے بعد باقی نفع مضارب اور سرمایہ لگانے والے کے درمیان معاہدے کے مطابق تقسیم کیا جائے گا، اور اگر تجارت میں نفع نہیں ہوا تو

---

(۱) الثاني أن يكون جزءا شائعا قل أو كثر كالنصف او الثلث، لأن الشركة في الربح إنما يتحقق به حتى لو شرط لأحدهما مائة من الربح مثلاً أو مائة مع الثلث أو الثلث الا مائة، والباقي للآخر لم تجز المضاربة، لأنه يؤدي إلى قطع الشركة في الربح لجواز أن لا يربح الا ذلك القدر، "زيلعي"، وحاشية للشلبي۔ الثالث أن يكون المشروط للمضارب مشروطا من الربح حتى لو شرط شيئا من رأس المال أو منه ومن الربح فسدت المضاربة كما في الهندية عن المحيط۔ (شرح المجلة للأتاسي: (۳۳۳/۴) المادة: ۱۴۱۱، الكتاب العاشر في أنواع الشركات، الباب السابع، الفصل الثاني في بيان شروط المضاربة، ط: رشيديه)

المضاربة تفسد بأشياء منها إذا شرط لأحدهما من الربح ما يقطع الشركة نحو أن يجعل له دراهم مسماة مائة أو أقل أو أكثر فسدت۔ (قاضيخان على هامش الهندية: (۱۶۱/۳) كتاب المضاربة، ط: رشيديه)

بدائع الصنائع: (۸۶/۶) كتاب المضاربة، فصل وأما بيان حكم المضاربة، ط: سعيد۔)

ومن شرائطها: أن يكون الربح بينهما مشاعا لا يستحق أحدهما دراهم مسماة من الربح؛ لأن شرط ذلك يقطع الشركة بينهما، ولا بد منها كما في عقد الشركة۔ الهداية۔

وفي فتح القدير: لأن اشتراط دراهم مسماة لأحد يتمشى في صور متعددة مذكورة في معتبرات الفتاوى كالبدائع والذخيرة وغيرهما: منها ان شرطا أن يكون لأحدهما مائة درهم من الربح أو أقل أو أكثر والباقي للآخر، ومنها: أن شرطا لأحدهما نصف الربح أو ثلثه ويزداد عشرة، وفي كل ذلك تفسد المضاربة بناء على أن كل واحد من الشروط المزبورة يقطع الشركة في الربح لأنه ربما لا يربح الا القدر المسمى أو أقل كما صرحوا به۔ (الهداية مع فتح القدير: (۲۱۸/۷) كتاب المضاربة، ط: رشيديه)

مضارب کے ذمہ کچھ لازم نہیں ہوگا، اور مضارب کو بھی عمل کا بدل نہیں ملے گا۔ [1]

مضاربت میں شرط رکھی

اگر مضاربت میں سرمایہ دار نے ماہانہ یا سالانہ کسی مخصوص رقم کی شرط رکھی،

---

(۱) (ویملک المضارب فی المطلقة) التی لم تقید بمکان أو زمان أو نوع البیع... والشراء والتوکیل بهما، والسفر برا أو بحرا... والابضاع) أی دفع المال بضاعة... ویملک الایداع والرهن والارتهان والاجارة والاستئجار) الدر المختار۔ وفی رد المحتار: (قوله والاستئجار) أی استئجار العمال للأعمال والمنازل لحفظ الأموال والسفن والدواب... والأصل أن التصرفات فی المضاربة ثلاثة أقسام: قسم هو من باب المضاربة، وتوابعها فیملکه من غیر أن یقول له اعمل ما بدا لک کالتوکیل بالبیع والشراء والرهن والارتهان والاستئجار والایداع والابضاع والمسافرة۔ (الدر مع الرد: (۶۴۸/۵) کتاب المضاربة، ط: سعید)

وفیه أیضا: ویأخذ المالک قدر ما انفقه المضارب من رأس المال ان کان ثمة ربح، فان استوفاه أو فضل شیئ من الربح اقتسماه علی الشرط؛ لأن ما انفقه یجعل کالهالک، والهالک یصرف إلی الربح وإن لم یظهر ربح فلا شیئ علیه أی المضارب۔ وفی رد المحتار: قوله: ویأخذ أی من الربح، قوله من رأس)... وحاصل المسئلة أنه لو دفع له ألفا مثلاً فأنفق المضارب من رأس المال مائة وربح مائة، یأخذ المالک الربح بدل المائة التی انفقها المضارب لیستوفی المالک جمیع رأس ماله، فلو کان الربح فی هذه الصورة مائتین یأخذ مائة بدل النفقة ویقتسمان المائة الثانیة۔ (الدر مع الرد: (۶۵۸/۵) کتاب المضارب، باب المضارب یضارب، فصل فی المتفرقات، ط: سعید)

وللمضارب أن یعمل ما هو من عادات التجار وهو... واستئجار الاجراء لحفظ المال واستئجار الدواب للحمل واستئجار المکان والسفر۔ (قاضیخان علی هامش الهندیة: (۱۶۶/۳) فصل فیما یجوز للمضارب علی المضاربة، ط: رشیدیه

الهندیة: (۳۱۳/۴) کتاب المضاربة، الباب الثانی عشر فی نفقة المضارب، ط: رشیدیه۔

شرح المجلة للأتاسی: (۳۶۳/۴) المادة: ۱۴۲۷، الکتاب العاشر فی أنواع الشرکات، الباب السابع، الفصل الثالث: فی بیان احکام المضاربة، ط: رشیدیه۔

وفی المضاربة الصحیحة، إن لم یکن ربح فلا شئ للمضارب، لأنه عامل لنفسه فلا یستحق الأجر۔ (تحفة الفقهاء: (۲۵/۳) کتاب المضاربة، قبیل کتاب الصرف، ط: دار الکتب العلمیه)

هذا إذا کان فی المضاربة ربح، فإن لم یکن فیها ربح فلا شئ للمضارب؛ لأن الشرط قد صح فلا یستحق إلا ما شرط وهو الربح ولم یوجد۔ (بدائع الصنائع: (۱۰۸/۶) کتاب المضاربة، فصل وأما بیان حکم المضاربة، ط: سعید)

خواہ منافع کم ہو یا زیادہ، منافع ہو یا نہ ہو، یا سرمایہ کے تحفظ کی شرط رکھی، یا مضارب نے کوئی شرط رکھی، تو ان تمام صورتوں میں مضاربت فاسد ہوجائے گی۔ (۱)

مضاربت میں مالک بلا شرط عمل کرے

اگر عقد مضاربت میں مالک پر کام کرنے کی شرط نہیں تھی، اور مالک نے مضاربت کی رقم مضارب کو حوالہ کردی اور اجنبی کی طرح ہوگیا، پھر اس کے بعد مالک مضارب کی مدد کرتا ہے، یا تبرع اور احسان کے طور پر مضارب کے ساتھ کام بھی کرتا ہے تو یہ جائز اور درست ہے اسکی وجہ سے عقد مضاربت فاسد نہیں ہوگا۔ (۲)

مضاربت میں مالک کا ملازم بن کر کام کرنا

اگر عقد مضاربت منعقد ہونے کے بعد مضارب نے رب المال کو تنخواہ دار ملازم رکھا تو مضاربت فاسد ہوجائے گی، ہاں تنخواہ کے بغیر معاون کے طور پر کام

---

(۱) انظر الی الحاشیة السابقة رقم: ۱، علی الصفحة رقم: ؟؟؟؟۔ (الثانی أن یکون جزءًا شائعًا)

(۲) فإن دفع شیئًا من مال المضاربة إلی ربّ المال بضاعةً، فاشتری رب المال و باع فهو علی المضاربة (أی لایفسد المضاربة)... ؛ لأن التخلیة فیه قد تمت وصار التصرف حقا للمضارب، فیصلح رب المال وکیلاً عنه فی التصرف، والابضاع توکیل منه فلایکون استردادًا بخلاف شرط العمل علیه فی الابتداء؛ لأنه یمنع التخلیة۔ (الهدایة: (۲۶۶/۳) کتاب المضاربة، باب المضارب یضارب، ط: رشیدیه)

ان الواجب هو التخلیة وقد تمت فصار التصرف حقا للمضارب، وله أن یؤکل و ربّ المال صالح لذلک، والابضاع توکیل لأنه استعانة، ولما صح استعانة المضارب بالأجنبی، فرب المال أولی لکونه اشفق علی المال فلایکون استردادًا، بخلاف شرط العمل علیه ابتداءً؛ لأنه یمنع التخلیة، فإن قیل: ربّ المال لایصلح وکیلاً؛ لأنّ الوکیل من یعمل فی مال غیره، وربّ المال لایعمل فی مال غیره بل فی ماله۔ أجیب بأن رب المال بعد التخلیة صار کالأجنبی عن المال فجاز توکیله۔ (شرح العنایة بهامش فتح القدیر: (۴۷۳/۸) کتاب المضاربة، باب المضارب یضارب، ط: دار الفکر)

ولم یشترط عمله ثم استعان به علی العمل أو دفع المال بضاعة جاز؛ لأنّ الاستعانة لاتوجب خروج المال عن یده وسواء کان المالک عاقدًا أو غیر عاقد۔ (بدائع الصنائع: (۸۵/۶) کتاب المضاربة، فصل وأما شرائط الرکن، ط: سعید)

کرنے کی گنجائش ہے۔[۱]

مضاربت میں مالک کے لئے ماہانہ متعین رقم طے کرنا

مضاربت میں مالک کے لئے ماہانہ متعین رقم طے کرنا جائز نہیں ہے اس سے مضاربت فاسد ہوجاتی ہے، اور مالک کے لئے رقم سود کے مشابہ ہونے کی وجہ سے وصول کرنا حرام ہوتا ہے۔

مثلاً زید نے عمرو کو تجارت کے لئے ایک دکان فراہم کردی، اور کل سرمایہ بھی زید نے عمرو کو دے دیا، اور عمرو صرف کاروبار کرے گا، لیکن زید نے یہ شرط لگائی کہ کاروبار میں نفع ہو یا نہ ہو ماہانہ دس ہزار عمرو سے وصول کرے گا تو یہ مضاربت فاسد ہے، اور ماہانہ متعین رقم سود کے مشابہ ہونے کی وجہ سے لینا حرام ہے۔[۲]

---

(۱) وقد قالوا فی المضارب: إذا دفع المال إلی ربّ المال مضاربة بالثلث فالمضاربة الثانیة فاسدة، والمضاربة الأولیٰ علی حالها جائزة والربح بین رب المال و بین المضارب علی ماشرطا فی المضاربة الأولیٰ ولا أجر لربّ المال،... أمّا فساد المضاربة الثانیة فلأنّ ید رب المال ید ملک وید الملک مع ید المضارب لایجتمعان فلاتصلح المضاربة الثانیة وبقیت المضاربة الأولیٰ علی حالها... لأنّ رب المال یصیر معینا للمضارب والاعانة لاتوجب إخراج المال عن یده فیبقی العقد الأوّل ولا أجر لربّ المال؛ لأنّه عمل فی ملک نفسه فلایستحق الأجر۔ (بدائع الصنائع: (۸۵/۶) کتاب المضاربة، فصل وأما شرائط الرکن، ط: سعید)

شرح المجلة للأتاسی: (۳۳۱/۴) المادة: ۱۴۱۰، الکتاب العاشر فی أنواع الشرکات، الباب السابع، الفصل الثانی: فی بیان شروط المضاربة، ط: رشیدیه۔

حاشیة الشلبی علی التبیین: (۷۰/۵) کتاب المضاربة، باب المضارب یضارب، ط: امدادیه ملتان۔

(۲) ومن شرطها (المضاربة) أن یکون الربح بینهما مشاعا لایستحق أحدهما دراهم مسماة من الربح؛ لأنّ شرط ذلک یقطع الشرکة بینهما ولا بدّ منها کما فی عقد الشرکة، فإن شرط زیادة عشرة فله أجر مثله لفساده فلعله لایربح الا هذا القدر فیقطع الشرکة فی الربح۔ (الهدایة: (۲۵۶/۳) کتاب المضاربة) ط: رشیدیه۔

ومن شرط المضاربة أن یکون الربح بینهما مشاعا ومعناه أن لایستحق أحدهما دراهم من الربح مسماة؛ لأنّ شرط ذلک ینافی الشرکة المشروطة لجوازها، والمنافی لشرط جواز الشیء مناف له، وإذا ثبت أحد المتنافیین انتفی الآخر، کما إذا ثبت الوجود انتفی العدم۔ (العنایة: شرح الهدایة علی هامش فتح القدیر: (۴۴۸/۸) کتاب المضاربة، ط: دار الفکر)=

مضاربت میں مختلف لوگوں کی رقم ملالینا

بعض مضارب مختلف لوگوں سے مضاربت پر رقم لے کر سب کو ملا لیتے ہیں، اسکے بارے میں حکم یہ ہے کہ اگر اس علاقے کے لوگوں کو معلوم ہے کہ مضارب اس طرح لوگوں سے رقم لے کر تجارت کرتا ہے یا یہی عرف ورواج ہے تو یہ جائز ہے، اور اگر اس علاقے میں ایسا عرف ورواج نہیں ہے تو سرمایہ دینے والے کی اجازت کے بغیر دوسرے لوگوں کی رقم کے ساتھ ملانا جائز نہیں ہوگا۔ (۱)

= ومنها أن يكون المشروط لكل واحد من المضارب ورب المال من الربح جزءا شائعا نصفا أو ثلثا أو ربعا فإن شرطا عددًا مقدرًا بأن شرطا أن يكون لأحدهما مائة دراهم من الربح أو أقل أو أكثر والباقي للآخر لايجوز، والمضاربة فاسدة؛ لأن المضاربة نوع من الشركة وهي الشركة في الربح وهذا شرط يوجب قطع الشركة في الربح لجواز أن لايربح المضارب الا هذا القدر المذكور فيكون ذلك لأحدهما دون الآخر فلاتتحقق الشركة، فلايكون التصرف مضاربة۔ (بدائع الصنائع: (۸۵/۶) كتاب المضاربة، فصل وأما شرائط الركن، ط:سعيد)

الدر مع الرد: (۶۴۸/۵) كتاب المضاربة، ط:سعيد۔

الهندية: (۲۸۷/۴) كتاب المضاربة، ط:رشيديه۔

البحر الرائق: (۲۶۴/۷) كتاب المضاربة، ط:دار المعرفة۔

الفتاوى السراجية: (ص: ۵۳۱) كتاب المضاربة، باب ما يجوز من المضاربة وما لا يجوز، ط: دار الكتب العلمية۔

الاختيار لتعليل المختار: (۲۰/۳) كتاب المضاربة، ط: دار الكتب العلمية۔

(۱) ولايملك المضاربة والشركة والخلط بمال نفسه الا باذن۔ الدر المختار۔ وفي رد المحتار: قوله: والخلط بمال نفسه أى أو غيره كما في البحر الا أن تكون معاملة التجار في تلك البلاد ان المضاربين يخلطون، ولاينهونهم، فإن غلب التعارف بينهم في مثله وجب ان لايضمن كما في التاتارخانية۔ (شامي: (۶۴۹/۵) كتاب المضاربة، ط:سعيد)

الفتاوى الهندية: (۲۹۳/۴) كتاب المضاربة، الباب الرابع فيما يملك المضارب من التفرقات، ط: رشيديه۔

شرح المجله لسليم رستم باز: (۲/ ۵۸۹) رقم المادة: ۱۴۱۵، الكتاب العاشر في أنواع الشركات، الباب السابع، الفصل الثالث في بيان أحكام المضاربة، مكتبه فاروقيه۔

مضاربت میں ملازم کی تنخواہ کا حکم

233 مضاربت میں ملازم کی تنخواہ مضاربت کے مال سے ادا کی جائے گی، اس کے بعد جو نفع باقی رہے گا وہ مضارب اور رب المال کے درمیان معاہدے کے مطابق تقسیم ہوگا اور اگر تجارت میں نفع نہیں ہوا تو اصل سرمایہ سے ملازم کی تنخواہ ادا کی جائے گی مضارب اپنے جیب سے ملازم کی تنخواہ دینے کا ذمہ دار نہیں ہوگا۔ (۱)

مضاربت میں نفع متعین نہ ہو

اگر مضاربت میں منافع کی فیصد مقرر نہ ہو تو مضاربت فاسد ہو جاتی ہے، اور مضارب کو اجرت مثل (عام طور پر اس کام کی جو اجرت دی جاتی ہے) ملتی ہے۔

مثلاً زید نے عمرو کو کاروبار کے لئے رقم دی، لیکن منافع میں سے کس کو کتنا ملے گا وہ مقرر نہیں ہوا تو مضاربت فاسد ہو جائے گی اور عمرو کو اجرتِ مثل ملے گی۔ (۲)

---

(۱) وله الابضاع والايداع واستئجار العمال للأعمال، واستئجار المنازل لحفظ الأموال واستئجار السفن والدواب، وله أن يرهن ويرتهن لها۔ (البحر الرائق: (۲۶۴/۷) كتاب المضاربة، ط: دار المعرفه، بيروت)

لأن ربح أخذ المالك ما أنفق من رأس المال أي ما أنفقه المضارب فإذا استوفى رأس ماله وفضل شيئ اقتسماه؛ لأن ما أنفقه يجعل كالهالك، وأشار المصنف إلى أن للمضارب أن ينفق على نفسه من مال المضاربة في السفر قبل الربح وإلى أن لو لم يظهر ربح لا شيئ على المضارب۔ (البحر الرائق: (۲۷۰/۷) كتاب المضاربة، باب المضارب يضارب، ط: دار المعرفه، بيروت)

وسبيل النفقة أن يحتسب من الربح ان كان، وإن لم يكن فهي من رأس المال۔ (الهندية: (۳۱۳/۴) ط: ماجديه)

على كل حال يكون الضرر والخسارة على رب المال، وإذا شرط كونه مشتركا عليه وعلى المضارب فلا يعتبر ذلك الشرط؛ لأن هذا الشرط زائد لا يوجب قطع الشركة في الربح ولا الجهالة به فلا يكون مفسدا ويبطل الشرط۔ (شرح المجلة للأتاسي: (۳۶۳/۴)، المادة: ۱۴۲۸) الكتاب العاشر في انواع الشركات، الباب السابع، الفصل الثالث في احكام المضاربة، ط: رشيديه)

(۲) يشترط في المضاربة كشركة العقد كون رأس المال معلوما وتعيين حصة العاقدين من الربح جزءا=

مضاربت میں نفع نقصان

مضاربت میں نفع ونقصان کے بارے میں تفصیلات یہ ہیں:

❶ شراکت میں نقصان سرمایہ کے تناسب سے سرمایہ کے مالکان کو برداشت کرنا ہوتا ہے چونکہ مضاربت میں سرمایہ ایک فریق کا ہوتا ہے اور محنت دوسرے فریق کی ہوتی ہے لہٰذا نقصان کی ذمہ داری بھی اسی سرمایہ دار پر ہوتی ہے یعنی کاروبار میں جو نقصان ہوگا وہ پہلے نفع سے پورا کیا جائے گا اگر اس سے پورا نہ ہو تو سرمایہ دار کے سرمایہ سے پورا کیا جائے گا۔(۱)

❷ نفع کی تقسیم مضاربت کے معاہدہ میں طے شدہ نسبتوں سے ہوگی، کسی

=شایعا کالنصف والثلث... وقول هذه المادة: وتعيين حصة العاقدين من الربح الخ۔ يتضمن اشتراط ثلاثة أمور، الأول: أن يكون نصيب كل منهما من الربح معلوما حتى لو كان مجهولا بأن شرط للمضارب جزءا أو شيئا أو ردد بين النصف والثلث مثلا تكون فاسدة؛ لأن الربح هو المعقود عليه وجهالته توجب فساد العقد۔ (شرح المجلة للأتاسي: (۳۳۲/۴)، المادة: ۱۴۱۱، الكتاب العاشر في أنواع الشركات، الباب السابع، الفصل الثاني في بيان شروط المضاربة، ط: رشيديه۔

🗀 وكل شرط يوجب جهالة في الربح يفسده لاختلال مقصوده۔ (الهداية: (۲۵۶/۳) كتاب المضاربة) ط: رشيديه)

🗀 الدر مع الرد: (۶۴۸/۵) كتاب المضاربة، ط: سعيد۔

🗀 الربح هو المعقود عليه وجهالة المعقود عليه توجب فساد العقد۔ (الكفاية في شرح الهداية على هامش فتح القدير: (۴۲۰/۷) كتاب المضاربة، ط: رشيديه)

(۱) (وما هلك من مال المضاربة يصرف إلى الربح) لأنه تبع (فإن زاد الهالك على الربح لم يضمن) ولو فاسدة من عمله، لأنه أمين. (الدر المختار مع الرد: (۶۵۶/۵) كتاب المضاربة، باب المضارب يضارب، ط: سعيد)

🗀 قوله: وما هلك من مال المضاربة يصرف إلى الربح) أقول: وكذلك ما هلك من مال الشركة فيصرف إلى الربح... فإذا زاد الهالك على الربح فهو عليهما بقدر ماليهما (تكملة رد المحتار: (۴۴۶/۸) كتاب المضاربة، باب المضارب، ط: سعيد.

🗀 مجمع الأنهر: (۴۵۸/۳) كتاب المضاربه، باب المضارب يضارب، ط: دار الكتب العلميه.

بھی فریق کے لئے نفع میں سے کوئی متعین رقم پیشگی طے نہیں کی جاسکتی۔ (۱)

⑮ اصل سرمایہ سرمایہ دار کو حوالہ کرنے سے پہلے منافع کی تقسیم درست نہیں۔ (۲)

⑯ مسلسل کاروبار میں نقصانات کی تلافی نفع سے کی جائے گی یہاں تک کہ کاروبار ختم کر کے حسابات کر لئے جائیں۔ (۳)

---

(۱) (وما فضل) بعد إكمال رأس المال منه (قسم) بينهما على الشرط. (الدر المنتقى مع المجمع: ۴۶۱/۳) كتاب المضاربة، باب المضارب بضارب، ط: دار الكتب العلمية)

(وما فضل) من الربح (قسم) بينهما على ما شرطا. (مجمع الأنهر: (۴۶۱/۳)، ط: دار الكتب العلمية.

وكون الربح بينهما شائعاً، فلو عين قدراً فسدت. (الدر المختار مع الرد: (۶۴۸/۵)، كتاب المضاربة، ط: سعيد)

(۲) لأن قسمة الربح لاتصح قبل استيفاء رأس المال (الهداية: (۲۶۷/۳) كتاب المضاربة، فصل في العزل والقسمة، ط: رحمانيه.

قوله: (لأن قسمة الربح لاتصح قبل استيفاء رأس المال)؛ لأن الربح لا يتبين قبل وصول رأس المال إلى رب المال. (الكفاية شرح الهداية مع الفتح: (۴۳۹/۷) كتاب المضاربة، فصل في العزل والقسمة، ط: رشيديه)

الجوهرة النيرة: (۳۵۷/۱) كتاب المضاربة، ط: حقانيه.

وإذا أراد القسمة، بدأ برأس المال، فأخرج من المال، وجعلت النفقة مما بقي، فإن بقي من ذلك شيء فهو الربح يقسم بين المضارب ورب المال على ما اشترطا. (المبسوط للسرخسي: (۶۴/۲۲) كتاب المضاربة، باب نفقة المضارب، ط: دار المعرفة.

لأن قسمة الربح بعد انتهاء العقد بوصول رأس المال إلى يد رب المال أو إلى يد وكيله، فأما مع بقاء المال في يد المضارب، وقيام عقد المضاربة فلا يصح قسمة الربح بينهما (المبسوط للسرخسي: (۱۰۵/۲۲) كتاب المضاربة، باب قسمة رب المال والمضارب، ط: دار المعرفة.

الحنفية قالوا: لا تصح قسمة الربح قبل أن يقبض صاحب المال رأس ماله فإذا قسم الربح قبل ذلك وقعت القسمة موقوفة فإن قبض المالك رأس المال صحت وإلا بطلت القسمة. (كتاب الفقه على المذاهب الأربعة: (۶۱/۳) مباحث المضاربة، مبحث قسمة الربح في المضاربة، ط: دار احياء التراث العربي)

(۳) وما هلك من مال المضاربة يصرف إلى الربح فإن زاد الهالك على الربح لم يضمن... وإن قسم الربح وبقيت المضاربة ثم هلك المال أو بعضه ترادا الربح ليأخذ المالك رأس المال وما فضل بينهما. (الدر المختار مع الرد: (۶۵۶/۵) كتاب المضاربة، باب المضارب يضارب، ط: سعيد)

مجمع الأنهر: (۴۵۸/۳، ۴۵۹) كتاب المضاربة، باب المضارب يضارب، ط: دار الكتب العلمية.

الهداية: (۲۶۶/۳، ۲۶۷) كتاب المضاربة، فصل في العزل والقسمة، ط: رحمانيه.

❺ فریقین کے نفع ونقصان کی مقداروں کی تعیین کاروبار ختم ہونے کے بعد کی جائے گی۔ (۱)

❻ کاروبار میں نفع کے حق دار، اور نفع کے مالک اس وقت قرار پائیں گے جب اصل سرمایہ سرمایہ دار کو واپس مل جائے گا خواہ اپنے سرمایہ پر اس کا قبضہ عملاً ہو یا قانوناً، مثلاً مضارب نے اصل سرمایہ سرمایہ دار کے اکاؤنٹ میں جمع کر دیا تو یہ قانونی قبضہ ہے۔ (۲)

❼ نفع سرمایہ میں اضافہ کا باعث ہوگا، حقیقی منافع نہ ہونے کی صورت میں مضارب کی محنت ضائع ہو جائے گی، اس کی محنت کا ازالہ کرنا سرمایہ دار پر ضروری نہیں ہوگا۔ (۳)

❽ کاروبار میں کسی قسم کے اختیارات کا حصول یا مختلف تصرفات اور معاہدات کی اجازت یا کسی قسم کی پابندیاں باہمی رضا مندی سے عائد کی جا سکتی

(۱، ۲) وإذا أراد القسمة، بدأ برأس المال، فأخرج من المال، وجعلت النفقة مما بقي، فإن بقي من ذلك شئ، فهو الربح يقسم بين المضارب ورب المال على ما اشترطا۔ (المبسوط للسرخسي: (۲۲/۶۴) كتاب المضاربة، باب نفقة المضارب، ط: دار المعرفة۔

لأن قسمة الربح بعد انتهاء العقد بوصول رأس المال إلى يد رب المال أو إلى يد وكيله، فأما مع بقاء المال في يد المضارب، وقيام عقد المضاربة فلا يصح قسمة الربح بينهما (المبسوط لسرخسي: (۲۲/۱۰۵) كتاب المضاربة، باب قسمة رب المال والمضارب، ط: دار المعرفة۔

الحنفية قالوا: لا تصح قسمة الربح قبل أن يقبض صاحب المال رأس ماله فإذا قسم الربح قبل ذلك وقعت القسمة موقوفة فإن قبض المالك رأس المال صحت وإلا بطلت القسمة. (كتاب الفقه على المذاهب الأربعة: (۳/۶۱) مباحث المضاربة، مبحث قسمة الربح في المضاربة، ط: دار احياء التراث العربي)

(۳) وفي المضاربة الصحيحة إن لم يكن ربح، فلا شئ للمضارب لأنه عامل لنفسه فلا يستحق الأجر. (تحفة الفقهاء: (۳/۲۵) كتاب المضاربة، ط: دار الكتب العلمية)

درر الحكام شرح غرر الأحكام: (۲/۳۱) كتاب المضاربة، ط: دار احياء الكتب العربية.

شامي: (۵/۶۴۶) كتاب المضاربة، ط: سعيد.

ہیں۔ (۱)

مضاربت میں نفع نہ ہو تو فسخ کرنے کا حکم

مثلاً دو آدمیوں کے درمیان عقد مضاربت کا معاملہ ہوا کہ ایک کا مال ہوگا اور دوسرا صرف عمل کرے گا، چنانچہ ایک زمین خریدی گئی ایک لاکھ ڈالر میں جس پر چند دکانیں بنانی ہیں، اور پھر اس کو فروخت کرنے کے بعد جو نفع ہوگا وہ دونوں کے درمیان برابر تقسیم ہوگا، تعمیر کا کام تقریباً ایک سال تک جاری رہے گا، اس معاہدے کے تقریباً پانچ ماہ بعد رب المال اس کو فسخ کرنا چاہتا ہے، اتنی مدت میں راس المال سے تقریباً تیس ہزار ڈالر تعمیر کے کام میں خرچ ہوئے تو اس کے فسخ کا طریقہ یہ ہے کہ رب المال مضارب کو اطلاع دے کر مضاربت کو فسخ کرے، اور مضارب کا رب المال کو راس المال واپس کرنا ضروری ہوگا اور اس کی صورت یہ ہوگی کہ یا تو مضارب زمین کسی اور آدمی کو فروخت کردے یا خود خرید لے اور راس المال واپس کردے چونکہ اب تک کوئی نفع نہیں ہوا اس وجہ سے مضارب کو کچھ نہیں ملے گا۔

---

(۱) تنقسم المضاربة إلى مطلقة ومقيدة: المضاربة المطلقة: هي التي يفوض فيها رب المال المضارب في أن يدير عمليات المضاربة دون أن يقيد بقيود... المضاربة المقيدة: هي التي يقيد فيها رب المال المضارب بالمكان أو المجال الذي يعمل فيه وبكل ما يراه مناسبا بما لا يمنع المضارب عن العمل. (المعايير الشرعية: (ص: ۱۸٤، ۱۸۵) المعيار الشرعي رقم (۱۳) المضاربة، ط: هيئة المحاسبة والمراجعة للمؤسسات المالية الإسلامية)

شرح المجلة لرستم باز: (۵۸۳/۲) المادة: ۱٤۰٦، ۱٤۰۷، الكتاب العاشر في أنواع الشركات، الباب السابع في حق المضاربة، الفصل الأول، ط: مكتبة فاروقيه.

المضاربة قسمان: أحدهما مضاربة مطلقة أي عارية عن القيد المفيد، والآخر مضاربة مقيدة أي مقيدة بقيد مفيد وتسمى المضاربة المطلقة مضاربة عامة والمضاربة المقيدة مقيدة خاصة... ويفهم من هذا أن المضاربة تقبل القيد لأن التجارة تختلف باختلاف الأمكنة والأمتعة والأوقات والأشخاص. (درر الحكام شرح مجلة الاحكام: (٤٢٧/۳) شرح المادة: ۱٤۰٦، كتاب الشركة، الباب السابع في حق المضاربة، ط: دار الجيل)

ہاں اگر راس المال سے خریدی ہوئی زمین کی قیمت بڑھ گئی، تو اس صورت میں زمین کو فروخت کرنے کے بعد جو رقم آئے گی اس سے راس المال واپس کرنے کے بعد نفع کی جو رقم باقی رہے گی وہ دونوں کے درمیان معاہدے کے مطابق تقسیم کی جائے گی۔ (۱)

مضاربت میں نقد کاروبار کرنے کی شرط ہو

اگر مضاربت میں سرمایہ دینے والا رب المال مضارب پر نقد میں کاروبار کرنے کی شرط لگادے تو مضارب پر نقد میں کاروبار کرنا لازم ہوگا ادھار میں کاروبار کرنے کی اجازت نہیں ہوگی۔ (۲)

---

(۱) وأما صفة هذا العقد فهو أنه عقد غير لازم، ولكل واحد منهما أعني رب المال والمضارب الفسخ لكن عند وجود شرطه وهو علم صاحبه لما ذكرنا في كتاب الشركة، ويشترط أيضا أن يكون رأس المال عينا وقت الفسخ دراهم أو دنانير حتى لو نهى رب المال المضارب عن التصرف ورأس المال عروض وقت النهي لم يصح نهيه، وله أن يبيعها؛ لأنه يحتاج إلى بيعها بالدراهم والدنانير ليظهر فكان النهي والفسخ ابطالا لحقه في التصرف فلايملك ذلك۔ (بدائع الصنائع: (۱۰۹/۶) كتاب المضاربة، فصل وأما صفة هذا العقد، ط: سعيد)

وفيه أيضا: والثاني ما يستحقه المضارب بعمله في المضاربة الصحيحة هو الربح المسمى ان كان في المضاربة ربح ... فإن لم يكن فيها ربح فلاشيئ للمضارب؛ لأن الشرط قد صح، فلايستحق الا ما شرط وهو الربح ولم يوجد۔ (بدائع الصنائع: (۱۰۷/۶) كتاب المضاربة، فصل وأما بيان حكم المضاربة، ط: سعيد۔

وفيه أيضا: ويجوز شراء رب المال من المضارب، وشراء المضارب من رب المال، وإن لم يكن في المضاربة ربح في قول أصحابنا الثلاثة۔ (بدائع الصنائع: (۱۰۱/۶) كتاب المضاربة، فصل وأما بيان حكم المضاربة، ط: سعيد۔

(۲) ولو دفعه إليه مضاربة على أن يشتري بالنقد ويبيع، فليس له أن يشتري الا بالنقد؛ لأن هذا التقييد مفيد في حق رب المال۔ (المبسوط للإمام السرخسي: (۳۳/۲۲) باب ما يجوز للمضارب وما لايجوز، ط: دار المعرفه، بيروت)

بدائع الصنائع: (۱۰۰/۶) كتاب المضاربة، فصل وأما بيان حكم المضاربة، ط: سعيد۔

وإن قال رب المال للمضارب: لا تبع إلا بالنقد لم يكن له أن يبيع الا بالنقد لأن المضاربة يدخلها=

مضارب کوملازم رکھنا

''شریک کوملازم رکھنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۲۷۶/۴)

مضارب کونقصان کاضامن ٹھرانا

مضارب کوکسی بھی قسم کے نقصان کا ضامن ٹھرانے کی شرط رکھنا باطل ہے چنانچہ اگر عقد مضاربت کے وقت مضارب کونفع کے ساتھ نقصان کا بھی شریک ٹھرایا گیا تو یہ شرط باطل ہوگی، اور مضارب نقصان میں شریک نہیں ہوگا۔(۱)

مضارب کی حیثیت

''مضاربت کے احکام'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۲۲۵/۶)

مضارب کے اختیارات

''مضارب کے فرائض'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۲۴۱/۶)

مضارب کے اخراجات

اگر مضارب اپنے شہر میں رہ کر تجارت کرتا ہے، تو اس صورت میں کھانا پینا اور گھر کے اخراجات راس المال (اصل سرمایہ) سے وصول کرنا جائز نہیں ہے اور اس قسم

=التخصيص، وله في ذلك منفعة وهو تعجيل المال۔ (الجوهرة النيرة: (۳۵۸/۱) كتاب المضاربة، ط: حقانيه)

(۱) وحكمها أنه أمين بعد دفع المال إليه و وكيل عند العمل و شريك عند الربح۔ (البحر الرائق: (۷/ ۲۶۴) كتاب المضاربة، ط: دار المعرفة، بيروت)

(وبطل الشرط) كشرط الخسران على المضارب۔ (شامی: (۶۴۸/۵) كتاب المضاربة، ط: سعيد۔

على كل حال يكون الضرر والخسارة على رب المال، وإذا شرط كونه مشتركا عليه وعلى المضارب فلا يعتبر ذلك الشرط، لأن هذا الشرط زائد لا يوجب قطع الشركة في الربح ولا الجهالة فيه فلا يكون مفسدا ويبطل الشرط۔ (شرح المجلة للأتاسی: (۳۶۴/۴)، المادة: ۱۴۲۸) الكتاب العاشر في أنواع الشركات، الباب السابع، الفصل الثالث في بيان احكام المضاربه، مكتبه فاروقيه۔

کے اخراجات راس المال سے لینے کی شرط لگانے سے مضاربت فاسد ہو جائے گی۔

اور اگر مضارب دوسرے شہر میں تجارت کرتا ہے تو کھانے پینے اور رہائش کا ضروری خرچہ راس المال سے وصول کرسکتا ہے، اس سے زیادہ وصول کرنا جائز نہیں ہے، پھر جب تجارت میں نفع حاصل ہوگا تو پہلے راس المال کی رقم پوری کی جائے گی، پھر اس کے بعد نفع کی جو رقم باقی رہے گی وہ حسب معاہدہ مضارب اور مالک کے درمیان تقسیم کی جائے گی۔ (۱)

---

(۱) الثالث: أن يكون المشروط للمضارب مشروطا من الربح حتى لو شرط شيئا من رأس المال أو منه ومن الربح فسدت المضاربة۔ (شرح المجلة لمحمد الاتاسي: (۳۲۳/۴) المادة: ۱۴۱۱) الكتاب العاشر الشركات، الباب السابع، الباب الثاني في بيان شروط المضاربة، ط: رشيديه۔

الهندية: (۲۸۷/۴) كتاب المضاربة، ط: رشيديه۔

(وإذا سافر ولو يوما فطعامه وشرابه وكسوته وركوبه، وكل مايحتاجه عادة) أي في عادة التجار بالمعروف (في مالها، وإن عمل في المصر) سواء ولد فيه أو اتخذه دارا (فنفقته في ماله ... ويأخذ المالك قدر ما أنفقه المضارب من رأس المال ان كان ثمة ربح فإن استوفاه أو فضل شيئ من الربح اقتسماه على الشرط، لأن ما أنفقه يجعل كالهالك والهالك يصرف إلى الربح۔ (الدر المختار)

قوله: ولو يوما، لأن العلة في وجوب النفقة حبس نفسه لأجلها فعلم أنه ليس المراد بالسفر الشرعي بل المراد أن لا يمكنه المبيت في منزله، فإن أمكن أنه يعود إليه في ليلة فهو كالمصر لا نفقة له۔ (الدر مع الرد: (۶۵۷/۵) كتاب المضاربة، باب المضارب يضارب، فصل في المتفرقات، ط: سعيد)

إذا عمل المضارب في المصر فليست نفقته في المال، وإن سافر فطعامه وشرابه وكسوته وركوبه معناه شراء وكراء في مال المضاربة فلو بقي شيئ في يده بعد ما قدم مصره رده في المضاربة ولو كان خروجه دون السفر ان كان بحيث يغدو ثم يروح فيبيت بأهله فهو بمنزلة السوقي في المصر، وإن كان بحيث لا يبيت بأهله فنفقته في مال المضاربة كذا في الهداية۔ والنفقة: هي ما يصرف إلى الحاجة الراتبة وهي الطعام والشراب والكسوة وفراش ينام عليه والركوب وعلف دابته كذا في محيط السرخسي... وسبيل النفقة ان يحتسب من الربح ان كان وإن لم يكن فهي من رأس المال، لأن النفقة جزء هالك، والأصل في الهلاك ان ينصرف أولا إلى الربح كذا في المحيط ... فإن أنفق من مال المضاربة شيئا على نفسه قبل أن يشتري به فإنه يستوفي رب المال رأس ماله بكماله كذا في محيط السرخسي۔ (الهندية: (۳۱۲/۴) كتاب المضاربة، الباب الثاني عشر في نفقة المضارب) ط: رشيديه)

بدائع الصنائع: (۱۰۵/۶، ۱۰۷) كتاب المضاربة، فصل وأما بيان حكم المضاربة، ط: سعيد۔

مضارب کے فرائض

مضارب کے فرائض یہ ہیں:

① مضارب پر معاہدہ کی تمام شقوں اور شرائط کی پابندی کرنا ضروری ہے۔ (۱)

② مضارب مضاربت کی رقم سے کسی دوسرے شخص کے ساتھ مضاربت کا معاملہ نہیں کرسکتا مگر یہ کہ سرمایہ دار کی جانب سے اجازت ہو۔

یا دوسرے الفاظ میں یہ کہا جاسکتا ہے کہ مضارب مضاربت کی رقم سے کسی دوسرے شخص کے ساتھ مضاربت کا معاملہ کرسکتا ہے مگر یہ کہ اس کو ایسا کرنے سے روک دیا گیا ہو، پھر نہیں کرسکتا۔ (۲)

③ کوئی تیسرا شخص بلا معاوضہ مضارب کی مدد کرسکتا ہے تاکہ وہ کاروبار کو اچھے اور بہتر طور پر چلا سکے۔ (۳)

---

(۱) يعتبر ويراعي كل ما اشترطه العاقدان. (شرح المجله لرستم باز: (۲/۲۱۱) المادة: ۴۷۳، الكتاب الثاني في الإجارة، الباب الثالث الفصل الثاني، ط: مكتبة فاروقيه)

فقد ذكر في شرح المادة (۱۴۰۶) أنه اذا كان قيد وشرط رب المال مفيداً له فيكون القيد معتبراً ويقتضي مراعاته وأنه لم يراعه المضارب فيكون مخالفاً لرب المال وعاملاً بدون أجرة (درر الحكام شرح مجلة الأحكام: (۳/۴۵۲) شرح المادة: ۱۴۲۰، كتاب الشركة، الباب السابع في حق المضاربة، ط: دار الجيل)

وليه ايضاً: (۳/۴۲۸) شرح المادة: ۱۴۰۶، ايضاً، ط: دار الجيل.

(۲) (وليس له) أي للمضارب (أن يضارب) مال المضاربة لآخر (إلا باذن رب المال) صريحاً (أو بقوله له: اعمل برأيك). (مجمع الأنهر: (۳/۴۴۷) كتاب المضاربة، ط: رحمانيه.

مذهب الحنفية: لايجوز للمضارب أن يضارب بالمال مع شخص آخر، إلا إذا فوضه رب المال. (الفقه الإسلامي وأدلته: (۵/۳۹۰) القسم الثالث: العقود أو التصرفات المدنية المالية، الفصل الخامس: الشركات، المبحث الثاني، المطلب الثالث: أحكام المضاربة، ط: رشديه)

الهدايه: (۳/۲۶۴) كتاب المضاربة، ط: رحمانيه

(۳) (وللمضارب في مطلقها) أي مطلق المضاربة... (أن يبيع ويشتري ويؤكل بهما ويسافر... ويبضع) من الإبضاع وهو أن يدفع إلى غيره مالاً يعمل فيه ويكون الربح لرب المال. (مجمع الأنهر: =

۴ ہمارے حنفی مذہب میں سرمایہ دار مضارب کے ساتھ کاروبار میں عملی طور پر حصہ نہیں لے سکتا، کیونکہ اس سے مضارب کے اختیارات محدود ہو جائیں گے اور وہ کھل کر آزادی سے کام نہیں کر سکے گا البتہ حنبلی مذہب میں اس کی اجازت ہے، اس لئے حنفی مذہب پر عمل کرنے والوں کے لئے مضارب کے ساتھ سرمایہ دار کے لئے عملی طور پر کاروبار میں حصہ لینا درست نہیں اور حنبلی مذہب ماننے والوں کے لئے جائز ہے۔ (۱)

اور ہر مذہب والے اپنے اپنے مذہب کے مطابق عمل کریں یہاں آکر اپنا مذہب نہ بدلیں۔ (۲)

=(۴۴۷/۳) كتاب المضاربة، ط: دار الكتب العلمية.

تبيين الحقائق: (۵۷/۵) كتاب المضاربة، ط: امداديه ملتان.

الهدايه: (۳۶۴/۳) كتاب المضاربة، ط: رحمانيه.

(۱) رابعاً: أن يكون رأس المال مسلماً إلى العامل؛ ليتمكن من العمل فيه، ولأن رأس المال أمانة في يده، فلا يصح إلا بالتسليم وهو التخلية كالوديعة، ولا تصح المضاربة مع بقاء يد رب المال على المال، لعدم تحقق التسليم مع بقاء يده. ويترتب عليه أنه لو شرط بقاء يد المالك على المال فسدت المضاربة، إذ لا بد من استقلال العامل بالتصرف والعمل بمقتضى طبيعة التجارة وظروفها التي يتعذر فيها الاشتراك في العمل الذي يحتاج إنجازه لسرعة واهتبال الفرصة المواتية... وهذا الشرط محل اتفاق بين الجمهور (أبي حنفية وأصحابه ومالك والشافعي والأوزاعي وأبي ثور وابن المنذر) وأما الحنابلة فقد أجازوا اشتراط بقاء يد المالك على المال. (الفقه الإسلامي وادلته: (۳۹۳۶/۶) القسم الثالث: العقود أو التصرفات المدنية المالية، الفصل الخامس: الشركات، المبحث الثاني، المطلب الثاني: شرائط المضاربة، ط: رشيديه)

القسم الخامس: أن يشترك بدنان بمال أحدهما. وهو أن يكون المال من أحدهما والعمل منهما... فهذا جائز ونص عليه أحمد، في رواية أبي الحارث وتكون مضاربة... وقال أبو عبدالله بن حامد والقاضي، وأبو الخطاب: إذا شرط أن يعمل معه رب المال لم يصح وهذا مذهب مالك والأوزاعي، والشافعي وأصحاب الرأى وأبي ثور، وابن المنذر. (المغني لابن قدامة: (۱۳۶/۷) كتاب الشركة، فصل: القسم الخامس، ط: دار عالم الكتب)

الموسوعة الفقهية: (۵۱/۳۸) مادة: مضاربة، ط: دوزارة الأوقاف والشؤون الإسلامية، الكويت.

(۲) وفي نكاح الخلاصة: لو قيل لحنفي ما مذهب الإمام الشافعي في كذا وجب أن يقول: قال أبو حنيفة كذا. وفي الشامية: قوله: وجب أن يقول الخ) هذا مبني على قول بعض الأصوليين لا يجوز تقليد=

آج کل بڑے پیمانے کے کاروبار میں فیصلوں کا اختیار ایک فرد کے بجائے ایک بورڈ آف ڈائریکٹر کے پاس ہوتا ہے اس میں بھی احناف کے نزدیک سرمایہ دار کے لئے عملی طور پر کاروبار میں شریک ہونا جائز نہیں ہے، حنابلہ کے یہاں جائز ہے جو ہمارا مذہب نہیں۔

⑤ مضاربت کے معاہدہ میں مضارب کی طرف سے سرمایہ کی بحفاظت واپسی کی ضمانت دینے سے مضاربت کا معاہدہ منسوخ ہو جائے گا۔ [۱]

البتہ مضارب کی طرف سے پوری ذمہ داری سے کام کرنے کی ضمانت لینا جائز ہے۔

⑥ مضارب کو اس بات کا اختیار حاصل ہے کہ وہ کاروباری خرید وفروخت کرسکتا ہے خریدی ہوئی چیزوں کو اپنے قبضہ میں رکھ سکتا ہے، کسی فرد کے ساتھ رہن کا معاملہ کرسکتا ہے مگر یہ کہ اس کو رہن کا معاملہ کرنے سے منع کر دیا گیا ہو۔ [۲]

= المفضول مع وجود الفاضل، وبني على ذلك وجوب اعتقاد أن مذهبه صواب يحتمل الخطأ، وأن مذهب غيره خطأ يحتمل الصواب، فإذا سئل عن حكم لايجيب إلا بما هو صواب عنده، فلا يجوز أن يجيب بمذهب الغير. (الدر المختار مع الرد: (۳/۵۰۸) كتاب الطلاق، باب العدة، مطلب في الإفتاء بالضعيف، ط: سعيد)

لكنما القاضي به لا يقضي الخ أي لايقضي بالضعيف، وكذا بمذهب الغير. (شرح عقود رسم المفتي: (ص: ۹۰) القضاء بالضعيف وبمذهب الغير، ط: مكتبة البشرى)

(۱) (وغيره لا) أي غير ذلك من الشروط الفاسدة لايفسد المضاربة (بل يبطل الشرط كاشتراط الخسران على المضارب) لأنها جزء هالك من المال فلايجوز أن يلزم غير رب المال لكنه شرط زائد لايوجب قطع الشركة في الربح والجهالة فيه، فلايفسد المضاربة، لأنها لا تفسد بالشروط الفاسدة. (درر الحكام شرح غرر الأحكام: (۳/۲۵۰) كتاب المضاربة، ط: دار الكتب العلمية)

مجمع الأنهر: (۳/٤٤٧) كتاب المضاربة، ط: دار الكتب العلمية.

الهداية: (۳/۲٦۳) كتاب المضاربة، ط: رحمانيه.

(۲) وملك المضارب في المطلقة... البيع... بنقد ونسيئة متعارفة... ويملك الايداع والرهن والارتهان... لأن كل ذلك من صنيع التجار. وفي الشامية: قوله: بنقد ونسيئة) ولو اختلفا فيهما، فالقول للمضارب في المضاربة. (الدر المختار مع الرد: (٥/٦٤٩) كتاب المضاربة، ط: سعيد) =

❼ مضارب کسی دوسرے شخص کے ساتھ بھی مضاربت کا معاملہ کرسکتا ہے مگر یہ کہ اس کو ایسا کرنے سے منع کردیا گیا ہو، پھر نہیں کرسکتا۔ (۱)

❽ مضاربت کے معاہدہ میں سرمایہ دار کی مالی ذمہ داری اس کے فراہم کردہ سرمایہ کی حد تک محدود ہوتی ہے مگر یہ کہ سرمایہ دار نے مضارب کو قرض لینے یا ادھار خریدنے کی اجازت دی ہو۔ (۲)

❾ مضارب کاروبار میں ادھار پر بھی فروخت کرنے کا اختیار رکھتا ہے مگر یہ کہ سرمایہ دار اس کو منع کردے۔ (۳)

= ▭ وقد تكون مقيدة بمكان أو زمان أو بضاعة فيتقيد المضارب، لان المال لغيره فله تحديد تصرف المضاربة بما يراه مصلحة، فإذا جاوز المضارب شروط رب المال ضمن. (الكافي في الفقه الحنفي (۱۱۹/۳) كتاب المضاربة، ط: مؤسسة الرسالة)

▭ مجمع الأنهر: (۴۴۸/۳، ۴۴۹) كتاب المضاربة، ط: دار الكتب العلمية.

(۱) أنظر رقم الحاشية: ۲، على الصفحة رقم: ۲۳۹۔ ((وليس له) أي للمضارب (أن يضارب))

(۲) وقال في شرح الأقطع لايجوز للمضارب أن يستدين على المضاربة، وإن فعل ذلك لم يجز على رب المال ألا ترى أنه إذا اشترى برأس المال فهلك قبل التسليم يرجع المضارب عليه بمثله وإذا كان كذلك ضرب المال لم يرض أن يضمن إلا مقدار رأس المال فلو جوزنا الاستدانة لزمه ضمان مالم يرض به... وأما إذا استدان بإذن رب المال فما يشتر به بينهما شركة وجوه. (حاشية الشلبي على تبيين الحقائق: (۸۷/۵، ۵۸) كتاب المضاربة، ط: امداديه ملتان)

▭ وإذا دفع إلى رجل ألف درهم مضاربة بالنصف وأمره أن يستدين على المال فهو جائز لأن الاستدانة شراء بالنسيئة... وما استدان... فهو بينهما نصفان فربحه ووضيعته بينهما نصفان، حتى لو هلكت المشتراة بالدين كان ضمان ثمنها عليهما نصفين. (المبسوط للسرخسي: (۱۷۸/۲۲، ۱۷۹) كتاب المضاربة، باب المضارب يأمره رب المال بالاستدانة على المضاربة، ط: دار المعرفة)

▭ بدائع الصنائع: (۹۰/۶) كتاب المضاربة، فصل في بيان حكم المضاربة، ط: سعيد.

(۳) ويملك المضارب في المطلقة... البيع... بنقد ونسيئة متعارفة. (الدر المختار مع الرد: (۶۴۹/۵) كتاب المضاربة، ط: سعيد)

▭ ومن دفع إلى غيره ألف درهم مضاربة على أن يشتري بالنقد ويبيع به فليس له أن يشتري ويبيع إلا بالنقد. (الفتاوى الهنديه: (۲۹۸/۴) كتاب المضاربة، الباب السادس فيما يشترط على المضارب من الشروط، ط: رشيديه)=

مضارب کے لئے تنخواہ مقرر کرنا

(۲۲۵) مضارب کے لئے تنخواہ مقرر کرنا جائز نہیں ہے، البتہ کام کے بدلے میں منافع کی مقدار میں اضافہ کیا جاسکتا ہے، مثلاً مضارب کو منافع میں سے ۸۰ فیصد اور رب المال کو ۲۰ فیصد دیا جائے تو یہ جائز ہے، مضارب ملازم بن جائے اور ماہانہ اجرت مقرر کرے، اور نفع میں سے کچھ نہ لے تو یہ بھی جائز ہے، مضارب اور ملازم دونوں ایک ساتھ جمع نہیں ہوسکتے۔ (۱)

مضارب کے لئے عقد تولیہ کا حکم

مضارب ایسا کام نہیں کرسکتا جس میں ضرر اور نقصان ہو، اور وہ کام تاجروں کے درمیان معروف نہ ہو اس کے علاوہ تجارت سے متعلق ہر کام کرسکتا ہے، لہٰذا ضرورت اور مصلحت کی صورت میں عقد تولیہ کرنے کی بھی اجازت ہوگی۔ مثلاً چیز کی ویلیو

= المحيط البرهاني: (۱۳/۱۸) كتاب المضاربة، الفصل التاسع فيما يشترط على المضارب من الشروط، ط: إدارة القرآن.

(۱) لا أجر للشريك في العمل بالمشترك۔ (شامی: (۳۲۶/۴) كتاب الشركة، فصل في الشركة الفاسدة، مطلب يرجح القياس، ط: سعيد۔

لو كان الطعام بين رجلين فقال أحدهما لصاحبه: احمله إلى الموضع كذا ولك في نصيبي من الأجر كذا، أو قال: اطحنه ولك في نصيبي كذا من الأجر، جاز ذلك في قول زفر رحمه الله ومحمد بن صاحب رحمه الله، ولا يجوز في قول أبي حنيفة رحمه الله وأبي يوسف رحمه الله ومحمد رحمه الله۔ (النتف في الفتاوى (ص: ۳۴۹) كتاب الإجارة، إجارة الشريك شريكه، ط: سعيد)

ولا تجوز الشركة إذا شرط لأحد دراهم مسماة من الربح) قال ابن المنذر: لا خلاف في هذا لأحد من أهل العلم۔ (فتح القدير: (۲۰۲/۵) كتاب الشركة، فصل وتنعقد الشركة ـــ الخ ط: رشيديه)

شریک کا اجیر ہونا درست نہیں، بلکہ صورت جواز یہ ہے کہ جو شریک منیجر ہو اس کا حصہ منافع میں زیادہ کردیا جائے مثلاً جو شریک منیجر نہیں ان کا حصہ روپے میں دو آنہ ہے تو منیجر کا حصہ روپیہ میں چار آنہ کردیا جائے لیکن یہ جائز نہیں کہ اس کی تنخواہ مقرر کی جائے۔ واللہ اعلم۔ (امداد الاحکام: ۳۴۰/۳) کتاب الشرکۃ والمضاربۃ، زیر عنوان "شریک کو بوجہ زیادت عمل کے منافع کے علاوہ تنخواہ دینے کا حکم"، ط: مکتبہ دار العلوم کراچی)

کم ہو رہی ہے یا مشتری (خریدار) نے مضارب کو فائدہ پہنچایا ہے یا آئندہ پہنچائے گا اس لئے قیمت خرید میں فروخت کر کے مشتری پر احسان کرنا چاہتا ہے تو جائز ہوگا، لیکن ایسا عمل کبھی کبھی مصلحت کی وجہ سے کرنے کی اجازت ہوگی دائمی طور پر نہیں۔ (۱)

مضاربہ

شریعت نے مضاربت کے ذریعہ سرمایہ کاری اور کاروبار کی اجازت دی ہے، صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے مضاربہ کا معاملہ کیا ہے، حدیث اور فقہ کی کتابوں میں اس کی تفصیلات موجود ہیں۔ (۲)

---

(۱) وإذا دفع إلى رجل مالاً مضاربة ولم يقل: اعمل فيه برأيك، فله أن يشترى به مابدا له من أصناف التجارة، ويبيع؛ لأنه نائب عن صاحب المال فى تجارة۔ (المبسوط للسرخسى: (۳۸/۲۲) كتاب المضاربة، باب مايجوز للمضارب فى المضاربة، ط: دار المعرفة، بيروت۔

(ويملك المضارب فى المطلقة) التى لم تقيد بمكان أو زمان أو نوع (البيع) ولو فاسداً (بنقد ونسيئة متعارفة والشراء والتوكيل بهما والسفر برا و بحرا... ويملك الايداع والرهن والارتهان والاجارة والاستجار...؛ لأن كل ذلك من صنيع التجار۔ وفى رد المحتار: وليس له ان يعمل بما فيه ضرر ولا مالا يعمله التجار۔ (الدر مع الرد: (۶۴۹/۵) كتاب المضاربة، ط: سعيد۔

قال الصدر الشهيد: التصرفات فى المضاربة ثلاثة أقسام: قسم هو من باب المضاربة وتوابعها فيملكها بمطلق الايجاب وهو الايداع والابضاع والاجارة والاستئجار والرهن والارتهان وما أشبه ذلك الخ۔ (حاشية الطحطاوى على الدر المختار: (۳۶۴/۳) كتاب المضاربة، ط: المكتبة العربية)

وللمضارب أن يعمل ما هو من عادات التجار وهو الابضاع والايداع واستجار الاجراء لحفظ المال واستجار الدواب للحمل الخ۔ (فتاوىٰ قاضى خان على هامش الهندية: (۱۶۶/۳) كتاب المضاربة، فصل فيما يجوز للمضارب فى المضاربة، ط: رشيديه۔

(۲) كتاب المضاربة يحتاج فى هذا الكتاب إلى معرفة جواز هذا العقد... فالقياس انه لا يجوز لأنه استجار باجر مجهول بل باجر معدوم ولعمل مجهول، لكنا تركنا القياس بالكتاب والسنة والإجماع۔ اما الكتاب الكريم فقوله عز شانه: وآخرون يضربون فى الأرض يبتغون من فضل الله (المزمل: ۲۰) والمضارب يضرب فى الأرض يبتغى من فضل الله عز وجل۔ وقوله سبحانه وتعالى: فإذا قضيت الصلاة فانتشروا فى الأرض وابتغوا من فضل الله (الجمعة: ۱۰) وقوله تعالى: ليس عليكم جناح ان تبتغوا فضلا من ربكم (البقرة: ۱۹۸)۔ وأما السنة: فما روى عن ابن عباس رضي الله عنه انه قال: "كان سيدنا العباس بن

مضاربہ صکوک

مضاربہ صکوک: وہ تمسکات ہیں جو یہ ظاہر کرتے ہیں کہ ان صکوک والوں نے اتنی رقم مضاربہ کی بنیاد پر دی ہوئی ہے، یہ صکوک یا تو وہ کمپنیاں جاری کرتی ہیں جو مضاربہ کی بنیاد پر سرمایہ حاصل کرنا چاہتی ہیں، یا پھر ان کا اجراء ان مالیاتی اداروں کی جانب سے ہوتا ہے جنہوں نے مضاربہ پر رقم دے رکھی ہو۔

مثلاً ایک بینک نے پچاس ملین روپے کسی پارٹی کو تین سال کے لئے مضاربہ پر دیئے ہوئے ہیں، اور اب وہ چاہتا ہے کہ یہ رقم اسے واپس مل جائے تا کہ اس سے دیگر ضرورتیں پوری کی جاسکیں تو وہ اس رقم کے مساوی مالیت کے سرٹیفکیٹ یعنی ''مضاربہ صکوک'' بنا کر فروخت کر دے گا جو لوگ یہ سرٹیفکیٹ خریدیں گے وہ اس مضاربہ سے حاصل ہونے والے منافع میں حصہ دار ہوں گے، جب مدت ختم ہوگی تو بینک وہ صکوک دوبارہ خرید لے گا۔ (۱)

=عبد المطلب إذا دفع المال مضاربة، اشترط على صاحبه أن لا يسلك به بحراً ولا ينزل به وادياً، ولا يشترى به دابة ذات كبد رطبة، فإن فعل ذلك ضمن فبلغ شرطه رسول الله ﷺ فأجاز شرطه" وكذا بعث رسول الله ﷺ والناس يتعاقدون المضاربة فلم ينكر عليهم وذلك تقرير لهم على ذلك، والتقرير أحد وجوه السنة. (بدائع الصنائع: (۶/۷۹) كتاب المضاربة، ط: سعيد.

المبسوط للسرخسي: (۱۸/۲۲) كتاب المضاربة، ط: دار المعرفة، بيروت.

وبعث النبي ﷺ والناس يباشرونه فقررهم عليه، وتعاملت به الصحابة ﷺ. (مجمع الانهر: (۳/۴۴۴) كتاب المضاربة، ط: دار الكتب العلمية)

تبيين الحقائق: (۵/۵۲) كتاب المضاربة، ط: امداديه ملتان.

(۱) صكوك المضاربة: المصدر لتلك الصكوك هو المضارب، والمكتتبون فيها هم أرباب المال، وحصيلة الاكتتاب هي رأس مال المضاربة، ويملك حملة الصكوك موجودات المضاربة والحصة المتفق عليها من الربح لأرباب المال، ويتحملون الخسارة إن وقعت. (المعايير الشرعية: (ص: ۲۴۱) المعيار الشرعي رقم (۱۷) صكوك الاستثمار، ط: هيئة المحاسبات والمراجعة للمؤسسات الإسلامية الإسلامية)

مضاربہ کی حقیقت

ایک فریق کی جانب سے سرمایہ ہوتا ہے، دوسرے فریق کی جانب سے عمل اور محنت ہوتی ہے اور کچھ منافع ملتا ہے، اس میں ہر فریق طے شدہ اصول کے مطابق آدھے آدھے کے اعتبار سے یا ایک تہائی کے اعتبار سے شریک ہوتا ہے، اس کے علاوہ کسی فریق کے لئے کسی مخصوص رقم کی شرط نہیں ہوتی۔ (۱)

مضاربہ کے احکام

❶ مضاربہ میں ایک جانب سے محنت ہوتی ہے سرمایہ نہیں ہوتا، اور دوسری جانب سرمایہ ہوتا ہے محنت نہیں ہوتی اور نفع ہو تو اس میں دونوں شریک ہوتے ہیں، نفع کم ہو یا بالکل نہ ہو تو اس میں فریقین نقصان پذیر ہوتے ہیں۔ (۲)

❷ مضاربت میں مضارب یعنی کاروبار کرنے والا امین کی حیثیت سے کام کرتا ہے چنانچہ جس نوعیت کے کاروبار کرنے کی اجازت سرمایہ کار کی جانب سے ملے گی اس طرح کا کاروبار کر سکے گا، اس سے تجاوز کرنا خیانت متصور ہوگی، ہاں اگر سرمایہ کار ہر قسم کی تجارت کی عام اجازت دیدے پھر کسی خاص نوعیت کی تجارت کی پابندی نہیں ہوگی، بلکہ مضارب ہر قسم کی جائز تجارت کرنے کا مجاز ہوگا۔ (۳)

(۱، ۲) وشرعا عقد شركة في الربح بمال من جانب... وعمل من جانب... وكون الربح بينهما شائعاً فلو عين قدراً فسدت. (الدر المختار مع الرد: (۵/ ۶۴۵، ۶۴۸) كتاب المضاربة، ط: سعيد)

▭ قوله: شائعاً) أنصافاً أو أثلاثاً مثلاً لتحقق المشاركة بينهما في الربح قل أو كثر۔ (حاشية الطحطاوي على الدر: (۳/ ۳۶۳) كتاب المضاربة، ط: المكتبة العربية۔)

▭ تكملة رد المحتار: (۸/ ۲۱۷) كتاب المضاربة، ط: سعيد۔

▭ البحر الرائق: (۷/ ۲۶۳) كتاب المضاربة، ط: دار المعرفه، بيروت۔

(۳) المضارب أمين ورأس المال في يده في حكم الوديعة۔ (شرح المجله لسليم رستم باز: (۱/ ۵۸۶) المادة: ۱۴۱۳، الكتاب العاشر في أنواع الشركات، الباب السابع، الفصل الثالث في احكام المضاربة، مكتبه فاروقيه)=

⑥ اگر مضاربت میں نقصان ہوا تو سب سے پہلے اس نقصان کی تلافی نفع میں سے کی جائے گی، اور اگر نقصان نفع کے مقابلہ میں بہت زیادہ ہے تو نفع کے بعد بقیہ نقصان اصل سرمایہ میں سے برداشت کیا جائے گا۔

مثلاً دس لاکھ سے مضارب نے کام شروع کیا، پہلی دفعہ خرید و فروخت میں دو لاکھ روپے منافع ہوا، پھر مال خریدا اور فروخت کیا تو اس میں ڈھائی لاکھ روپے منافع ہوئے پھر مال خریدا اور فروخت کیا تو اس میں پانچ لاکھ روپے کا نقصان ہوا، تو پانچ لاکھ کے نقصان کو یوں تقسیم کیا جائے گا کہ ساڑھے چار لاکھ روپے تو منافع میں سے جائیں گے اور پچاس ہزار روپے اصل سرمایہ میں سے جائیں گے، اس پچاس ہزار میں مضارب شریک نہیں ہوگا، کیونکہ اس کی محنت کا ضائع ہونا یہ اس کا نقصان ہوا، پھر وہ ڈبل نقصان میں شریک نہیں ہوگا۔ (1)

= والمضارب أمين وبالتصرف وكيل... وبالخلاف غاصب...) يعني بدفع المال إليه على وجه المضاربة يكون أميناً... وإنما صار غاصباً بالخلاف لوجود التعدي على مال الغير كالغصب، وهذا لأن صاحبه لم يرض أن يكون في يده إلا على الوجه الذي أمره به فإذا خالف فقد تعدى فصار غاصباً فيضمن۔ (تبيين الحقائق: (٥/٥٣) كتاب المضاربة، ط: امداديه ملتان)

يلزم المضارب في المضاربة المقيدة مراعاة قيد وشرط رب المال لهما كان)... وقد ذكر في شرح المادة (١٤٠٦) أنه إذا كان قيد وشرط رب المال مفيداً له فيكون القيد معتبراً ويقتضي مراعاته وأنه لم يرعه المضارب فيكون مخالفاً لرب المال وعاملاً بلا أجرة۔ (درر الحكام شرح مجلة الاحكام: (٣/٣٥١، ٣٥٢) المادة: ١٤٢٠، الكتاب العاشر في الشركات، الباب السابع، الفصل الثالث في بيان احكام المضاربة، ط: دار الجليل)

(ويملك المضارب في المطلقة) التي لم تتقيد بمكان أو زمان أو نوع (البيع) ولو فاسداً (بنقد ونسيئة متعارفة... والإبضاع... والإيداع والرهن والارتهان والإجارة والاستئجار۔ قوله: ولو فاسداً) لأن المبيع فيه يملك بالقبض فيحصل الربح بعقد المعاوضة وهو صنيع التجار، بخلاف الباطل كما في الاشباه۔ وليس المراد منه أنه يجوز له مباشرته لحرمته بل المراد أنه لا يكون مخالفاً به فلا يكون غاصباً، فلا يخرج المال عن كونه في يده أمانة۔ (تكملة رد المحتار: (٨/٢٨٨) كتاب المضاربة، ط: سعيد)

(1) وما هلك من مال المضاربة فهو من الربح، دون رأس المال۔ فإذا زاد الهالك على الربح فلا ضمان على المضارب، لأنه أمين۔ (الهداية: (٣/٢٦٢) كتاب المضاربة، باب المضارب يضارب، ط: سعيد) =

معاملات میں توسع

٢٥٠ بعض علماء کرام یہ فرماتے ہیں کہ معاملات کے بارے میں جس جس فقہی مسلک کے اندر سہولت اور آسانی کی بات مل رہی ہو، عقد کی تصحیح کے لئے اسے لینے میں مضائقہ نہیں بلکہ توسع ہے، لینے کی گنجائش ہے، حالانکہ یہ بات عام نہیں بلکہ چند شرائط کے ساتھ مقید ہے۔

حضرت تھانوی رحمۃ اللہ نے "حیلہ ناجزہ" نامی کتاب میں لکھا ہے کہ:

① مذاہب اربعہ میں سے صرف اس رائے کو لیا جاسکتا ہے جو "شاذ" اور اجماع امت کے خلاف نہ ہو۔

② کسی مسئلہ میں محض "توسع" کو ہدف بنا کر مختلف مذاہب سے سہولتیں تلاش کرنے کا عمل جائز نہیں۔

③ اجتہادی معاملات میں شرائط کے ساتھ جائز ہے قطعیہ میں نہیں۔

④ مذہب غیر پر فتوی دینے کے لئے دیگر اصحاب فتوی سے بھی رائے لینی چاہیے۔[1]

= الدر مع الرد: (٦٥٦/٥) کتاب المضاربة، باب المضارب یضارب، ط: سعید۔

مجمع الأنہر: (٣٥٨/٣) کتاب المضاربة، ط: دار الکتب العلمية۔

یعود الضرر والخسار فی کل حال علی رب المال وإذا شرط أن یکون مشترکا بینهما فلا یعتبر ذلک الشرط) یعود الضرر والخسار فی کل حال علی رب المال إذا تجاوزا الربح إذ یکون الضرر والخسار فی هذا الحال جزء ا هالکا من المال فلذلک لا یشترط علی غیر رب المال ولا یلزم به آخر۔ (درر الحکام شرح مجلة الأحکام: (٣٥٨/٣) المادة: ١٤٢٨، الکتاب العاشر فی الشرکات، الباب السابع، الفصل الثالث فی بیان احکام المضاربة، ط: دار الجلیل

(١) حیلۂ ناجزہ (ص: ٣٥،٣٣) جزء دوم، عنوان: مذہب غیر کو اختیار کرنے پر اشکال اور جواب، ط: دار الاشاعت۔

والحیلۃ الناجزۃ: حیلۂ ناجزہ مع حاشیتھا (ص: ١٦،١٣) ضرورت شدیدہ میں دوسرے ائمہ کے مذہب پر فتوی دینا۔ ط: دار الاشاعت۔

معاملہ کا حکم شرط کی خلاف ورزی کی صورت میں

''شرط کی خلاف ورزی کرنے سے معاہدہ کا حکم''عنوان کے تحت دیکھیں۔

معاملے ایک ساتھ دو نہ کرے

''دو معاملے ایک ہی ساتھ نہ کرے''عنوان کے تحت دیکھیں۔(۳/۳۵۴)

معاملہ کا لکھنا

اگر سودا ادھار ہوا ہے یا کوئی معاملہ ہوا ہے تو اس کو لکھ لینا چاہئے اور اس پر معتبر لوگوں کو گواہ بھی بنا لینا چاہئے تا کہ بعد میں کسی قسم کی پریشانی نہ ہو۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا تَدَايَنتُم بِدَيْنٍ إِلَىٰ أَجَلٍ مُّسَمًّى فَاكْتُبُوهُ... وَاسْتَشْهِدُوا شَهِيدَيْنِ مِن رِّجَالِكُمْ۔(۱)

ترجمہ: اے مومنو! جب تم آپس میں ادھار کا معاملہ کرو تو اسے لکھ لو، اور اپنے مردوں میں دو گواہ بھی بنالو۔(۲)

معاوضہ خون

''خون دینے کا معاوضہ لینا''عنوان کے تحت دیکھیں۔(۳/۲۷۰)

معاہدہ

''ایگریمنٹ''عنوان کے تحت دیکھیں۔(۱/۳۸۹)

---

(۱)(البقرة:۲۸۲)

(۲) تستحب كتابة العقد ومقدار الدين المؤجل، ويندب الإشهاد على البيع نسيئة(لأجل) وعلى كتابة الدين.(الفقه الإسلامي وادلته:(۵/۳۳۰۸) القسم الثالث: العقود أو التصرفات المدنية المالية الفصل الأول: عقد البيع، المبحث الأول، المطلب الأول... أدب البيع، ط: رشيديه)

معدوم چیز کی خرید وفروخت

٢٥٢ معدوم چیز کی خرید وفروخت جائز نہیں ہے۔ (١)

معیار بہتر بنانے کے لئے رنگ استعمال کرنا

”معیار بہتر بنانے کے لئے کیمیکل استعمال کرنا“ عنوان کے تحت دیکھیں۔

معیار بہتر بنانے کے لئے کیمیکل استعمال کرنا

اگر رنگ یا کیمیکل استعمال کرنے کا مقصد ادنی قسم کو اعلی ظاہر کرنا، مشتری (خریدار) کو دھوکہ دینا ہے تو یہ ملاوٹ کے مترادف ہو کر ناجائز اور حرام ہوگا، اور کیمیکل استعمال کرنے کا مقصد ادنی قسم کو اعلی ظاہر کرنا نہ ہو، یا مشتری کو دھوکہ دینا مقصد نہ ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں۔

مثلاً بعض علاقوں میں گڑ صاف کرنے کے لئے خاص قسم کا کیمیکل استعمال کیا جاتا ہے تاکہ سفید ہو کر قیمت بڑھ جائے، اور ادنی قسم کو اعلی ظاہر کیا جائے اور مشتری کو دھوکہ دیا جائے تو یہ ملاوٹ کے مترادف ہو کر ناجائز ہوگا، اور اگر یہ مقصد نہیں تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

اسی طرح بعض دکاندار چائے میں رنگ ملاتے ہیں اس کا بھی یہی حکم ہے۔ (٢)

---

(١) تخریج کے لئے ”کھیت میں بیج ڈالنے سے پہلے پیداوار کی بیع“ عنوان کے تحت دیکھیں۔

(٢) عن أبي هريرة رضي الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم مر برجل يبيع طعاما فسأله كيف تبيع، فأخبره فأوحي إليه أن أدخل يدك، فأدخل يده فيه، فإذا هو مبلول، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ليس منا من غش۔ (أبو داود: (١٣٣/٢) كتاب البيوع، باب النهي عن الغش) ط: رحمانيه۔

ويكره أن يلبس الجيد بالردى وان يصبغ اللحم بالزعفران۔ (الهندية: (٢١٥/٣) كتاب البيوع، فصل في الاحتكار، ط: رشيديه۔

شامی: (١٠٢/٥) باب البيع الفاسد، بعد مطلب احكام نقصان البيع فاسدا۔ ط: سعيد۔

مغربی ممالک میں سودی قرضوں کے ذریعہ گھر خریدنا

مغربی ممالک میں سودی قرض کے ذریعہ گھر خریدنے کا جو طریقہ رائج ہے، وہ سود پر مشتمل ہونے کی وجہ سے ناجائز اور حرام ہے، اس طرح گھر خریدنا جائز نہیں ہے، البتہ اگر گھر کے مالک سے اس طرح معاملہ ہوجائے کہ گھر کی پوری قیمت بازار سے زیادہ مقرر کرلی جائے اور پھر اس کی ادائیگی قسطوں میں ہو تو یہ صورت جائز ہے۔

اور اگر یہ معاملہ کسی بینک یا مالیاتی ادارے کے ذریعے ہو تو یہ ضروری ہے کہ وہ بینک یا مالیاتی ادارے پہلے وہ گھر خود اپنے لئے خرید لیں، اور بنا ہوا گھر ہو تو چابی وغیرہ لے کر اس پر قبضہ بھی کرلیں، پھر خریدار کو ادھار فروخت کریں، اس ادھار قیمت کا تعین کرتے وقت وہ بازاری قیمت سے جتنا اضافہ مناسب سمجھیں، اتنا اضافہ کرکے کل قیمت مقرر کریں، کل قسطیں اور مدت بھی متعین کریں، پھر اس کے بعد کوئی بھی دوسرے فریق کو اس قیمت میں کمی بیشی کرنے پر مجبور نہیں کرسکتا۔

اسی طرح کوئی ایک قسط وقت پر ادا نہ کرنے کی صورت میں جرمانہ لگا کر اضافہ نہیں کرسکتا ورنہ سود پر مشتمل ہونے کی وجہ سے سودا ہی ناجائز ہوجائے گا البتہ مذکورہ ادارہ اپنی خوشی سے قیمت میں کمی کردے، جبر اور پیشگی معاہدہ کے بغیر تو اپنی خوشی سے کمی کرسکتا ہے۔ (۱)

---

(۱) عن أبی هریرة رضی الله عنه قال: نهی النبی ﷺ عن بیعتین فی بیعة۔ (إعلاء السنن: (۱۷۳/۱۴) کتاب البیوع، باب النهی عن بیع العربون، ط: إدارة القرآن)

عن عبد الله بن عمرو رضی الله عنهما قال: قال رسول الله ﷺ: لایحلّ سلف وبیع ولا شرطان فی بیع۔ (إعلاء السنن: (۱۵۳/۱۴) کتاب البیوع، باب النهی عن البیع بالشرط، ط: إدارة القرآن۔

قال ابن مسعود رضی الله عنه: صفقتان فی صفقة ربا، وهذا قول أبی حنیفة والشافعی وجمهور العلماء... (الشرح الکبیر لابن قدامة: (۵۳/۴) کتاب البیع، وان باع مایجری فیه الربا بنسیئة... الخ، ط: دار الکتاب العربی۔ =

مغصوبہ مال کے مالک کو راضی کرنے کے بعد اس مال کی خرید وفروخت کا حکم

''قبضہ کی ہوئی زمین خریدنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۱۵۴/۵)

مغفرت کی دعا

''قرض خواہ کو راضی کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۱۶۹/۵)

مغفرت ہو جاتی ہے

☆......حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص حلال روزی تلاش کرنے کی وجہ سے رات مشقت اور

= ومن اشترى شيئا فلايجوز له ان يبيعه قبل ان يقبضه لما روى أن النبي صلى الله عليه وسلم نهى عن بيع الطعام قبل أن يقبض وكذلك ماسوى الطعام من المنقولات لايجوز بيعه قبل القبض۔ (المبسوط للسرخسي: (۸/۱۳) كتاب البيوع، باب البيوع الفاسده، ط: دار المعرفة، بيروت۔

صح بيع عقار ... فلايصلح ... بيع منقول قبل قبضه ولو من بائعه۔ (الدر مع الرد: (۱۴۷/۵) كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، فصل في التصرف في المبيع والثمن، ط: سعيد۔

تسليم مفتاح الدار ولم يذهب إلى الدار فإن كان يتيسر له الفتح بلا كلفة فقبض وإن كان لا يتيسر الفتح بلا إعانة لا يكون قبضاً۔ (البزازيه على هامش الهنديه: (۵۰۳/۴) كتاب البيوع، الثاني عشر في قبض المبيع، نوع آخر التسليم، ط: رشيديه۔)

وإذا عقد العقد على أنه إلى أجل كذا بكذا، وبالنقد بكذا ... فهو فاسد ... وهذا إذا افترقا على هذا فإن كان يتراضيان بينهما ولم يتفرقا حتى قاطعه على ثمن معلوم، وأتما العقد فهو جائز۔ (المبسوط للسرخسي: (۸،۷/۱۳) كتاب البيوع، باب البيوع الفاسده، ط: دار المعرفة، بيروت۔

ويزاد في الثمن لأجله إذا ذكرا الأجل بمقابلة زيادة الثمن قصدا۔ (شامي: (۳۶۲/۷) ط: بيروت) و: (۱۴۲/۵) كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، مطلب في الكلام على الرد بالغبن الفاحش، ط: سعيد۔

البيع مع تأجيل الثمن وتقسيطه صحيح ... (مجلة: رقم المادة: ۲۴۵) الكتاب الأول في البيوع، الباب الثالث، الفصل الثاني في بيان المسائل المتعلقة بالنسيئة والتأجيل، ط: نور محمد۔

تکلیف میں گزارتا ہے رات میں اس کی مغفرت ہوجاتی ہے۔ (۱)

☆......حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص ہاتھ کی محنت سے کمائی کرنے کی وجہ سے تھکا ماندہ اور بوجھل ہوکر شام کرتا ہے اس کی مغفرت کردی جاتی ہے۔ (۲)

مفت سروس

بعض کمپنی یا دکان داران سے کوئی چیز خریدنے پر ایک سال دو سال یا پانچ سال تک مفت سروس کرنے کی شرط رکھتے ہیں تا کہ لوگ مطمئن ہوکر چیز خریدیں، شرعا یہ جائز ہے جیسے کسی دکاندار سے اس شرط پر چمڑا خریدنا جائز ہے کہ اس سے جوتا بنادے گا اسی طرح اگر دکاندار چیز خراب ہونے پر ایک مقررہ مدت تک مفت سروس کرکے دے گا تو یہ بھی جائز ہے، ہاں اگر مشتری (خریدار) خریدی ہوئی چیز کے کسی پرزے کو توڑے گا تو کمپنی یا دکاندار اس کے ذمہ دار نہیں ہوں گے۔ (۳)

---

(۱) من بات كالاً في طلب الحلال بات مغفوراله۔ ابن عساكر عن أنس. (كنز العمال: (۴/۷) رقم الحديث: ۹۱۲۵، كتاب البيوع، من قسم الأول، الباب الأول الفصل الأول: في فضائل الكسب الحلال، ط: مؤسسة الرساله)

تاريخ دمشق لابن عساكر: (۷۳/۷۶) المستدرك من حرف الشين، ط: دار الفكر.

(۲) عن عائشة رضي الله عنها قالت قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من امسى كالأ من عمل يده امسى مغفوراله. رواه الطبراني في الاوسط والاصبهاني من حديث ابن عباس: (الترغيب: (۲/۳۳۵) كتاب البيوع، الترغيب في الإكتساب بالبيع وغيره، ط: دار الكتب العلمية)

كنز العمال: (۴/۷) رقم الحديث: ۹۲۱۳، كتاب البيوع من قسم الأقوال، الباب الأول: في فضائل الكسب الحلال، الفصل الأول، ط: مؤسسة الرسالة۔

المعجم الأوسط للطبراني: (۷/۲۸۹) رقم الحديث: ۷۵۲۰، باب الميم، من اسمه: محمد، ط: دار الحرمين۔

(۳) وحاصل ما ذكره الفقهاء في البيع مع الشرط ان الشرط الذي يقترن به البيع، أما أن يقتضيه العقد، واما أن لايقتضيه العقد لكن يلائمه وأما ان لايقتضيه العقد ولا يلائمه لكن قد جرى العرف باشتراطه واما أن لايقتضيه العقد ولا يلائمه ولا جرى العرف باشتراطه لكن لامنفعة فيه لأحد، فالبيع في هذه الوجوه=

مقابلہ کرنا

''تاجروں کی مہارت'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۳۹/۲)

مقبوض علی سوم الشراء

''قبضہ سودے کے طور پر ہوا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۴۵/۵)

مقبوض علی وجہ النظر

''قبضہ امانت'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۴۰/۵)

مقدر میں جو لکھا ہے وہ ملے گا

جو رزق مقدر میں لکھا ہوا ہے وہ موت سے پہلے پہلے ضرور ملے گا اور جب تک لکھا ہوا رزق مکمل حاصل نہیں کرلے گا تب تک موت نہیں آئے گی، اور جو رزق مقدر میں لکھا ہوا نہیں ہے وہ ہزار کوشش کرنے سے بھی نہیں ملے گا اس لئے ہمیشہ اللہ سے ڈرنا چاہئے اور شریعت کے مطابق رزق تلاش کرنا چاہئے اور حلال کو حاصل کرنا چاہئے اور حرام سے بچنا چاہئے۔

=الأربعة صحيح، والشرط معتبر في الوجوه الثلاثة الأولى منها، ويلغو في الوجه الرابع۔ (شرح المجلة لمحمد خالد الاتاسي: (۵۹/۲) شرح المادة: ۱۸۶، الفصل الرابع في حق البيع بشرط، ط: رشيديه)

🗀 تكملة فتح الملهم: (۲۲۹/۱) كتاب المساقاة والمزارعة، تفصيل مسئلة الشرط في البيع، ط: دار العلوم كراچی۔

🗀 ومن اشترى نعلا على أن يحذوه البائع أو يشركه فالبيع فاسد... وفي الاستحسان يجوز للتعامل فيه۔ (الهداية: (۶۳/۳) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: رحمانيه)

🗀 قلت: وتدل عبارة البزازية والخانية، وكذا مسألة القبقاب على اعتبار العرف الحادث، ومقتضى هذا انه لو احدث عرف في شرط غير الشرط في النعل والثوب والقبقاب ان يكون معتبرا إذا لم يؤد إلى المنازعة... والعرف في الشرع له اعتبار۔۔لذا عليه الحكم قد يدار۔ (شامی: (۸۸/۵) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، مطلب في الشرط الفاسد إذا ذكر بعد العقد أو قبله، ط: سعيد)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رزق کو دیر سے ملنے والا نہ سمجھو کیونکہ بندے کے لئے جو رزق لکھا گیا ہے جب تک وہ اسے مکمل حاصل نہ کر لے مرے گا بھی نہیں لہٰذا روزی صحیح طریقہ سے کماؤ یعنی حلال حاصل کرو اور حرام کو چھوڑو۔ (۱)

مقدمہ کرنے کے لئے زائد کا دعوی کرنا

"دعوی زائد کا کرنا" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۱۲/۳)

مقدمہ والی زمین فروخت کرنا

اگر زمین پر مقدمہ ہے تو جب تک فیصلہ نہیں ہوگا تب تک اس کو فروخت کرنا جائز نہیں ہوگا کیونکہ فیصلہ سے پہلے مالک کون ہے معلوم نہیں ہوگا، اگر بالفرض مالک کون ہے معلوم ہے تب بھی عدالت کے فیصلہ سے پہلے حوالہ کرنے پر قدرت نہیں ہوگی، اور مبیع (بیچی گئی چیز) کو حوالہ کرنے پر قدرت نہ ہونے کی صورت میں بیع صحیح نہیں ہوتی۔ (۲)

---

(۱) عن جابر بن عبد اللہ، ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال: لا تستبطئوا الرزق، فانه لم يكن عبد ليموت حتى يبلغ آخر رزق هوله، فاجملوا في الطلب اخذ الحلال وترك الحرام. (المستدرك للحاكم: (۴/۲) كتاب البيوع، الصحة لمن اتقي خير من الغني، ط: دار المعرفة)

السنن الكبرى للبيهقي: (۳۴/۵) كتاب البيوع، باب الإجمال في طلب الدنيا وترك طلبها بمالا يحل، ط: إدارة تاليفات اشرفيه.

صحيح ابن حبان: (۳۲/۸) رقم الحديث: ۳۲۳۹، كتاب الزكاة، باب ماجاء في الحرص وما يتعلق به، ط: مؤسسة الرسالة.

(۲) وشرط المعقود عليه ستة: كونه موجوداً مالاً متقوماً مملوكاً في نفسه، وكون الملك للبائع فيما يبيعه لنفسه، وكونه مقدور التسليم فلم ينعقد بيع المعدوم... ولا بيع ماليس مملوكاً له وإن ملكه بعده... ولا بيع معجوز التسليم. (شامي: (۵۰۵/۴) كتاب البيوع، مطلب شرائط البيع أنواع أربعة، ط: سعيد)۔

مقررہ قیمت پر زائد رقم آدھی آدھی

(٢٥٨) اگر کسی نے کمیشن ایجنٹ سے یوں کہا کہ آپ مجھے میرے مکان یا دکان یا زمین کے اتنے پیسے دے دیں فروخت کرنے کے بعد جو اس پر زائد ملیں گے وہ میرے اور آپ کے درمیان آدھے آدھے تقسیم ہوں گے تو یہ صورت جائز نہیں کیونکہ اجرت معلوم نہیں۔ (١)

مقررہ قیمت سے زیادہ قیمت پر مال فروخت کرنا

مالک کو شرعاً یہ حق حاصل ہے کہ اپنی ملکیت کی چیز جس قیمت پر چاہے فروخت کرے لیکن مالک اگر مال کو زیادہ قیمت پر فروخت کرے اور عام لوگوں کو زیادہ قیمت کی وجہ سے سخت پریشانی ہو تو حکومت کے لئے ماہرین سے مشورہ کر کے اس طرح نرخ متعین کرنا جائز ہے جس میں مالک کا نقصان بھی نہ ہو اور عام لوگوں کو پریشانی بھی نہ ہو۔ (٢)

= البحر الرائق: (٢٥٩/٥) كتاب البيع، ط: سعيد۔

بدائع الصنائع: (١٣٧/٥) كتاب البيوع، فصل وأما الذى يرجع إلى المعقود عليه فانواع، ط: سعيد۔

امداد الفتاوی: (٣/ ٣٣) کتاب البیوع، عنوان: موروث جائیداد کی بیع قبضہ سے پہلے، ط: دار العلوم کراچی۔

(١) تفسد الإجارة بالشروط المخالفة لمقتضى العقد فكل ما أفسد البيع ... يفسدها) كجهالة مأجور. (الدر المختار مع الرد: (٤٧/٦) كتاب الإجارة، باب الإجارة الفاسدة، ط: سعيد)

وقد تأيد هذا المفهوم بقول ابن عباس: "لا بأس أن يقول: بع هذا الثوب فما زاد على كذا فهو لك" وحمله على المراضاة بعيد. وفي التلويح: أما قول ابن عباس وابن سيرين، وأكثر العلماء لا يجيزون هذا لأنها وإن كانت أجرة سمسرة لكنها مجهولة وشرط جوازها عند الجمهور أن تكون الأجرة معلومة. (إعلاء السنن: (٢٠٧/١٦) كتاب الإجارة، باب أجرة السمسرة، ط: إدارة القرآن)

فتح الباري: (٤٥١/٤) كتاب الإجارة، باب أجر السمسرة، ط: دار المعرفة.

(٢) تخریج کے لئے "ریٹ مقرر کرنا" عنوان کے تحت حاشیہ دیکھیں۔

مقررہ قیمت سے کم رقم دینا

اگر کوئی شخص کسی سے کوئی چیز قیمت مقرر کر کے خریدتا ہے، پھر ادائیگی کے وقت مقررہ قیمت سے کم ادا کرتا ہے، حالانکہ بیچنے والا آدمی اس پر دل سے راضی نہیں ہے، اس کے اصرار سے مجبور ہو کر لے لیتا ہے، تو خریدار کا اس طرح قیمت کی ادائیگی میں کمی کرنا درست نہیں اور جو اس نے کم دے کر کٹوتی کی ہے وہ اس کے لئے حرام ہے۔ (١)

ہاں اگر بیچنے والا خوشی سے کچھ رقم چھوڑ دے یا اس کا عام رواج ہو اور ہر سودے میں مخصوص مقدار تک رقم کی کٹوتی ہوتی ہو اور دکانداروں اور تاجروں میں یہ معروف ومشہور ہو اور وہ سب اس پر راضی ہوتے ہوں تو یہ جائز ہے مثلاً ایک بازار کا عام دستور ہے کہ کپڑوں کے تھان کی خرید وفروخت ہوتی ہے اور خریدار قیمت ادا کرتے وقت فی تھان کچھ رقم کاٹ کر باقی رقم بیچنے والے کو ادا کرتا ہے اور اس کا عرف ورواج بھی ہے تو یہ درست ہے، گویا یہاں قیمت کم کردی جاتی ہے اور بیچنے والے کے لئے قیمت کم کردینا جائز ہے۔ (٢)

---

(١) وعن أبي حرة الرقاشي عن عمه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ألا لا تظلموا ألا لا يحل مال امرئ إلا بطيب نفس منه. (مشكاة المصابيح: (ص:٢٥٥) كتاب البيوع، باب الغصب والعارية، الفصل الثاني، ط: قديمي)

شعب الايمان: (٣٨٧/٤) رقم الحديث: ٥٤٩٢، الباب الثامن والثلاثون من شعب الإيمان: وهو باب في قبض اليد عن الأموال المحرمة. الخ، ط: دار الكتب العلمية.

السنن الكبرى للبيهقي: (١٠٠/٦) كتاب الغصب، باب من غصب لوحاً فأدخله في سفينة أو بني عليه جداراً، ط: إدارة تاليفات اشرفيه

(٢) ويجوز للبائع أن يحط من الثمن. (تبيين الحقائق: (٨٣/٤) كتاب البيوع، باب التولية، فصل بيع العقار قبل قبضه، ط: امداديه ملتان)

الدر المختار مع الرد: (١٥٤/٥) كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، فصل في التصرف في المبيع والثمن. الخ، مطلب في تعريف الكره، ط: سعيد.

المعروف بين التجار كالمشروط بينهم. (شرح المجلة لرستم باز: (٣٦/١) المادة: ٤٤) المقالة الثانية: في بيان القواعد الكلية الفقهية، ط: فاروقيه)

مقررہ وقت پر قیمت وصول نہ ہونے پر جرمانہ وصول کرنا

''قیمت مقررہ وقت پر وصول نہ ہونے پر جرمانہ وصول کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(٢٣٦/٥)

مقررہ وقت سے پہلے ادائیگی پر رعایت دینے کا حکم

تاجر لوگ کمپنی سے اور عام گاہک دکانداروں سے ادھار پر مال خریدتے ہیں، اور ایسے خریدار کے لئے کمپنی اور دکاندار ایک تاریخ مقرر کر دیتے ہیں کہ فلاں تاریخ تک پیسے ادا کرنے ہوں گے، اور ساتھ یہ بھی بتا دیتے ہیں کہ اگر فلاں تاریخ تک پیسے ادا کر دیئے تو مثلاً دس فیصد رعایت ہوگی، اور اگر اس سے تاخیر کی تو یہ رعایت نہیں ملے گی، بلکہ پورے پیسے ادا کرنے ہوں گے۔

اس بارے میں شرعی حکم یہ ہے کہ اگر کمپنی یا دکاندار تاجر اور گاہک کو مال ادھار پر دیتے وقت یہ کہیں کہ فلاں متعین تاریخ مثلاً دو ماہ بعد اس کی قیمت ادا کرنی ہے، پھر اس معاملہ کے بعد تاجر یا گاہک کو یہ کہیں کہ اگر آپ اس تاریخ سے پہلے ایک ماہ کے اندر اندر اس کی قیمت ادا کر دیں گے تو دس فیصد رعایت کر دیں گے تو یہ خرید و فروخت شرعاً درست نہیں کیونکہ ایک ماہ بعد قیمت ادا کرنے کی صورت میں رعایت ختم کر کے کمپنی یا دکاندار جو رقم لیں گے، یہ مدت کے مقابلہ میں ہوگی، اور مدت کے مقابلہ میں رقم وصول کرنا سود ہے، اس لئے یہ معاملہ شرعاً جائز نہیں ہے، اور فقہی اصطلاح میں اس کو ''وضع وتعجل'' کے عنوان سے تعبیر کیا جاتا ہے۔[1]

---

(١) وفی کتاب الرحمة: اتفقوا علی أن من کان له دین علی انسان إلی أجل، فلا یحل له أن یضع عنه بعض الدین قبل الأجل، لیعجل له الباقی۔ (المسوی شرح المؤطا: (٣٨/٢)، کتاب البیوع والمعاملات، باب إذا ابتاع بثمن مؤجل لا یجوز أن ینقد قبل الأجل علی أن یحط البائع شیئاً من حقه، ط: دار الکتب العلمیة)=

مقروض بھاگ گیا اس کا سامان موجود ہے

☆اگر مقروض آدمی کسی وجہ سے بھاگ گیا اور اس کا سامان وغیرہ موجود ہیں، تو ان کو استعمال کرنا جائز نہیں ہے۔ (١)

ہاں اپنی رقم وصول کرنے کے لئے اس کے سامان وغیرہ کو اپنے قبضہ میں رکھنا جائز ہے۔ (٢)

☆اور اگر قرض کی وصولی کی کوئی امید نہیں ہے، تو اس سامان کو مجبوراً اپنے قرض کے بدلے میں حساب کر کے لینا بھی جائز ہوگا۔ (٣)

= الرجل يكون عليه ألف درهم دين مؤجل فيصالحه منه على خمس مأة حالة فلايجوز۔ (احكام القرآن للجصاص: (٢/١٨٦)، باب الربا، ومن أبواب الربا الذي تضمنت الآية تحريمه، ط: دار احياء التراث العربي)

ولو كانت له ألف مؤجلة فصالحه على خمسمائة حالة لم يجز، لأن المعجل خير من المؤجل وهو غير مستحق بالعقد فيكون بإزاء ما حطه عنه، وذلك اعتياض عن الأجل وهو حرام۔ (الهداية: (٣/٢٥٦)، كتاب الصلح، باب الصلح في الدين، ط: رحمانيه۔)

الجوهرة النيرة: (٢/٦)، كتاب الصلح، ط: حقانيه۔)

(١) كل قرض جر منفعة فهو ربا۔ (فيض القدير: (٩/٤٤٨٧)، رقم الحديث: ٦٣٣٦، ط: نزار مصطفى الباز)

أخبرنا أبو حنيفة عن حماد، عن إبراهيم النخعي قال: كل قرض جر منفعة فلا خير فيه۔

عن فضالة بن عبيد صاحب النبي ﷺ أنه قال: كل قرض جر منفعة فهو وجه من وجوه من الربا۔ (إعلاء السنن: (١٤/١١٥)، كتاب الحوالة، باب كل قرض جر منفعة فهو ربا، ط: إدارة القرآن كراچی)

شامي: (٥/١٦٦)، كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، فصل في القرض، مطلب كل قرض جر نفعا حرام، ط: سعيد۔

(٢) ؟؟؟؟

(٣) قال الحموي في شرح الكنز نقلا عن العلامة المقدسي عن جده الاشقر عن شرح القدوري =

مقروض قرض خواہ کی وفات کے بعد قرض کا کیا کرے

اگر قرض خواہ کا انتقال ہوگیا تو مقروض قرض کی رقم قرض خواہ کے وارثوں کو شریعت کے مطابق تقسیم کر کے دیدے،[1] اور اگر کوئی وارث نہ ہو تو اسکی نیت سے صدقہ کر دے تاکہ قیامت کے دن صدقہ کا ثواب دے کر حق ادا کرنا آسان ہو۔[2]

مقروض کا جنازہ

''قرض دار کا جنازہ'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۷۱/۵)

مقروض کا جنازہ پڑھانے سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انکار کیا

حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مقروض اگر قرض کی ادائیگی کے

= للاخص: ان عدم جواز الأخذ من خلاف الجنس كان في زمانهم لمطاوعتهم في الحقوق، والفتوى اليوم على جواز الأخذ عند القدرة من أي مال كان، لاسيما في ديارنا لمداومتهم العقوق قال الشاعر:

عفاء على هذا الزمان فإنه	زمان عقوق لا زمان حقوق
وكل رفيق فيه غير مرافق	وكل صديق فيه غير صدوق

(شامي: (۱۵۱/۶)، كتاب الحجر، ط: سعيد)

☐ حاشية الطحطاوي على الدر المختار: (۸۶/۴)، كتاب الحجر، ط: دار المعرفة۔

☐ الفقه الاسلامي وأدلته: (۵۳۵۱/۷)، كتاب السرقة، ط: رشيديه۔

(۱) تخریج کے لئے ''قرض دینے والے کا انتقال ہوگیا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

(۲) اللقطات والتركات التي لا وارث لها... قالوا مصرفه اللقيط الفقير والفقراء الذين لا أولياء لهم يعطون منه نفقتهم وأدويتهم ويكفن به موتاهم ويعقل به جنايتهم۔ (البحر الرائق: (۱۱۹/۵) كتاب السير باب العشر والخراج والجزية، فصل في الجزية، ط: سعيد۔)

☐ تبيين الحقائق: (۲۸۳/۳) كتاب السير، باب العشر والخراج والجزية، فصل في الجزية، ط: امداديه ملتان۔

☐ مجمع الأنهر: (۳۸۶/۲) كتاب السير والجهاد، فصل في الجزية، ط: دار الكتب العلمية۔)

☐ والسبيل في المعاصي ردها وذلك هاهنا برد المأخوذ إن تمكن من رده بأن عرف صاحبه وبالتصدق به إن لم يعرفه ليصل إليه نفع ماله إن كان لا يصل إليه عين ماله۔ (الفتاوى الهندية: (۳۴۹/۵) كتاب الكراهية، الباب الخامس عشر في الكسب، ط: رشيديه)

لئے مال چھوڑے بغیر مرجاتا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کا جنازہ نہیں پڑھاتے تھے، چنانچہ ایک مرتبہ ایک میت کو لایا گیا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کیا اس کے ذمہ قرض ہے؟ صحابہ نے عرض کیا ہاں یارسول اللہ! دو دینار (دو اشرفی) ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنے ساتھی پر خود ہی جنازہ کی نماز پڑھ لو، اتنے میں ابو قتادہ انصاری رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر عرض کیا یارسول اللہ اس قرض کی ادائیگی کو میں اپنے ذمہ لیتا ہوں، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنازہ کی نماز پڑھائی۔ (۱)

اس سے معلوم ہوا کہ قرض کی ادائیگی میں سستی نہیں کرنی چاہیے، جتنی جلدی ممکن ہو قرض ادا کر کے فارغ ہو جانا چاہیے ورنہ موت کے بعد بھی قید میں رہے گا۔ (۲)

---

(۱) عن أبي سلمة قال: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم لا يصلي على رجل مات وعليه دين، فأتي بميت، فقال: أعليه دين؟ قالوا: نعم، ديناران، فقال صلوا على صاحبكم، فقال أبو قتادة الأنصاري: هما علي يا رسول الله! فصلى عليه رسول الله صلى الله عليه وسلم۔ (سنن أبي داؤد: (۱۲۰/۲) كتاب البيوع، باب في التشديد في الدين، ط: رحمانيه۔)

صحيح ابن حبان: (۳۳۴/۷)، كتاب الجنائز، فصل في الصلاة على الجنازة، ذكر الإباحة للمرء الصلاة على كل مسلم مات من أهل القبلة وإن كان عليه دين، ط: مؤسسة الرسالة۔)

جمع الفوائد: (۲۳۰/۲) رقم الحديث: ۴۷۸۳، كتاب البيوع، الدين وآداب الوفاء۔۔۔الخ، ط: مكتبة ابن كثير، الكويت۔)

عن سلمة بن الأكوع رضي الله عنه أن النبي صلى الله عليه وسلم أتي بجنازة ليصلي عليها فقال هل عليه دين؟ قالوا نعم، قال فصلوا على صاحبكم، قال أبو قتادة علي دينه يا رسول الله صلى الله عليه وسلم۔ (صحيح البخاري: (۳۰۶/۱) كتاب الكفالة، باب من تكفل عن ميت دينا فليس له أن يرجع، ط: قديمي۔)

صحيح مسلم: (۳۵/۲) كتاب الفرائض، ط: قديمي۔)

جامع الترمذي: (۲۰۵/۱) ابواب الجنائز، باب ما جاء في الصلوة على المديون، ط: سعيد۔)

(۲) عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: نفس المؤمن معلقة بدينه حتى يقضى عنه۔ (مشكوة: (ص: ۲۵۲)، كتاب البيوع، باب الافلاس والانظار، الفصل الثاني، ط: قديمي۔)

جامع الترمذي: (۲۰۶/۱)، ابواب الجنائز، باب ما جاء أن نفس المؤمن معلقة بدينه حتى يقضى عنه، ط: قديمي۔

سنن ابن ماجة: (ص: ۱۷۴)، ابواب الصدقات، باب التشديد في الدين، ط: قديمي۔

مقروض کے مال سے خفیہ خفیہ اپنا قرض وصول کرنا

اگر کسی انسان کا کسی پر قرضہ ہو تو اس کے لئے اسے خفیہ انداز میں اس سے لینا جائز ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

جس نے کوئی چیز تجھے امانت کے طور پر دی ہے، اس کی امانت واپس کرو، اور جس نے تیرے ساتھ خیانت کی ہے تو اس کے ساتھ خیانت نہ کر۔ (1)

اور اپنا حق وصول کرنا خیانت میں داخل نہیں ہے۔

مقصد حرام ہے

بیچی جانے والی چیز ایسی نہیں ہونی چاہئے جس کا حرام مقصد کے علاوہ کوئی اور

---

(۱) عن يوسف بن ماهك المكي قال: كنت أكتب لفلان نفقة أيتام كان وليهم فغالطون بألف درهم فأداها إليهم فادركت لهم من مالهم مثلها، قال: قلت: أقبض الألف الي ذهبوا به منك؟ قال: لا، حدثني أبي أنه سمع رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: أد الأمانة إلى من ائتمنك ولا تخن من خانك. (سنن أبي داود: (۴۲/۲) كتاب الاجارات، باب في الرجل يأخذ حقه من تحت يده، ط: رحمانيه)

عن عائشة رضي الله عنها قالت: جاءت هند إلى النبي صلى الله عليه وسلم، فقالت: يا رسول الله، إن أبا سفيان رجل ممسك، فهل علي من حرج أن أنفق على عياله من ماله بغير إذنه؟ فقال النبي صلى الله عليه وسلم: "لا حرج عليك أن تنفقي بالمعروف". (سنن أبي داود: (۴۲/۲) ايضاً، ط: رحمانيه)

قال الخطابي: هذا الحديث يعد مخالفاً في الظاهر حديث هند وليس بينهما في الحقيقة خلاف. وذلك لأن الخائن هو الذي يأخذ ما ليس له أخذه ظلماً أو عدواناً، فأما من كان مأذوناً له في أخذ حقه من مال خصمه واستدراك ظلامته منه فليس بخائن ومعناه: لا تخن من خانك بأن تقابله بخيانة مثل خيانته وهذا لم يخنه، لأنه مقتض حقاً لنفسه والأول كان مقتضياً حقاً لغيره. وكان مالك بن أنس يقول: إذا أودع رجل رجلاً ألف درهم فجحده الألف ثم أودعه الجاحد ألفاً لم يجز له أن يجحده، قال ابن القاسم: صاحبه أظنه ذهب إلى هذا الحديث، وقال أصحاب الرأي: يسعه أن يأخ ألفاً قصاصاً عن حقه ولو كان به له حنطة أو شعير لم يجز له ذلك فإن هذا بيع، أما إذا كان مثله فهو قضاء. (بذل المجهود: (۲۱۶/۱۵) تاب البيوع، باب في الرجل يأخذ حقه من تحت يده، ط: دار الكتب العلمية)

قوله: ولا تخن من خانك) قال القاضي: أي لا تعامل الخائن بمعاملته ولا تقابل خيانته بالخيانة فتكون مثله، ولا يدخل فيه أن يأخذ الرجل مثل حقه من مال الجاحد فإنه استيفاء وليس بعدوان والخيانة عدوان. (مرقاة المفاتيح: (۱۲۵/۶) كتاب البيوع، باب الشركة والوكالة، الفصل الثاني، ط: رشيديه)

جائز استعمال ہی نہ ہو جیسے خنزیر اور آلات لہو ولعب وغیرہ، ورنہ بیع صحیح نہیں ہوگی۔ (١)

مکانات زمین کے تابع ہیں

"درخت زمین کے تابع ہیں" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (٣٠٤/٣)

مکان بیچ کر کرایہ پر لینا

بعض دفعہ کسی کو پیسے کی ضرورت ہوتی ہے اور قرضہ وغیرہ نہیں ملتا تو ایسا آدمی اپنا مکان یا دکان کسی آدمی کو اس شرط پر فروخت کر دیتا ہے کہ جب بھی بیچنے والا خریدار کو اتنی رقم واپس کر دے گا تو یہ دکان یا مکان وہ خریدار اسے واپس کر دے گا، اور اس دوران یہ دکان یا مکان بیچنے والے کے قبضہ میں رہے گا اور یہ ماہانہ ایک

---

(١) وبطل بيع مال غير متقوم أى غير مباح الانتفاع به وخنزير وميتة۔ (الدر المختار مع الرد: (٥/ ٥٥) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: سعيد۔)

وكذا يبطل بيع مال غير متقوم كالخمر والخنزير بالثمن۔ (مجمع الأنهر: (٧٨/٣) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: دار الكتب العلمية۔)

وأما القرد فعن أبي حنيفة رحمه الله روايتان، وجه رواية عدم الجواز: أنه غير منتفع به شرعاً فلا يكون مالاً كالخنزير، وجه رواية الجواز: أنه إن لم يكن منتفعاً به بذاته يمكن الانتفاع بجلده، والصحيح هو الأول، لأنه لا يشترى للانتفاع بجلده عادةً بل للهو به، وهو حرام فكان هذا بيع الحرام للحرام، وأنه لا يجوز۔ (بدائع الصنائع: (١٤٣/٥) كتاب البيوع، فصل وأما الذى يرجع إلى المعقود عليه فأنواع، ط: سعيد)

ويجوز بيع آلات الملاهي من البربط والطبل والمزمار والدف ونحو ذلك عند أبي حنيفة رحمه الله لكنه يكره وعند أبي يوسف رحمه الله ومحمد رحمه الله: لا ينعقد بيع هذه الاشياء: لأنها آلات معدة للتلهي بها۔ (بدائع الصنائع: (١٤٣/٥) كتاب البيوع، فصل وأما الذى يرجع إلى المعقود عليه فأنواع، ط: سعيد)

ويجوز بيع البربط والطبل والمزمار والدف والنرد وأشباه ذلك عند أبي حنيفة رحمه الله وعندهما رحمهما الله لا يجوز بيع هذه الاشياء قبل الكسر... والفتوى على قولهما۔ (الفتاوى الهندية: (٣/ ١١٦) كتاب البيوع، الفصل الخامس فى بيع المحرم الصيد وبيع المحرمات، ط: رشيديه۔)

فكل ما لا يباح الانتفاع به ليس متقوماً شرعاً، ولا يجوز بيعه، وهو ما كان استعماله متمحضاً فى محظور۔ (فقه البيوع على المذاهب الأربعة: (٢٩٠/١) المبحث الثالث فى احكام المبيع والثمن وما يشترط فيهما لجواز البيع، الشرط الثاني: كون المبيع متقوماً، مكتبة معارف القرآن۔)

مخصوص رقم کرایہ کے طور پر ادا کرے گا، یہ بیع فاسد ہے۔ [1] اس کو فسخ کرنا واجب ہے۔ [2] یہ حقیقت میں رہن ہے، اور رہن سے نفع حاصل کرنا جائز نہیں ہے، بلکہ یہ سود ہے۔ [3] اس لئے خریدار کے لئے کرایہ کی رقم لینا جائز نہیں ہے۔ (اور اس کو میعادی بیع سے بھی تعبیر کیا جا سکتا ہے)

مکان بیچتے وقت تین مہینے تک رہنے کی شرط رکھنا

"شرط لگا کر کوئی چیز فروخت کرنا" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۴۳/۴)

---

(۱) ولو بشرط لایقتضیه العقد، وفیه نفع لأحد المتعاقدین أو لمبیع یستحق فهو فاسد۔ (ملتقی الأبحر علی هامش مجمع الانهر: (۹۰/۳) کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ط: غفاریة کوئٹه)

درر الحکام شرح غرر الأحکام: (۱۷۳/۲) کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ط: دار إحیاء الکتب العربیة۔

تکملة رد المحتار: (۶۶/۸) کتاب الدعوی، باب دعوی الرجلین، مطلب لو کانت عرصة الحائط عریضة تقسم بینهما... الخ، ط: سعید۔)

(۲) ویجب علی کلّ واحد منهما فسخه قبل القبض، ویکون امتناعا عنه أو بعده مادام المبیع بحاله فی ید المشتری اعداما للفساد، لأنه معصیة فیجب رفعها۔ (الدر مع الرد: (۹۰/۵، ۹۱) کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ط: سعید)

حاشیة الطحطاوی علی الدر: (۷۹/۳) کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ط: دار المعرفة۔)

تنقیح الفتاوی الحامدیة: (۱۲۰/۲) کتاب الإجارة، ط: رشیدیه۔)

(۳) هو أن یقول: بعت منک علی أن تبیعه منی متی جئت بالثمن، فهذا البیع باطل، وهو رهن، وحکمه حکم الرهن، وهو الصحیح۔ (شامی: (۲۷۶/۵) کتاب البیوع، باب الصرف، مطلب فی بیع الوفاء، ط: سعید)

أقول: وفی جواهر الفتاوی فی الباب الأول: بیع الوفاء أن یقول بعت منک علی أن تبیعه منی متی جئت بالثمن؟ قال رضی الله عنه هذا البیع باطل، وهو رهن، وحکمه حکم الرهن، هکذا ذکروا وهو الصحیح۔ وذکر الإمام محمد بن الفضل البخاری هکذا، وقیل: بیع فاسد یوجب الملک إذا اتصل به القبض والأول أصح (حاشیة جامع الفصولین: (۲۳۳/۱) الفصل الثامن عشر، ط: إسلامی کتب خانه)

لایحل له أن ینتفع بشیئ منه بوجه من الوجوه، وإن اذن له الراهن، لأنه اذن له فی الربا، لأنه یستوفی دینه کاملا فتبقی له المنفعة فضلا، فیکون ربا۔ (شامی: (۴۸۲/۶) کتاب الرهن، ط: سعید)

مکان خریدنے کے بعد قبضہ سے پہلے فروخت کرنا

''قبضہ سے پہلے فروخت کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۱۲۸/۵)

مکان فروخت کرتے وقت تین مہینے کے بعد قبضہ دینے کا حکم

''شرط لگا کر کوئی چیز فروخت کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۲۴۳/۴)

مکروہ بیع

☆ دوسرے خریدار کو نقصان پہنچانے کے لئے خریدنے کی نیت کئے بغیر قیمت میں اضافہ کی پیشکش کرنا جائز نہیں ہے۔

☆ اگر بائع (سیلر) اور خریدار کسی چیز کی قیمت پر راضی ہو جائیں تو پھر کسی تیسرے شخص کے لئے بائع سے اس چیز کا سودا کرنا صحیح نہیں ہے۔

☆ اگر شہر میں کوئی چیز نایاب (Short) ہوگئی تو شہر کے تاجر کے لئے باہر سے مال لانے والوں سے ان کے شہر کی منڈی میں داخل ہونے اور بازار کے نرخ معلوم کرنے سے پہلے تمام مال خریدنا مکروہ ہے۔

اور اگر چیز شہر میں کمیاب نہ ہو، نیز شہر کا تاجر باہر سے مال لانے والوں کے سامنے شہر کی منڈی کے دام غلط نہ بتائے، پھر شہر کے تاجر کے لئے ان سے مال خریدنا مکروہ نہیں ہے۔

☆ جمعہ کے دن جمعہ کی پہلی اذان کے بعد سے جمعہ کی نماز ختم ہونے تک بیع (خرید وفروخت) کرنا مکروہ تحریمی ہے۔

☆ اگر عام ضرورت کی کوئی چیز شہر میں کمیاب ہو تو پھر اس چیز کی قیمت میں اضافہ کے لالچ سے ذخیرہ اندوزی کرنا مکروہ ہے۔

باقی ان تمام صورتوں میں بھی خریدار خریدی ہوئی چیز کا مالک بن جائے گا

اور بائع اس چیز کی قیمت کا مالک بن جائے گا۔ (١)

مکرَہ کی بیع

شریعت میں بیع (خرید وفروخت) صحیح ہونے کے لئے بائع (سیلر) اور مشتری (خریدار) دونوں کی رضامندی ضروری ہے، لہٰذا اگر کسی عقد میں بائع راضی نہیں ہے، اور قتل کی دھمکی یا جبر و اکراہ سے بائع کو مجبور کر کے بیع کی گئی تو یہ خرید و فروخت صحیح نہیں ہوگی۔ (٢)

مکیلی اور موزونی چیز

گندم، آٹا، کھجور اور نمک ہمیشہ ہمیشہ کے لئے مکیلی ہوں گی یا موزونی اس

---

(١) (وكره النجش)... إن زيد الثمن بأكثر من ثمن المثل ولايريد الشراء لترغيب غيره... (والسوم)... على سوم غيره... إذا رضيا... بثمن معلوم... (وتلقى الجلب) أى استقبال من فى المصر جلباً... من طعام أو حيوان أو غيره (لمضر... بأهل البلد) للنهى عنه، وأما إذا لم يضر بأهل البلد بأن لم يكونوا محتاجين إليه فلا بأس به إلا إذا لبس سعر البلد على الواردين فاشترى منهم بأرخص منه فإنه يكره... (والبيع عند أذان الجمعة)... وصح البيع فى الجميع أى فى جميع ما ذكر من قوله: وكره النجش إلى هنا: لأن الكراهة لاتمنع الانعقاد۔ (مجمع الأنهر: (١٠٠/٣) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: دار الكتب العلمية۔)

☐ الاختيار لتعليل المختار: (٢٦/٢) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: دار الكتب العلمية۔

☐ (وكره) تحريماً مع الصحة (البيع عند الأذان الأول... وكره النجش... والسوم على سوم غيره... وتلقى الجلب... إذا كان يضر بأهل البلد أو يلبس السعر) على الواردين لعدم علمهم به فيكره للضرر والغرر۔ (الدر المختار مع الرد: (١٠١/٥، ١٠٢) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، مطلب احكام نقصان المبيع فاسداً، ط: سعيد۔)

(٢) ومنها الرضا... فلايصح بيع المكره إذا باع مكرها وسلم مكرها لعدم الرضاء۔ (بدائع الصنائع: (١٧٦/٥) كتاب البيوع، فصل: وأما شرائط الصحة أنواع، ط: سعيد۔)

☐ قال النبى ﷺ: الا لاتظلموا الا لايحل مال امرئ الا بطيب نفس منه۔ (مشكوة المصابيح: (٢٥٥/١) كتاب البيوع، باب الغصب والعارية، الفصل الثانى، ط: قديمى۔)

☐ شامى: (٥٠٣/٤) كتاب البيوع، مطلب فى بيع المكره والموقوف، ط: سعيد۔

میں فقہاءِ کرام کا اختلاف ہے، حضرت امام ابوحنیفہؒ اور حضرت امام محمدؒ کے نزدیک یہ مکیلی ہیں اور ہمیشہ کے لئے مکیلی رہیں گی، جب کہ امام ابو یوسفؒ کے نزدیک ان کا تبادلہ وزن کے ساتھ بھی جائز ہے، امام ابوحنیفہؒ اور امام محمدؒ کے قول پر عمل کرنا احتیاط ہے اور امام ابو یوسفؒ کے قول پر عمل کرنے میں سہولت اور آسانی ہے، لہٰذا حالات کے اعتبار سے امام ابو یوسفؒ کے قول پر فتویٰ دینے کی گنجائش ہوگی۔ (١)

---

(١) وما ورد النص بكيله فهو كيلي أبداً، وما ورد بوزنه فوزني أبداً اتباعاً للنص. وعن أبي يوسف رحمه الله أنه يعتبر فيه العرف أيضاً، لأن النص ورد على عادتهم فتعتبر العادة. (الاختيار لتعليل المختار: (٢/ ٣١) كتاب البيوع، باب الربا، ط: دار الكتب العلمية.)

☐ ومنه: اعتبار الكيل أو الوزن فيما تعورف كيله أو وزنه مما لا نص فيه من الأموال الربوية كالزيتون وغيره، وأما ما نص عليه فلا اعتبار للعرف فيه عند الطرفين. وفي الحاشية: أي عند أبي حنيفة رحمه الله ومحمد رحمه الله بل العبرة عندهما فيه للمقياس الذي ورد به النص لتحقيق التساوي في مبادلة الأموال الربوية بعضها ببعض عند اتحاد الجنس، خلافاً لأبي يوسف رحمه الله الذي يعتبر المقياس المتعارف فيهما مطلقاً في كل زمن بحسبه، ويتبدل مقياس التساوي بتغير العرف تبعاً له حيث يعلل النص بالعرف الذي كان قائماً وقت وروده. فلا يكون اتباع العرف عند أبي يوسف رحمه الله مخالفاً للنص، بل يراه هو الموافق للنص، وإن الثبات على المقياس القديم الذي ورد في النص هو المخالف للنص، فهو يعتبر هذا النص نصاً عرفياً بمعنى أنه ذكر فيه المقياس الذي عينه النص؛ لأنه كان هو المتعارف حين ورود النص، ولو كان المتعارف مقياساً آخر لورد النص بذلك الآخر، لأن مقاييس الكميات تتبع الأعراف. (شرح القواعد الفقهية مع حاشية: (٢٢١) القاعدة الخامسة والثلاثون: العادة محكمة، ط: دار القلم، دمشق)

☐ وحاصله توجيه قول أبي يوسف رحمه الله أن المعتبر العرف الطاري بأنه لا يخالف النص بل يوافقه، لأن النص على كيلية الأربعة، ووزنية الذهب والفضة مبني على ما كان في زمنه صلى الله عليه وسلم من كون العرف كذلك حتى لو كان العرف إذ ذاك بالعكس لورد النص موافقاً له ولو تغير العرف في حياته صلى الله عليه وسلم لنص على تغير الحكم، وملخصه: أن النص معلول بالعرف فيكون المعتبر هو العرف في أي زمن كان ولا يخفى أن هذا فيه تقوية لقول أبي يوسف رحمه الله فافهم. (شامي: (١٧٧/٥) كتاب البيوع، باب الربا، مطلب في أن النص أقوى من العرف، ط: سعيد.)

☐ وروي عن أبي يوسف رحمه الله: أنه يعتبر في ذلك العرف، ولو على خلاف المنصوص، لأن النص على ذلك لمكان العادة، فكانت هي المنظور إليها، وقد تبدلت، فعلى هذا لو تغيرت العرف في الحنطة أو الشعير أو التمر، بأن أصبحت تباع وتشترى وزناً، جاز بيعها بجنسها متساوية وزناً، ولا يجب التساوي في الكيل، وحجة الجمهور أن النص أقوى من العرف، ولكن رجح ابن الهمام قول أبي يوسف رحمه الله =

مکینک کے لئے پرزہ دلوانے پر اجرت لینا

"بروکر ہونا بائع اور مشتری دونوں کو معلوم ہو" عنوان کے تحت دیکھیں۔

ملازمت برقرار رکھنے کے لئے رشوت دینا

بعض لوگ کسی سرکاری یا غیر سرکاری ادارہ میں اس کے قواعد وضوابط کے مطابق انٹرویو میں کامیابی حاصل کر کے نوکری حاصل کر لیتے ہیں، لیکن ملازمت کے دوران افسران بعض ناجائز وجوہات کی بنا پر تنگ کرتے ہیں، ملازمت سے نکال دینے کی دھمکیاں دیتے ہیں، اور رشوت طلب کرتے ہیں، تو ایسی صورت میں اگر ملازم کے پاس اس ملازمت کے علاوہ کوئی جائز ذریعہ معاش بھی نہ ہو تو ایسی مجبوری کی حالت میں ملازمت برقرار رکھنے کے لئے افسران کو رشوت دینے کی گنجائش ہوگی، پھر اس پر استغفار کرنا چاہیے، تاہم افسران کے لئے یہ رشوت ہے اور ان کے

= بقوله: "ولا يخفى أن هذا لا يلزم أبا يوسف رحمه الله لأن قصاراه أنه كنصه على ذلك، وهو يقول يصار إلى العرف الطارئ بعد النص بناء على أن تغير العادة يستلزم تغير النص، حتى لو كان صلى الله عليه وسلم حياً لنص عليه على وزان ما ذكرنا في سنية التراويح، مع أنه صلى الله عليه وسلم لم يواظب عليه، بل فعله مرة، ثم ترك، لكن لما بين عذر خشية الإفتراض على معنى لولاه لواظب، حكم بالسنية مع عدم المواظبة، لأنا أمنا من بعده النسخ، فحكمنا بالسنية، فكذا هذا، لو تغيرت تلك العادة التي كان النص باعتبارها إلى عادة اخرى، تغير العرف."

وعلى قول أبي يوسف رحمه الله أفتى كثير من معاصري الحنفية، وقال ابن عابدين رحمه الله: "ولا يخفى أن هذا فيه تقوية لقول أبي يوسف رحمه الله." وقال رحمه الله في "نشر العرف" وعلى هذا، فلو تعارف الناس بيع الدراهم بالدراهم، أو استقراضها بالعدد، كما في زماننا، لا يكون مخالفاً للنص، فالله تعالى يجزي الإمام أبا يوسف رحمه الله عن أهل هذا الزمان خير الجزاء فلقد سدّ عنهم باباً عظيماً من الربا." (فقه البيوع على المذاهب الأربعة: (۲/ ۶۷۴، ۶۷۵) المبحث السابع، الباب الثاني في الربا في البيوع، تأثير العرف في الكيل والوزن، ط: معارف القرآن)

فتح القدير: (۷/ ۱۵، ۱۶) كتاب البيوع، باب الربا، ط: رشيديه)

رسائل ابن عابدين: (۲/ ۱۱۸) رسالة: نشر العرف في بناء بعض الاحكام على العرف، ط: سهيل اكيڈمی۔

لئے لینا حرام ہے۔[۱]

نیز یہ کہ افسران کے لئے ماتحت ملازم کو بلاوجہ تنگ اور پریشان کرنا، ملازمت سے فارغ کرنے کی دھمکی دینا، رشوت طلب کرنا، یہ سب ناجائز اور حرام ہیں، اس لئے افسران کے لئے ایسی ناجائز اور حرام باتوں سے بچنا ضروری ہے۔[۲]

ملازمت بینک

''بینک کی ملازمت'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۵۱/۲)

ملازمت کا حق فروخت کرنا

مزدوروں اور ملازمین کی مزدوری اور ملازمت کرنے کے حقوق کی خرید و فروخت کرنا جائز نہیں ہے، اس پر حاصل ہونے والی آمدنی اور منافع ناجائز اور حرام

(۱) ومن كان له حق مضيع لم يجد طريقة للوصول إليه إلا بالرشوة، أو وقع عليه ظلم فلم يستطع دفعه عنه إلا بالرشوة... فإن سلك سبيل الرشوة من أجل ذلك فالإثم على الآخذ المرتشي، وليس عليه إثم الراشي في هذه الحالة۔ (الحلال والحرام في الاسلام في العلاقات الإجتماعية: (ص: ۲۷۲)، الرشوة لدفع الظلم، ط: مصطفى البابي الحلبي مصر۔)

لو اضطر إلى دفع رشوة لإحياء حقه جاز له الدفع، وحرم على القابض۔ (شامی: (۷۲/۵) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: سعيد۔)

حاشية الطحطاوي على الدر: (۱۷۸/۳) كتاب القضاء، ط: دار المعرفة بيروت۔)

(۲) عن أبي بكر الصديق رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ملعون من ضار مؤمنا أو مكر به۔ (مشكاة المصابيح: (ص: ۴۲۸) كتاب الآداب، باب ما ينهى عنه من التهاجر، ط: قديمی۔)

والأظهر أن الضرر يشمل البدني والمالي والدنيوي والأخروي۔ (مرقاة المفاتيح: (۲۳۳/۹) كتاب الآداب، باب ما ينهى عنه من التهاجر والتقاطع، الفصل الثاني، ط: رشيديه جديد۔)

عن أبي حرة الرقاشي عن عمه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: الا لا تظلموا الا يحل مال امرئ إلا بطيب نفس منه۔ (مشكاة المصابيح: (ص: ۲۵۵)، كتاب البيوع، باب الغصب والعارية، الفصل الثاني، ط: قديمی)

والأظهر أن معناه: لا تظلموا أنفسكم، وهو يشمل الظلم القاصر والمتعدي۔ (مرقاة المفاتيح: (۱۲۹/۶) كتاب البيوع، باب الغصب والعارية، الفصل الثاني، ط: رشيديه)

ہے، جس سے رقم لی ہے اس کو واپس کر دینا ضروری ہے۔ (۱)

ملازمت کرنا انشورنس کمپنی میں

''انشورنس کمپنی میں ملازمت کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۴۹/۱)

ملازمت کرنا کافروں کے پاس

''غیر مسلم کے پاس مزدوری کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۶۷/۵)

ملازمت کے دوران اللہ کے حقوق ساقط نہیں ہوتے

ملازم کے ذمہ جو اللہ کے حقوق ہیں وہ ملازمت کے عقد کی وجہ سے ساقط نہیں ہوتے اور نہ ان کو مؤخر کرنے کی گنجائش ہوتی ہے جیسے نماز، روزہ، اور حج فرض ہونے کے بعد اس کو ادا کرنے کے لئے سفر کرنا ملازمت کی وجہ سے ساقط نہیں ہوگا، وقت پر نماز ادا کرنا، اور روزہ رکھنا، اور حج ادا کرنے کے لئے سفر کرنا لازم ہوگا۔ (۲)

---

(۱) وشرط المعقود عليه... كونه موجودا مالا متقوما مملوكا في نفسه۔ (شامي: (۵۰۵/۴)، كتاب البيوع، مطلب: شرائط البيع أنواع أربعة، ط: سعيد۔)

وفي الاشباه: لايجوز الاعتياض عن الحقوق المجردة كحق الشفعة۔ وفي الشامية: قوله: كحق الشفعة) قال في الاشباه فلو صالح عنها بمال بطلت ورجع۔ (الدر مع الرد: (۵۱۸/۴)، كتاب البيوع، مطلب: لايجوز الاعتياض عن الحقوق المجردة، ط: سعيد۔)

الاشباه والنظائر: (ص: ۲۱۰)، كتاب البيوع، ط: قديمي۔

حاشية الطحطاوي على الدر: (۹/۳)، كتاب البيوع، ط: المكتبة العربية۔

(۲) وعن النواس بن سمعان رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لا طاعة لمخلوق في معصية الخالق۔ رواه في شرح السنة۔ (مشكاة المصابيح: (ص: ۳۲۱)، كتاب الإمارة والقضاء، الفصل الثاني، ط: قديمي)

عن ابن عمر رضي الله عنه، عن النبي صلى الله عليه وسلم، انه قال: على المرء المسلم السمع والطاعة فيما أحب وكره إلا ان يؤمر بمعصية فإن أمر بمعصية فلا سمع ولا طاعة۔ (الصحيح لمسلم: (۱۲۵/۲)، كتاب الإمارة، باب وجوب طاعة الامراء في غير معصية وتحريمها في معصية، ط: قديمي۔)

هو... فرض... مرة... على الفور) في العام الأول عند الثاني وأصح الروايتين عن الإمام مالك وأحمد فيفسق وترد شهادته بتاخيره أي سنينا؛ لأن تاخيره صغيرة وبارتكابه مرة لايفسق إلا =

اسی طرح مسلمانوں کے علاقہ پر کفار کی طرف سے حملہ کی صورت میں مسلمان مجاہدین کی مدد کرنا یا کسی جلنے اور ڈوبنے والے کو بچانا، اسی طرح امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنا (نیک کام کا حکم اور برے کام سے روکنا) بشرطیکہ اس فریضہ کی ادائیگی کے لئے اس کے سوا اور کوئی نہ ہو، ملازمت کے دوران یہ تمام کام کرنا بھی لازم ہیں، البتہ یہ بھی ضروری ہے کہ ان حقوق کی ادائیگی سے ملازم کے مالک کو ایسا ضرر نہ پہنچے جو ان حقوق کے برابر یا ان سے زیادہ ہو مثلاً جیسے زید سخت بیمار ہے، بستر پر پڑا ہوا ہے، کوئی اس کا مددگار یا خادم نہیں، اب بکر جو اس کا ملازم ہے اس کو ایسی حالت میں چھوڑ کر کہیں نہیں جا سکتا، یا اس کی عورتیں چھوٹے بچے یا اس کی ماں ان سب کی دیکھ بھال ملازم کے ذمہ ہے، وہ ملازم اب کوئی ایسا کام نہیں کر سکتا جو ان کے یا مال کے ضائع ہونے کا سبب ہو، اللہ تعالیٰ مستغنی ہے، بندہ محتاج ہے، اللہ تعالیٰ اپنے حقوق معاف فرمانے والے ہیں، بندے حقوق وصول کرنے والے ہیں، اب دونوں حقوق میں تقابل ہو جائے تو حقوق العباد کی ادائیگی مقدم ہوگی، البتہ ملازم کوشش کرے کہ فرائض کو اس طرح ادا کرے کہ بندہ (آقا کی) حق تلفی نہ ہو تو یہی مناسب اور بہتر ہے۔(۱)

=بالاصرار بحر۔ وفی الرد: قوله: إلا بالاصرار) ... ثم لا يخفى أنه لا يلزم من عدم الفسق عدم الإثم فإنه يأثم ولو بمرة۔ (الدر مع الرد: (۲/ ۴۵۵، ۴۵۷) کتاب الحج، مطلب فيمن حج بمال حرام، ط: سعيد)

(۱) وإنما يرجح حق العبد في مواضع يلزم من اعتبار حق الله تعالى إهدار حق العبد لانتهاء وفاء لحق الله تعالى؛ لأن الله غني والعبد محتاج۔ (البناية شرح الهداية: (۶/ ۲۷۲) کتاب الحدود، فصل في كيفية الحدو إقامته، ط: دار الكتب العلمية۔)

وحق العبد مقدم على حق الشرع لحاجته إليه۔ (الجوهرة النيرة: (۱/ ۲۵۰) کتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: حقانيه۔)

قوله: لتقدم حق العبد) أی على حق الشرع لا تهاوناً بحق الشرع، بل لحاجة العبد وعدم حاجة الشرع الاترى أنه إذا اجتمعت الحدود، وفيها حق العبد يبدأ بحق العبد لما قلنا، ولأنه ما من شئ إلا ولله تعالى فيه حق، فلو قدم حق الشرع عند الاجتماع بطل حقوق العباد كذا في شرح الجامع الصغير =

ملازمت کے لئے ستر کھولنا

ملازمت لینے کے لئے ستر کھولنا، دکھانا، دیکھنا حرام ناجائز اور سخت گناہ ہے۔ اس قسم کی شرط مان کر گناہ کا ارتکاب کر کے ملازمت لینا جائز نہیں ہے۔ (۱)

ملازم رکھنا شریک کو

''شریک کو ملازم رکھنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۷۶/۴)

= لقاضی خان وأما قوله عليه الصلوة والسلام: "فدين الله أحق" فالظاهر أنه أحق من جهة التعظيم لا من جهة التقديم، ولذا قلنا لا يستقرض ليحج إلا إذا قدر على الوفاء كما مر وكذا جاز قطع الصلاة أو تأخيرها لخوفه على نفسه أو ماله أو نفس غيره أو ماله كخوف القابلة على الولد والخوف من تردى أعمى وخوف الراعي من الذئب وأمثال ذلك۔ (شامي: (۲/ ۴۶۲، ۴۶۳) كتاب الحج، مطلب في قولهم يقدم حق العبد على حق الشرع، ط: سعيد۔)

(۱) أجمعوا على أن ستر العورة عن العيون واجب في الصلوة وغيرها (الميزان الكبرى للشعراني: (۱/ ۱۶۹) كتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، ط: مصطفى البابي الحلبي مصر۔)

وقال ابن شريح: ستر العورة واجب اتفاقاً۔ (مرقاة المفاتيح: (۸/ ۲۷۱) كتاب اللباس، باب الترجل، الفصل الاول، ط: رشيديه۔)

وينظر الرجل إلى الرجل إلا العورة، وهي ما بين السرة والركبة... ثم حكم العورة في الركبة أخف منه في السوءة، حتى ينكر عليه في كشف الركبة برفق، وفي الفخذ بعنف، وفي السوءة بضرب إن لج۔ (تبيين الحقائق: (۶/ ۱۸) كتاب الكراهية، فصل في النظر والمس، ط: امداديه ملتان۔)

الفتاوى الهندية: (۵/ ۳۲۷) كتاب الكراهية، الباب الثامن فيما يحل للرجل النظر إليه وما لا يحل له... الخ، ط: رشيديه)

أحسن الفتاوى: (۸/ ۱۸۷) متفرقات الحظر والإباحة، عنوان: تحصيل ملازمت كے لئے ستر كهولنا، ط: سعيد۔)

وعن النواس بن سمعان رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لا طاعة لمخلوق في معصية الخالق۔ رواه في شرح السنة۔ (مشكاة المصابيح: (ص: ۳۲۱)، كتاب الإمارة والقضاء، الفصل الثاني، ط: قديمي)

عن ابن عمر رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم، أنه قال: على المرء المسلم السمع والطاعة فيما أحب وكره إلا أن يؤمر بمعصية فإن أمر بمعصية فلا سمع ولا طاعة۔ (الصحيح لمسلم: (۲/ ۱۲۵)، كتاب الإمارة، باب وجوب طاعة الامراء في غير معصية وتحريمها في معصية، ط: قديمي)

ملازم کا حیلہ کرنا

بعض ملازم کمپنی یا ادارہ کی طرف سے سامان خریدنے کے وکیل ہوتے ہیں اور وہ یہ حیلہ کرتے ہیں کہ وہ چیز پہلے خرید لیتے ہیں پھر مہنگے داموں پر کمپنی یا ادارے کو فروخت کرتے ہیں یہ حیلہ بھی درست نہیں ہے کیونکہ وکیل امین ہوتا ہے اس کا اپنے لئے خریدنا جائز نہیں ہے۔ (۱)

ملازم کا کمیشن لینا رشوت ہے

اگر کوئی ادارہ یا کمپنی والے کسی ملازم کو کوئی چیز خریدنے کے لئے بھیجیں تو ملازم کے لئے سامان خریدنے پر کمیشن لینا جائز نہیں، یہ رشوت اور خیانت ہے، جو ناجائز اور حرام ہے، کیونکہ ملازم کو ادارہ اور کمپنی کی طرف سے باقاعدہ تنخواہ ملتی ہے، اور یہ کام اس کے فرائض منصبی میں شامل ہے، اس پر کمیشن لینا کسی حال میں بھی جائز نہیں ہے اگر ایسی رقم لے لی ہے تو کمپنی یا ادارہ میں جمع کر دے۔ (۲)

---

(۱) المال الذي قبضه الوكيل بالبيع والشراء وإيفاء الدين واستيفائه والمال الذي قبضه الوكيل بقبض الدين بحسب وكالته هو في حكم الوديعة بيد الوكيل. (شرح المجلة لرستم باز: (۲/۳ ۶۱ ۲) المادة: ۱۴۶۳، الكتاب الحادي عشر في الوكالة، الباب الثالث: في بيان احكام الوكالة، ط: فاروقيه)

ولأن الوكيل بالقبض مؤتمن على المال. (العناية على هامش فتح القدير: (۱۴/۸) كتاب الوكالة، باب الوكالة بالخصومة والقبض، ط: رشيديه)

لايجوز لأحد أن يأخذ مال أحد بلا سبب شرعي. شرح المجلة لرستم باز: (۱/۵۱) المادة: ۹۷، المقالة الثانية: في بيان القواعد الكلية الفقهية، ط: فاروقيه.

احسن الفتاوي: (۸/۲۲) كتاب الحظر والإباحة، ط: سعيد.

(۲) والحاصل أن حد الرشوة هو مايؤخذ عما وجب على الشخص، سواء كان واجباً على العين أو على الكفاية. (إعلاء السنن: (۱۵/ ۶۱) كتاب القضاء، باب الرشوة، تحقيق معنى الرشوة لغةً وشرعاً، ط: إدارة القرآن كراچی)

والإسلام يحرم الرشوة في أي صورة كانت وبأي اسم سميت۔ (الحلال والحرام في الإسلام للقرضاوي: (ص: ۲۷۱)، في العلاقات الاجتماعية، الرشوة لدفع الظلم، ط: مصطفى البابي الحلبي مصر)

ملازم کمیشن لے تو تنخواہ حرام ہے

(۲۷۶) حکومت یا ایسی پرائیویٹ کمپنی کا ملازم جس کی باقاعدہ تنخواہ مقرر ہے، بعض اوقات کمپنی یا حکومت اس کو مال خریدنے کے لئے کہتی ہے، تو یہ شخص حکومت یا پرائیویٹ کمپنی کے لئے سامان وغیرہ خریدنے کے لئے وکیل بن جاتا ہے، اور یہی وکیل جس دکان یا کمپنی سے مال خریدتا ہے اس سے کمیشن بھی لیتا ہے، یہ ملازم کے لئے ناجائز اور حرام ہے، وکیل اپنی مقررہ تنخواہ لینے کا مستحق ہے اس سے زائد کمیشن وغیرہ لینا جائز نہیں ہے، اگر سامان فروخت کرنے والا دکاندار کمیشن کے طور پر کچھ دے دے تو وہ اس کے موکل حکومت یا پرائیویٹ کمپنی کا حق ہے وکیل کا نہیں کیونکہ ملازم دکاندار کا وکیل اور دلال نہیں بلکہ حکومت یا پرائیویٹ کمپنی کا وکیل ہے، اور جس کا وکیل نہیں اس سے کمیشن یا اجرت لینا صحیح نہیں۔ [1] اور دکاندار کے لئے ایسے ملازم

= قال الله تعالى: يا ايها الذين آمنوا لاتأكلوا اموالكم بينكم بالباطل۔ (سورة النساء: ۲۹)

من هديات الآيات... حرمة اكل اموال الناس بالباطل كالسرقة والغش والرشوة۔ (أيسر التفاسير: (۱/۵۷۳)، سورة النساء: ۱۶۱، مكتبة العلوم والحكم۔)

(۱) وأما الدلال فإن باع العين بنفسه بإذن ربها فأجرته على البائع. وفي الشامية: (قوله: فأجرته على البائع) وليس له أخذ شيء من المشتري؛ لأنه هو العاقد حقيقة شرح الوهبانية، وظاهره أنه لا يعتبر العرف هنا؛ لأنه لا وجه له. (الدر المختار مع الرد: (۴/۵۶۰) كتاب البيوع، مطلب فساد المتضمن يوجب فساد المتضمن، ط: سعيد)

جامع الفصولين: (۲/۱۶۳) الفصل الرابع والثلاثون في الأحكام، أحكام الدلال وما يتعلق به، ط: اسلامي كتب خانه.

مجمع الضمانات: (ص: ۹۸) النوع السابع عشر: الدلال ومن بمعناه، ط: دار الكتب العلمية.

وعن ابي حرة الرقاشي عن عمه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ألا لاتظلموا ألا لا يحل مال امرئ إلا بطيب نفس منه. (مشكاة المصابيح: (ص: ۲۵۵) كتاب البيوع، باب الغصب والعارية، الفصل الثاني، ط: قديمي)

کو کمیشن دینا بھی جائز نہیں۔ (۱)

مزید ''وکیل بالشراء کا ظلم'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۴۴۵/۶)

ملازم کو بکری (Sale) میں سے مثلاً پانچ فیصد دینا

اگر ملازم کی بنیادی تنخواہ مقرر ہے، پھر یہ طے ہوا کہ وہ جتنی بکری (Sale) کرائے گا اس پر اس کو مثلاً پانچ فیصد کمیشن مزید ملے گا، تو یہ بھی جائز ہے گویا کہ یہ بھی تنخواہ کا ایک حصہ ہے۔ (۲)

ملازم کو رشوت دینی پڑتی ہے

ایک شخص ایسی کمپنی میں کام کرتا ہے جو درآمد کا کام کرتی ہے، کمپنی کے اس

---

(۱) وتعاونوا على البر والتقوى ولا تعاونوا على الإثم والعدوان. (المائدة:۲)

☐ أي ولا تعاونوا على ارتكاب المنهيات ولا على الظلم۔ (احكام القرآن للقرطبي: (۴۷/۳)، ط: دار الفكر.

☐ وما كان سبباً لمحظور فهو محظور: (شامي: (۳۵۰/۶) كتاب الحظر والإباحة، قبيل فصل في اللبس، ط: سعيد.

(۲) (ولا بد من كون المنافع والأجرة معلومة) قطعاً للمنازعة۔ (الاختيار لتعليل المختار: (۵۱/۲) كتاب الإجارة، ط: دار الكتب العلمية۔)

☐ يشترط أن تكون الأجرة معلومة۔ (شرح المجلة لسليم رستم باز: (۲۰۳/۱) رقم المادة: ۴۵۰، الكتاب الثاني في الإجارة، الباب الثاني، الفصل الثالث في شروط صحة الإجارة، مكتبة فاروقيه۔)

☐ ولا تصح الإجارة حتى تكون المنافع معلومة والاجرة معلومة) لما روينا من قوله ﷺ: "من استاجر أجيراً فليعلمه أجره" فإنه... يدل بعبارته كون معلومة الاجرة شرطاً۔ (العناية: (۶۱/۹) كتاب الإجارات، ط: رشيديه جديد)

☐ الزيادة في الأجرة من المستاجر تصح في المدة وبعدها۔ (الدر المختار مع الرد: (۲۱/۶) كتاب الإجارة، ط: سعيد)

☐ الفتاوى الهنديه: (۴۳۹/۴) كتاب الاجارة، الباب الرابع عشر في تجديد الإجارة بعد صحتها والزيادة فيها، ط: رشيديه۔

☐ حاشية الطحطاوي على الدر: (۱۳/۴) كتاب الإجارة، المكتبة العربيه۔

ملازم کو اس کاروبار کے سلسلہ میں مختلف مراحل میں رشوت دینا پڑتی ہے، تو ایسی ملازمت جائز نہیں ہے، کیونکہ رشوت دینا اور لینا دونوں حرام ہیں۔ ایسی ملازمت ترک کر کے کوئی حلال ذریعہ معاش اختیار کرے۔ (۱)

ملازم کو نفع کا بھی کچھ فیصد دینا

دکان پر اجرت پر ملازم رکھا، اور یہ بھی طے ہوا کہ اجرت کے ساتھ ساتھ روزانہ یا ماہانہ جو نفع ہوگا مثلاً اس کا دس فیصد یا پانچ فیصد بھی ملازم کو ملے گا تو یہ بھی جائز ہے۔

اور اگر ملازم کے ساتھ یوں طے ہوا کہ کل آمدنی (Income) کا مثلاً دو فیصد بھی ملازم کو ملے گا تو یہ بھی جائز ہے، جس طرح ماہانہ یا روزانہ مقرر کر کے تنخواہ دینا جائز ہے اسی طرح نفع کا دس فیصد یا پانچ فیصد یا دو فیصد دینا بھی صحیح ہے۔ (۲)

---

(۱) عن عبداللہ بن عمرو قال: لعن رسول اللہ ﷺ الراشی والمرتشی، رواہ ابو داود وابن ماجہ ورواہ الترمذی عنہ وعن ابی ہریرۃ۔ ورواہ أحمد والبیہقی فی شعب الایمان عن ثوبان وزاد "والرائش" یعنی الذی یمشی بینہما۔ (مشکاۃ المصابیح: (ص: ۳۲٦)، کتاب القضاء والإمارۃ، باب رزق الولاۃ وھدایاھم، الفصل الثانی، ط: قدیمی)

جامع الترمذی: (۲۴۸/۱) کتاب الاحکام، ط: سعید۔

حدیث أبی ہریرۃ، لعن اللہ الراشی والمرتشی۔ (تلخیص الحبیر: (۱۵٦۵/۴) رقم الحدیث: ۲۰۹۳، کتاب القضاء، باب أدب القضاء، ط: مکتبہ نزار مصطفی الباز مکۃ المکرمہ ریاض)

عن علی ؓ، عن النبی ﷺ قال: "لا طاعۃ لمخلوق فی معصیۃ اللہ عز وجل۔ (مسند الإمام أحمد: (۳۳۳/۲) رقم الحدیث: ۱۰۹۵، مسند علی بن أبی طالب ؓ، ط: مؤسسۃ الرسالۃ)

وعن النواس بن سمعان ؓ قال: قال رسول اللہ ﷺ: لا طاعۃ لمخلوق فی معصیۃ الخالق۔ رواہ فی شرح السنۃ۔ (مشکاۃ المصابیح: (ص: ۳۲۱)، کتاب الإمارۃ والقضاء، الفصل الثانی، ط: قدیمی)

عن ابن عمر ؓ، عن النبی ﷺ، أنہ قال: علی المرء المسلم السمع والطاعۃ فیما أحب وکرہ إلا أن یؤمر بمعصیۃ فإن أمر بمعصیۃ فلا سمع ولا طاعۃ۔ (الصحیح لمسلم: (۱۲۵/۲)، کتاب الإمارۃ، باب وجوب طاعۃ الامراء فی غیر معصیۃ وتحریمہا فی معصیۃ، ط: قدیمی)

(۲) انظر الی الحاشیۃ السابقۃ رقم: ۲، علی الصفحۃ السابقۃ۔

ملازم کی تنخواہ

تجارت میں کامیابی کا ایک ظاہری راز یہ ہے کہ ملازمین کو کارکردگی کے مطابق تنخواہ دی جائے اور وقتاً فوقتاً بہتر کارکردگی پر انہیں انعام دیا جائے، کیونکہ پرکشش تنخواہ ہی ملازم کو زیادہ کام کرنے پر اکساتی ہے، اس لئے ملازمین اور نمائندوں کی اتنی تنخواہ ہونا ضروری ہے، کہ وہ لوگ ادارے کے ساتھ وفادار رہیں، اور دل لگا کر پورے جذبہ کے ساتھ کام کریں، ورنہ تنخواہ کم ہونے کی صورت میں دل لگا کر کام بھی نہیں کریں گے، ہوسکتا ہے شدید مجبوری کے وقت خورد برد کردیں، جو تنخواہ میں اضافہ کرنے سے زیادہ نقصان دہ ہوگا۔ (۱)

ملازم کی تنخواہ کا حکم مضاربت میں

''مضاربت میں ملازم کی تنخواہ کا حکم'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۳۳/۶)

ملازم کی ذمہ داری

ملازم پر معاہدہ کے مطابق اپنی ذمہ داری بہترین طریقہ سے ادا کرنا فرض ہے کام چوری سے پرہیز کرنا، بدیانتی کا مرتکب نہ ہونا، اور وقت کی پابندی

---

(۱) وهل للقاضي أن يأخذ الرزق؟ فإن كان فقيراً له أن يأخذ، لأنه يعمل للمسلمين فلابد له من الكفاية، ولا كفاية له، فكانت كفايته من بيت المال... وينبغي للإمام أن يوسع عليه وعلى عياله كي لا يطمع في أموال الناس۔ (بدائع الصنائع: (۱۳/۷)، كتاب آداب القاضي، فصل وأما آداب القضاء، ط: سعيد۔)

القتاوى الهندية: (۳/ ۳۲۹)، كتاب آداب القاضي، الباب التاسع في رزق القاضي وهديته... الخ، ط: رشيديه۔

قال رحمه الله: (وإلا نصب قاسماً يقسم بأجرة بعدد الرؤوس) يعني إن لم ينصب قاسماً رزقه من بيت المال نصبه وجعل الرزق على المتقاسمين لأن النفع لهم على الخصوص... ويقدر له القاضي أجرة كي لا يطمع في أموالهم ويتحكم بالزيادة۔ (البحر الرائق: (۱۴۸/۸)، كتاب القسمة، ط: سعيد۔)

کرنا، اور امانت داری سے کام کرنا ضروری ہے۔ (۱) اور مالک کی تعظیم اور عزت کرنا لازم ہے۔ (۲)

ملازم کے حقوق

تاجر اور دکانداروں پر اپنے ملازم اور نوکر کے حقوق کا مکمل خیال رکھنا لازم ہے ملازم اور نوکروں کے حقوق یہ ہیں:

① ملازم اور نوکروں سے ان کی طاقت کے مطابق کام لیا جائے۔ (۳)

عقد اجارہ کے وقت جو کام کرنا طے ہوا ہے اس سے زیادہ کام نہ لیا

---

(۱) قال الله تعالى: یاایها الذین امنوا أوفوا بالعقود. (المائدہ:۱)

وقال تعالى ایضاً: وأوفوا بالعهد إن العهد کان مسؤلا. (الإسراء:۳٤)

قال النبي صلى الله عليه وسلم: المسلمون عند شروطهم (صحيح بخاري: (۳۰۳/۱) كتاب الإجارة، باب أجرة السمسرة، ط: قديمي)

يعتبر ويراعي كل ما اشترط العاقدان. (شرح المجله لرستم باز: (۲۱۱/۱) المادة: ۸۳، الكتاب الثاني: في الإجارة، الباب الثالث: في المسائل التي تتعلق بالاجرة، الفصل الثاني، ط: فاروقيه)

(۲) وعن ابن عباس رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ليس منا من لم يرحم صغيرنا ولم يوقر كبيرنا ويامر بالمعروف وينه عن المنكر. (مشكاة المصابيح: (ص: ۴۲۳) كتاب الآداب، باب الشفقة والرحمة على الخلق، الفصل الثاني، ط: قديمي)

جامع الترمذي: (۱٤/۲) أبواب البر والصلة، باب ماجاء في رحمة الصبيان، ط: سعيد.

(ليس منا) أي من خواصنا، وهو كناية عن التبرئة... ولم يوقر) أي لم يعظم (كبيرنا) وهو شامل للشاب والشيخ. (مرقاة المفاتيح: (۱۸۳/۹) كتاب الآداب، باب الشفقة والرحمة على الخلق، الفصل الثاني، ط: رشيديه)

(۳) قال الله تعالى: إن الله يامر بالعدل والاحسان. (النمل: ۹)

عن أبي ذر رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "إخوانكم جعلهم الله فتية تحت أيديكم، فمن كان أخوه تحت يده فليطعمه من طعامه وليلبسه من لباسه ولا يكلفه مايغلبه، فإن كلفه مايغلبه فليعنه. (جامع الترمذي: (۱٦/۲) ابواب البر والصلة، باب ماجاء في الإحسان إلى الخدم، ط: سعيد)

سنن أبي داود: (۳٦۱/۲) كتاب الأدب، باب في حق المملوك، ط: رحمانيه)

جائے۔ (۱)

اگر کسی وجہ سے زیادہ کام لینا پڑے تو اس کی اضافی اجرت دے۔ (۲)

⑭ ملازم اور نوکروں کے ساتھ اچھے اخلاق سے پیش آئے، بلا وجہ سختی کرنا اور بات بات پر ڈانٹ پلانا، گالی دینا بداخلاقی ہے، اگر معاملہ اس کا الٹ ہوتا یعنی ملازم مالک ہوتا اور مالک ملازم ہوتا اور بلا وجہ سختی کرتا، اور بات بات پر ڈانٹ پلاتا گالی دیتا تو مالک کے دل میں کیا گزرتی، اس لئے اللہ کی جانب سے ملازم اور نوکر نہ بنا کر مالک بنانے پر شکر ادا کرے، اور ایسا کوئی کام نہ کرے جس سے اللہ تعالیٰ ناراض ہو کر مالداری کو فقر و غربت میں بدل دیں۔ (۳)

⑮ ملازم کو معاوضہ (سیلری) وقت پر ادا کرے اس میں تاخیر نہ کرے۔

---

(۱) قال اللہ تعالیٰ: یا ایہا الذین امنوا أوفوا بالعقود. (المائدۃ:۱)

وقال النبي صلى الله عليه وسلم: المسلمون عند شروطهم. (صحيح بخاري: (۳۰۳/۱) كتاب الإجارة، باب أجر السمسرة، ط: قديمي)

(۲) قال اللہ تعالیٰ: إن اللہ یامر بالعدل والاحسان. (النحل: ۹۰)

وقال اللہ تعالیٰ: هل جزاء الإحسان إلا الاحسان. (الرحمن:۶۰)

عن أبي ذر رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "إخوانكم جعلهم الله فتنة تحت أيديكم، فمن كان أخوه تحت يده فليطعمه من طعامه وليلبسه من لباسه ولا يكلفه مايغلبه، فإن كلفه مايغلبه فليعنه. (جامع الترمذي: (۱۶/۲) ابواب البر والصلة، باب ماجاء في الإحسان إلى الخدم، ط: سعيد)

سنن أبي داود: (۳۶۶/۲) كتاب الأدب، باب في حق المملوك، ط: رحمانيه)

(۳) عن أبي الدرداء رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: مامن شئ أثقل في ميزان المؤمن يوم القيامة من خلق حسن، فإن الله تعالى يبغض الفاحش البذئ. (جامع الترمذي: (۲۰/۲) أبواب البر والصلة، باب ماجاء في خلق الحسن، ط: سعيد.

مشكاة المصابيح: (ص:۴۳۱) كتاب الأدب، باب الرفق والحياء وحسن الخلق، الفصل الثاني، ط: قديمي.

السنن الكبرى للبيهقي: (۱۹۳/۱۰) كتاب الشهادات، باب بيان مكارم الأخلاق... الخ، ط: إدارة القرآن.

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ملازم کو اس کی تنخواہ اس کا پسینہ خشک ہونے سے پہلے دے دیا کرو۔ (۱)

ایک اور حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تین بندے ایسے ہیں کہ میں قیامت کے دن ان کے خلاف مقدمہ لڑوں گا۔

ایک وہ جسے میرے نام پر کچھ دیا گیا پھر اس نے دھوکہ کیا۔

اور ایک وہ آدمی ہے جس نے آزاد آدمی کو فروخت کر کے رقم کھالی۔

اور ایک وہ آدمی ہے جس نے ملازم رکھا اور ملازم نے پورا کام کیا اور اس نے اس کی تنخواہ نہ دی۔ (۲)

ملازم کے لئے جماعت چھوڑنا جائز نہیں

☆ملازم کے لئے پانچوں وقت کی نمازیں، سنتوں کے ساتھ، اسی طرح جمعہ اور اس کے مقدمات جیسے غسل، استنجاء، وضو اور مسجد میں حاضری وغیرہ، سارے کام ملازمت کے دوران جائز ہیں، مالک کے لئے ملازم کو ان عبادات کی ادائیگی

---

(۱) عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: أعط الأجير أجره قبل أن يجف عرقه. السنن الكبرى للبيهقي: (۱۲۱/٦) كتاب الإجارة، باب إثم من منع الأجير أجره، ط: إدارہ تالیفات اشرفیہ۔

🗀 عن عبد الله بن عمرو قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: أعطوا الأجير أجره قبل أن يجف عرقه. (سنن ابن ماجه: (ص: ۱۷٦) كتاب الرهون، باب أجر الأجراء، ط: قديمي)

🗀 مشكاة المصابيح: (ص: ۲۵۸) كتاب البيوع، باب الإجارة، الفصل الثاني، ط: قديمي۔

(۲) عن أبي هريرة رضي الله عنه، عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: ثلاثة أنا خصمهم يوم القيامة: رجل أعطى بي ثم غدر، ورجل باع حرًا فأكل ثمنه، ورجل استأجر أجيرا فاستوفى منه ولم يعط أجره. (صحيح البخاري: (۲۹۷/۱) كتاب البيوع، باب إثم من باع حرًا، ط: قديمي)

🗀 سنن ابن ماجه: (ص: ۱۷٦) أبواب الرهون، باب أجر الأجراء، ط: قديمي.

🗀 السنن الكبرى للبيهقي: (۱۲۱/٦) كتاب الإجارة، باب إثم من منع الأجير أجره، ط: إدارة تاليفات اشرفيه.

سے منع کرنا جائز نہیں۔(۱)

☆ اگر ملازمت کے وقت ان عبادات سے روکنے کی شرط لگائے، یا شرط لگائے بغیر روکے تو ملازم کے لئے مالک کا حکم ماننا جائز نہیں، کیونکہ مالک کا ہر وہ حکم جو اللہ کے حکم کے مقابل ہو اس کا ماننا شرعاً جائز نہیں۔(۲)

---

(۱) واعجب من ذلک أنه إذا غضب علی شخص يمنعه دخول المسجد خصوصاً بسبب أمر دنيوی، وهذا كله جهل عظيم، ولا يبعد أن يكون كبيرة، فقد قال الله تعالی: "وأما المساجد لله" ...... فلا يجوز لأحد مطلقاً أن يمنع مؤمناً من عبادة يأتی بها فی المسجد، لأن المسجد ما بنی الا لها من صلاة واعتكاف وذكر شرعی۔ (البحر الرائق: (۲/۳۴) كتاب الصلاة، فصل لما فرغ من بيان الكراهة فی الصلوة، ط: سعيد)

▭ غمز عيون البصائر علی الاشباه: (۳/۲۳) القول فی احكام المسجد، ط: ادارة القرآن۔

▭ ووجب سعی إليها وترک البيع) ولو مع السعی، الدر المختار۔ قوله: وترک البيع) أراد به كل عمل ينافی السعی وخصه اتباعاً للآية۔ (الدر المختار مع الرد: (۲/ ۱۶۱) كتاب الصلوة، باب الجمعة، مطلب فی حكم المرقی بين يدی الخطيب، ط: سعيد)

▭ قوله وليس للخاص أن يعمل لغيره) بل ولا أن يصلی النافلة، قال فی التاتار خانية: وفی فتاوی الفضلی: وإذا استاجر رجلاً يوماً يعمل كذا فعليه أن يعمل ذلک العمل إلی تمام المدة ولا يشغل لشئ آخر سوء المكتوبة، وفی فتاوی سمرقند: وقد قال بعض مشايخنا: له أن يؤدی السنة أيضاً۔ واتفقوا أنه لا يؤدی نفلاً وعليه الفتوی۔ وفی غريب الرواية قال ابو علی الدقاق: لا يمنع فی المصر من اتيان الجمعة، ويسقط من الأجر بقدر اشتغاله ان كان بعيداً، وإن قريباً لم يحط شئ فإن كان بعيداً واشتغل قدر ربع النهار يحط عنه ربع الأجرة۔ (شامی: (۶/ ۷۰) كتاب الإجارة، باب ضمان الأجير، مطلب وليس للأجير الخاص أن يصلی النافلة، ط: سعيد)

▭ والأصح وجوبها علی مكاتب ومبعض وأجير ويسقط من الأجر بحسابه لو بعيداً وإلا لا۔ قوله: وأجير) مفاده أنه ليس للمستاجر منعه وهو أحد قولين وظاهر المتون يشهد له كما فی البحر۔ قوله: بحسابه لو بعيداً) فإن كان قدر ربع النهار حط عنه ربع الأجرة وليس للأجير أن يطالبه من الربع المحطوطة بمقدار اشتغاله بالصلاة۔ (الدر مع الرد: (۲/ ۱۵۴) كتاب الصلاة، باب الجمعة، مطلب فی شروط وجوب الجمعة، ط: سعيد)

▭ البحر الرائق: (۲/ ۱۵۱) كتاب الصلاة، باب الجمعة، ط: سعيد)

▭ حاشية الطحطاوی علی المراقی: (ص: ۵۰۳)، كتاب الصلاة، باب الجمعة، ط: قديمی)

(۲) وعن النواس بن سمعان ﷛ قال: قال رسول الله ﷺ: لا طاعة لمخلوق فی معصية الخالق رواه فی شرح السنة۔ (مشكاة المصابيح: (ص: ۳۲۱)، كتاب الإمارة والقضاء، الفصل الثانی، ط: قديمی)=

☆☆ ملازمت کے دوران مالک کی اجازت کے بغیر نوافل پڑھنا جائز نہیں۔ (۱)

☆☆ اگر مسجد دور ہو تب بھی جمعہ کی نماز چھوڑنا جائز نہیں۔ (۲)

☆☆ اسی طرح مالک کے لئے روکنا جائز نہیں، البتہ اتنے وقت کی تنخواہ کاٹی جاسکتی ہے۔ (۳)

ملازم میعاد سے پہلے ملازمت چھوڑ دے

''میعاد سے پہلے ملازمت چھوڑنے پر جرمانہ لگانا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۲۵/۶)

= وعن ابن عمر، عن النبی ﷺ، أنه قال: علی المرء المسلم السمع والطاعة فیما أحب و کرہ إلا أن یؤمر بمعصیة فإن أمر بمعصیة فلاسمع ولا طاعة۔ (الصحیح لمسلم (۱۲۵/۲) کتاب الإمارة، باب وجوب طاعة الامراء فی غیر معصیة وتحریمها فی معصیة، ط: قدیمی)

ولا طاعة لمخلوق فی معصیة الخالق فلا تجوز إجابته۔ (الشامیة: (۵۲/۲) کتاب الصلوة، باب إدراک الفریضة، ط: سعید)

(۱، ۲، ۳) قوله ولیس للخاص ان یعمل لغیره) بل ولا أن یصلی النافلة قال فی التاتارخانیة: وفی فتاوی الفضلی: وإذا استاجر رجلاً یوماً یعمل کذا فعلیه أن یعمل ذلک العمل إلی تمام المدة ولا یشغل لشئی آخر سوی المکتوبة، وفی فتاوی سمرقند: وقد قال بعض مشایخنا له أن یؤدی السنة ایضاً۔ واتفقوا أنه لا یؤدی نفلاً وعلیه الفتوی۔ وفی غریب الروایة قال ابو علی الدقاق: لا یمنع فی المصر من اتیان الجمعة، ویسقط من الأجر بقدر اشتغاله إن کان بعیداً، وإن قریباً لم یحط شئی فإن کان بعیداً واشتغل قدر ربع النهار یحط عنه ربع الأجرة۔ (شامی: (۷۰/۶) کتاب الإجارة، باب ضمان الأجیر، مطلب ولیس للأجیر الخاص أن یصلی النافلة، ط: سعید)

والأصح وجوبها علی مکاتب ومبعض وأجیر ویسقط من الأجر بحسابه لو بعیداً وإلا لا۔ قوله: وأجیر) مفاده أنه لیس للمستاجر منعه وهو أحد قولین وظاهر المتون یشهد له کما فی البحر۔ قوله: بحسابه لو بعیداً) فإن کان قدر ربع النهار حط عنه ربع الأجرة ولیس للأجیر أن یطالبه من الربع المحطوطة بمقدار اشتغاله بالصلاة۔ (الدر مع الرد: (۱۵۳/۲) کتاب الصلاة، باب الجمعة، مطلب فی شروط وجوب الجمعة، ط: سعید)

البحر الرائق: (۱۵۱/۲) کتاب الصلاة، باب الجمعة، ط: سعید۔

حاشیة الطحطاوی علی المراقی: (ص: ۵۰۳)، کتاب الصلاة، باب الجمعة، ط: قدیمی)

ملازم نے چوری چھپے سامان زیادہ دے دیا

''سامان زیادہ دے دیا ملازم نے'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۰۷/۴)

ملازم نے زیادہ قیمت میں بیچ دی

''قیمت زیادہ لے لی'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۲۹/۵)

ملازمین جماعت کے ساتھ نماز پڑھیں

''جماعت سے نماز پڑھنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۱۳/۳)

ملامسہ

''ملامسہ'' جاہلیت کے زمانہ کی بیع ہے اور وہ یہ ہے کہ خریدار کپڑا بیچنے والے کے کپڑے کو رات یا دن میں ہاتھ لگاتا ہے اور اسے الٹ پلٹ کر نہیں دیکھتا، صرف ہاتھ لگانے سے سودا ہو جاتا تھا اس کو بیع ملامسہ کہتے ہیں اور یہ دھوکہ اور جہالت کی وجہ سے ناجائز ہے۔ (۱)

---

(۱) وعن أبي سعيد قال: نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم عن الملامسة والمنابذة في البيع، والملامسة: لمس الرجل ثوب الآخر بيده بالليل أو بالنهار ولا يقلبه... وروى أحمد عن معمر أنه فسر المنابذة:... والملامسة: أن يلمس بيده ولا ينشره ولا يقلبه إذا مسه وجب البيع... والعلة في النهي عن الملامسة والمنابذة الغرر والجهالة. (نيل الأوطار: (٦/٤٤٠، ٤٤١) كتاب البيوع، باب النهي عن بيوع الغرر، ط: دار ابن القيم)

☐ فتح الباري: (٤/٣٥٩) كتاب البيوع، باب بيع الملامسة، ط: دار المعرفة.

☐ ولم يجز بيع الميتة... والملامسة وإلقاء الحجر) وهذه من البيوع التي كانت في الجاهلية، وهو أن يساوم الرجل فإذا لمسها المشتري... لزم البيع... وقد نهى عليه السلام عنها بما روينا وعن أبي سعيد أنه عليه السلام نهى عن الملامسة والمنابذة في البيع، والملامسة: لمس الرجل ثوب الآخر بيده بالليل أو بالنهار ولا يقلبه... ولأن فيه تعليقا للتمليك بالخطر فيكون قمارا، فصار في المعنى كأنه. (تبيين الحقائق: (٤/٤٨) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: امداديه ملتان)

☐ ويلاحظ أن هذه البيوع غير الصحيحة بسبب الغرر، منها الباطل، ومنها الفاسد في اصطلاح الحنفية. والفاسد منها فقط هو بيع ضربة القانص والغائص والمزابنة والمحاقلة والملامسة=

ملاوٹ

٢٨٦ اگر کسی چیز میں ملاوٹ ہے، خالص نہیں ہے تو فروخت کرتے وقت خریداروں پر ظاہر کردے کہ یہ خالص نہیں ہے اس میں فلاں چیز کی ملاوٹ ہے تو یہ جائز ہے۔[١]

اور اگر ملاوٹ والی چیز کو خالص کہہ کر فروخت کرے گا تو جھوٹ اور دھوکہ ہونے کی وجہ سے ناجائز اور گناہ ہوگا۔[٢]

ملاوٹ کا نتیجہ

''بندر کا واقعہ'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (١٤١/١)

ملاوٹ کرنے والے کو چیز فروخت کرنا

جان بوجھ کر ایسے دکانداروں کو بھی اصلی چیز بیچنا جائز ہے جو ملاوٹ کر کے فروخت کرتے ہیں۔

= (الفقه الإسلامي وأدلته: (٣٤١٣/٥) القسم الثالث: العقود أو التصرفات المدنية المالية، الفصل الأول: عقد البيع المبحث الرابع: البيع الباطل والبيع الفاسد، ط: رشيديه).

قال الله تعالى: [يا أيها الذين آمنوا لا تأكلوا أموالكم بينكم بالباطل إلا أن تكون تجارةً عن تراضٍ منكم] [سورة النساء: ٢٩]

(٢) عن أبي هريرة رضي الله عنه أن رسول الله ﷺ مرّ برجل يبيع طعاما فسأله: كيف تبيع؟ فأخبره، فأوحى إليه أن ادخل يدك فيه، فأدخل يده، فإذا هو مبلول، فقال رسول الله ﷺ: ليس منا من غش۔ (بذل المجهود: (٢٧٣/٥) كتاب الإجارة، باب في النهي عن الغش، ط: امداديه ملتان)

عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه أن رسول الله ﷺ مرّ على صبرة طعام، فأدخل يده فيها، فنالت أصابعه بللا، فقال: ما هذا يا صاحب الطعام؟ قال: أصابته السماء يا رسول الله! فقال أفلا جعلته فوق الطعام حتى يراه الناس؟ من غش فليس مني۔ (مشكوة المصابيح: (ص: ٢٤٨) كتاب البيوع، باب المنهي عنها من البيوع الفصل الأول، ط: قديمي)

لا يحل لمسلم باع من أخيه بيعاً وفيه عيب إلا بينه له (تبيين الحقائق: (٣٣٥/٤) كتاب البيوع، باب خيار العيب، ط: دار الكتب العلمية بيروت)

ملاوٹ کرنے والے دکاندار ملاوٹ کرنے کے بعد اصلی کہہ کر فروخت کرنے کی صورت میں دھوکہ دینے کی وجہ سے خود گناہ گار ہوں گے۔[(۱)]

باقی اصلی چیز فروخت کرنے والا گناہ گار نہیں ہوگا۔[(۲)]

ملاوٹ کے وصول

ملاوٹ کی دو صورتیں ہیں اور وہ یہ ہیں:

❶ ملاوٹ کی پہلی قسم وہ ملاوٹ ہے جو ضرورت کی وجہ سے کی جاتی ہے ورنہ دکاندار کو نقصان کا خطرہ ہوتا ہے، جیسے مارکیٹ میں نیا مال آ گیا تو پرانا مال ضائع ہوسکتا ہے، اور دکاندار کا نقصان ہوسکتا ہے، اور اگر پرانے مال کو نئے مال میں ملا کر شامل کرلیا جائے تو فروخت ہوسکتا ہے، ایسی صورت میں پرانا اور نیا مال مکس کر کے فروخت کرنا جائز ہے لیکن اس کے جائز ہونے کے لئے دو شرائط ہیں:

❶ گاہک کو صاف بتا دیا جائے کہ یہ مکس مال ہے۔

❷ نئے مال کی قیمت نہ لگائی جائے، پرانے مال، یا پرانے اور نئے دونوں مال کے حساب سے قیمت لگائی جائے۔

اگر ان دونوں شرائط کے ساتھ معاملہ کیا جائے تو درست ہے یہ حقیقت میں ملاوٹ نہیں خلط ہے، خلط جائز ہے اور ملاوٹ حرام ہے۔[(۳)]

---

(۱) تخریج کے لئے ''دھان میں پانی ملا کر فروخت کرنا'' عنوان کے تحت حاشیہ نمبر (۱) دیکھیں۔

(۲) قوله تعالى: [ولا تزر وازرة وزر أخرى] [سورة فاطر: ۱۸]

(۳) عن حكيم بن حزام عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: البيعان بالخيار مالم يتفرقا فإن صدقا وبينا بورك لهما في بيعهما وإن كذبا وكتما محقت بركة بيعهما. (صحيح مسلم: (۶/۲) كتاب البيوع، باب ثبوت خيار المجلس للمتبايعين، ط: قديمي)

قوله: صلى الله عليه وسلم: البيعان بالخيار مالم يتفرقا، فإن صدقا وبينا بورك لهما في بيعهما) أي بين كل واحد لصاحبه ومايحتاج إلى بيانه من عيب ونحوه في السلعة والثمن، وصدق في ذلك وفي الإخبار بالثمن ومايتعلق بالعوضين. (شرح النووي على الصحيح لمسلم: (۶/۲) ايضاً، ط: قديمي)

ج اگر ملاوٹ کرنے کی کوئی ضرورت نہیں پھر بھی ملاوٹ کرے تو یہ ناجائز اور حرام ہے جیسے دودھ میں پانی یا پاؤڈر ڈالنا ناجائز اور حرام ہے، ملاوٹ پر جو وعیدیں آئی ہیں وہ اس کو شامل ہیں۔ (۱)

اناج چاول وغیرہ دوسری چیزوں میں زیادہ اور کم قیمت کی جنسوں کو ملا کر بیچنا اس شرط کے ساتھ جائز ہے کہ خریداروں کو اس کا علم ہو یا بازار میں لوگوں کے سامنے ملایا جاتا ہو، دھوکہ نہ دیا جاتا ہو اور خریداروں کو حقیقت بتا کر فروخت کیا جاتا ہو تو یہ جائز ہے۔ (۲)

ملاوٹ کے بقدر نقصان کی وصولی

ملاوٹ کے بقدر نقصان وصول کرنا جائز ہے، مثلاً کسی نے آٹا خرید کر پکایا تو

= من علم بسلعته عيباً لم يجز بيعهما حتى يبينه للمشتري، فإن لم يبينه فهو آثم عاص، نص عليه أحمد. (إعلاء السنن: (۵۸/۱۴) كتاب البيوع، أبواب بيع العيب، باب خيار العيب، ط: إدارة القرآن)

ولا بأس ببيع المغشوش إذا بين غشه أو كان ظاهر أيري، وكذا قال أبو حنيفة رحمه الله تعالى: في حنطة خلط بها الشعير والشعير يري لابأس ببيعه، وإن طحنه لايبيع. قوله: وإن طحنه لايبيع) أي إلا أن يبين، لأنه لايري. (الدر المختار مع الرد: (۲۳۸/۵) كتاب البيوع، باب المتفرقات، مطلب شري شجرة، وفي قلعها ضرر، ط: سعيد)

(۱) عن أبي هريرة رضي الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم مر على صبرة من طعام، فأدخل يده فيها، فنالت أصابعه بللاً، فقال: ياصاحب الطعام ماهذا؟ قال: أصابته السماء يا رسول الله قال: أفلا جعلته فوق الطعام حتى يراه الناس. ثم قال: من غش فليس منا. (جامع الترمذي: (۲۴۵/۱) أبواب البيوع، باب ماجاء في كراهية الغش في البيوع، ط: سعيد)

وعن ابن مسعود رضي الله عنه، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من غشنا فليس منا، والمكر والخداع في النار (الترغيب والترهيب: (۴۵۰/۲) الترهيب من الغش والترغيب في النصيحة في البيع وغيره، ط: دار الكتب العلمية)

كنز العمال: (۵۱۵/۳) الكتاب الثالث: في الأخلاق، الباب الثاني، الفصل الثاني في الأخلاق والأفعال المذمومة، ط: مؤسسة الرسالة.

(۲) أنظر رقم الحاشية: ۳، تحت نفس العنوان.

معلوم ہوا کہ اس میں میل کچیل شامل ہے، خریدار نے بیچنے والے کو واپس کیا اور اس نے ملاوٹ ہی کے بقدر آٹا دے دیا تو یہ معاوضہ لینا درست ہے ملاوٹ کی مقدار سے زیادہ لینا درست نہیں، نیز اگر فرق بہت کم ہے تو اس کے عوض بھی تاوان لینا درست نہیں۔ (۱)

ملاوٹ معمولی ہے

اگر کسی چیز میں ملاوٹ معمولی ہے، عرف ورواج میں اس کا اعتبار نہیں ہوتا تو اس سے بیع (خرید وفروخت) پر اثر نہیں پڑے گا اور مشتری کو مبیع (بیچی گئی چیز) واپس کرنے کا اختیار نہیں ہوگا۔ (۲)

ملاوٹ نہ کرنے والے سے بائیکاٹ کرنا

ملاوٹ نہ کرنے والے سے قسم اٹھا کر بائیکاٹ کرنا بہت بڑا گناہ ہے، ایسے لوگوں پر بائیکاٹ ختم کر کے قسم کا کفارہ دینا اور اس سے توبہ استغفار کرنا لازم

(۱) رجل اشتري حنطة فوجد فيها تراباً قال الشيخ الإمام هذا رحمه الله تعالى: إذا كان التراب مثل مايكون في الحنطة ولا يعد عيباً عند الناس ليس له أن يرد، وإن كان يعد عيباً عند الناس إلا أنه ليس بفاحش كان له أن يرد وإن كان التراب فاحشاً كان الخيار للمشتري إن شاء أخذ الحنطة بقسطها من الثمن وإن شاء رد الحنطة ويأخذ كل الثمن كما لو اشتري حنطة على أنها عشرة أقفزة فوجدها تسعة كان له الخيار على هذا الوجه. (قاضيخان على هامش الهندية: (۱۹۹/۲) كتاب البيع، فصل في العيوب، ط: رشيديه)

وفي الخانية: لو لم يعد ذلك التراب عيباً فلا رد، وإلا فإن لم يفحش يرد، وإن فحش خير المشتري بين أخذ الحنطة بحصتها من الثمن أو ردها وأخذ كل الثمن. (شامي: (۳۶/۵) كتاب البيوع، باب خيار العيب، مطلب وجد في الحنطة تراباً، ط: سعيد)

(۲) اشترى خمس مائة قفيز حنطة فوجد فيها ترابا، ان كان ذلك التراب مثل مايكون في مثل تلك الحنطة، ولا يعده الناس عيبا ليس له أن يرد۔ (الهندية: (۷۴/۳) كتاب البيوع، باب خيار العيب، الفصل الثاني في معرفة عيوب الدواب وغيرها، ط رشيديه)

اشترى القفزة حنطة او سمسم فوجد فيه ترابا، ان كان يوجد مثله عادة لايرد۔ (الفتاوى البزازية على هامش الفتاوى الهندية: (۳۴۱/۴) كتاب البيوع، السادس في العيب، نوع منه اشترى تركية، ط: رشيديه)

فتاوى قاضي خان على هامش الفتاوى الهندية: (۱۹۹/۲) كتاب البيوع، باب خيار العيب، ط: رشيديه۔

ہے۔ (۱)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے ہم کو دھوکہ دیا وہ ہم میں سے نہیں۔ (۲)

ایک اور حدیث میں ہے کہ اگر کسی نے عیب دار چیز کو عیب ظاہر کیے بغیر فروخت کیا، تو یہ شخص ہمیشہ اللہ کے غضب میں رہتا ہے اور اس پر فرشتے لعنت بھیجتے ہیں۔ (۳)

---

(۱) ومن حلف على معصية مثل أن لا يصلي أو لا يكلم أباه أو ليقتلن فلانا ينبغي أن يحنث نفسه ويكفر عن يمينه لقوله عليه الصلاة والسلام: من حلف على يمين ورأى غيرها خيراً منها فليأت بالذي هو خير ثم ليكفر عن يمينه۔ (الهداية: (۲/ ۴۷۹) كتاب الايمان، فصل في الكفارة، ط: رحمانيه)

ومن حلف على معصية ينبغي أن يحنث ويكفر) أي يجب عليه أن يحنث لما روينا ولقوله عليه الصلاة والسلام: لا نذر ولا يمين فيما لا يملك ابن آدم ولا في معصية ولا في قطيعة رحم، رواه النسائي وابو داود۔ (تبيين الحقائق: (۳/ ۱۱۴) كتاب الايمان، ط: امداديه ملتان)

شامي: (۳/ ۷۲۹) كتاب الأيمان، مطلب في تحريم الحلال، ط: سعيد۔

(۲) عن أبي هريرة رضي الله عنه أن رسول الله ﷺ مرّ برجل يبيع طعاما فسأله: كيف ،تبيع؟ فاخبره، فأوحى إليه أن ادخل يدك فيه، فأدخل يده، فإذا هو مبلول، فقال رسول الله ﷺ: ليس منا من غش۔ (بذل المجهود: (۵/ ۲۷۳) كتاب الإجارة، باب في النهي عن الغش، ط: امداديه ملتان)

عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه أن رسول الله ﷺ مرّ على صبرة طعام، فأدخل يده فيها، فنالت أصابعه بللا، فقال: ماهذا يا صاحب الطعام؟ قال: أصابته السماء يا رسول الله! فقال أفلا جعلته فوق الطعام حتى يراه الناس؟ من غش فليس مني۔ (مشكوة المصابيح: (ص: ۲۴۸) كتاب البيوع، باب المنهي عنها من البيوع الفصل الأول، ط: قديمي)

لا يحل لمسلم باع من أخيه بيعاً وفيه عيب إلا بينه له۔ (تبيين الحقائق: (۴/ ۳۳۵) كتاب البيوع، باب خيار العيب، ط: دار الكتب العلمية بيروت)

(۳) عن واثلة بن الأسقع، قال: سمعت رسول الله ﷺ يقول: من باع عيباً لم يبينه، لم يزل في مقت الله، ولم تزل الملائكة تلعنه۔ (سنن ابن ماجه: (ص: ۱۶۲)، ابواب التجارات، باب من باع عيباً فليبينه، ط: قديمي)

مشكاة المصابيح: (ص: ۲۴۹)، كتاب البيوع، باب المنهي عنها من البيوع، الفصل الثالث، ط: قديمي۔

كنز العمال: (۴/ ۵۹) رقم الحديث: ۹۵۰۱، كتاب البيوع، الفصل الثاني في محظورات البيع، الفصل الثالث في الخداع والغش، ط: مؤسسة الرسالة۔)

ایک اور حدیث میں ہے کہ جو شخص جھوٹی قسم کھا کر مال فروخت کرتا ہے قیامت میں اللہ تعالیٰ اس کی طرف نظر بھر کر بھی نہیں دیکھے گا۔ (۱)

ملبوسات کفار

"کفار کے ملبوسات" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۲۸/۵)

ملٹی لیول مارکیٹنگ

ملٹی لیول مارکیٹنگ (Multi Level Marketing) کا طریقہ

ابتداء میں بڑے پیمانے پر مصنوعات فروخت کرنے کی غرض سے اختیار کیا گیا، لیکن آہستہ آہستہ عملی دشواریاں اور انتظامی مشکلات کی وجہ سے اسے ترک کر دیا گیا، اس کے بعد یہ تیکنیک جواریوں کے ہاتھ آ گئی، اور انہوں نے مختلف حیلے اور نئے نئے پیچیدہ قسم کی صورتوں میں اسے پیش کرنا شروع کر دیا، اور انہوں نے اس کے ذریعے ایک اسکیم شروع کی، جس کے تحت وہ لوگوں کو ایک مخصوص رقم مثلاً سو روپے کے عوض میں ممبر بناتے ہیں، اور اپنے ممبر بن جانے والوں کو مزید آدمی کو لا کر ممبر بنانے کی صورت میں کمیشن دینے کا وعدہ کرتے ہیں، اس طرح کوئی بھی شخص متعینہ رقم ادا کر کے ممبر بن جاتا ہے اور اسکیم کی ممبر شپ حاصل کرنے کے بعد یہ ممبر مزید ممبر لانے کا اہل ہوتا ہے، اور ہر ممبر لانے پر اسے ایک سو روپے میں بیس یا پچیس روپے کمیشن ملتا ہے، باقی روپے اسکیم چلانے والی ملٹی لیول مارکیٹنگ کمپنی کے پاس چلے

---

(۱) عن أبی هريرة رضي الله عنه، عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: ثلاثة لا يكلمهم الله يوم القيامة ولا ينظر إليهم: رجل حلف على سلعة لقد أعطى بها أكثر مما أعطى وهو كاذب... الحديث۔ (صحیح بخاری: (۳۱۹/۱)، كتاب المساقات، باب من رأى أن صاحب الحوض والقربة أحق بمائه، ط: قدیمی۔)

جامع الترمذی: (۲۳۰/۱)، ابواب البیوع، باب ماجاء فیمن حلف علی سلعته کاذباً، ط: قدیمی۔

مشكاة المصابيح: (ص: ۲۵۹)، كتاب البيوع، باب احياء الموات والشرب، الفصل الأول، ط: قدیمی۔

جاتے ہیں، چونکہ اس اسکیم میں صرف فارم کی خرید وفروخت ہوتی تھی اس وجہ سے اس طرح کی اسکیمیں حکومت کی نظر میں آگئیں، اور مالیاتی نظم وضبط کے نگران اداروں نے ان کمپنیوں سے یہ پوچھنا شروع کردیا کہ ایسی ممبرشپ کے بدلے میں آپ اپنے ممبر کو کیا دیتے ہیں؟ یہ کمپنیاں ممبرشپ کے بدلے میں کچھ نہیں دیتی تھیں، ممبران کو صرف اپنے نام اور ممبرشپ فارم کے استعمال کی اجازت تھی صرف ممبرشپ دینا چونکہ کوئی حقیقی معاشی مادی سرگرمی نہیں ہے، لہٰذا تمام حکومتوں نے ایسی کمپنیوں کے خلاف ایکشن لیا اور انہیں غیر قانونی قرار دے دیا۔

پیسے لے کر ممبرشپ دینا اور اس ممبرشپ کے بدلے میں صرف مزید ممبران لانے کی اجازت دینا چونکہ محض پیسے کے گھمانے کا عمل تھا، اس لئے ان کمپنیوں کو جوا کھیلنے والی کمپنیاں قرار دے دیا گیا، اس لئے ان کمپنیوں نے اپنا طریقہ کار بدلا اور تجارت کا سہارا لیتے ہوئے ممبران کو فارم کے ساتھ اپنی کوئی چیز فروخت کرنی شروع کردی، اور انہیں یہ ترغیب دی کہ اگر وہ یہ چیز آگے فروخت کریں گے تو انہیں کمیشن ملے گا اس طرح یہ کمپنیاں اپنے آپ کو حقیقی تجارتی کمپنیوں کے طور پر پیش کرنے لگیں اور لوگوں کو ممبر بنانے کا کام بھی جاری رہا۔

پاکستان میں "دشنیل"، گولڈن کی (Golden Key) نامی اسکیم، اور انٹرنیٹ پر "بزناس" (BIsnas) نامی اسکیم یہ کام کرتی رہی ہے۔

ان کمپنیون کا کاروبار درست نہیں ہے کیونکہ ایسی تمام کمپنیاں دھوکہ دہی اور جوئے کی ایک جدید صورت کی موجد ہیں، لہٰذا ان کا کاروبار، ان کے نیٹ ورک کا حصہ بننا، دوسروں کو اس میں شامل کرا کے کمیشن وصول کرنا سب ناجائز ہے۔ (۱)

---

(۱) یا أیها الذین آمنوا إنما الخمر والمیسر والأنصاب والأزلام رجس من عمل الشیطان فاجتنبوه لعلکم تفلحون۔ (سورۃ المائدۃ: ۹۰)=

اس اسکیم میں بہت ساری خرابیاں ہیں ان میں سے ایک خرابی یہ ہے کہ جب اس کا نیٹ ورک اس حد تک پہنچ جاتا ہے کہ اس کو برقرار رکھنا ناممکن ہو تو اسے چلانے والے کمپنی ختم کر دیتے ہیں، اور کسی نئے علاقے میں نئے نام سے اپنی مصنوعات بدل کر کام کر دیتے ہیں، اس طرح بہت سارے لوگوں کی رقم ڈوب جاتی ہے جو انہوں نے اس امید پر لگائی تھی کہ ہم خود ممبر بننے کے بعد دوسروں کو ممبر بنائیں گے اور راتوں رات امیر بن جائیں گے۔

مُلک ایک ہے

اسلام نے تمام مسلمان ممالک کو ایک ہی ملک قرار دیا ہے، اسلامی خلافت میں تمام مسلمان کہیں کے بھی ہوں ایک ہی ملک کے تصور ہوتے ہیں۔ آج مسلمان غیر مسلموں کی سازش اور دین کی کمزوری کی وجہ سے کئی ممالک میں بٹ گئے۔ اور کمزور ہو کر کافروں کے ہاتھ میں کھلونے بن کر رہ گئے۔

ایک ملک سے دوسرے ملک سامان پہنچانے کو آج کل ''برآمدات'' کہا جاتا ہے۔ تمام مسلمان ممالک میں سامان پہنچانے اور وہاں رہنے والے مسلمان بھائیوں

= عن عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: إن اللہ حرم علی أمتی الخمر والمیسر۔ (مسند أحمد: (۱۱/۱۰۵) رقم الحدیث: ۶۵۴۷، مسند المکثرین من الصحابة، مسند عبداللہ عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما، ط: مؤسسة الرسالة)

وسمی القمار قمارا: لأن کل واحد من المقامرین ممن یجوز أن یذهب ماله إلی صاحبه ویجوز أن یستفید مال صاحبه وهو حرام بالنص۔ شامی: (۶/۴۰۳) کتاب الحظر والإباحة، فصل فی البیع، ط: سعید)

وعن ابن مسعود اللہ عنه قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم: من غشنا فلیس منا، والمکر والخداع في النار... ورواه أبو داود في مراسیله عن الحسن مرسلاً مختصراً قال: المکر، والخدیعة، والخیانة في النار. الترغیب والترهیب: (۲/۴۵۰) رقم الحدیث: ۲۷۴۳، الترهیب من الغش والترغیب في النصیحة في البیع وغیره، ط: دار الکتب العلمیة.

کنز العمال: (۳/۵۱۵) رقم الحدیث: ۷۸۲۹، ۷۸۲۳، الکتاب الثالث: في الأخلاق، الباب الثاني، الفصل الثاني في الأخلاق والأفعال المذمومة، ط: مؤسسة الرسالة.

کی ضروریات کو پورا کرنے کی کوشش کرنی چاہیے، اسی طرح غیر مسلم ممالک میں رہنے والے انسان بھی ہمارے انسانی بھائی ہیں، ان کی ضروریات کو بھی پورا کرنے کی کوشش کرنی چاہیے اور سچائی، امانت اور دیانت کے ساتھ کاروبار کرکے لوگوں کو دین کی طرف راغب کرنا چاہیے، اور مسلمانوں کو کاروبار اپنے ہاتھ میں لینا چاہیے۔ (۱)

مِلک کے اسباب

مِلک کے اسباب تین ہیں: ① ناقل۔ ② خلافت۔ ③ اصالت۔

"ناقل" سے مراد یہ ہے کہ ایک کی مِلک سے دوسرے کی ملک میں منتقل کرنا۔ جیسا کہ خرید و فروخت اور ھبہ سے ایک کی ملک سے دوسرے کی ملک میں منتقل کرنا۔

خلافت: نائب اور خلیفہ بن کر مالک ہونا۔ جیسا کہ وراثت اور صدقہ کے طور پر مالک ہونا۔

اصالت: یعنی اصل سے مالک ہونا یعنی غیر مملوکہ چیز پر سب سے پہلے قبضہ

---

(۱) وعن النعمان بن بشير قال: قال رسول الله ﷺ: ترى المؤمنين في تراحمهم وتوادهم وتعاطفهم كمثل الجسد إذا اشتكى عضو أتداعى له سائر الجسد بالسهر والحمى. متفق عليه.

وعن أبي موسى عن النبي ﷺ: قال المؤمن للمؤمن كالبنيان يشد بعضه بعضاً ثم شبك بين أصابعه. متفق عليه. (مشكاة المصابيح: (ص: ۴۲۲)، كتاب الآداب، باب الشفقة والرحمة على الخلق، الفصل الاول، ط: قديمي.)

وعنه (أنس) وعن عبد الله قالا: قال رسول الله ﷺ: الخلق عيال الله فأحب الخلق إلى الله من أحسن إلى عياله. (مشكاة المصابيح: (ص: ۴۲۵)، كتاب الآداب، باب الشفقة والرحمة على الخلق، الفصل الثالث، ط: قديمي.)

والثاني: أن يقصد في صنعته وتجارته القيام بفرض من الفروض الكفايات إذ لو تركت الصناعات والتجارات كلها لبطلت المعائش وهلك الخلق، لأن انتظام أمر الكل بتعاون الكل. (مجالس الابرار: (ص: ۵۴۳)، المجلس التاسع: في بيان لزوم طلب كسب الحلال وأي كسب أطيب من المكاسب وأقبح منها، ط: سهيل اكيڈمی.)

ہونا یا جال وغیرہ سے کسی شکار کو پکڑنا۔ [1]

مِلک میں موجود نہ ہو

جو چیز آدمی کی مِلک میں موجود نہیں، اس امید سے کہ یہی چیز بازار میں موجود ہے، اس کو خرید کر قبضہ دے سکتا ہوں، بیچنا جائز نہیں، اور اس طرح بیع کرنے سے بیع نہیں ہوتی اور یہ بیع معدوم ہے۔

مثلاً ایک شخص دکان لے کر بیٹھا ہوا ہے، اس کے پاس گاہک آتا ہے یا ٹیلیفون کرتا ہے کہ مجھے اتنے تھان فلاں ملک کے فلاں کپڑے اس کوالٹی اور اس رنگ کے چاہئیں۔ دکاندار کے پاس وہی کپڑا اپنی ملکیت میں نہیں ہے، پھر بھی وہ خریدار سے بھاؤ متعین کر کے بیع کر لیتا ہے کہ وہی کپڑا میرے پاس ہیں، اس کی قیمت فی میٹر سو روپے ہوں گے، خریدار معاملہ پر راضی ہو کر سودا طے کر لیتا ہے، اور دکاندار وعدہ دیتا ہے کہ مال فلاں وقت میں آ کر اٹھا لینا، دکاندار وہی کپڑا اس کے کہنے کے مطابق ایسی دکان سے جس میں کم دام پر ملتا ہے خرید کر اپنی دکان سے خریدار کے حوالہ کرتا ہے، یا کبھی یوں کرتا ہے کہ وہ جس دکان سے خریداری کرتا ہے، اس کا حوالہ دیتا ہے کہ میرا مال فلاں دکان میں پڑا ہوا ہے وہاں سے اٹھا لینا، خریدار اسے قبول کر لیتا ہے، پھر خریدار کے مال اٹھانے سے پہلے دکاندار تیسرے شخص کو مطلع کر دیتا ہے اور اس سے چیز خرید لیتا ہے، اور اس سے کہتا ہے کہ فلاں آدمی مال

---

(۱) اعلم أن أسباب الملک ثلاثة: ناقل: کبیع وھبة، وخلافة: کإرث وإصالة وھو الاستیلاء حقیقة بوضع الید أو حکما بالتھیئة کنصب شبکة الصید۔ (الدر مع الرد: (۴۶۳/۶) کتاب الصید، ط: سعید)

امداد الفتاوی: (۳۱/۳) ط: دار العلوم کراچی۔

فالأسباب ثلاثة یثبت للملک وھو الاستیلاء، وناقل للملک وھو البیع ونحوہ، وخلافة، وھو المیراث والوصیة۔ (غمز عیون البصائر شرح الأشباہ والنظائر: (۱۳۳/۳) القول فی الملک، ط: إدارة القرآن)

البحر الرائق: (۲۵۸/۵) کتاب البیع، ط: سعید۔

اٹھانے آئے گا اس کو حوالہ کر دینا، خریدار طے شدہ پروگرام کے مطابق تیسرے شخص کی دکان سے مال اٹھالیتا ہے، شرعا اس طرح بیع کرنا ناجائز ہے، کیونکہ فروخت کرنے والے نے ایسی چیز کی بیع کی ہے جو کہ اس کی ملکیت میں نہ تھی۔ (۱)

ہاں یہ صورت ہوسکتی ہے کہ سودا نہ کرے بلکہ وعدہ کرے یعنی یہ کہے کہ میں آپ کو اس حساب میں دوں گا، جب چیز آجائے تو حسب وعدہ سودا کرے پھر جائز ہوگا۔ (۲)

---

(۱) عن عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ ﷺ: لایحل سلف وبیع ولا شرطان فی بیع ولا ربح مالم یضمن ولا بیع مالیس عندک۔ (مشکاۃ المصابیح: (ص: ۲۴۸)، کتاب البیوع، باب المنهی عنها من البیوع، الفصل الثانی، ط: قدیمی۔)

عن حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ قال: نهانی رسول اللہ ﷺ أن أبیع مالیس عندی۔ رواه الترمذی فی روایة له ولأبی داؤد والنسائی: قال: قلت: یارسول اللہ! یأتینی الرجل فیرید منی البیع ولیس عندی فابتاع له من السوق؟ قال: لاتبع مالیس عندک۔ هذا یحتمل أمرین ــــ والثانی: أن یبیع منه متاعاً لایملکه ثم یشتریه من مالکه ویدفعه إلیه وهذا باطل؛ لأنه باع مالیس فی ملکه وقت البیع وهذا معنی قوله "قال ولاتبع مالیس عندک" أی شیئاً لیس فی ملکک حال العقد۔ (مرقاۃ المفاتیح: (۶/ ۷۷، ۷۸)، کتاب البیوع، باب المنهی عنها من البیوع، الفصل الثانی، ط: رشیدیه۔)

ومنها وهو شرط انعقاد البیع للبائع أن یکون مملوکاً للبائع عند البیع فإن لم یکن لاینعقد ــــ وهذا بیع مالیس عنده، ونهی رسول اللہ ﷺ عن بیع مالیس عند الإنسان۔ (بدائع الصنائع: (۵/ ۱۴۶) کتاب البیوع، فصل وأما الذی یرجع إلی المعقود علیه فأنواع، ط: سعید۔)

وشرط المعقود علیه ستة: کونه موجوداً مالاً متقوماً مملوکاً فی نفسه وکون الملک للبائع فیما یبیعه لنفسه وکونه مقدور التسلیم فلم ینعقد بیع المعدوم ــــ ولا بیع مالیس مملوکاً له۔ (شامی: (۴/ ۵۰۵) کتاب البیوع، مطلب شرائط البیع أنواع أربعة، ط: سعید۔)

وبطل بیع مالیس فی ملکه۔ (الدر المختار مع الرد: (۵/ ۵۸) کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، مطلب الآدمی مکرم شرعاً ولو کافراً، ط: سعید۔)

(۲) وعلی هذا لو قال: من جاء برمکة بعتاها بعشرة، فهذا والأول سواء، لأنه وعد البیع هاهنا، ولکن فیه معنی التنفیل، فعلیه أن یفی به إذا رغب فیه الذی جاء بها۔ (السیر الکبیر: (۳/ ۳۲)، باب الأنفال بالأثمان والهبات، ط: دار الکتب العلمیة۔)

الوعد أو المواعدة بالبیع لیس بیعاً، ولا یترتب علیه آثار البیع۔ (فقه البیوع: (۲/ ۱۱۳۷)، صیغة مقترحة لقانون البیع الإسلامی، ط: معارف القرآن۔)

ملکی ترقی کی فکر

"مسلمانوں کی ذمہ داری" عنوان کے تحت دیکھیں۔(۶/۱۸۲)

ملکی کرنسی

ایک ملک کی کرنسی کو آپس میں کمی زیادتی کے ساتھ خرید وفروخت کرنا جائز نہیں ہے کیونکہ یہ سود ہے اور سود لینا اور دینا دونوں حرام ہیں۔(۱)

ملکی مال کو غیر ملکی کہہ کر فروخت کرنا

"ایک نمبر کا مال چاہیئے" عنوان کے تحت دیکھیں۔(۱/۳۸۷)

ملکی مصنوعات غیر ملکی مارکہ کے ساتھ بیچنا

ایسی مصنوعات جو ملک میں تیار ہوتی ہیں، ان کو غیر ملکی مارکہ اور پیکنگ کے ساتھ فروخت کرنا جائز نہیں ہے کیونکہ اس میں جھوٹ اور دھوکہ ہے، جھوٹ بولنے اور تجارت میں دھوکہ دینے کے بارے میں حدیث شریف میں سخت وعید آئی ہوئی ہے اور ایسی تجارت سے جو آمدنی حاصل ہوگی اگرچہ وہ مکمل طور پر حرام نہیں ہوگی لیکن مکمل طور پر حلال طیب بھی نہیں ہوگی، اس میں بے برکتی اور نحوست ضرور ہوگی۔(۲)

---

(۱) تخریج کے لئے "ڈالر کی بیع کمی زیادتی کے ساتھ" عنوان کے تحت حاشیہ دیکھیں۔

فالصحیح الراجح فی زماننا ان مبادلة الأوراق النقدية انما تجوز بشرط تماثلها، ولا یجوز التفاضل فیها۔(بحوث فی قضایا فقهیة معاصرة:(ص:۱۶۳) ط:دار العلوم کراچی)

(۲) عن ابی هریرة رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم... قال: من غش فلیس منا۔(جامع الترمذی:(۱/۲۴۵) ابواب البیوع، باب ماجاء فی کراهية الغش فی البیوع، ط:سعید۔)

عن واثلة بن الأسقع، قال: سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول: من باع عیبا لم یبینه، لم یزل فی مقت اللہ، ولم تزل الملائكة تلعنه۔(مشكاة المصابیح :(ص:۲۴۹)، کتاب البیوع، باب المنهی عنها من البیوع، الفصل الثالث، ط:قدیمی۔)

سنن ابن ماجه:(ص:۱۶۲)، ابواب التجارات، باب من باع عیبا فلیبینه، ط:قدیمی۔=

اور اگر گاہک کو بتلا کر دیا جائے کہ یہ چیز پاکستانی ہے یا اس پر بڑے حروف سے لکھ دیا جائے کہ میڈ ان پاکستان (Made in Pakistan) تو بعض علماء کے نزدیک گنجائش ہے لیکن اکثر علماء کے نزدیک اس کی بھی گنجائش نہیں ہے کیونکہ آگے یکے بعد دیگرے بیع ہونے کی صورت میں دھوکہ دینے کا ذریعہ بنے گا اس لئے اس سے بھی بچنا ضروری ہے۔ (۱)

مملوکہ درخت سے شہد فروخت کرنا

اگر کسی شخص کی اپنی ملکیت کی زمین میں درخت ہو اور اس میں شہد کی مکھیاں شہد بنالیں تو اس شہد کو فروخت کرنے کا اختیار اور اس میں مالکانہ تصرف کرنے کا حق صرف زمین کے مالک کو حاصل ہوگا، کیونکہ شہد درخت کے تابع ہو کر درخت کے حکم میں ہے، جس طرح درخت میں تصرف کرنے کا حق صرف زمین کے مالک کو حاصل ہے، اسی طرح درخت کے شہد میں تصرف کرنے کا حق بھی صرف زمین کے مالک کو حاصل ہے، لہذا کسی دوسرے آدمی کو یہ شہد لینے کا یا اس میں تصرف کرنے کا حق نہیں ہے۔ (۲)

= عن حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ، عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم: البیعان بالخیار مالم یتفرقا فإن صدقا وبینا بورک. (الصحیح لمسلم: (۲/۶) کتاب البیوع، باب ثبوت خیار المجلس للمتبایعین، ط: قدیمی۔)

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: البیعان بالخیار، مالم یتفرقا، فإن صدقا: أی فی صفة المبیع والثمن وما یتعلق بهما " وبینا ": أی عیب الثمن والمبیع "بورک: " أی اکثر النفع "لهما فی بیعهما " أی شرائهما، والمراد عقدهما، وإن کتما وکذبا، محقت برکة بیعهما۔ (مرقاة المفاتیح: (۶/ ۳۶)، کتاب البیوع، باب الخیار، الفصل الأول، ط: رشیدیه۔)

(۱) وما کان سبباً لمحظور فهو محظور۔ (شامی: (۶/ ۳۵۰) کتاب الحظر والإباحة، ط: سعید۔)

وکل ما أدی إلی مالایجوز لا یجوز۔ (الدر المختار مع الرد: (۶/ ۳۶۰) کتاب الحظر والإباحة، فصل فی اللبس، ط: سعید۔)

(۲) بخلاف ما إذا عسل النحل فی أرضه ؛ لأنه عدّ من انزاله فیملکه تبعا لأرضه کالشجر النابت فیه والتراب المجتمع فی أرضه بجریان الماء۔ (الهدایة: (۳/ ۱۱۰) کتاب البیوع، مسائل منثورة، ط: رحمانیه) =

ممنوع اشیاء کی خرید وفروخت

۲۹۹ اگر ممنوع اشیاء سے مراد ایسی چیزیں ہیں جن کی خرید وفروخت اسلام میں بالکل منع ہے جیسے شراب اور خنزیر کا گوشت وغیرہ تو ان چیزوں کی خرید وفروخت جائز نہیں، اور آمدنی بھی حرام ہے۔ (۱)

اور اگر ممنوع اشیاء سے مراد ایسی چیزیں ہیں جن کی خرید وفروخت اسلام میں تو جائز ہے، لیکن حکومت وقت نے کسی مصلحت یا مفاد عامہ کی خاطر ان کی درآمد، برآمد اور خرید وفروخت پر پابندی لگادی ہے، تو ایسی صورت میں حکومت وقت کے قانون کی خلاف ورزی کرتے ہوئے ان چیزوں کی خرید وفروخت نہیں کرنی چاہیے تاکہ گرفتاری وغیرہ کا خطرہ نہ ہو، (۲) تاہم ان اشیاء کی قیمت سے حاصل شدہ آمدنی جائز اور حلال

= بخلاف معسل النحل في أرضه حيث يملكه، وإن لم تكن أرضه معدة لذلك لأنه من انزال الأرض حتى يملكه تبعا لها كالاشجار النابتة۔ (البحر الرائق: (۱۷۸/٦) كتاب البيوع، باب المتفرقات، ط: سعيد)

شامی: (۲۳۳/۵) كتاب البيوع، باب المتفرقات، مطلب في النبهرجة والزيوف، ط: سعيد۔

(۱) عن جابر رضي الله عنه انه سمع رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: إن الله حرم بيع الخمر والميتة والخنزير والأصنام۔ (اعلاء السنن: (۱۰۳/۱۴) كتاب البيوع، باب حرمة بيع الخمر، إدارة القرآن۔)

عن عائشة رضي الله عنها قالت: لما نزلت آيات الربوا، قام رسول الله صلى الله عليه وسلم على المنبر، فتلاهن على الناس، ثم حرم التجارة في الخمر۔ (سنن النسائي: (۲۳۰/۲) كتاب البيوع، بيع الخمر، ط: قديمي۔)

وبطل بيع مال غير متقوم) اى غير مباح الانتفاع به... كخمر وخنزير وميتة۔ (الدر المختار مع الرد: (۵۵/۵) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: سعيد۔)

ولا يجوز بيع الخمر والخنزير، لقوله عليه الصلوة والسلام: إن الذى حرم شربها حرم بيعها وأكل ثمنها۔ (الهداية: (۱۰۸/۳) كتاب البيوع، مسائل منثورة، ط: رحمانيه۔)

(۲) لأن طاعة أمر السلطان بمباح واجبة۔ (شامي: (۱٦۷/۵) كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، فصل في القرض، مطلب كل قرض جر نفعا فهو حرام، ط: سعيد۔)

المسلم يجب عليه ان يطيع أميره في الأمور المباحة فإن امر الأمير بفعل مباح وجبت مباشرته وإن نهى عن أمر مباح حرم ارتكابه... ومن هنا صرح الفقهاء بأن طاعة الإمام فيما ليس بمعصية واجبة... هذه الطاعة كما انها مشروطة بكون أمر الحاكم غير معصية فإنها مشروطة ايضا بكون الأمر صادرا عن مصلحة لا عن هوى أو ظلم لأن الحاكم لا يطاع لذاته وإنما يطاع من حيث انه متول لمصالح العامة۔ =

ہوگی، اس کو استعمال کرنا اور اس سے نیک کام میں حصہ لینا درست ہوگا۔ (۱)

ممنوعہ اسلحے کی خرید و فروخت

(۳۰۰)

اسلامی حکومت کے سربراہ کی جانب سے جس اسلحے کی خرید و فروخت ممنوع قرار دی جائے اس کی خرید و فروخت جائز نہیں کیونکہ اسلامی حکومت کے سربراہ کی طرف سے اسلحے کی خرید و فروخت منع کرنے کا مقصد ملک میں امن قائم رکھنا ڈاکہ، چوری، دہشت گردی، بھتہ خوری، اغواء اور مختلف قسم کے فتنے اور فساد کے وسائل کو بند کرنا ہے، اور سربراہ مملکت کے جائز حکم کو ماننا لازم ہے، البتہ ناجائز حکم کو ماننا جائز نہیں ہے۔ (۱)

= (تکملة فتح الملهم: (۳/ ۳۲۳، ۳۲۴) کتاب الإمارة، باب وجوب طاعة الامراء في غير معصية و تحريمها في معصية، ط: دار العلوم کراچی۔)

عن حذيفة ﷺ قال: قال رسول الله ﷺ: لاينبغي للمؤمن إن يذل نفسه قالوا: و كيف يذل نفسه؟ قال: يتعرض من البلاء لما لا يطيق۔ (جامع الترمذي: (۲/ ۵۱) أبواب الفتن عن رسول الله ﷺ، باب ماجاء في النهي عن سب الرياح، ط: سعيد۔)

سنن ابن ماجة: (ص: ۲۹۰) أبواب الفتن، باب قوله تعالى يا ايها الذين آمنوا عليكم انفسكم، ط: قديمي۔

(۱) فالبيع ما شرع إلا لطلب الربح والفضل الذي يقابله العوض، حلال ككسبه بالبيع۔ (المبسوط للسرخسي رحمه الله: (۱۲/ ۱۱۹) کتاب البيوع، أنواع الربا، ط: دار المعرفة)

(۱) المسلم يجب عليه أن يطيع أميره في الأمور المباحة، فإن أمر الأمير بفعل مباح وجبت مباشرته وإن نهي عن أمر مباح حرم ارتكابه... ومن هنا صرح الفقهاء بأن طاعة الإمام فيما ليس بمعصية واجبة. (تكمله فتح الملهم: (۳/۳۲۳) کتاب الإمارة، باب وجوب طاعة الامراء في غير معصية وتحريمها في معصية، ط: دار العلوم كراچي)

تجب طاعة الإمام فيما ليس بمعصية. (الدر المختار مع الرد: (۲/۱۷۲) كتاب الصلاة، باب العيدين، مطلب تجب طاعة الإمام فيما ليس بمعصية، ط: سعيد)

وفي شرح الجواهر تجب اطاعته فيما أباحه الشرع وهو مايعود نفعه على العامة وقد نصوا في الجهاد على امتثال أمره في غير معصية. (الدر المختار مع الرد: (۶/۴۶۰) كتاب الحظر والإباحة، فصل في اللبس، ط: سعيد)

منابذہ

''منابذہ'' جاہلیت کے زمانہ کی بیع ہے، اور وہ یہ ہے کہ ایک شخص دوسرے شخص کی طرف اپنا فروخت کے لئے رکھا ہوا کپڑا پھینکتا ہے اور غور وفکر اور رضامندی کے بغیر ان کے درمیان سودا پختہ ہوجاتا ہے اس کو بیع منابذہ کہتے ہیں اور یہ دین اسلام میں جائز نہیں ہے کیونکہ اس میں دھوکہ اور جہالت ہے۔[1]

منافع اور سود میں فرق

''سود اور تجارتی منافع میں فرق'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۱۵۴/۴)

منافع جھوٹ کی بنیاد پر حاصل ہوا

''جھوٹ کی بنیاد پر منافع حاصل ہوا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۱۴۸/۳)

---

(۱) وعن أبي سعيد قال: نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم عن الملامسة والمنابذة في البيع... والمنابذة أن ينبذ الرجل إلى الرجل بثوبه وينبذ الآخر بثوبه ويكون ذلك بيعهما من غير نظر ولا تراض... وروى أحمد عن معمر أنه فسر المنابذة بأن يقول: إذا نبذت هذا الثوب فقد وجب البيع... والعلة في النهي عن الملامسة والمنابذة الغرر والجهالة. (نيل الأوطار: (٤٤١،٤٤٠/٦) كتاب البيوع، باب النهي عن بيوع الغرر، ط: دار ابن القيم)

☐ فتح الباري: (٣٥٩/٤) كتاب البيوع، باب بيع الملامسة، ط: ادار المعرفة.

☐ ولم يجز بيع الميتة... والملامسة وإلقاء الحجر) وهذه من البيوع التي كانت في الجاهلية، وهو أن يتساوم الرجل فإذا لمسها المشتري... لزم البيع... وقد نهى عليه السلام عنها بما روينا وعن أبي سعيد أنه عليه السلام نهى عن الملامسة والمنابذة في البيع، والملامسة: لمس الرجل ثوب الآخر بيده بالليل أو بالنهار ولا يقلبه... ولأن فيه تعليقا للتمليك بالخطر فيكون قماراً، فصار في المعنى كأنه. (تبيين الحقائق: (٤٨/٤) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: امداديه ملتان)

☐ ويلاحظ أن هذه البيوع غير الصحيحة بسبب الغرر، منها الباطل، ومنها الفاسد في اصطلاح الحنفية. والفاسد منها فقط هو بيع ضربة القانص والغائص والمزابنة والمحاقلة والملامسة. (الفقه الإسلامي وأدلته: (٣٤١٣/٥) القسم الثالث: العقود أو التصرفات المدنية المالية، الفصل الأول: عقد البيع المبحث الرابع: البيع الباطل والبيع الفاسد، ط: رشيديه).

منافع دو روپے لینے پر سودا کیا

ایک گاہک دوکاندار کے پاس آتا ہے، وہ کہتا ہے کہ مجھے فلاں مال دے دیں، اس پر آپ کو قیمت خرید پر دو روپے فی مال کمیشن اور منافع دوں گا، دوکاندار اس کو منظور کر لیتا ہے اور متعینہ مال کی واقعی قیمت خرید سے پانچ روپے زیادہ بتا کر پھر منافع دو روپے فی مال مقرر کر کے فروخت کرتا ہے، گاہک اعتماد کر کے مال لے جاتا ہے تو اس صورت میں دوکاندار نے جو منافع لیا ہے یہ ناجائز اور غلط کیا ہے اس کے لئے فی مال پانچ روپے حلال نہیں حرام ہیں، خریدار کو واپس کر دینا لازم ہے۔ (١)

منافع زیادہ لینا

منافع زیادہ لینا ناجائز نہیں ہے۔ (٢) مگر بہت زیادہ لینا جس سے لوگوں

---

(١) عن ابی حرة الرقاشی عن عمه ﷺ قال: قال رسول الله ﷺ: الا لا تظلموا، الا! لا یحل مال امرئ إلا بطیب نفسه منه..... وعن سمرة عن النبی ﷺ قال: علی الید ما أخذت حتی تؤدی۔ (مشکاة المصابیح: (ص: ٢٥٥)، کتاب البیوع، باب الغصب والعاریة، الفصل الثانی، ط: قدیمی۔)

والتصرف فی مال الغیر حرام، فیجب التحرز عنه۔ (الهدایه: (٣/ ٧٩) کتاب البیوع، باب المرابحة والتولیة، فصل، ط: رحمانیه۔)

والرابع: أن یصدق فی سعر الوقت إذ لا یجوز لأحد أن یلبس علی البائع أو المشتری سعر الوقت ویغتنم الفرصة ویخفی من البائع غلا السعر أو من المشتری انحطاطه، فإن من یفعل هذا یکون من الظالمین التارکین للنصح الواجب، وقد أمر الله بالعدل والإحسان والعدل سبب للنجاة فقط۔ (مسائل الأبرار: (ص: ٥٣٩) المجلس التاسع: فی بیان لزوم طلب کسب الحلال وأی کسب أطیب من المکاسب وأقبح منها، ط: سهیل اکیڈمی۔)

ویردونه علی أربابها إن عرفوهم، وإلا یتصدقوا به، لأن سبیل الکسب الخبیث التصدق إذا تعذر الرد۔ (شامی: (٦/ ٣٨٥) کتاب الحظر والإباحة، فصل فی البیع، ط: سعید۔)

حاشیة الطحطاوی علی الدر: (٤/ ١٩٣) کتاب الحظر والإباحة، فصل فی البیع، ط: دار المعرفة، بیروت۔

(٢) کل یتصرف فی ملکه کیف شاء۔ (شرح المجلة لسلیم رستم باز: (١/ ٦٥٤) المادة: ١١٩٢، ط: دار الکتب العلمیة بیروت) =

کو نقصان پہنچتا ہو، اور پریشانی کا باعث ہو انسانیت اور مروت کے خلاف ہے۔ (۱)
اس سے بچنا چاہیے ورنہ اللہ کی رحمت اور خیر و برکت سے محروم رہے گا۔ (۲)

منافع فروخت کرنا

''آمدنی فروخت کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱/۱۷۵)

منافع کا تعین

شریعت نے تجارت میں مال کے منافع کی کوئی خاص حد مقرر نہیں کی، یہ

= لأنّ الملک ما من شانه أن يتصرف فيه بوصف الاختصاص۔ (شامی: (۴/۵۰۲) کتاب البیوع، مطلب فی تعریف المال والملک والمتقوم، ط: سعید)

أما تعريفه: فمبادلة المال بالمال بالتراضي كذا في الكافي۔ (الهندية: (۳/۲) كتاب البيوع، الباب الأول في تعريف البيع، ط: رشيديه)

الأصل الّذي تقرره النصوص والقواعد الشرعية ترک النّاس أحرارا في بيعهم وشرائهم وتصرفهم في مملکاتهم وأموالهم في إطار أحکام الشريعة الإسلامية الغراء وضوابطها عملا بمطلق قول الله تعالى [يٰأيها الّذين آمنوا لا تأكلوا أموالكم بينكم بالباطل الا أن تكون تجارةً عن تراضٍ منكم]۔ (الفقه الإسلامي وأدلته: (۵۱۶۳/۷) كتاب البيوع، قرار رقم: ۸، بشأن تحديد ارباح التجار، ط: رشيديه)

(۱) وقد نهى النبي ﷺ عن بيع المضطر " الحديث ... هو أن يضطر الرجل إلى طعام و شراب أو غيرها، ولا يبيعه البائع الا بأكثر من ثمنها بكثير، وكذٰلک في الشراء منه...

وقال الخطابي: ان عقد البيع مع الضرورة على هٰذا الوجه جائز في الحكم ولا يفسخ الا أن سبيله في حق الدين والمروءة ان لا يباع على هٰذا الوجه وان لا يفتات عليه بماله، ولكن يعاون ويقرض ويستمهل له إلى الميسرة حتى يكون له في ذٰلک بلاغ۔ (إعلاء السنن: (۲۱۳/۱۴) كتاب البيوع، باب النهي عن بيع المضطر، ط: إدارة القرآن كراچی)

بذل المجهود: (۲۵۲/۵) كتاب البيوع، باب في بيع المضطر، ط: إمداديه۔

(۲) وينال العامل رتبة الإحسان بواحد من عدة أمور: الأول في الغبن فينبغي له أن لا يغبن صاحبه بما لا يتغابن به في العادة حتى لو بذل المشتري زيادة على الربح المعتاد لشدة حاجته فينبغي للبائع أن يمتنع عن قبوله لأن أخذ الزيادة إذ لم يكن فيه تلبيس وإن لم يكن ظلماً لكنه ترک للإحسان، مع أن من يقنع بربح قليل يكثر معاملاته، ويستفيد من تكررها ربحاً كثيرا وبه يظهر البركة۔ (مجالس الابرار: (ص: ۵۵۰) المجلس التاسع: في بيان لزوم طلب كسب الحلال وای كسب أطيب من المكاسب وأقبح منها، ط: سهيل اكيڈمی)

دونوں عاقدین کا باہمی رضامندی کا معاملہ ہے، جس طرح طے پا جائے اسی طرح جائز ہے، البتہ اس حد تک زیادہ منافع لینا کہ جس سے لوگوں کو نقصان پہنچتا ہو مروت کے خلاف ہے۔ (۱)

ایسی صورت میں حکومت پر لازم ہے وہ ناجائز منافع خوری پر قابو پانے کے لئے مناسب اقدام کرے۔ (۲)

---

(۱) وجاء تعریف البیع فی کثیر من الکتب الفقهیة بأنه مبادلة المال بالمال بالرضاء۔ (درر الحکام شرح مجلة الأحکام: (۱/۱۰۶) مقدمة فی بیان الاصطلاحات الفقهیة، ط: دار الجیل۔)

هو مبادلة المال بالمال بالتراضی: (کنز الدقائق: (ص: ۲۲۷) کتاب البیوع، ط: قدیمی۔)

فتح القدیر: (۶/۲۲۹) کتاب البیوع، ط: رشیدیه۔)

کل یتصرف فی ملکه کیف شاء۔ (شرح المجلة لسلیم رستم باز: (۱/۶۵۴) المادة: ۱۱۹۲، ط: دار الکتب العلمیة بیروت)

لأن الملک ما من شأنه أن یتصرف فیه بوصف الاختصاص۔ (شامی: (۴/۵۰۲) کتاب البیوع، مطلب فی تعریف المال والملک والمتقوم، ط: سعید)

أما تعریفه: فمبادلة المال بالمال بالتراضی کذا فی الکافی۔ (الهندیة: (۳/۲) کتاب البیوع، الباب الأول فی تعریف البیع، ط: رشیدیه)

الأصل الّذی تقرره النصوص والقواعد الشرعیة ترک النّاس أحرارا فی بیعهم وشرائهم وتصرفهم فی ممتلکاتهم وأموالهم فی إطار أحکام الشریعة الإسلامیة الغراء وضوابطها عملا بمطلق قول الله تعالیٰ [یٰأیها الّذین اٰمنوا لا تأکلوا أموالکم بینکم بالباطل الا أن تکون تجارةً عن تراضٍ منکم]۔ (الفقه الإسلامی وأدلته: (۷/۵۱۶۳) کتاب البیوع، قرار رقم: ۸، بشأن تحدید ارباح التجار، ط: رشیدیه)

(۲) إذا تعدی أرباب غیر القوتین وظلموا علی العامة فیسعر علیهم الحاکم بناء علی ما قال أبو یوسف ینبغی أن یجوز۔ (الدر المختار (۶/۴۰۰) کتاب الحظر والإباحة، فصل فی البیع، ط: سعید۔

قوله: بناء علی ما قال أبو یوسف) ای من أن کل ما أضر بالعامة حبسه فهو احتکار ولو ذهبا أو فضة أو ثوبا ط۔ وفیه أن هذا فی الاحتکار لا فی التسعیر اه قلت: نعم! ولکنه یؤخذ منه قیاسا أو استنباطا بطریق المفهوم ولذا قال بناء علی ما قال أبو یوسف، ولم یجعله قوله تأمله علی أنه تقدم أن الإمام یری الحجر إذ عمم الضرر کما فی المفتی الماجن والمکاری المفلس والطبیب الجاهل، وهذه قضیة عامة فتدخل مسألتنا فیها لأن التسعیر حجر معنی، لأنه منع عن البیع بزیادة فاحشة، وعلیه فلا یکون مبنیا علی قول أبی یوسف فقط۔ (الدر مع الرد (۶/۴۰۰، ۴۰۱) کتاب الحظر والإباحة، فصل فی البیع، ط: سعید)

البحر الرائق: (۸/۳۷۰) کتاب الکراهیة، ط: سعید۔)

منافع کی تقسیم کا طریقہ بینک میں

بینک کی شرکت اور مضاربت میں نفع کی تقسیم روزانہ پیداوار کے حساب سے کی جاتی ہے اور اس کو "الحساب الیومی" کے نام سے تعبیر کرتے ہیں، حالانکہ نفع کی یہ تقسیم محض تقریری اور تخمینی ہے، اس میں کسی کے حقیقی نفع کا کچھ حصہ دوسرے کے پاس چلا جاتا ہے، اسی طرح کسی کا نقصان بھی دوسرے کے کھاتے میں چلا جاتا ہے، اس لئے شرکت و مضاربت میں نفع کی تقسیم کا یہ طریقہ درست نہیں۔ (۱)

منافع کی تقسیم یومیہ پیداوار کی بنیاد پر

یومیہ پیداوار کی بنیاد پر منافع کی تقسیم درست نہیں ہے بلکہ مال، عمل یا ضمان کی بنیاد پر منافع کی تقسیم ہونی چاہیے۔ (۲)

مزید "نفع کے مستحق ہونے کے لئے تین چیزیں ہیں" عنوان کے تحت دیکھیں۔

---

(۱) یاایها الذین آمنوا لاتاکلوا اموالکم بینکم بالباطل۔ (سورۃ النساء: ۲۹)

وروی عن ابن عباس رضی اللہ عنہ والحسن رحمہ اللہ: أن الباطل هو کل مایؤخذ من الإنسان بغیر عوض۔ (التفسیر الکبیر: (۱۰/ ۷۱) سورۃ النساء: ۲۹، ط: دار الفکر، بیروت۔)

اللباب فی علوم الکتاب: (۶/ ۳۳۶) سورۃ النساء: ۲۹، ط: دار الکتب العلمیۃ۔)

عن عائشۃ رضی اللہ عنہا، أن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قضی أن الخراج بالضمان۔ (جامع الترمذی: (۱/ ۲۴۱)، ابواب البیوع، باب ماجاء فی من یشتری العبد ویستغله ثم یجد به عیباً، ط: قدیمی۔)

(علی ای وجه شرط تقسیم الربح فی الشرکة الصحیحة یراعی ذلک الشرط علی کل حال إذا کان موافقا للشرع) قید الشرط بکونه موافقاً للشرع لأنه لو کان مخالفاً له فلایصح وحینئذ یقسم الربح علی نسبة حصصهم من رأس المال۔ (شرح المجلة لرستم باز: (۲/ ۵۷۴)، رقم المادة: ۱۳۶۷، الکتاب العاشر فی أنواع الشرکات، الباب السادس، الفصل السادس فی شرکة العنان، المبحث الأول فی بیان المسائل المتعلقة بشرکة الأموال، ط: مکتبة فاروقیه۔)

(۲) عن عمرو بن شعیب عن أبیه عن جده قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: لا یحل سلف وبیع ولا شرطان فی بیع ولا ربح مالم یضمن ولا بیع مالیس عندک۔ (مشکاة المصابیح: (ص: ۲۴۸) کتاب البیوع، باب المنهی عنها من البیوع، الفصل الثانی، ط: قدیمی) =

منافع کی حدود

(۳۰۶) شریعت میں نفع کی کوئی ایسی حد مقرر نہیں ہے جس سے زائد نفع لینا جائز نہ ہو کیونکہ اس پر متعدد قسم کے عوامل اور اسباب اثر انداز ہوتے ہیں مثلاً کسی چیز کی مستقل طلب ہو اور وہ بڑے پیمانے پر فروخت ہوتی ہو تو عام طور پر اس پر منافع کی شرح کم رکھی جاتی ہے، اور اگر کوئی چیز کم مقدار میں فروخت ہوتی ہو تو اس پر نفع زیادہ لیا جاتا ہے، اس کے علاوہ مارکیٹ، ڈالر اور ٹیکس کا اتار چڑھاؤ اور معاشی پابندی اور چیزوں کی قلت اور کثرت کی وجہ سے بھی نفع کی شرح متاثر ہوتی ہے۔

بعض اوقات خریداری کے وقت قیمتیں انتہائی نچلی سطح پر آئی ہوتی ہے، اور

= والأصل أن الربح إنما يستحق عندنا إما بالمال وإما بالعمل وإما بالضمان... فإن لم يوجد شيء من ذلك لا يستحق بدليل أن من قال لغيره: تصرف في ملكك على أن لي بعض ربحه، لم يجز، ولا يستحق شيئاً من الربح لأنه لا مال ولا عمل ولا ضمان۔ (بدائع الصنائع (٦/ ٦٢) كتاب الشركة، فصل وأما بيان شرائط جواز هذه الأنواع، ط: سعيد۔)

ولو شرطا العمل على صاحب الألفين والربح نصفين لم يجز الشرط والربح بينهما أثلاثاً، لأن ذا الألف شرط لنفسه بعض ربح مال الآخر بغير عمل ولا مال، والربح إنما يستحق بالمال أو بالعمل أو بالضمان۔ (شامي (٥/ ٦٣٦) كتاب المضاربة، ط: سعيد۔)

يا ايها الذين آمنوا لا تأكلوا اموالكم بينكم بالباطل۔ (سورة النساء: ٢٩)

وروى عن ابن عباس رضي الله عنه والحسن رحمه الله: أن الباطل هو كل ما يؤخذ من الإنسان بغير عوض۔ (التفسير الكبير: (١٠/ ٧١) سورة النساء: ٢٩، ط: دار الفكر، بيروت۔)

اللباب في علوم الكتاب: (٦/ ٣٣٦) سورة النساء: ٢٩، ط: دار الكتب العلمية۔)

عن عائشة رضي الله عنها أن النبي صلى الله عليه وسلم قضى أن الخراج بالضمان۔ (جامع الترمذي: (١/ ٢٣١)، ابواب البيوع، باب ما جاء في من يشتري العبد ويستغله ثم يجد به عيباً، ط: قديمي۔)

(على أي وجه شرط تقسيم الربح في الشركة الصحيحة يراعى ذلك الشرط على كل حال إذا كان موافقاً للشرع) قيد الشرط بكونه موافقاً للشرع لأنه لو كان مخالفاً له... فلا يصح وحينئذ يقسم الربح على نسبة حصصهم من رأس المال۔ (شرح المجلة لرستم باز: (٢/ ٥٧٢)، رقم المادة: ١٣٦٧، الكتاب العاشر في أنواع الشركات، الباب السادس، الفصل السادس في شركة العنان، المبحث الأول في بيان المسائل المتعلقة بشركة الأموال، ط: مكتبة فاروقيه)

پھر کسی وجہ سے مارکیٹ میں اچانک تیزی آجاتی ہے اور قیمتوں میں غیر معمولی اضافہ ہوجاتا ہے جس کی وجہ سے تاجروں کو سو فیصد نفع حاصل ہوجاتا ہے اور کبھی صورت حال اس کے الٹ بھی ہوجاتی ہے کہ خریداری کے وقت تو قیمتیں انتہائی اوپر کی سطح پر ہوں اور بعد میں اچانک گر جائیں جس سے تاجروں کو بھاری نقصان اٹھانا پڑتا ہے، اس لئے شریعت نے نفع کی کوئی حد یا شرح متعین نہیں فرمائی بلکہ اسے آزاد چھوڑ دیا ہے تاجر لوگ ایک دوسرے کے مقابلے میں اپنا اپنا مال فروخت کریں جس سے قیمتیں خود ہی مناسب سطح پر آجائیں گی۔ (١)

منافع کی مقدار

تجارت میں مال میں منافع حاصل کرنے کی کوئی خاص حد متعین نہیں کہ کوئی خرید وفروخت کرنے کی صورت میں صرف اتنے فیصد نفع لے کر فروخت کرسکتا ہے اس سے زیادہ نہیں، بلکہ شریعت نے اس کو بائع اور مشتری پر چھوڑ دیا ہے کہ وہ باہمی رضامندی سے جس طرح چاہیں معاملہ طے کرلیں، البتہ اس حد تک منافع لینا جس سے لوگوں کو نقصان پہنچتا ہو اور لوگوں کی مجبوری سے ناجائز فائدہ اٹھانا خلاف مروت ہے۔ (٢)

---

(١) عن عروة: أن النبي صلى الله عليه وسلم "أعطاه دينارا يشتري له به شاة، فاشتري له به شاتين، فباع إحداهما بدينار، وجاءه بدينار وشاة، فدعا له بالبركة في بيعه وكان لو اشتري التراب لربح فيه".
(صحيح البخاري: (١/٥١٤) كتاب المناقب، باب سوال المشركين أن يريهم النبي صلى الله عليه وسلم آية فأراهم انشقاق القمر، ط: قديمي)
سنن أبي داود: (٢/١٢٥) كتاب البيوع، باب في المضارب يخالف، ط: رحمانيه)
جامع الترمذي: (١/٢٣٨) أبواب البيوع، باب بعد باب ماجاء في اشتراط الولاء والزجر عن ذلك، ط: سعيد.

(٢) قال العلامة على حيدر رحمه الله: وجاء تعريف البيع فی كثير من الكتب الفقهية بأنه مبادلة المال بالمال بالرضاء۔ (درر الحكام شرح مجلة الأحكام: (١/١٠٦) ط: دار الجليل)
الأصل الذى تقرره النصوص والقواعد الشرعية ترک الناس احراراً فی بيعهم وشرائهم وتصرفهم فی ممتلكاتهم وأموالهم فی إطار احكام الشريعة الإسلامية الغراء وضوابطها عملاً بمطلق قول الله تعالى: =

البتہ مال کی بے جا تعریف کرنا، عیب چھپانا یا نقلی اور جعلی مال کو اصلی ظاہر کر کے دھوکہ دے کر زیادہ رقم وصول کرنا یہ بہت بڑا گناہ ہے۔ (۱)

منافع کی مقدار مرابحہ میں

''مرابحہ میں منافع کی مقدار'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۱۴۱/۶)

منافع لینے کی شرط لگانا وقت مقررہ پر مال نہ بھیجنے پر

''وقت مقررہ پر مال نہ بھیجنے کی صورت میں منافع لینے کی شرط'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۲۳۶/۶)

= "یا ایها الذین آمنوا لا تأکلوا اموالکم بینکم بالباطل إلا أن تکون تجارة عن تراض منکم" (الفقه الإسلامي وأدلته:(۶۳۵/۷)، کتاب البیوع، قرار رقم:۸، بشان تحدید أرباح التجار، ط:رشیدیه)

وقد نهى النبي ﷺ عن بیع المضطر "الحدیث... هو أن یضطر الرجل إلى طعام وشراب أو غیرها، ولا یبیعه البائع إلا بأکثر من ثمنها بکثیر، وکذلک في الشراء منه... وقال الخطابي: إن عقد البیع مع الضرورة على هذا الوجه جائز في الحکم ولا یفسخ إلا أن سبیله في حق الدین والمروءة أن لا یباع على هذا الوجه وأن لا یفتات علیه بماله، ولکن یعاون ویقرض ویستمهل له إلى المیسرة حتى یکون له في ذلک بلاغ۔ (اعلاء السنن:(۲۱۴/۱۴)، کتاب البیوع، باب النهي عن بیع المضطر، ط:إدارة القرآن)

(۱) وکان ابو حنیفة رحمه الله: یکره أن یمدح الرجل سلعته عند البیع۔ (الملتقط في الفتاوى الحنفیة:(ص:۲۷۶) کتاب الآداب، مطلب: یکره أن یمدح الرجل سلعته عند البیع، ط:دار الکتب العلمیة۔)

الفتاوى الهندیة:(۳۶۴/۵) کتاب الکراهیة، الباب الخامس والعشرون في البیع والاستیام على سوم الغیر، ط:رشیدیه۔)

وکره النجش)... یمدحه بما لیس فیه لیروجه۔ (الدر المختار مع الرد:(۱۰۱/۵) کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ط:سعید۔)

أن لا یثني على السلعة فإنه ان وصفها بما لیس فیها فإن لم یقبله عنه فهو کذب محض، وإن قبل منه فهو مع کونه کذباً تلبیس وظلم۔ (مجالس الابرار:(ص:۵۳۶) المجلس التاسع: في بیان لزوم طلب کسب الحلال وأی کسب أطیب من المکاسب وأصح منها، ط:سهیل اکیڈمی۔)

من علم بسلعة عیباً لم یجز بیعها حتى یبینه للمشتري فإن لم یبینه فهو آثم عاص نص علیه أحمد۔ (اعلاء السنن:(۵۸/۱۴) کتاب البیوع، ط:إدارة القرآن۔)

منتفع بہ ہونے کا معیار

''قابل انتفاع ہونے کا معیار'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۳۲/۵)

منڈی سے فلاں سامان خرید کر لانا

زید بکر سے کہتا ہے کہ جب تم منڈی جاؤ، تو میرے لئے فلاں سامان خرید کر لانا، اس کام کے لئے کوئی اجرت طے نہیں پائی، بلکہ اس کے برعکس دونوں جانتے ہیں کہ یہ کام اجرت کے بغیر ہے۔

بکر منڈی سے اپنے تعلقات کی وجہ سے تھوک کے ریٹ سے بھی کم پر وہ سامان خرید لیتا ہے، اب بکر نے جو جائز رعایت حاصل کی ہے وہ کمیشن کے طور پر خود نہیں رکھ سکتا، کیونکہ کمیشن پر خریدنا طے نہیں ہوا، اور بکر زید سے اتنی رقم لے سکے گا جو اس سامان خریدنے میں ادا کی ہے۔

البتہ اگر بکر کا معمول اور کاروبار ہی یہ ہے کہ وہ لوگوں کو منڈی سے اجرت و کمیشن پر مال لاکر دیتا ہے، تو اس صورت میں وہ زید سے اپنا کمیشن وصول کرسکتا ہے جب کہ کمیشن کے بغیر لانا طے نہ ہوا ہو۔[1]

(نوٹ) دکان، بازار اور منڈی سب کا حکم ایک ہے۔[2]

منڈی میں آنے سے پہلے راستہ میں سودا کرنا

بعض تاجروں کی عادت ہوتی ہے کہ وہ بازار اور منڈی میں سامان پہنچنے

(۱، ۲) إذا قال للحمال احمل هذا إلى بيتي أو قال للخياط خِطه إن كان الخياط معروفاً بأنه يخيط بأجر والحمال كذلك يجب الأجر، ومالا فلا۔ كذا في المحيط۔ (الفتاوى الهندية: (۴/ ۵۲۱) كتاب الإجارة، الباب الثاني والثلاثون في المتفرقات، ط: رشيديه)

المحيط البرهاني: (۱۲/ ۱۱۷) كتاب الاجارة، الفصل الرابع والثلاثون في المتفرقات، ط: إدارة القرآن۔

الفتاوى التاتارخانية: (۱۵/ ۳۵۸) كتاب الإجارة، الفصل الرابع والثلاثون في المتفرقات، مكتبة فاروقيه۔

سے پہلے راستہ میں جا کر مال کا سودا کر لیتے ہیں یہ درست نہیں ہے۔ اس میں یہ بھی ہوسکتا ہے کہ مال لانے والے کو بازار کا ریٹ معلوم نہ ہوں اور وہ کم دام میں فروخت کردے اور دھوکے میں پڑ کر خسارہ اٹھائے۔

دوسری خرابی یہ ہے کہ اس طرح باہر سے آنے والا مال منڈی اور بازار میں پہنچنے کے بجائے چالاک ہوشیار سرمایہ داروں کے ہاتھ میں چلا جائے گا، پھر وہ من مانے دام میں فروخت کریں گے جس سے عام بازار پر خراب اثر پڑے گا، اور لوگوں کو مہنگی قیمتوں پر چیز خریدنی پڑیں گی۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تجارت کے سامان کو آگے بڑھ کر مت لو، یہاں تک کہ وہ منڈی میں نہ آجائے۔ (۱)

منشیات کی خرید وفروخت

منشیات نشہ آور ہونے کی وجہ سے حرام ہیں، ان کی خرید وفروخت کرنا گناہ کے کام میں اعانت اور مدد ہے، اور انسان کی دینی اور دنیوی اعتبار سے تباہی اور

---

(۱) عن عبدالله بن عمر رضي الله عنهما أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: لا يبع بعضكم على بيع بعض ولا تلقوا السلع حتى يهبط بها الاسواق. (سنن أبي داود: (۱۳۶/۲) كتاب الإجارة، باب في التلقي، ط: رحمانيه)

🗀 السنن الكبرى للبيهقي: (۳٤۷/۵) كتب البيوع، باب النهي عن تلقي السلع، ط: إدارہ تالیفات اشرفیہ۔

🗀 (ولا تلقوا السلع) بكسر المهملة وفتح اللام جمع سلعة وهي متاع التجارة... والمراد ها هنا المتاع المجلوب الذي يأتي به الركبان إلى البلدة ليبيعوا فيها، وفي استقبالها تضييق على أهل السوق وغدر بالجالبين عادة فلا ينبغي... قال في الهداية: ونهي عن تلقي الجلب، وهذا إذا كان يضر بأهل البلد فإن كان لا يضر فلا بأس به إلا إذا لبس السعر على الواردين فحينئذ يكره لما فيه من الغرر والضرر. (بذل المجهود: (۲٤/۱۵) كتاب الإجارة، باب في التلقي، ط: دار الكتب العلمية)

بربادی ہے اس لئے ان چیزوں کی تجارت سے بچنا چاہیے۔ (١)

منفعت

منفعت یہ ہے کہ کسی چیز کے استعمال کرنے سے استعمال کرنے والے کے بدن کو فائدہ پہنچے گا لیکن نہ کرنے سے کوئی سخت تکلیف یا ہلاکت کا خطرہ نہیں جیسے عمدہ قسم کے کھانے اور مقوی غذائیں، اس حالت کے لئے نہ کوئی حرام حلال ہوتا ہے، نہ روزہ کا افطار جائز ہوتا ہے، مباح اور جائز طریقوں سے یہ چیزیں حاصل ہوسکیں تو استعمال کرے اور نہ حاصل ہوسکیں تو صبر کرے۔ (٢)

منی چینجر (Money Changer) کا کاروبار

منی چینجر کے کاروبار سے مراد مختلف ممالک کی کرنسی کے باہم تبادلہ کا کام ہے، مثلاً پاکستانی روپیہ کے عوض سعودی ریال یا امریکی ڈالر کے عوض پاکستانی روپے کا تبادلہ کرنا، اگرچہ اس کاروبار میں بھی کرنسی نوٹوں کا ہی تبادلہ کیا جاتا ہے لیکن چونکہ ان کی جنس مختلف ہے لہٰذا ان میں کمی بیشی کے ساتھ نقد میں تبادلہ کرنا جائز ہے، ادھار

---

(١) وصح بيع غير الخمر لمامر، ومفاده صحة بيع الحشيشة والافيون، قلت: وقد سئل عن بيع الحشيشة هل يجوز فكتب لايجوز، فيحمل على ان مراده بعدم الجواز: عدم الحل، قاله المصنف۔ (الدرمع الرد: (٤٥٤/٦) كتاب الأشربة، ط:سعيد۔)

ولايجوز أكل البنج والحشيشة والافيون، وذلك كله حرام۔ (الجوهرة النيرة: (٢٧٠/٢) كتاب الأشربة، ط:حقانيه۔)

خلاصة الفتاوى: (٢٠٥/٤) كتاب الأشربة، ط:رشيديه۔

(٢) جواهر الفقه: (٣٥/٧) كتاب الحظر والإباحة، باب التداوى، تنشيط الاذهان في الترقيع باعضاء الانسان، حاجت، ضرورت ومنفعت میں فرق، ط:دار العلوم کراچی۔

والمنفعة: وهي ما كان اشتهاء، كمن يشتهي خبز البر، ولحم الغنم، والطعام الدسم۔ (القواعد الفقهية وتطبيقاتها في المذاهب الأربعة: (٢٨٥/١) القاعدة: ٣٤، الضرورات تقدر بقدرها، ط: دار الفكر، دمشق)

غمز عيون البصائر: (٢٧٧/١) القاعدة الخامسة: الضرر يزال، ط:إدارة القرآن۔

میں حرام ہے۔

مثلاً ایک امریکی ڈالر نقد دے کر پاکستانی ایک سو دس روپیہ نقد وصول کرنا جائز ہے البتہ ادھار جائز نہیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کرنسی کا سودا ادھار کرنے سے منع فرمایا۔ (١)

موبائل

''ٹیلی فون'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (٣/٢٣)

موبائل سے سودا کرنا

''ٹیلی فون سے سودا کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (٣/٦٥)

موبائل کی ایسسریز

ہر قسم کے موبائل کی ایسسریز (اسپیئر پارٹس) کی تجارت جائز ہے اور اس کی آمدن بھی حلال ہے۔ (٢)

---

(١) عن عبادة بن الصامت قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: الذهب بالذهب والفضة بالفضة والبر بالبر والشعير والتمر بالتمر والملح بالملح مثلاً بمثل سواء بسواء يداً بيد، فاذا اختلف هذه الاصناف فبيعوا كيف شئتم اذا كان يداً بيد. (مسلم: (٢/٢٥) كتب المساقات، باب الربا، ط: قديمي)

جامع الترمذي: (١/٢٣٥) أبوب البيوع، باب ماجاء أن الحنطة بالحنطة مثلاً بمثل وكراهية التفاضل فيه، ط: سعيد.

سنن أبي داود: (٢/١٢٧) كتاب البيوع، باب في الصرف، ط: رحمانيه.

(٢) والحاصل أن جواز البيع يدور مع حل الانتفاع. (الدر المختار مع الرد: (٥/٦٩) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، مطلب في بيع دودة القرمز، ط: سعيد)

والضابط عندهم (أي عند الحنفية): أن كل ما فيه منفعة شرعاً، فإن بيعه يجوز؛ لأن الأعيان خلقت لمنفعة الإنسان۔ (الفقه الإسلامي وادلته: (٥/٣٤٢٦)

القسم الثالث: العقود أو التصرفات المدنية المالية، الفصل الأول: عقد البيع، المبحث الرابع: البيع الباطل والبيع الفاسد، ط: رشيديه)

أنظر ايضاً رقم الحاشية الآتية.

موبائل کی خرید و فروخت

ہر قسم کے موبائل کی تجارت اور کاروبار جائز ہے خواہ کیمرے والا موبائل ہو یا سادہ، باقی موبائل میں جائز ناجائز ہر قسم کے پروگرام ہوتے ہیں، اور جائز ناجائز دونوں طریقوں سے استعمال کیا جاسکتا ہے، لہٰذا اس کی تجارت جائز ہے البتہ غلط استعمال کرنے والا خود گناہ گار ہوگا۔ (۱)

موبائل کے اسپئیر پارٹس

''موبائل کے ایسسریز'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۱۲/۶)

موبائل کے ذریعہ ایجاب ہوا

''ٹیلیفون کے ذریعہ ایجاب ہوا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۶۶/۳)

موٹا آٹا اور باریک آٹا

''چھنا ہوا آٹا اور بے چھنا ہوا آٹا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۶۸/۳)

موٹرسائیکل کی تجارت کا ایک خاص طریقہ

''اسکیم کے تحت گاڑی خریدنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۷۴/۱)

---

(۱) وکذا لایکرہ بیع الجاریة المغنیة والکبش النطوح والدیك المقاتل والحمامة الطیارة لأنه لیس عینها منکرا وإنما المنکر في استعمالها المحظور اھ. قلت: لکن ھذہ الاشیاء تقام المعصیة بعینها، لکن لیست ھي المقصودة الأصلی منھا، فإن عین الجاریة للخدمة مثلاً والغناء عارض فلم تکن عین المنکر.
(شامي: (۲۶۸/٤) کتاب البیوع، باب البغاة، مطلب في کراھة بیع ما تقوم المعصیة بعینه، ط: سعید)
مجمع الأنھر: (۱۸۷/۴)، کتاب الکراھیة، فصل في الکسب، ط: دار الکتب العلمیة۔
تبیین الحقائق: (۲۹۷/۳) کتاب السیر، باب البغاة، ط: امدادیه۔

مورتی چھپی ہوئی چیز بیچنا

(٣١٤) کسی بھی چیز پر جاندار کی تصویر اور مورتی کی تصویر اور مارکہ چھاپنا اور بنانا ناجائز اور حرام ہے، ایسا آدمی سخت گنہگار ہوگا۔ (١)

البتہ جاندار کی تصویر یا مورتی چھپی ہوئی چیز کو خرید کر بیچنے کے بارے میں یہ تفصیل ہے کہ اگر اس چیز کی خرید وفروخت جاندار کی تصویر اور مورتی کی تصویر کی وجہ سے ہوتی ہے چیز کی وجہ سے نہیں تو ایسی چیز کی خرید وفروخت ناجائز اور حرام ہے اور آمدنی بھی حرام ہے اور اگر اس چیز کی خرید وفروخت جاندار یا مورتی کی تصویر کی وجہ سے نہیں ہوتی بلکہ اس چیز کی وجہ سے ہوتی ہے تو اس صورت میں ایسی چیز کی خرید وفروخت کرنا جائز ہوگا، کیونکہ اس صورت میں اصل مقصود تصویر نہیں بلکہ خود وہ چیز ہے۔ (٢)

---

(١) عن نافع أن ابن عمر أخبره أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: الذين يصنعون الصور يعذبون يوم القيامة، يقال لهم: أحيوا ماخلقتم. (صحيح مسلم: (٢/٢٠١)، كتاب اللباس والزينة، باب تحريم صورة الحيوان... الخ، ط: قديمي)

قال: أصحابنا وغيرهم من العلماء: تصوير صورة الحيوان حرام شديد التحريم، وهو من الكبائر؛ لأنه متوعد عليه بهذا الوعيد الشديد المذكور في الأحاديث، وسواء صنعه بما يمتهن أو بغيره فصنعته حرام بكل حال؛ لأن فيه مضاهاة لخلق الله تعالى، وسواء ما كان في ثوب أو بساط أو درهم أو دينار أو فلس أو إناء أو حائط أو غيرها. شرح النووي على صحيح مسلم: (٢/١٩٩) كتاب اللباس والزينة، باب تحريم صورة الحيوان، الخ، ط: قديمي.

شامي: (١/٦٤٧) كتاب الصلاة، باب مايفسد الصلاة ومايكره فيها، مطلب إذا تردد الحكم بين سنة وبدعة كان ترك السنة أولى، ط: سعيد.

(٢) ولما هو من القواعد المسلمة من فقه الاحناف ان كثيراً من الأفعال لا يجوز قصداً ويجوز تبعاً، كما صرحوا في جواز بيع الحقوق تبعاً للدار لا اصالة وقصداً۔ (جواهر الفقه: (٧/٣٦٣) باب التصاوير، تصاوير كي تجارت، ط: دار العلوم كراچي)

القاعدة الثانية: الأمور بمقاصدها. وذكر قاضي خان في فتاواه: إن بيع الخمر ممن يتخذه خمراً إن قصد به التجارة فلا يحرم وإن قصد به لأجل التخمير حرم. (الاشباه والنظائر: (ص: ٣٦)، ط: قديمي)=

مورتی کی تجارت

مورتی کی تجارت کرنا جائز نہیں اور آمدنی حرام ہے۔ (۱)

مورتیوں کی خرید و فروخت

''مجسمے کی خرید و فروخت'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۶/۱۱۱)

مورتیوں والے زیور

مورتیوں والے زیور بنانا ناجائز اور حرام ہے، اور اس کی خرید و فروخت بھی جائز نہیں ہے البتہ سونے کے وزن کے عوض جو قیمت آئے گی وہ حرام نہیں ہوگی۔ (۲)

= (وإن تحققت الحاجة له إلى استعمال السلاح الذي فيه تمثال فلا بأس باستعماله) لأن مواضع الضرورة مستثناة من الحرمة كما في تناول الميتة. (شرح السير الكبير: (۲۶۸/٤) باب مايكره في دار الحرب ومالا يكره، ط: دار الكتب العلمية)

قال الخطابي: يدخل في النهي كل صورة مصورة في رق أو قرطاس مما يكون المقصود منه الصورة وكان الرق تبعاً له فأما الصور المصورة في الأواني والقصاع فإنها تبع لتلك الظروف بمنزلة الصورة على جدر البيوت والسقوف وفي الأنماط والستور فبيعها صحيح. (مرقاة المفاتيح: (۱۳/٦) كتاب البيوع، باب الكسب وطلب الحلال، الفصل الأول، ط: رشيدية جديد)

عن ابن عباس رضي الله عنه، عن النبي صلى الله عليه وسلم: قال: "إن الله تعالى إذا حرم شيئاً حرم ثمنه" (سنن الدارقطني: (۲۸۸/۳) رقم الحديث: (۲۸۱۵)، كتاب البيوع، ط: مؤسسة الرسالة)

(۱) تخریج کے لئے ''پوجا میں کام آنے والی چیزیں فروخت کرنا'' عنوان کے تحت حاشیہ نمبر ۲ دیکھیں۔

(۲) وفي نوادر هشام عن محمد رحمه الله تعالى رجل استأجر رجلاً ليصور له صوراً أو تماثيل الرجال في بيت أو فسطاط فإني اكره ذلك واجعل له الأجرة. (الفتاوى الهندية: (٤٥٠/٤) كتاب الاجارة، الفصل الرابع، فساد الاجارة اذا كان المستاجر مشغولاً بغيره، ط: رشيديه)

ولو استاجر الذمي مسلماً ليبني له بيعة او كنيسة جاز ويطيب له الاجر كذا في المحيط. (الفتاوى الهندية: (٤٥٠/٤) ط: رشيديه)

عن نافع أن ابن عمر أخبره أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: الذين يصنعون الصور يعذبون يوم القيامة، يقال لهم: أحيوا ما خلقتم. صحيح مسلم: (۲۰۱/۲) كتاب اللباس والزينة، باب تحريم صورة الحيوان... الخ، ط: قديمي) =

موزونی اشیاء کو اپنی ہم جنس میں بلاوزن فروخت کرنا

"ہم جنس موزونی اشیاء کو بلاوزن فروخت کرنا" عنوان کے تحت دیکھیں۔

موزونی اور مکیلی اشیاء

"مکیلی اور موزونی چیز" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (٢٦٨/٦)

= قال: أصحابنا وغيرهم من العلماء: تصوير صورة الحيوان حرام شديد التحريم، وهو من الكبائر؛ لأنه متوعد عليه بهذا الوعيد الشديد المذكور في الأحاديث، وسواء صنعه بما يمتهن أو بغيره فصنعته حرام بكل حال؛ لأن فيه مضاهاة لخلق الله تعالى، وسواء ما كان في ثوب أو بساط أو درهم أو دينار أو فلس أو إناء أو حائط أو غيرها. شرح النووي على صحيح مسلم: (١٩٩/٢) كتاب اللباس والزينة، باب تحريم صورة الحيوان، الخ، ط: قديمي.

شامي: (٦٤٧/١) كتاب الصلاة، باب مايفسد الصلاة ومايكره فيها، مطلب إذا تردد الحكم بين سنة وبدعة كان ترك السنة أولى، ط: سعيد.

ولما هو من القواعد المسلمة من فقه الاحناف ان كثيراً من الأفعال لا يجوز قصداً ويجوز تبعاً، كما صرحوا في جواز بيع الحقوق تبعاً للدار لا اصالة وقصداً (جواهر الفقه: (٢٦٣/٧) باب التصاوير، تصاوير كي تجارت، ط: دار العلوم كراچي)

القاعدة الثانية: الأمور بمقاصدها. وذكر قاضي خان في فتاواه: إن بيع الخمر ممن يتخذه خمراً إن قصد به التجارة فلا يحرم وإن قصد به لأجل التخمير حرم. (الاشباه والنظائر: (ص: ٣٦)، ط: قديمي)

(وإن تحققت الحاجة له إلى استعمال السلاح الذي فيه تمثال فلا بأس باستعماله) لأن مواضع الضرورة مستثناة من الحرمة كما في تناول الميتة. (شرح السير الكبير: (٢٧٨/٤) باب مايكره في دار الحرب وما لا يكره، ط: دار الكتب العلمية)

قال الخطابي: يدخل في النهي كل صورة مصورة في رق أو قرطاس مما يكون المقصود منه الصورة وكان الرق تبعاً له فأما الصور المصورة في الأواني والقصاع فإنها تبع لتلك الظروف بمنزلة الصورة على جدر البيوت والسقوف وفي الأنماط والستور فبيعها صحيح. (مرقاة المفاتيح: (١٣/٦) كتاب البيوع، باب الكسب وطلب الحلال، الفصل الأول، ط: رشيديه جديد)

عن ابن عباس رضي الله عنه، عن النبي صلى الله عليه وسلم، قال: "إن الله تعالى إذا حرم شيئاً حرم ثمنه" (سنن الدارقطني: (٢٨٨/٣) رقم الحديث: (٢٨١٥) كتاب البيوع، ط: مؤسسة الرسالة)

موسم کی بنیاد پر قیمت میں کمی کرنا

"قیمتوں میں کمی کرنے کی مختلف صورتیں" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۵۱/۵)

موسیقی کے آلات

"آلات موسیقی کی خرید وفروخت" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۷۳/۱)

موسیقی کے اعلانات

موسیقی اور ناچ گانے کی مشہوری کے اعلانات اور ان کے دعوتی کارڈ تیار کرنا اور رائج کرنا ناجائز اور حرام ہے۔[1]

موقوفہ چیز فروخت کرنا

"اوقاف کو فروخت کرنا" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۶۰/۱)

مؤکل کا مال وکیل کے پاس امانت ہوتا ہے

"وکیل کے پاس مؤکل کا مال امانت ہوتا ہے" عنوان کے تحت دیکھیں۔

مؤکل کا وکیل کو دوبارہ فروخت کرنا

اگر وکیل سامان خرید کر مؤکل کو حوالہ کر دے، اور مؤکل وکیل کو اس کا ثمن ادا کر

---

(۱) قال اللہ تعالی: وتعاونوا علی البر والتقوی، ولا تعاونوا علی الإثم والعدوان۔ (المائدة: ۲)

فیه تصریح بتحریم کتابة المترابین والشهادة علیهما، وبتحریم الإعانة علی الباطل۔ (شرح النووی علی مسلم: (۲۸/۲)، کتاب البیوع، باب الربا، ط: قدیمی۔)

الإعانة فی المعصیة وترویجها وتقریب الناس إلیها معصیة وفساد فی الأرض (حجة الله البالغة: (۱۲۹/۲)، من ابواب ابتغاء الرزق، البیوع المنهی عنها، ط: دار الجیل۔)

وما کان سبباً لمحظور، فهو محظور۔ (شامی: (۳۵۰/۶)، کتاب الحظر والإباحة، قبیل فصل فی اللبس، ط: سعید۔)

دے تو اس کے بعد موکل کے لئے وکیل کو وہ چیز نفع کے ساتھ فروخت کرنا جائز ہے۔[1]

۳۱۸ موکل کے مال سے وکیل کے لئے کچھ لینا

''وکیل کا موکل کے مال سے کچھ لینا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۴۵۱/۶)

موہوبہ زمین کی خرید وفروخت

موہوبہ (گفٹ کی گئی) زمین کی باقاعدہ ھبہ مکمل ہونے کے بعد خرید و فروخت کرنا جائز ہے، اور فروخت ہونے کے بعد ھبہ (گفٹ) کرنے والے کو رجوع کرنے کا حق باقی نہیں رہے گا۔[2]

مہر کی زمین شوہر کے لئے فروخت کرنا

''حق مہر میں دی ہوئی زمین'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۱۱/۳)

---

(۱) وفسد شراء ماباع بنفسه أو بوكيله من الذى اشتراه ... بالأقل من قدر الثمن الأوّل قبل نقد كل الثمن الأوّل، الدر المختار۔

وفى رد المحتار: قيدبه؛ لأنّ بعده لا فساد۔ (شامى: (۷۳/۵)، كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، مطلب فى التداوى بلبن البنت للرمد، ط: سعيد)

قوله بالأقلّ من قدر الثمن الأوّل ... وقيد بالأقل لأنه لو كان بمثله أو بأكثر منه جاز؛ لأنّ الفضل فى الأكثر يحصل للمشترى والمبيع داخل فى ضمانه ... وقيد بكونه قبل النقد؛ لأنّه إذا كان بعده لا فساد۔ (حاشية الطحطاوى على الدر المختار: (۷۳/۳) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: المكتبة العربية)

البحر الرائق: (۸۲/۶، ۸۳) كتاب البيع، باب البيع الفاسد، ط: سعيد)

(۲) إذا باع الموهوب له الموهوب أو أخرجه من ملكه بالهبة والتسليم لايبقى للواهب صلاحية الرجوع۔ (شرح المجلّة لسليم رستم باز: (۳۸۱/۱) المادة: ۸۷۰، الكتاب السابع فى الهبة، الباب الثانى فى احكام الهبة، ط: مكتبة فاروقيه۔)

خروج الهبة من ملك الموهوب له بالكلية بأن يكون خروجا عن ملكه من كل وجه۔ (شامى: (۷۰۳/۵) كتاب الهبة، باب الرجوع فى الهبة، ط: سعيد۔)

البحر الرائق: (۲۹۳/۷) كتاب الهبة، باب الرجوع فى الهبة، ط: سعيد۔

مہلت ختم کرنا قسطوں کی ادائیگی میں تاخیر کی وجہ سے

''قسطوں کی ادائیگی میں تاخیر کی وجہ سے مہلت ختم کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۲۰۷/۵)

مہلت دینے کی وجہ سے قیمت میں اضافہ کرنا

ایک مہینے کے وعدہ پر کوئی چیز خریدی، پھر ایک مہینہ ہو چکا، تب بات چیت کر کے کچھ اور مدت بڑھوالی کہ پندرہ دن کی مہلت اور دے دیں تو آپ کی رقم ادا کردوں، اور وہ بیچنے والا بھی اس پر راضی ہو گیا، تو پندرہ دن کی مہلت اور مل جائے گی اور اگر وہ راضی نہ ہو تو وہ رقم ابھی مانگ سکتا ہے، البتہ اگر بیچنے والا مزید مہلت کے ساتھ قیمت میں بھی اضافہ کرنا چاہتا ہے تو یہ سود ہونے کی وجہ سے جائز نہیں ہوگا۔(۱)

مہلت کی شرط رکھنا مبیع حوالہ کرنے کے لئے

''مبیع حوالہ کرنے کے لئے چند دن کی مہلت کی شرط لگانا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

---

(۱) قال الله تعالى: أحل الله البيع وحرم الربا۔(سورۃ البقرۃ:۲۷۵)

مالک عن زید بن اسلم: أنه قال: کان الربا فی الجاهلية، أن یکون للرجل علی الرجل الحق إلی أجل فإذا حل الأجل۔قال: أتقضی أم تربی؟ فإن قضی، اخذ وإلا زاده فی حقه، وأخر عنه فی الأجل۔ قال مالک: والامر المکروه الذی لا اختلاف فیه عندنا۔أن یکون للرجل علی الرجل الدین إلی أجل فیضع عنه الطالب ویعجله المطلوب، وذلک عندنا بمنزلة الذی یؤخر دینه بعد محله عن غریمه، ویزیده الغریم فی حقه قال: فهذا الربا بعینه ، لاشک فیه۔(مؤطا للامام مالک ؒ: (ص:۶۰۲)، کتاب البیوع، باب ماجاء فی الربا فی الدین، ط:قدیمی۔)

(مالک عن زید بن أسلم أنه قال: کان الربا فی الجاهلية أن یکون للرجل علی الرجل الحق إلی أجل، فإذا حل الأجل قال: أتقضی أم تربی؟) بضم فسکون ای تزید حتی اصبر علیک (فإذا قضی أخذ، وإلا زاده فی حقه وأخر عنه) بمعنی زاد له (فی الأجل) ولا خلاف أن هذا الربا الذی حرمه الله تعالی ولم تعرف العرب الربا إلا فی النسیئة، فنزل القرآن بذلک۔ (شرح الزرقانی علی الموطا:(۳/ ۱۳۹) کتاب البیوع، باب ماجاء فی الربا فی الدین، ط:المطبعة الخیریة۔)

اوجز المسالک:(۱۵۱/۱۲) کتاب البیوع، باب ماجاء فی الربا فی الدین، ط:دار القلم، دمشق۔

مہوا کی تجارت

''مہوا'' خود ناپاک یا نشہ آور نہیں ہے، اس کی خرید و فروخت جائز ہے پھر خریدار اپنے عمل سے خود اس سے شراب بناتا ہے، تو یہ اس کا عمل ہے، مہوا فروخت کرنے والے پر اس کی ذمہ داری نہیں۔ (۱)

باقی فروخت کرنے والا خود یہ نیت نہ کرے کہ شراب بنانے کے لئے فروخت کر رہا ہے۔ (۲)

(نوٹ) ''مہوا'' ایک درخت ہے جس کا پھل کھاتے، بیجوں سے تیل نکالتے اور پھولوں کی شراب بناتے ہیں۔ (۳)

مہینے کے اعتبار سے قیمت مقرر کرنا

''قیمت متعین ہونا ضروری ہے'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۳۲/۵)

---

(۱) وجاز بيع العصير من خمار، لأن المعصية لاتقوم بعينه بل بعد تغيره . . . ولأن العصير يصلح الأشياء كلها جائز شرعا، فيكون الفاسد إلى اختيار۔ (تبيين الحقائق: (۶۳/۷) كتاب الكراهية، فصل في البيع، ط: دار الكتب العلمية، بيروت)

ويجوز بيع عصير العنب ممن يعلم أنه يتخذه خمرا، لأن المعصية لاتقوم بنفس العصير، بل بعد تغيره، فصار عند العقد كسائر الأشربة من عسل ونحوه۔ (مجمع الانهر: (۲۱۳/۴) كتاب الكراهية، فصل في البيع، ط: غفارية كوئٹه)

ويجوز بيع عصير ممن يعلم أنه يتخذ خمرا، لأن المعصية لاتقوم بعينه بل بعد تغيره۔ (الدر مع الرد: (۳۹۱/۶) كتاب الحظر والإباحة، فصل في البيع، ط: سعيد)

(۲) ان بيع العصير ممن يتخذه خمرا، ان قصد به التجارة، فلايحرم وان لأجل التخمير حرم۔ (الاشباه والنظائر: (۹۷/۱) الفن الأول: مباحث النية، ط: إدارة القرآن)

ولكن الإعانة حقيقة هو ماقامت المعصية بعين فعل المعين ولايتحقق الابنية الإعانة، او التصريح بها، او تعينها في استعمال هذا الشيئ بحيث لايحتمل غير المعصية۔ (جواهر الفقه: (۴۵۳/۲) تفصيل الكلام في مسئلة الإعانة على الحرام، أقسام السبب وأحكامه، القسم الثاني، ط: مكتبة دار العلوم كراچی)

(۳) فیروز اللغات: (ص: ۱۳۲۲)، ط: فیروز سنز۔

میچورٹی (Maturity)

”بل آف ایکسچینج“ بل کی ادائیگی کی جو تاریخ لکھی ہوئی تھی، اس تاریخ کے آجانے کو انگریزی میں (Maturity) کہتے ہیں۔[۱]

میچورٹی ڈیٹ (Maturity Date)

”بل آف ایکسچینج“ میں بل ادا کرنے کی جو تاریخ لکھی ہوئی ہوتی ہے، اس ادائیگی کی تاریخ کو (Maturity Date) کہتے ہیں۔[۲]

میڈیکل انشورنس کا حکم

میڈیکل انشورنس کی صورت یہ ہے کہ انشورنس کروانے والا شخص انشورنس کمپنی کو ماہانہ یا سالانہ رقم دیتا ہے جس کے بدلے میں جب ضرورت پیش آئے تو کمپنی اپنے خرچے پر اس شخص کا علاج کرواتی ہے، لیکن اگر علاج کی ضرورت پیش نہ آئے تو کمپنی نے انشورنس کی جو قسطیں وصول کی ہوتی ہیں وہ واپس نہیں کرتی۔ اس قسم کی انشورنس کرنا جائز نہیں ہے کیونکہ اس میں دھوکہ اور اپنے آپ کو خطرے میں ڈالنا ہے، ممکن ہے کہ انشورنس کروانے والا اکثر بیمار پڑا رہے اور جتنی رقم اس نے انشورنس کمپنی کو جمع کروائی ہے اس سے زیادہ کا علاج کروالے، اور وہ اضافہ ادا کرنا اس پر لازم نہیں ہوتا تو یہ سود ہے اور یہ بھی ممکن ہے کہ وہ بیمار ہی نہ ہو، اور اس کی رقم سے علاج کرانے کی ضرورت ہی نہ ہو، اس صورت میں انشورنس کمپنی کو چاہئے کہ وہ رقم جو قسطوں (پریمیم) کی صورت میں وصول کی ہیں وہ واپس کردے لیکن وہ یہ رقم واپس نہیں کرتی تو یہ جوا ہے، سود اور جوا دونوں اسلام میں حرام ہیں۔[۳]

(۱، ۲) اسلام اور جدید معیشت وتجارت: (ص: ۱۳۳)، عنوان: بل آف ایکسچینج، ط: معارف القرآن۔

(۳) قال اللہ تعالی: أحل اللہ البیع وحرم الربو.=

میراث کا حق

۳۲۲ میراث کا حق جو مستقبل میں ثابت ہوتا ہے وہ مادی چیز نہیں ہے اس کی خرید وفروخت جائز نہیں ہے،[1] البتہ میت کے ترکہ میں جو حصہ ہے اس کی خرید وفروخت جائز ہے۔[2]

میٹر اور گز

کپڑے اور تھانوں کو گزوں اور میٹروں کے حساب سے فروخت کرتے

= عن جابر رضي الله عنه قال: لعن رسول الله صلى الله عليه وسلم اكل الربا وموكله وكاتبه وشاهديه، وقال: هم سواء. (صحيح مسلم: (۲۷/۲) كتاب البيوع، باب الربا، ط: قديمي)

يا أيها الذين آمنوا إنما الخمر والميسر والأنصاب والأزلام رجس من عمل الشيطان فاجتنبوه لعلكم تفلحون. (سورة المائدة: ۹۰)

عن عبدالله بن عمرو رضی الله عنهما قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إن الله حرم على أمتي الخمر والميسر. (مسند أحمد: (۱۰۵/۱۱) رقم الحديث: ۶۵۴۷، مسند المكثرين من الصحابة، مسند عبدالله عمرو بن العاص رضی الله عنهما، ط: مؤسسة الرسالة)

وسمى القمار قمارا: لأن كل واحد من المقامرين ممن يجوز أن يذهب ماله إلى صاحبه ويجوز أن يستفيد مال صاحبه وهو حرام بالنص. شامی: (۴۰۳/۶) كتاب الحظر والإباحة، فصل في البيع، ط: سعيد)

(۱) وقال في "الزيادات": بيع الحقوق لا يجوز. (البناية شرح الهداية: (۱۱/۳۴۰)، كتاب القسمة، فصل في كيفية القسمة، ط: دار الكتب العلمية)

فتح القدير: (۴۳۰/۶) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: دار الفكر)

لا يجوز الاعتياض عن الحقوق المجردة كحق الشفعة. (الدر المختار مع الرد: (۵۱۸/۴) كتاب البيوع، ط: سعيد)

الاشباه والنظائر: (ص: ۲۱۰)، كتاب البيوع، ط: قديمی)

(۲) الشركة الاملاك: العين يرثها رجلان أو يشتريانها، فلا يجوز لأحدهما أن يتصرف في نصيب الآخر إلا بإذنه... ويجوز بيع أحدهما نصيبه من شريكه في جميع الصور ومن غير شريكه بغير إذنه إلا في صورة الخلط والاختلاط فإنه لا يجوز إلا بإذنه. (الهداية: (۶۰۵/۲) كتاب الشركة، ط: رحمانيه)

البحر الرائق: (۱۶۷/۵) كتاب الشركة، ط: سعيد)

شرح المجلة لسليم رستم باز: (۱/ ۴۸۳)، رقم المادة: ۱۰۸۸، الكتاب العاشر =

وقت صحیح گنتی اور پیمائش کر کے خریدار کو دینا ضروری ہے، ورنہ کم دینے کی صورت میں چوری اور خیانت ہوگی، اور یہ دونوں کام حرام ہیں اور ایسی آمدنی بھی حرام ہوگی۔ (۱)

میٹر پر کپڑا خرید کر گز پر فروخت کرنا

مشتری (خریدار) سے ناپ تول کی حقیقت کو چھپانا دھوکہ ہونے کی وجہ سے ناجائز ہے۔ (۲)

= فی أنواع الشركات، الباب الأول، الفصل الثانی فی كيفية التصرف فی الاعيان المشتركة، مكتبة فاروقيه)

(۱) یاایها الذین آمنوا لاتأكلوا اموالكم بینكم بالباطل۔ (سورة البقرة: ۱۸۸)

☜ بالباطل أی: بغير حق شرعی إما بغير حق أصلاً كالغصب والسرقة والخيانة والخدع والتطفيف والغش وغير ذلك۔ (البحر المديد: (۲۱۸/۱)، سورة البقرة: ۱۸۸، ط: دار الكتب العلمية)

☜ والآية تشمل أخذ مال الآخرين بغير حق بمختلف الوسائل، كالرشوة والقمار، والخداع... والخيانة والسرقة والربا وتطفيف الكيل والميزان بأخذ زيادة عن الحق أو نقص حق الآخرين...۔ فلا يحل لأی شخص أخذ مال غيره مهما كان صغيراً أم كبيراً... كيف يحل لإنسان أن يأخذ مال إنسان آخر بالاثم والزور... وهو يعلم أنه حرام، ولا يأكل فی بطنه إلا النار۔ (التفسير الوسيط للزحيلی: (۹۳/۱)، سورة البقرة: ۱۸۸، ط: دار الفكر، دمشق)

☜ فكل من خلط بالبر تراباً أو تبناً ثم كاله يكون من المطففين فی الكيل، وكل قصاب وزن مع اللحم عظماً أو شيئاً لم تجر به العادة يكون من المطففين فی الوزن وقس على هذا سائر التقديرات حتى فی الذراع الذی يتعاطاه البزار فإنه فی وقت الذرع إن أرسل الثوب ولم يمده إذا اشتراه ومدّه ولم يرسله إذا باعه، فكل ذلك يكون من التطفيف الذی يعرض صاحبه للويل۔ (مجالس الابرار: (ص ۵۳۹)، المجلس التاسع: فی بيان لزوم طلب كسب الحلال وأی كسب أطيب من المكاسب وأقبح منها، ط: سهيل اكيڈمی)

☜ ولو مات الرجل وكسبه من بيع الباذق أو الظلم أو أخذ الرشوة يتورع الورثة، ولا يأخذون منه شيئاً، وهو أولى بهم، ويردونها على أربابها إن عرفوهم، وإلا تصدقوا بها؛ لأن سبيل الكسب الخبيث التصدق إذا تعذر الرد على صاحبه۔ (شامی: (۳۸۵/۶)، كتاب الحظر والإباحة، فصل فی البيع، ط: سعيد۔)

☜ تبيين الحقائق: (۳۲۱/۶)، كتاب الغصب، ط: دار الكتب العلمية)

(۲) عن ابی هريرة رضی الله عنه ان رسول الله صلی الله علیه وسلم مر على صبرة من طعام، فادخل يده فيها، فنالت اصابعه بللاً، فقال: ياصاحب الطعام، ما هذا؟! قال: أصابته السماء يارسول الله، قال: أفلا جعلته فوق الطعام حتى يراه الناس، ثم قال: من غش فليس منا۔ =

البتہ اگر بیچنے والے نے خریدار کو بتادیا کہ گز کے حساب سے بیچ رہا ہوں اور اس پر خریدار راضی ہوگیا تو میٹر کے حساب سے خرید کر گز کے حساب سے فروخت کرنا جائز ہوگا۔ (۱)

میٹر چھوٹا ہے

''چھوٹے گز سے کپڑا ناپ کر دینا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۶۹/۳)

میٹر غلط لگا کر اجرت زیادہ لینا

ٹیکسی رکشہ اور دوسری گاڑیاں چلانے والے غلط میٹر لگا کر زائد پیسے

=وقال الترمذی: حدیث أبی ہریرة رضی اللہ عنہ حدیث حسن صحیح، والعمل علی هذا عند أهل العلم کرهوا الغش، وقالوا: الغش حرام۔ (جامع الترمذی: (۲۴۵/۱)، ابواب البیوع، باب ماجاء فی کراهیة الغش فی البیوع، ط: سعید۔)

مشکاة المصابیح: (ص: ۲۴۸)، کتاب البیوع، باب المنهی عنها من البیوع، الفصل الأول، ط: قدیمی۔

لایحل کتمان العیب فی مبیع أو ثمن؛ لأن الغش حرام۔ (الدر المختار مع الرد: (۴۷/۵) کتاب البیوع، باب خیار العیب، ط: سعید۔)

(۱) قال اللہ تبارک وتعالی: {یٰأیها الذین اٰمنوا لاتأکلوا أموالکم بینکم بالباطل الا أن تکون تجارةً عن تراضٍ منکم ولاتقتلوا أنفسکم إن اللہ کان بکم رحیمًا} [سورة النساء: ۲۹]

إذا وجدت الإجازة من المالک فی الانتهاء وبین وجود الرضا فی التجارة عند العقد أو بعده فیجب العمل باطلاقها۔ (بدائع الصنائع: (۱۴۹/۵) کتاب البیوع، فصل: وأما الذی یرجع إلی المعقود علیه فانواع، ط: سعید۔)

تبیین الحقائق: (۳/۴)، کتاب البیوع، ط: دار الکتب العلمیة۔)

یجوز بیع الطعام والحبوب مکایلة ومجازفة ... قال ویجوز باناء بعینه لایعرف مقداره وبوزن حجر بعینه لایعرف مقداره، لأن الجهالة لاتفضی إلی المنازعة۔ (الهدایة: (۲۲/۳) کتاب البیوع، ط: رحمانیه)

یباع الطعام کیلا أی من حیث الکیل ویباع أیضا جزافًا؛ لأن بکل منهما یصیر معلوما اما المکایلة فظاهر، وأما الجزاف فلأنه بالاشارة ترتفع الجهالة۔ (عینی شرح کنز: (۳/۲)، کتاب البیوع ط: رشیدیه)

البحر الرائق: (۲۸۲/۵) کتاب البیوع، ط: سعید)

وصول کرتے ہیں یہ "تطفیف" میں داخل ہے، ناجائز اور حرام ہے ایسی آمدنی بھی حرام ہے۔ (۱)

میعاد سے پہلے ملازمت چھوڑنے پر جرمانہ لگانا

اگر ملازم میعاد پورا ہونے سے پہلے چلا گیا تو اس پر مالی جرمانہ عائد کرنا جائز نہیں کیونکہ یہ عقد اجارہ کے تقاضے کے خلاف ہے، ملازم نے جتنی مدت کام کیا ہے اس کو اس حساب سے مقررہ تنخواہ ملے گی، موجودہ دور میں بعض نام نہاد اسلامی ادارے بھی ملازم کے ساتھ اس قسم کا معاہدہ کرتے ہیں، یہ درست نہیں۔ (۲)

میعاد مجہول

بیع (خرید وفروخت) صحیح ہونے کے لئے مبیع یا ثمن ادا کرنے کے لئے وقت اور میعاد متعین کرنا ضروری ہے اگر سودا کرتے وقت میعاد اور وقت متعین نہیں

---

(۱) ویل للمطففین، الذین إذا اکتالوا علی الناس یستوفون، وإذا کالوھم أو وزنوھم یخسرون۔ ألا یظن أولئک أنھم مبعوثون، لیوم عظیم، یوم یقوم الناس لرب العالمین۔ (المطففین: ۱، ۲)

وفی ھذا دلالة علی عظیم ذنب التطفیف، ومزید إثمه، وشدة عقابه، لما فیه من خیانة الأمانة وأکل حق الغیر... یستفاد من الآیات ما یأتی:

۱۔ التطفیف: وھو إنقاص حق الآخر فی الکیل أو الوزن ونحوھما من المقاییس حرام شرعاً، موجب للإثم الشدید والعذاب الألیم فی الآخرة...

۲۔ المراد بالتطفیف ھنا: الزیادة فی الکیل أو الوزن ونحوھما عند استیفاء الحق، ونقص الکیل أو الوزن ونحوھما عند إیفاء الحق۔ (التفسیر المنیر للزحیلی: (۱۱۴/۳۰)، سورة المطففین، ط: دار الفکر، دمشق)

أیسر التفاسیر: (۱۷۳۷/۲) سورة المطففین، ط: مکتبة العلوم والحکم)

(۲) والحاصل أن المذاھب عدم التعزیر بأخذ المال۔ (شامی: (۶۲/۴) کتاب الحدود، باب التعزیر، مطلب فی التعزیر بأخذ المال، ط: سعید۔

البحر الرائق: (۴۱/۵) کتاب الحدود، فصل فی التعزیر، ط: سعید۔

لا یجوز لأحد من المسلمین أخذ مال أحد بغیر سبب شرعی۔ (الفتاوی الھندیة: (۱۶۷/۲) کتاب الحدود، الباب السابع فی حد القذف والتعزیر، فصل فی التعزیر، ط: رشیدیه۔

احسن الفتاوی: (۳۱۸/۷) کتاب الاجارة، عنوان: قبل المیعاد ملازمت چھوڑنے پر مالی جرمانہ، ط: سعید۔

ہوا تو یہ معاملہ جھگڑے کی طرف لے جائے گا، جس کی وجہ سے بیع فاسد ہو جائے گی۔

مثلاً ایک شخص نے کسی کے ساتھ معاملہ طے کیا کہ مجھ سے کچھ رقم لے لو اور اس کے بدلے میں آئندہ گندم کے موسم میں جو نرخ ہوگا اس کے مطابق مجھے گندم دے دینا تو یہ معاملہ وقت متعین نہ ہونے کی وجہ سے فاسد ہو جائے گا۔ (۱)

میعادی بیع

مثلاً زید نے اپنا مکان یا دکان وغیرہ دس لاکھ کے عوض میں عمرو کو اس شرط پر بیچ دی کہ زید مثلاً دس سال کے اندر دس لاکھ عمرو کو ادا کر دے گا تو عمرو وہ چیز زید کو واپس کر دے گا اور زید کے حق میں "بیعانہ" تحریر کر دے گا، تو یہ بیع شرعاً صحیح نہیں ہے، بلکہ یہ رہن کے حکم میں ہے۔ (۲) اور عمرو مشتری (خریدار) جو کہ حقیقت میں مشتری نہیں بلکہ مرتہن (گروی رکھنے والا) ہے، اس کے لئے اس چیز سے دس سال

---

(۱) وقد أجمعوا على فساد السلم إلى أجل مجهول، ففساد البيع كذلك۔ (إعلاء السنن: (۵/۱۴) أبواب البيع، دليل فساد البيع إلى أجل مجهول، ط: إدارة القرآن۔)

رجل باع شيئاً بيعاً جائزاً، أو أخر الثمن إلى الحصاد أو الدياس قال يفسد البيع في قول أبي حنيفة۔ (شامي: (۴/۵۳۲) كتاب البيوع، مطلب في التأجيل إلى أجل مجهول، ط: سعيد)

الخانية على هامش الهنديه: (۲/۱۴۳) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: رشيديه۔)

(۲) وفي حاشية الفصولين: هو أن يقول: بعت منك على أن تبيعه مني متى جئت بالثمن، فهذا بيع باطل، وهو رهن، وحكمه حكم الرهن وهو الصحيح۔ (شامي: (۵/۲۷۶) كتاب البيوع، باب الصرف، مطلب في بيع الوفاء، ط: سعيد)

أقول: وفي جواهر الفتاوى في الباب الأول: بيع الوفاء: أن يقول: بعت منك على أن تبيعه مني متى جئت بالثمن، قال رضي الله عنه: هذا البيع باطل وهو رهن، وحكمه حكم الرهن، هكذا ذكروا، وهو الصحيح۔ وذكر الإمام محمد بن الفضل البخاري هكذا، وقيل: بيع فاسد يوجب الملك إذا اتصل به القبض، والأول أصح۔ (حاشية جامع الفصولين: (۱/۲۳۴) الفصل الثامن عشر، ط: إسلامي كتب خانه بنوري ٹاؤن)

المحيط البرهاني: (۸/۳۶۰) كتاب البيع، الفصل العشرون في البيعات المكروهة، ط: غفارية كوئٹه۔

کی میعاد میں کسی قسم کا نفع حاصل کرنا جائز نہیں۔ (۱) اور اس جیز سے جس قدر آمدنی ہوگی وہ اصل مالک زید کی ہوگی اور وہ آمدنی بھی مذکورہ جائید کے ساتھ رہن رہے گی۔ (۲) جب زید دس لاکھ کی رقم عمرو کو واپس کردے گا تو اس وقت وہ جائیداد اور اس کی آمدنی واپس لینے کا حقدار ہوگا۔ (۳)

میعادی بیع اور اس کا نفع

میعادی بیع باطل ہے اور اس کا نفع حلال نہیں ہے۔ (۴)

میعادی بیع سے نفع حاصل کرنا

"بیع میعادی سے نفع حاصل کرنا" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۴۱/۲)

---

(۱) ولاينتفع المرتهن استخداما وسكنى ولبسا وإجارة وإعارة؛ لأنّ الرهن يقتضي الحبس إلى أن يستوفي دينه دون الانتفاع۔ (البحر الرائق: (۳۳۸/۶) كتاب الرهن، ط: رشيديه)

تبيين الحقائق: (۶۷/۶۰)، كتاب الرهن، ط: امداديه، ملتان۔

مجمع الأنهر: (۲۷۳/۴) كتاب الرهن، ط: دار الكتب العلميه۔)

(۲) ونماء الرهن كالولد ولا الثمر ولا اللبن والصوف والوبر والأرش ونحو ذلك للراهن، لتولده من ملك۔ وهو رهن مع الأصل تبعا له۔ (الدر مع الرد: (۵۲۱/۶) كتاب الرهن، باب الرهن يوضع على يد عدل، فصل في مسائل متفرقة، ط: سعيد)

ملتقى الابحر مع مجمع الانهر: (۳۰۴/۴) كتاب الرهن، فصل في المتفرقات، ط: غفارية كوئٹه۔

تبيين الحقائق: (۹۴/۶)، كتاب الرهن، ط: امداديه، ملتان۔)

(۳) ونماؤه للراهن يكون رهناً مع الأصل) يعني إن شاء المرتهن أخذه وإن شاء تركه عند الراهن، والنماء مثل اللبن والولد والصوف وثمار الشجر والنخيل فأما غلة الدار وأجرة العبد كسبا أو وهب له هبة فإن آجره المرتهن بغير إذن الراهن كانت الاجرة للمرتهن وعليه أن يتصدق بها لأنها حصلت له من وجه محظور۔ (الجوهرة النيرة: (۲۸۷/۱)، كتاب الرهن، ط: حقانيه۔)

وأما إذا آجره المشتري وفاء بإذن البائع فهو كإذن الراهن للمرتهن بذلك، وحكمه أن الأجرة للراهن وإن كان بغير إذنه يتصدق بها أو يردها على الراهن المذكور وهو أولى صرح به علماؤنا۔ قلت: وإذا آجره بإذنه يبطل الرهن كما ذكره في حاشيته على الفصولين۔ (شامي: (۲۷۸/۵)، كتاب البيوع، باب الصرف، مطلب باع داره وفاء ثم استأجر، ط: سعيد۔)

(۴) تخریج کے لئے "مکان بیچ کر کرایہ پر لینا" عنوان کے تحت حاشیہ دیکھیں۔

میعادی چیک کم قیمت میں فروخت کرنا

(۳۲۸) موجودہ دور میں میعادی چیک کے خرید وفروخت کرنے کا طریقہ رائج ہو چکا ہے، مثلاً پچاس ہزار کا چیک ہے اور پندرہ دن کے بعد وصولی کا وقت ہے، چیک کا مالک مقررہ وقت سے پہلے اس پچاس ہزار کے چیک کو ۴۵ ہزار میں فروخت کر دیتا ہے، تو اس صورت میں فروخت کرنے والے کو وہ رقم کم ملتی ہے لیکن وقت سے پہلے مل جاتی ہے، خریدار کو رقم دیر سے وصول ہوتی ہے لیکن نفع کے ساتھ حاصل ہوتی ہے۔

یہ معاملہ ''بیع صرف'' ہے اور بیع صرف روپے سے روپے کی خرید وفروخت کو کہتے ہیں، چیک میں بھی چونکہ کاغذ مقصود نہیں بلکہ اس میں لکھی ہوئی رقم ہی مقصود ہوتی ہے۔

لہذا دونوں طرف سے روپے کا تبادلہ ہوا، شرعا دونوں طرف سے دیا جانے والا عوض ایک جنس ہونے کی صورت میں برابر ہونا اور نقد ہونا بھی ضروری ہے، یہاں ایک طرف رقم زیادہ ہے اور دوسری طرف کم، اور ایک جانب سے ادائیگی نقد ہے اور دوسری جانب سے ادھار، لہذا اس طرح کا معاملہ قطعاً حرام اور سود پر مبنی ہے اور یہ بالاتفاق ناجائز ہے۔(۱)

---

(۱) عن عبادة بن الصامت قال: قال رسول اللهﷺ: الذهب بالذهب والفضة بالفضة والبر بالبر والشعير بالشعير والتمر بالتمر والملح بالملح مثلاً بمثل سواءً بسواءٍ يداً بيد... الحديث۔ (الصحيح لمسلم: (۲/ ۲۵)، کتاب المساقاة والمزارعة، باب الربا، ط: قديمی۔)

فلو تجانسا شرط التماثل والتقابض) أی النقدان بأن بيع أحدهما بجنس الآخر فلا بد لصحته من التساوی وزناً ومن قبض البدلين قبل الافتراق۔ (البحر الرائق: (۶/ ۱۹۲) کتاب الصرف، ط: سعيد)

تبيين الحقائق: (۴/ ۱۳۵)، کتاب الصرف، ط: امداديه، ملتان۔)

وإذا وجدا (الوصفان) حرم التفاضل والنساء، لوجود العلة۔ (الهداية: (۳/ ۸۳)، کتاب البيوع، باب الربا، ط: رحمانيه۔

میگزین کی خرید وفروخت

’’اخبارات کی خرید وفروخت‘‘ عنوان کے تحت دیکھیں۔(۲۲۲/۱)

میموری کارڈ

خالی میموری کارڈ کی تجارت جائز ہے، اور اگر خالی نہیں ہے بلکہ اس میں کچھ چیزیں ڈالی گئی ہیں تو اس میں یہ تفصیل ہے کہ اگر اس میں قرآن مجید، آیات، سورتیں، نظمیں نعت اور تقاریر ڈالی گئی ہیں تو اس کی خرید وفروخت جائز ہے اور آمدن بھی حلال ہے، اور اگر اس میں فلم، ڈرامے، جاندار کی تصاویر، فحش مواد اور ناچ گانے ڈالے ہوئے ہیں تو ایسے میموری کارڈ کی تجارت اور خرید وفروخت جائز نہیں ہے اور اس کی آمدن حرام ہے۔ (۱)

---

(۱) جواز البيع يدور مع حل الانتفاع به وحرمة الانتفاع بها. (مجمع الأنهر: (۱۵۷/۳) كتاب البيوع، مسائل شتى، ط: دار الكتب العلمية)

والضابط عندهم (أي عند الحنفية): أن كل ما فيه منفعة تحل شرعاً، فإن بيعه يجوز، لأن الأعيان خلقت لمنفعة الانسان. (الفقه الإسلامي وأدلته: (۳۴۲۶/۵) القسم الثالث: العقود أو التصرفات المدنية المالية، الفصل الأول: عقد البيع، المبحث الرابع: البيع الباطل البيع الفاسد، ط: رشيديه)

أن ما قامت المعصية بعينه يكره بيعه تحريماً وإلا فتنزيهاً. (الدر المختار مع الرد: (۲۶۸/٤) كتاب الجهاد، باب البغاة، مطلب في كراهة بيع ما تقوم المعصية بعينه، ط: سعيد)

عن أبي أمامة رضي الله عنه، عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: لا تبيعوا القينات ولا تشتروهن ولا تعلموهن ولا خير في تجارتهن وثمنهن حرام. وفي مثل هذا انزلت هذه الآية: ’’ومن الناس من يشتري لهو الحديث ليضل عن سبيل الله إلى آخر الآية. (جامع الترمذي: (۱۵٤/۲) أبواب التفسير، ومن سورة لقمان، ط: سعيد)

مشكاة المصابيح: (ص: ۲٤۲) كتاب البيوع، باب الكسب وطلب الحلال، الفصل الثاني، ط: قديمي.

الفتح الكبير في ضم الزيادة إلى الجامع الصغير: (۳٦٤/۳) حرف اللام، ط: دار الكتاب العربي.

میمورنڈم میں لکھی ہوئی شرائط

کسی کمپنی کے حصص خریدتے ہوئے وہ شرائط جو کمپنی کے میمورنڈم میں لکھی ہوتی ہیں ان کا اطلاق عقد کے وقت ہی معتبر ہے، کیونکہ ان شرائط کو قانونی طور پر معتبر سمجھا جاتا ہے، لہذا اس میں جو ناجائز شرائط درج ہوں گی وہ معاملہ کو فاسد کردیں گی۔ (١)

مینڈک

احناف کے نزدیک مینڈک حرام ہے، کھانا جائز نہیں ہے، البتہ اگر یہ جانور کسی ضرورت مثلاً دوا کے طور پر خارجی استعمال میں مفید ہو تو اس کی خرید وفروخت جائز ہے۔ (٢)

---

(١) كل شرط اشترط فى البيع ليس من البيع، فيه منفعة للبائع أو للمشترى له فالبيع فاسد: (كتاب الآثار: (ص: ١٦٢)، باب التجارة والشرط فى البيع، ط: إدارة القرآن۔)

☜ ولو كان البيع بشرط لايقتضيه العقد، وفيه نفع لأحد المتعاقدين... أو لمبيع يستحق النفع بأن يكون آدميا، فهو أى هذا البيع فاسد۔ (مجمع الأنهر: (٣/٩٠)، كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: دار الكتب العلمية۔)

☜ الفتاوى الهندية: (٣/٣)، كتاب البيوع، الباب الأول فى تعريف البيع، ط: رشيديه۔)

☜ خلاصة الفتاوى: (٣/٥٠)، كتاب البيوع، الفصل الخامس فى البيع، ط: رشيديه۔)

(٢) والحاصل أن جواز البيع يدور مع حل الانتفاع۔ (الدر المنتقى مع مجمع الانهر: (٣/٨٣) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: غفارية كوئته)

☜ يجوز بيع الحيات إذا كان ينتفع بها للأدوية، وما جاز الانتفاع بجلده أو عظمه، أى من حيوانات البحر أو غيرها، قال الحاوى: ولايجوز بيع الهوام كالحية والفارة والوزغة والضب والسلحفاة والقنفذ، وكل مالاينتفع به ولا بجلده، وبيع غير السمك من دواب البحر ان كان له ثمن كالسقنقور وجلود الخز ونحوها يجوز۔ (شامى: (٥/٦٨)، كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: سعيد)

☜ ويجوز بيع الحيات إذا كان ينتفع بها فى الأدوية، وإن كان لا ينتفع بها لا يجوز، والصحيح أنه يجوز بيع كل شئ ينتفع به... ويجوز بيع جميع الحيوانات سوى الخنزير، وهو المختار۔ (الهندية: (٣/١١٤) كتاب البيوع، الباب التاسع فيما يجوز بيعه ومالا يجوز، الفصل الرابع فى بيع الحيوانات، ط: رشيديه)

ن

نابالغ

نابالغ بچہ یا بچی اگر سمجھ دار ہے تو اس کی خرید و فروخت صحیح ہے۔ (۱)

نابالغ بچوں کی خرید و فروخت

نابالغ بچوں کی خرید و فروخت صحیح نہیں ہے البتہ اگر بچے کے ولی کی طرف سے اجازت ہو تو اس صورت میں بچے کے ہاتھ چیز فروخت کرنا درست ہے۔ ماں باپ بچوں کو رقم دے کر دکان بھیج دیتے ہیں تو یہ ماں باپ کی طرف سے اجازت ہے۔ (۲)

نابالغ بھائی کی زمین بیچنا

ماں باپ کے انتقال کے بعد ترکہ میں سے چھوٹے بھائیوں کی زمین بڑے بھائی کے لئے بیچنا جائز نہیں ہے، ہاں اگر شدید مجبوری ہو تو عدالت کے جج

---

(۱) فشرائط العاقد اثنان: العقل والعدد، فلا ینعقد بیع مجنون وصبی لا یعقل... ولا یشترط فیه البلوغ ولا الحریة، فیصح بیع الصبی أو العبد لنفسه موقوفاً ولغیره نافذاً۔ (شامی: (۴/۵۰۴، ۵۰۵)، کتاب البیوع، مطلب شرائط البیع أنواع أربعة، ط: سعید۔

البحر الرائق: (۵/۲۵۸، ۲۵۹)، کتاب البیع، ط: سعید۔

بدائع الصنائع: (۵/۱۳۵)، کتاب البیوع، فصل: وأما شرائط الرکن، ط: سعید۔

(۲) ومن البیع الموقوف بیع الصبی المحجور الذی یعقل البیع والشراء یتوقف بیعه وشراءه علی إجازة والده أو وصیه أو جده أو القاضی۔ (الفتاوی الهندیة: (۳/۱۵۴) کتاب البیوع، الباب الثانی عشر فی أحکام البیع الموقوف وبیع أحد الشریکین، ط: رشیدیه)

ولیس من شرائط العاقد البلوغ، فانعقد بیع الصبی و شراوه موقوفا علی اجازة ولیه۔ (البحر الرائق (۵/۲۵۸) کتاب البیع، ط: سعید)

فتاوی قاضیخان علی هامش الهندیه: (۲/۱۷۲) کتاب البیع، فصل فی البیع الموقوف ط: رشیدیه

بدائع الصنائع: (۵/۱۳۵) کتاب البیوع، فصل، اما شرائط الرکن، ط: سعید۔

سے اجازت لے کر بیچنا جائز ہوگا۔ (۱)

۳۳۲ نابالغ غیر مسلم کی زمین ولی سے خریدنا

''نابالغ غیر مسلم کی زمین ولی سے خریدنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۳۲/۶)

نابالغ کی جائیداد فروخت کرنا

کسی اجنبی کے لئے نابالغ کی جائیداد فروخت کرنا جائز نہیں ہے۔
البتہ باپ کو نابالغ اولاد کے فائدہ کے پیش نظر تصرف کا حق حاصل ہے۔ (۲)

نابالغ کی خرید و فروخت میں عرفی اجازت کافی ہے

گاؤں دیہاتوں میں بعض اوقات چھوٹے بچے اور بچیاں دوکان میں بیٹھ کر

---

(۱) قلت: وهذا لو البائع وصيا لا من قبل أم أو أخ، فإنهما لا يملكان بيع العقار مطلقا ولا شراء غير طعام و كسوة، ولو البائع أبا فإن محمودا عند الناس أو مستور الحال يجوز، ابن الكمال۔ و قال الشامي تحت (قوله: مطلقا) أي ولو في هذه المستثنيات وإذا احتاج الحال إلى بيعه يرفع الأمر إلى القاضي۔ (الدر مع الرد: (۶/ ۷۱۱) كتاب الوصايا، فصل: في وصايا الذمي وغيره، ط: سعيد۔

البحر الرائق: (۸/ ۴۶۸)، كتاب الوصايا، باب الوصي وما يملكه، ط: سعيد۔

تنقيح الحامدية: (۲/ ۳۲۲، ۳۲۳)، كتاب الوصايا و مطالبه، باب الوصي و مطالبه، ط: رشيديه۔

(۲) لا يجوز التصرف في مال غيره بلا اذنه ولا ولايته... (الدر مع الرد: (۶/ ۲۰۰)، كتاب الغصب، مطلب فيما لا يجوز من التصرف بمال الغير بدون إذن صريح، ط: سعيد۔

شرح المجلة للاتاسي: (۱/ ۲۶۲)، المادة: ۹۶، ط: رشيديه۔

شرح المجلة لرستم باز: (۱/ ۵۱)، المادة: ۹۶۔ ط: فاروقيه كوئٹه۔

قلت: وهذا لو البائع وصيا لا من قبل أم أو أخ، فإنهما لا يملكان بيع العقار مطلقا ولا شراء غير طعام و كسوة، ولو البائع ابا فإن محمودا عند الناس أو مستور الحال يجوز ابن الكمال۔ و قال الشامي تحت (قوله: مطلقا) أي ولو في هذه المستثنيات وإذا احتاج الحال إلى بيعه يرفع الأمر إلى القاضي۔ (الدر مع الرد: (۶/ ۷۱۱) كتاب الوصايا، فصل: في وصايا الذمي وغيره، ط: سعيد۔

البحر الرائق: (۸/ ۴۶۸)، كتاب الوصايا، باب الوصي وما يملكه، ط: سعيد۔

تنقيح الحامدية: (۲/ ۳۲۲، ۳۲۳)، كتاب الوصايا و مطالبه، باب الوصي و مطالبه، ط: رشيديه۔

کھانے پینے کی چیزیں فروخت کرتے ہیں، گاہک کو معلوم نہیں ہوتا کہ بچوں کا والد یا سرپرست اس پر راضی ہے یا نہیں؟ جبکہ بچوں کا باپ یا سرپرست ان کو فروخت کرنے سے منع کرتا ہے تو ایسی صورت میں اگر بچے یا بچیاں نقصان کی تمیز کر سکتے ہیں تو باپ یا سرپرست کی اجازت سے ان کے لئے خرید و فروخت کرنا جائز ہوگا اور بیع نافذ ہوگی، اور اجازت صراحت کے طور پر ہو یا دلالت کے طور پر دونوں طرح درست ہے، اور اگر بچوں کے والدین یا سرپرست خاموش رہتے ہیں اور خرید و فروخت سے منع نہیں کرتے تو یہ بھی دلالت کے طور پر اجازت میں داخل ہے، اور ایسے بچوں سے خرید و فروخت کرنا درست ہے۔(۱)

نابالغ کی زمین فروخت کرنے کا حکم

اگر ولی کی شفقت نابالغ پر معروف و مشہور ہے، یا مستور الحال ہے اور زمین فروخت کرنے میں مصلحت پیش نظر ہے تو ولی کے لئے بچے کی زمین فروخت کرنا جائز ہے۔(۲)

---

(۱) إذا اذن لصبی یعقل البیع والشراء یجوز، یرید به انه یعقل معنی البیع والشراء بأن عرف ان البیع سالب للملک، والشراء جالب، عرف الغبن الیسیر من الفاحش لا نفس العبارة کذا فی الصغری۔ (الهندية: (۵/۱۱۰) کتاب الماذون، الباب الثانی عشر فی الصبی أو المعتوه، ط: رشیدیه)

البحر الرائق: (۸/۸۷) کتاب الماذون۔ ط: سعید۔

ثم الاذن کما یثبت بالصریح یثبت بالدلالة کما إذا رأی عبده یبیع ویشتری فسکت یصیر ماذونا عندنا۔ (الهداية: (۳/۳۶۲)، کتاب الماذون، ط: رحمانية)

(۲) ولو البائع أبا فإن محمودا عند الناس أو مستور الحال یجوز، ابن کمال۔ الدر المختار۔

(قوله: یجوز) فلیس للصغیر نقضه بعد بلوغه إذ للأب شفقة کاملة ولم یعارض هذا المعنی معنی آخر، فكان هذا البیع نظرا للصغیر، وإن کان الأب فاسقا لم یجز بیعه العقار فله نقضه بعد بلوغه هو المختار الا إذا باعه بضعف القیمة إذ عارض ذلک المعنی معنی آخر۔

تنبیه: ظاهر کلامهم هنا أنه لا یفتقر بیع الأب عقار ولده إلی المسوغات المذکورة فی الوصی، ونقل الحموی فی حواشی الاشباه من الوصایا ان الأب کالوصی لا یجوز له بیع العقار الا فی المسائل =

نابالغ یتیموں کی جائیداد کی خرید و فروخت کا حکم

☆ اگر کسی وجہ سے نابالغ یتیموں کی جائیداد فروخت نہ کرنے کی صورت میں نقصان ہوگا مثلاً جائیداد پر قبضہ ہو جائے گا، غاصب غصب کر لے گا تو اس صورت میں بالغ بھائی یا چچا یا ماں کے لئے فروخت کرنے کی اجازت ہوگی، اور فروخت کرنے کے بعد حاصل ہونے والی رقم سے ان کے لئے کوئی دوسری محفوظ جائیداد مثلاً پلاٹ، مکان یا زمین خرید لی جائے یا وہ صورت اختیار کی جائے جس میں ان یتیموں کو فائدہ ہو نقصان نہ ہو۔

☆ اور اگر نابالغ یتیموں کی جائیداد فروخت نہ کرنے کی صورت میں نقصان

= المذكورة كما أفتى به الحانوتي ـ ثم رأيت في مجموعة شيخ مشايخنا ملا علي التركماني قد نقل عبارة الحموي المذكورة ثم قال : مانصه : وهو مخالف لاطلاق ما في الفصول وغيره ، ولم يستند الحانوتي في ذلك إلى نقل صحيح ، ولكن إذا صارت المسوغات في بيع الأب أيضا كما في الوصي صار حسنا مفيدا أيضا لأن الأخذ بالاتفاق أوفق هكذا أفادنيه شيخنا الشيخ محمد مرادا السقاميني رحمه اللہ تعالی۔ (الدر مع الرد: (٦/ ٧١١، ٧١٢)، كتاب الوصايا، ط: سعيد۔

🗀 (قوله ولو مصلحًا) انما ذكره لأنهم صرحوا بأن شرط بيع الاب عقار الصغير بمثل القيمة كونه محمودًا أو مستورًا فلو كان مفسدًا لايجوز الا بضعف القيمة ـ (شامي : (٥/ ٣٢٦)، كتاب القضاء مطلب في حبس الصبي، قبيل باب التحكيم، ط: سعيد)

🗀 (قوله على المتاخرين) أي في وصي اليتيم أنه ليس له بيع العقار الا في المسائل السبع الآتية وهو المفتى به ، وعند المتقدمين له البيع مطلقا ، واختاره الاسبيجابي وصاحب المجمع وكثير كما في التحفة المرضية (قوله سبع مسائل) ونصه ، وجاز بيعه عقار صغير من أجنبي لا من نفسه بضعف قيمته أو لنفقة الصغير أو دين الميت أو وصية مرسلة لا انفاذ لها الا منه أو تكون غلته لا تزيد على مؤنته أو خوف خرابه أو نقصانه أو كونه في يد متغلب ـ (شامي: (٤/ ١٨٣) كتاب الجهاد، باب العشر والخراج، ط: سعيد)

🗀 الفتاوى الخانية على هامش الهندية: (٣/ ٥١٧، ٥١٨)، كتاب الوصايا، باب الوصي، فصل: في تصرفات الوصي في مال اليتيم وتصرف الوالد في مال ولده الصغير، ط: رشيديه۔

🗀 شرح العناية على هامش فتح القدير: (١٠/ ٥٤٢)، كتاب الوصايا، باب الوصي ومايملكه، ط: رشيديه۔

کا خطرہ نہیں ہے تو اس صورت میں بیچنے کی اجازت نہیں ہوگی۔ (۱)

نابینا کی خیار رؤیت

☆ نابینا شخص اپنے لئے اور دوسرے کے لئے خرید و فروخت کر سکتا ہے، البتہ اگر اس نے چیز کو اس کی صفت معلوم کئے بغیر اور اسے جانچے بغیر خریدا ہے تو صفت معلوم ہو جانے کے بعد اسے چیز واپس کرنے کا اختیار حاصل ہوگا۔

☆ ہر چیز کی صفت اور اس کے جانچنے کا معیار اس چیز کے مطابق ہوگا، نابینا کے سامنے اگر چیز کی مکمل صفت بیان کردی گئی، اس کے بعد اس نے چیز کو خریدا تو اسے خیار رؤیت حاصل نہیں ہوگا، البتہ اگر نابینا نے اس چیز کو بیان کردہ صفت کے خلاف یا اس سے بہت کم پایا تو اسے خیار عیب حاصل ہوگا۔ (۲)

☆ اگر نابینا کوئی چیز فروخت کرے تو بینا کی طرح اسے بھی خیار رؤیت حاصل نہیں ہوگا۔ (۲)

---

(۱) (وجاز شراء مالا بدّ للصغير منه وبيعه) أي بيع مالا بدّ للصغير منه (لأخ وعم وأم۔ (الدر مع الرد: (۳۹۰/۶)، كتاب الحظر والإباحة، فصل في البيع، ط: سعيد۔

وشراء مالا بدّ للصغير منه و بيعه للعم والأم والملتقط لو في حجرهم يعني يجوز لهؤلاء الثلاثة ان يشتروا للصغير ويبيعوا مالا بدّ منه وذلك مثل النفقة والسكونة، ولأنه لو لم يكن لهم ذلك لتضرر الصغير وهو ممنوع۔ (البحر الرائق: (۲۰۹/۸) كتاب الكراهية، فصل في البيع، ط: سعيد۔

فتح القدير: (۷۹/۱۰)، كتاب الكراهية، فصل في البيع، ط: رشيديه۔

(۲) (وصح عقد الأعمى) ولو لغيره وهو كالبصير إلا في اثنى عشرة مسألة مذكورة في الأشباه، (وسقط خياره بجس مبيع وشمه وذوقه) فيما يعرف بذلك (ووصف عقار) وشجر وعبد، وكذا كل مالا يعرف بجس وشم وذوق، حدادي، أو بنظر وكيله ولو أبصر بعد ذلك فلا خيار له، وهذا كله (إذ وجدت) المذكورات... (قبل شرائه، ولو بعده له الخيار بها) أي بالمذكورات... (الدر مع الرد: (۶۰۰/۳)، كتاب البيوع، باب خيار الرؤية، مطلب: الأعمى كالبصير إلا في مسائل، ط: سعيد۔

قوله: ولا خيار لبائع مالم يره في الأصح) بان ورث عيناً فباعها لا خيار له بالاجماع السكوتي درمنتقى، أي وقع الحكم بمحضر من الصحابة ﷺ ولم يرو عن احد منهم خلافه فكان اجماعاً سكوتيا كما بسطه في الفتح۔ (الدر مع الرد: (۵۹۶/۳)، كتاب البيوع، باب خيار الرؤية، ط: سعيد۔ =

ناپاک تیل

اگر پاک اور حلال تیل ناپاک چیز گرنے سے ناپاک ہوگیا تو اس کو کھانے پینے میں استعمال کرنا جائز نہیں ہے البتہ خارجی کام مثلاً چراغ جلانا وغیرہ کے لئے استعمال کرنا جائز ہے۔ اس لئے اس کی خرید وفروخت بھی جائز ہے لیکن بائع (بیچنے والے) پر ضروری ہے کہ فروخت کرتے وقت اس کی وضاحت کرے۔[1]

= البحر الرائق: (۶/ ۲۷، ۳۲)، کتاب البیع، باب خیار الرویۃ، ط: سعید۔

تبیین الحقائق: (۴/ ۳۲۲، ۳۲۹)، کتاب البیوع، باب خیار الرویۃ، ط: دار الکتب العلمیۃ / اشرفیۃ کوئٹہ۔

(۱) الفارۃ لو ماتت فی السمن... وإن کان مائعا لم یؤکل وینتفع بہ من غیر جھۃ الاکل مثل الاستصباح۔
(الفتاوی الھندیۃ: (۱/ ۴۵) کتاب الطھارۃ، الباب السابع فی النجاسۃ وأحکامھا، ط: رشیدیہ)

ویجوز بیع الدھن النجس لأنّہ ینتفع بہ للاستصباح فھو کالسرقین۔ (البحر الرائق: (۶/ ۱۷۲) کتاب البیوع، باب المتفرقات، ط: سعید)

فتح القدیر: (۷/ ۱۱۸) کتاب البیوع، مسائل منثورۃ، ط: دار الفکر۔ و: (۷/ ۱۱۱) ط: رشیدیہ)

الموسوعۃ الفقھیۃ الکویتیۃ: (۴۰/ ۱۰۲) باب بیع النجاسات، ط: الکویت۔

انہ لیس من ضرورۃ حرمۃ التناول حرمۃ البیع، فإنّ الدھن النجس لا یحلّ تناولہ ویجوز بیعہ وکذٰلک بیع السرقین جائز وان کان تناولہ حراما والسرقین محرم العین ومع ذٰلک کان بیعہ جائزا۔
(المبسوط للسرخسی: (۲۴/ ۲۷) کتاب الاشربۃ، ط: دار الفکر بیروت)

واستثنی الاحناف والظاھریۃ کل ما فیہ منفعۃ تحل شرعا فجوزوا بیعہ فقالوا: یجوز بیع الارواث والازبال النجسۃ الّتی تدعو الضرورۃ إلی استعمالھا فی البساتین، وینتفع بھا وقودا وسمادا، وکذٰلک یجوز بیع کل نجس ینتفع بہ فی غیر الأکل والشرب کالزیت النجس یستصبح بہ ویطلی بہ۔ (فقہ السنۃ لسید سابق: (۳/ ۵۴) البیع، باب شروط العاقد، ط: دار الکتاب العربی)

وممن أجاز الاستصباح مما یقع فیہ الفارۃ علی وابن عبّاس وابن عمر رضی اللہ عنھم... قال القرطبی: اختلف فی جواز بیع کل محرم نجس فیہ منفعۃ ... وأجازہ الکوفیون۔ (عمدۃ القاری: (۱۲/ ۷۸) کتاب البیوع، باب بیع المیتۃ والأصنام، ط: دار الکتب العلمیۃ)

(ویجوز بیع دھن نجس) أی متنجس کما قدمناہ فی البیع الفاسد (وینتفع بہ للاستصباح)
(قولہ: وینتفع بہ للاستصباح)... لأن الانتفاع بہ علۃ جواز البیع۔
(قولہ: کما مر) إلا دھن ودک میتۃ، لأنہ عین النجاسۃ۔ الدر المختار مع الرد: (۵/ ۲۲۹) کتاب البیوع، باب المتفرقات، مطلب فی التداوی بالمحرم، ط: سعید)

ناپاک چیز

جو چیزیں ناپاک ہونے کی وجہ سے مال نہیں ہیں جیسے شراب، خنزیر، مردار اور خون وغیرہ، ان چیزوں کی خرید وفروخت کرنا جائز نہیں ہے۔ ان چیزوں کی بیع باطل ہے۔ شریعت نے ان حرام اور ناپاک چیزوں سے فائدہ اٹھانے کی اجازت نہیں دی۔ (۱)

ناپ تول کی مزدوری

''ناپ تول کی مزدوری'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۳۶/۶)

ناپ تول میں ڈنڈی کرنا

ناپ تول میں ڈنڈی مارنا دھوکہ ہے، اور دھوکہ دینا ناجائز اور حرام ہے، اگر دنیا میں کم دیا تو آخرت میں دینا پڑے گا اور آخرت میں دینا آسان نہیں ہوگا، اس لئے گناہ سے بچیں، تاکہ آخرت میں پریشانی نہ ہو اور لوگوں کے اعتماد میں بھی کوئی فرق نہ آئے۔ (۲)

ناپ تول میں کمی زیادتی کرنا

خرید وفروخت کے دوران ناپ تول میں دیتے وقت کم دینا اور لیتے وقت

---

(۱) بطل بیع ما لیس بمال... کالدم والمیتہ... وبطل بیع مال غیر متقوم ای غیر مباح الانتفاع بہ... (کخمر وخنزیر ومیتۃ لم تمت حتف أنفها)۔ الدر المختار مع الرد: (۵/۵۰، ۵۵) کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، مطلب فی تعریف المال، ط: سعید)

فتاوی قاضیخان علی هامش الهندیہ: (۱۳۳/۲) کتاب البیع، فصل فی البیع الباطل، ط: رشیدیہ۔

مجمع الأنہر: (۷۷/۳، ۷۸) کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ط: دار الکتب العلمیہ۔

(۲) ویل للمطففین، الذین إذا اکتالوا علی الناس یستوفون، وإذا کالوهم أو وزنوهم یخسرون، الا یظن اولئک انهم مبعوثون لیوم عظیم، یوم یقوم الناس لرب العلمین۔ (سورۃ المطففین: الآیۃ: ۱ سے ۶)

عن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال: لما قدم نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم المدینۃ کانوا من اخبث الناس کیلاً فانزل اللہ "ویل للمطففین" فحسنوا الکیل بعد ذلک۔ (تفسیر ابن کثیر: (۳۴۶/۸)، سورۃ المطففین، ط: دار طیبۃ۔

الجامع لأحکام القرآن: (۲۱۸/۱۹)، سورۃ المطففین، ط: رشیدیہ۔

زیادہ لینا ناجائز اور حرام ہے، قرآن مجید میں سورہ مطففین میں اس پر سخت وعید کا ذکر آیا ہے۔[1]

ناپ تول میں کمی کرنے سے عذاب آتا ہے

حضرت شعیب علیہ السلام کو جس قوم میں بھیجا گیا تھا ان میں شرک کے علاوہ ایک بیماری یہ بھی تھی کہ وہ ناپ تول میں کمی کرتے تھے، حالانکہ یہ بڑے آسودہ حال تھے حضرت شعیب علیہ السلام نے انکو ناپ تول میں کمی نہ کرنے کے بارے میں نصیحت کی لیکن وہ حضرت شعیب علیہ السلام کی نصیحت پر بھی باز نہ آئے تو اللہ تعالی نے ان پر آگ برسا کر ان کو مال و دولت سمیت تباہ کر دیا یہ عذاب اس طرح آیا کہ پہلے سات دن ان پر سخت گرمی اور دھوپ مسلط کر دی گئی اس کے بعد بادلوں کا سایہ نمودار ہوا، چونکہ یہ لوگ سات دن کی سخت گرمی سے بلبلائے ہوئے تھے، بیقرار ہو گئے تھے اس لئے سب سائے تلے جمع ہو گئے تا کہ ٹھنڈی ہواؤں کا لطف اٹھائیں، لیکن چند لمحے کے بعد ہی آسمان سے آگ کے شعلے بھڑکنا شروع ہو گئے، زمین زلزلے سے لرز اٹھی اور ایک سخت اور خوفناک آواز نے انہیں ہمیشہ کی نیند سلا دیا، قرآن حکیم نے اس واقعہ کی طرف ان الفاظ سے اشارہ کیا ہے:

فَكَذَّبُوهُ فَأَخَذَهُمْ عَذَابُ يَوْمِ الظُّلَّةِ إِنَّهُ كَانَ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيمٍ۔[2]

ترجمہ: پھر انکو سائبان کے واقعہ نے آ پکڑا بے شک وہ بڑے سخت عذاب کا دن تھا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

---

(۱) انظر الی الحاشیة السابقة رقم: ۲، علی الصفحة السابقة۔
(۲) (الشعراء ۱۸۹)

و لم ینقصوا المکیال و المیزان الا اخذوا بالسنین وشدة المؤنة وجور السلطان علیہم۔[۱]

ترجمہ: جو قوم ناپ تول میں کمی کرتی ہے تو اس پر قحط سالی، سخت محنت اور حکمرانوں کا ظلم مسلط کردیا جاتا ہے۔[۲]

خرید و فروخت اور دوسرے معاملات میں دوسروں سے لینے کا موقع آئے تو اپنے حق سے زیادہ لینا، اور جب دوسروں کو دینے کا موقع آئے تو اس میں کمی کرنا ناجائز اور حرام ہے۔ ناپ کر دینے کی چیز ہے تو اس میں چوری اور خیانت کرنا، اور جب لینے کا وقت ہوتا ہے تو اس میں بھی کوئی ایسا طریقہ استعمال کرنا کہ مال حق سے زیادہ مل جائے تو یہ حرام ہے۔ قرآن مجید میں سورہ مطففین میں اس پر سخت وعید کا ذکر آیا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص ناپ تول میں کمی کرتا ہے وہ چور اور عادی مجرم ہے۔

حدیث میں ہے کہ جس علاقہ میں یا ملک میں کم تولنے، کم ناپنے، کم پیمائش کرنے اور چوری اور خیانت سے زیادہ پیسے اور مال وصول کرنے کی عادت پائی جائے گی، وہاں پر مہنگائی زیادہ ہوگی، قحط سالی شروع ہوگی، گذشتہ امتوں میں ناپ

---

(۱) (سنن ابی ماجة: (ص: ۲۹۰) ابواب الفتن باب العقوبات، ط: قدیمی)

(۲) والی مدین اخاهم شعیبا قال یا قوم اعبدوا الله ما لکم من اله غیره ولا تنقصوا المکیال والمیزان انی اراکم بخیر وانی اخاف علیکم عذاب یوم محیط (سورة هود: ۸۴)

(انی اراکم بخیر) قال ابن عباس: کانوا موسرین فی نعمة۔ وقال مجاهد کانوا فی خصب وسعة فحذرهم زوال تلک النعمة وغلاء السعر وحصول النقمة ان لم یتوبوا ولم یؤمنوا۔ (تفسیر الخازن: (۲/۴۹۸) سورة هود: ۸۴، ط: دار الکتب العلمیة)

فان الله سبحانه وتعالی جعل عقوبتهم ان اصابهم حر عظیم مدة سبعة ایام لا یکنهم منه شیء ثم اجلت الیهم سحابة اظلتهم، فجعلوا ینطلقون الیها یستظلون بظلها من الحر، فلما اجتمعوا کلها تحتها، ارسل الله علیهم منها شرارا من نار ولهبا ووهجا عظیما، ورجفت بهم الارض، وجاءتهم صیحة عظیمة أزهقت ارواحهم۔ (تفسیر ابن کثیر: (۶/۱۳۳) سورة الشعراء: الایة: ۱۸۹، ط: دار الکتب العلمیة)

تول میں کمی کرنے کی بنا پر عذاب نازل ہوا تھا، ان کو سور بنا دیا گیا تھا، لہٰذا جو لوگ اس میں مبتلا ہیں ان کے لئے ان تمام باتوں کو سوچنا چاہئے، اور دل میں اللہ کا خوف پیدا کرنا چاہئے، ورنہ قیامت کے دن اللہ کے سامنے جواب دینا مشکل ہو جائے گا۔

ناپسند اللہ کا

''اللہ کا ناپسند'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۲۱/۱)

ناپ کر اشیاء فروخت کرنا

''تول کر اشیاء فروخت کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۴۱۸/۲)

ناپ کر اشیاء فروخت کرنا

''تول کر اشیاء فروخت کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۴۱۸/۲)

ناجائز طریقے سے آئی ہوئی رقم غلطی سے استعمال ہو جائے

اگر کبھی کاروبار وغیرہ میں غلطی سے کوئی ناجائز اور حرام رقم آجائے، اور استعمال بھی ہو جائے تو توبہ و استغفار کرنا چاہیے، اور تلافی کے لئے اتنی حلال رقم اگر مالک معلوم ہو تو اس کو واپس کردے اور اگر مالک یا اس کے ورثاء معلوم نہیں تو مستحق زکوٰۃ لوگوں کو صدقہ کردے، اور آئندہ کے لئے احتیاط کرے اور حرام اور ناجائز رقم لینے سے بچے ورنہ آخرت کی پکڑ بڑی سخت ہے۔ (۱)

---

(۱) والملک الخبیث سبیله التصدق به، ولو صرفه في حاجة نفسه جاز، ثم إن كان غنيا تصدق بمثله، وإن كان فقيرا لا يتصدق۔ (الاختيار لتعليل المختار۔ (۳/۶۱) کتاب الغصب، ط: دار الفكر)

والسبيل في المعاصي ردها، وذلك ههنا برد المأخوذ إن تمكن من رده بأن عرف صاحبه، وبالتصدق به إن لم يعرفه ليصل إليه نفع ماله... (الهندية: (۵/۳۴۹) کتاب الکراهية، الباب الخامس عشر في الكسب، ط: رشيديه)=

ناجائز قبضہ

''قانونی قبضہ'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۳۵/۵)

ناجائز قبضہ ہو گیا

''قبضہ ناجائز'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۵۹/۵)

ناجائز کاروبار سے لکھ پتی بننا

کسی ناجائز کاروبار کے ذریعہ لکھ پتی بننے کے بجائے حلال طریقے سے محنت مزدوری کر کے اپنا اور اپنے بچوں کا پیٹ پالنا ہزار درجہ بہتر ہے، حلال روزی کمانے والے کے لئے احادیث طیبہ میں بے شمار فضائل بیان کئے گئے ہیں، اور حلال رزق کے لئے محنت ومشقت برداشت کرنے کو عبادت قرار دیا گیا ہے۔ (۱)

= والحاصل انه ان علم أرباب الأموال وجب رده عليهم وإلا فإن علم عين الحرام لا يحل له، ويتصدق به بنية صاحبه... ومفاده الحرمة وإن لم يعلم اربابه، وينبغي تقييده بما إذا كان عين الحرام ليوافق ما نقلناه إذ لو اختلف بحيث لا يتميز- يملكه ملكا خبيثا لكن لا يحل له التصرف فيه مالم يؤد بدله۔ (شامي: (۹۹/۵) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، مطلب فيمن ورث مالا حراماً، ط: سعيد۔)

ويردونها على أربابها ان عرفوهم وإلا تصدقوا بها؛ لأن سبيل الكسب الخبيث التصدق إذا تعذر الرد على صاحبه۔ (شامي: (۳۸۵/۶) كتاب الحظر والإباحة، فصل: في البيع، ط: سعيد۔)

(۱) قال رسول الله ﷺ: "إن أطيب ما أكلتم من كسبكم وإن أولادكم من كسبكم... وفيه تحريض على الكسب الحلال لأن المراد بالطيب ههنا الحلال، ومعنى الكسب الطلب والسعي في تحصيل الرزق... (مجالس الأبرار: (ص: ۵۴۰)، المجلس التاسع والستون: في بيان لزوم طلب كسب الحلال وأي أطيب من المكاسب واقبح منها، ط: سهيل اكيڈمی لاهور۔)

عن المقدام بن معديكرب قال: قال رسول الله ﷺ: ما أكل أحد طعاماً قط خيراً من أن يأكل من عمل يده وإن نبي الله داؤد عليه السلام كان يأكل من عمل يديه۔ رواه البخاري۔ (مشكوة المصابيح: (ص: ۲۴۱)، كتاب البيوع، باب الكسب وطلب الحلال، الفصل الأول، ط: قديمي۔)

صحيح البخاري: (۵۵۱/۱)، رقم الحديث: ۲۰۷۲، كتاب البيوع، باب كسب الرجل وعمله بيده، ط: الطاف اینڈ سنز)

ناجائز کام میں دلالی ناجائز ہے

''دلالی جائز کام میں جائز ہے'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۰/۳)

ناچ گانے کے اعلانات

''موسیقی کے اعلانات'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۱۷/۶)

ناخن پالش

ایسی ناخن پالش جو ناخن پر جم جاتی ہو، اور اس کے نیچے پانی پہنچنے کے لئے آڑ بن جاتی ہو تو ایسی ناخن پالش استعمال کرنا جائز نہیں گناہ ہے، وضو اور جنابت کا غسل درست نہیں ہوگا، ایسی ناخن پالش نہیں بیچنی چاہئے کیونکہ یہ گناہ کے کام میں تعاون ہے۔ اور اگر کسی نے ایسی ناخن پالش لگائی ہے تو وضو اور غسل سے پہلے اس کو اتارنا لازم ہوگا۔ (۲)

ناخن پالش کی تجارت

عام حالات میں ناخن پالش کی خرید و فروخت جائز ہے۔ ہاں اگر یہ معلوم ہو

---

(۲) "ولاتعاونوا علی الإثم والعدوان، واتقوا اللہ إن اللہ شدید العقاب" (الآیۃ: ۲، المائدۃ)

الإعانۃ فی المعصیۃ وترویجھا وتقریب الناس إلیھا معصیۃ وفساد فی الأرض... (حجۃ اللہ البالغۃ: (۲۰۹/۲)، مبحث فی البیوع المنھی عنھا، ط: میر محمد)

ما حرم أخذہ حرم اعطاؤہ، وکما حرم الأخذ والاعطاء فعلاً حرم الأمر بالأخذ، إذ الحرام لایجوز فعلہ ولا الأمر بفعلہ... (شرح المجلۃ للاتاسی: (۷۷/۱، ۷۸)، المادۃ: ۳۴، ۳۵، القواعد، ط: رشیدیہ)

شرح المجلۃ لرستم باز: (۲۷/۱) المادۃ: ۳۵، ۳۴، القواعد الکلیۃ، ط: فاروقیہ کوئٹہ۔

(ویجب) ای یفرض (غسل) کل ما یمکن من البدن بلا حرج مرۃ کأذن... (ولا یمنع) الطھارۃ (ونیم) ای خرء ذباب وبرغوث لم یصل الماء تحتہ (وحناء) ولو جرمہ، بہ یفتی (ودرن ووسخ) عطف تفسیر وکذا دھن ودسومۃ (وتراب) وطین ولو (فی ظفر مطلقاً)... ولا یمنع (ما علی ظفر صباغ) ولا (طعام بین أسنانہ) او فی سنہ المجوف، بہ یفتی وقیل إن صلبا منع وھو الأصح۔ (الدر مع الرد: (۱۵۱/۱، ۱۵۴)، کتاب الطھارۃ، مطلب فی أبحاث الغسل، ط: سعید)

کہ خریدار اس کو ناجائز طریقے سے استعمال کرے گا یعنی وضو و غسل کے وقت اتارنے کا اہتمام نہیں کرے گا تو اس وقت بیع مکروہ تنزیہی ہوگی، کیونکہ ناخن پالش اپنی ذات کے اعتبار سے معصیت اور گناہ کی چیز نہیں ہے البتہ خریدار کے عمل سے معصیت اور گناہ کی چیز بن جاتی ہے، لہذا عام حالات میں اسکی خرید و فروخت جائز ہے۔ [1]

واضح رہے کہ کاسمیٹک اور بیوٹی پارلر کی تمام چیزوں کا حکم بھی یہی ہے۔

نام سرکاری کاغذ میں اندراج نہیں ہوا

''سرکاری کاغذات میں اندراج'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۳۰/۴)

نام کرائے پر دینا

''ٹیکنیشن وغیرہ کا اپنا نام کرائے پر دینا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۶۳/۳)

ناموں کا رجسٹریشن

ناموں کے رجسٹریشن کی صورت یہ ہوتی ہے کہ کوئی ادارہ یا دکاندار اپنے نام کو قانونی طور پر محفوظ کر لیتا ہے، اب دوسروں کے لئے اس نام سے فائدہ اٹھانے کی گنجائش باقی نہیں رہتی، اس کو اصطلاح میں گڈول (GOODWILL) کہا جاتا ہے۔

اس طرح حق محفوظ کرنا درست ہے، [2] کیونکہ اس سے اپنے مفادات کا

---

(۱) (ویجوز بیع العصیر ممن یتخذہ خمرا) ای من ذمی فلو من مسلم کرہ بالاتفاق، لأنہ إعانۃ علی المعصیۃ، ومفادہ أنہ إن لم یعلم ذلک لم یکرہ بلاخلاف۔ (الدر المنتقی علی ہامش مجمع الأنہر: (۴/ ۲۱۲)، کتاب الکراہیۃ، فصل: فی البیع، ط: غفاریہ کوئٹہ)

☜ جواہر الفقہ: (۲/ ۴۵۲)، تفصیل الکلام فی مسئلۃ الاعانۃ علی الحرام، اقسام السبب واحکامہ ط: دار العلوم کراچی۔

☜ شامی: (۶/ ۳۹۱)، کتاب الحظر والإباحۃ، فصل فی البیع، ط: سعید۔

(۲) عن اسمر بن مضرس ﷺ قال: أتیت النبی ﷺ فبایعتہ فقال: من سبق إلی ما لم یسبقہ إلیہ مسلم فہو لہ (سنن ابی داؤد: (۲/ ۸۶)، کتاب الخراج، ط: رحمانیہ)۔

تحفظ کیا جا سکتا ہے، عوام کو دھوکہ دہی سے بچایا جا سکتا ہے کہ اگر ایسا نہ ہو تو دوسرے لوگ اس کا نام کا استعمال کر کے اس کو نقصان پہنچا سکتے ہیں کہ لوگ جس کمپنی کی مصنوعات کو پسند کرتے ہیں اس کا نام لے کر نقلی اور اس سے کمتر معیار کا مال ان کو دیا جائے۔

اس سے تجارتی منفعت تو حاصل ہوتی ہے لیکن یہ حقوق مجردہ میں سے ہے اس لئے دکان، ادارہ یا کارخانہ کے بغیر صرف ''گڈول'' کی خرید وفروخت کرنا جائز نہیں ہے۔[1]

ناول ڈائجسٹ

''ڈائجسٹ ناول'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۹۳/۳)

ناول کرایہ پر دینا

• بعض لوگ دکان میں مختلف قسم کے فحش ناول، قصہ کہانی کی کتابیں رکھتے ہیں، ان کو کرایہ پر دے کر آمدنی حاصل کرتے ہیں، پہلی بات تو یہ کہ فحش تصاویر والے لیٹریچر، اسی طرح ناول اور جرائم پیشہ لوگوں کے حالات پر مشتمل قصے یا فحش اشعار وغیرہ اسی طرح اہل باطل کے خیالات کا مطالعہ کرنا عوام کے لئے گمراہی کا سبب ہونے کی وجہ سے ناجائز ہے، مزید یہ کہ اس سے برائی پھیلتی ہے، اور یہ شیطان اور اس کے

= (من سبق إلى مالم يسبقه إليه مسلم فهو له)... ويحتمل كون ما موصولة وجملة لم يسبق صلتها وكونها نكرة موصوفة بمعنى شئ، والأخيران أولى كأنها أعم والحمل عليه أكمل وأتم فيشمل "ما" كل عين وبئر ومعدن كملح ونفط فالناس فيه سواء ومن سبق لشئ منها فهو احق به... (فيض القدير للمناوی: (۱۳۸/٦)، رقم الحديث: ۸۷۳۹، حرف الميم، ط: دار المعرفة بيروت)

(۱) لايجوز الاعتياض عن الحقوق المجردة كحق الشفعة۔ (الدر المختار مع الرد: (۵۱۸/۴)، كتاب البيوع، ط: سعيد)

الاشباه والنظائر: (ص: ۲۱۰)، كتاب البيوع، ط: قديمي۔

بدائع الصنائع: (۴۸/٦)، كتاب الصلح، فصل وأما الذى يرجع إلى المصالح عنه فانواع، ط: سعيد۔

چیلوں کا کام ہے، اور اللہ تعالیٰ نے اس سے منع فرمایا ہے، ان کاموں کے لئے کتابیں فراہم کرنا یہ ناجائز کام میں تعاون ہونے کی وجہ سے گناہ کا کام ہے۔[1]

دوسری بات یہ کہ کتابوں کو کرایہ پر دے کے اجرت حاصل کرنا جائز نہیں ہے، خواہ وہ کتابیں اچھی ہوں، چہ جائے کہ ایسی اخلاق خراب کرنے والی کتابوں کو کرایہ پر دیا جائے، کتابوں کو کرایہ پر دے کے جو آمدنی حاصل ہوتی ہے وہ حرام ہے۔[2]

نبی آخر الزمان علیہ السلام کا پیشہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاں دوسرے ذرائع معاش کو اختیار فرمایا تھا وہاں تجارت کو بھی اپنا پیشہ بنایا تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بعثت سے بارہ سال پہلے مکہ مکرمہ کی مالدارترین خاتون حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے مضاربت پر

(۱، ۲) "ان الذین یحبون أن تشیع الفاحشة فی الذین آمنوا لهم عذاب ألیم فی الدنیا والآخرة والله یعلم وأنتم لاتعلمون۔" (النور: ۱۹)

▭ قوله تعالى "إن الذين يحبون أن تشيع الفاحشة في الذين آمنوا" أبان الله بهذه الآية وجوب حسن الاعتقاد في المؤمنين ومحبة الخير والصلاح لهم فأخبر فيها بوعيد من أحب اظهار الفاحشة والقذف والقول القبيح للمؤمنين وجعل ذلك من الكبائر التي يستحق عليها العقاب۔ (أحكام القرآن للجصاص: (۳/ ۳۵۰)، سورة النور، الآية: ۱۹، قبيل باب الاستئذان، ط: قديمی)

▭ ولا تعاونوا على الإثم والعدوان، (المائدة: ۲)

▭ ولو استأجر كتباً ليقرأ فيها شعراً كان أو فقهاً أو غير ذلك لايجوز ولا أجر له وإن قرأ... ولا تجوز الإجارة على شئ من الغناء والنوح والمزامير والطبل وشئ من اللهو... ولا أجر له۔ (الهندية: (۴/ ۴۴۹)، كتاب الإجارة، الباب الخامس عشر: في بيان مايجوز من الإجارة ومالايجوز، الفصل الرابع: في فساد الإجارة، ط: رشيديه۔)

▭ (ولا يجوز على الغناء والنوح، والملاهي) لأن المعصية لايتصور استحقاقها بالعقد فلايجب عليه الأجر... وإن أعطاه الأجر وقبضه لايحل له ويجب عليه رده على صاحبه۔ (تبيين الحقائق (۵/ ۱۲۵) كتاب الإجارة، باب الإجارة الفاسدة، ط: امدادية)

▭ البحر الرائق: (۸/ ۲۰، ۲۱)، كتاب الإجارة، باب الإجارة الفاسدة، ط: سعيد۔)

▭ المبسوط للسرخسي رحمه الله: (۱۶/ ۴۰)، كتاب الإجارة، باب الإجارة الفاسدة، ط: دار الكتب العلمية۔

مال لیا تھا اور تجارت کا سامان فروخت کر کے بہت نفع کمایا آپ کی دیانت امانت سچائی معاملات کی صفائی اور تقوی پرہیزگاری کو دیکھ کر حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے نکاح کا ارادہ فرمایا اور اس طرح حضرت خدیجہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے عقد میں آئی۔ (۱)

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم اور شرکت

''شرکت اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۴۹/۴)

نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بازار جاتے تھے

ایک روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اناج کے ایک ڈھیر کے پاس سے گزرے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا ہاتھ مبارک اس میں ڈالا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی انگلیاں تر ہو گئیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا کہ اے اناج بیچنے والے یہ کیا ہے؟

---

(۱) قال ابن اسحاق: وكانت خديجه بنت خويلد امراة تاجرة ذات شرف ومال، تستأجر الرجال على مالها مضاربة۔ فلما بلغها عن رسول الله صلى الله عليه وسلم ما بلغها من صدق حديثه وعظم امانته وكرم اخلاقه، بعثت اليه فعرضت عليه ان يخرج لها فى مال تاجرا الى الشام وتعطيه افضل ماتعطى غيره من التجار۔ مع غلام لها يقال له ميسرة۔ فقبله رسول الله صلى الله عليه وسلم وخرج فى مالها ذلك وخرج معه غلامها ميسرة حتى نزل الشام... فلما قدم مكة على خديجة بمالها باعت ما جاء به فأضعف او قريبا۔ وحدثها ميسرة عن قول الراهب، وعما كان يرى من اظلال الملائكة اياه وكانت خديجة امراة حازمة شريفة لبيبة، مع ما اراد الله بها من كرامتها، فلما اخبرها ميسرة ما اخبرها بعثت الى رسول الله صلى الله عليه وسلم فقالت له فيما يزعمون، يا ابن عم انى قد رغبت فيك لقرابتك ووسطتك فى قومك، وامانتك وحسن خلقك وصدق حديثك ثم عرضت نفسها عليه... فلما قالت ذلك لرسول الله صلى الله عليه وسلم ذكر لاعمامه، فخرج معه حمزة حتى دخل على خويلد ابن اسد فخطبها اليه فتزوجها عليه الصلاة والسلام۔ (السيرة النبوية لابن كثير: (۲۶۲/۱، ۲۶۳) فصل فى تزويجه عليه الصلاة والسلام خديجة بنت خويلد بن اسد۔ ط: دار المعرفة)

السيرة النبوية لابن اسحاق: (ص: ۱۲۸) حديث خديجة ابنة خويلد، ط: دار الكتب العلمية۔

السيرة النبوية لابن هشام: (۱۸۷/۱) حديث تزويج رسول الله صلى الله عليه وسلم خديجة رضى الله عنها، ط: مصطفى البابى الحلبى۔

اس نے عرض کیا کہ اس اناج کو بارش کا پانی لگ گیا تھا (جس کی وجہ سے یہ گیلا ہو گیا)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم نے اس گیلے اناج کو ڈھیر کے اوپر نہیں رکھا، تاکہ لوگ اسے دیکھ لیتے، جو ملاوٹ کرے اس کا مجھ سے کوئی تعلق نہیں۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خود بھی بازار میں تشریف لے جاتے تھے اور نامناسب کاموں کی اصلاح فرماتے۔[1]

نبی کا حکم ماننا لازم ہے

"شریعت کا حکم ماننا لازم ہے" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (٣٧٥/٤)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور تجارت

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نبوت اور شادی سے پہلے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ مضاربت یا شرکت پر کام کیا تھا، اور اس تجارتی سلسلے میں شام کے علاقے میں تشریف لے گئے تھے، خوب نفع کے ساتھ واپس مکہ مکرمہ تشریف لائے، حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو دوگنا نفع ہوا، جتنا اور لوگوں کی تجارت سے ہوتا تھا، پھر انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کا بھی دوگنا دیا جتنا طے کیا تھا۔

نفیسہ جو یعلی بن منیر کی بہن ہیں کہتی ہے جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر پچیس سال کی ہوئی تو ابو طالب نے کہا میں غریب آدمی ہوں کچھ وقت سے ہم پر

---

(١) عن أبي هريرة رضي الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم مر على صبرة من طعام فأدخل يده فيها فنالت أصابعه بللاً، فقال: يا صاحب الطعام ما هذا؟ قال: أصابته السماء يا رسول الله! قال: أفلا جعلته فوق الطعام حتى يراه الناس، ثم قال: من غش فليس منا... (جامع الترمذي: (٢٤٥/١)، أبواب البيوع، باب ماجاء في كراهية الغش في البيوع، ط: قديمي)

صحيح المسلم: (٩٥/١) كتاب الأيمان، باب قول النبي صلى الله عليه وسلم: من غشنا فليس منا، ط: رحمانيه.

مشكوة المصابيح: (ص: ٢٤٨)، كتاب البيوع، باب المنهي عنها من البيوع، ط: قديمي.

مصائب آئے ہوئے ہیں آپ کی قوم تجارتی سلسلے میں شام جارہی ہے، اور حضرت خدیجہ ایک مالدار عورت ہیں مضاربت پر تجارتی سامان بھیجا کرتی ہیں، لوگوں کو شام تجارتی قافلے میں بھیج رہی ہیں اگر آپ حضرت خدیجہ سے اس سلسلے میں کچھ بات کرلیں تو وہ ضرور آپ کو بھیجنے کے لئے تیار ہوجائیں گی، چنانچہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو یہ خبر ملی، انہوں نے ایک آدمی بھیجا کہ آپ میرے تجارتی سامان کو لے جائیں جتنا میں اوروں کو دیتی ہوں اس سے دوگنا میں آپ کو دوں گی چنانچہ نفیسہ کی ایک دوسری روایت ہے کہ اس تجارت میں آپ کو بہت نفع ہوا اور حضرت خدیجہ نے اس سے بہت زائد دیا جو مقرر کیا تھا۔ (۱)

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جنازے کی نماز پڑھانے سے انکار کردیا

''مقروض کا جنازہ پڑھانے سے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انکار کیا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۶۲/۶)

نجس چیزوں کی بیع

''ناپاک چیز'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۳۶/۶)

---

(۱) عن ام سعد بنت سعد عن نفیسة بنت منية اخت يعلى بن منية قالت: لما بلغ رسول الله صلى الله عليه وسلم خمسا وعشرين سنة وليس له بمكة اسم الا الامين۔ لما تكامل من خصال الخير۔ فقال ابو طالب: يا ابن اخی لا مال لی وقد اشتد الزمان علينا وألحت علينا سنون منكرة وليست لنا مال ولا تجارة۔ وهذه عير قومك قد حضر خروجها الى الشام۔ وخديجة ابنة خويلد تبعث رجالا من قومك في عيراتها، فلو تعرضت لها وبلغ خديجة ذلك فارسلت اليه وأضعفت له ما كانت تعطى غيره۔۔۔ وربحت فی تلك المرة ضعف ما كانت تربح، واضعفت له ضعف ما سمت له۔ (الطبقات الكبرى لابن سعد: (۱/۱۲۳، ۱۲۴) ذكر علامات النبوة فی رسول الله قبل ان يوحى۔ ط: دار الكتب العلمية)

سبل الهدى والرشاد: (۱۵۸/۲) الباب الثالث عشر فی سفره صلى الله عليه وسلم مرة ثانية الى الشام، ط: دار الكتب العلمية۔

دلائل النبوة للاصبهانی: (ص: ۱۷۲) الفصل الحادی عشر فی ذكر نشوه۔۔۔ الخ، ذكر خروج رسول الله صلى الله عليه وسلم الى الشام، ط: دار النفائس۔

نجش

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خرید وفروخت میں ''نجش'' سے منع فرمایا ہے۔

امام بخاری رحمہ اللہ نے فرمایا کہ ''نجش'' کا معنی ہے خرید وفروخت میں خریدار کو دھوکہ دینا خواہ کسی بھی نوعیت سے ہو۔

خریدار کو دھوکہ دینا باطل اور ناجائز ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا دھوکہ دینے والا جہنم میں جائے گا۔

حضرت عبداللہ بن اوفیؓ سے روایت ہے کہ ''ناجش'' یعنی خریدار کو دھوکہ دینے والا سود کھانے والا ہے، دھوکہ باز اور خائن ہے۔ (۱)

نجش کی صورت

نجش (تیسرے شخص کا قیمت بڑھانا) اس کی صورت یہ ہے کہ دکاندار اور خریدار کسی چیز کے بارے میں بھاؤ تاؤ کر رہے ہیں اور خریدار مناسب قیمت دے رہا ہے اس دوران تیسرا شخص آکر زیادہ قیمت لگاتا ہے تاکہ خریدار بھی زیادہ قیمت دینے پر راضی ہوجائے۔ تیسرا شخص خود خریدنا نہیں چاہتا صرف خریدار کے ساتھ دھوکہ، فریب اور سامان کی بے جا تعریف کر کے قیمت بڑھانا چاہتا ہے لہذا تیسرے شخص کا یہ عمل مکروہ تحریمی ہے۔

---

(۱) قال ابن أبی أوفی: الناجش آکل الربوا، خائن، وهو خداع باطل لایحل، قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ''الخدیعة فی النار ومن عمل عملاً لیس علیه أمرنا فهو رد''... عن نافع عن ابن عمر رضی اللہ عنہما قال: نهی النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن النجش۔ (صحیح البخاری: (۱/۵٦۹)، رقم الحدیث: ۲۱۴۲، کتاب البیوع، باب النجش ومن قال: لایجوز ذلک البیع، ط: الطاف اینڈ سنز۔)

صحیح المسلم: (۲/۳)، کتاب البیوع، باب تحریم بیع الرجل علی بیع أخیه وسومه علی سومه وتحریم النجش وتحریم التصریة، ط: قدیمی۔

جامع الترمذی: (۱/۲۴۳)، ابواب البیوع، باب ماجاء فی کراهیة النجش، ط: قدیمی۔

اگر تیسرے شخص سے فروخت کرنے والے کی ساز باز نہیں تو صرف تیسرا شخص گناہ گار ہوگا فروخت کرنے والا گناہگار نہیں ہوگا اور اگر تیسرا شخص فروخت کرنے والے کا شریک اور پاٹنر ہو یا فروخت کرنے والے نے اس کو قیمت بڑھانے کے لئے کہا ہو جیسا کہ بعض اوقات نیلامی وغیرہ کے موقع پر کچھ مہرے کھڑے کر دئے جاتے ہیں اور وہ قیمت بڑھاتے جاتے ہیں تو اس صورت میں بیچنے والا گناہ گار ہوگا۔

اس طرح تیسرے آدمی کے دھوکہ کی وجہ سے بیچنے والے کو جو زیادہ رقم ملی ہے وہ خبیث مال ہے۔ اس کو صدقہ کر دینا یا از سر نو صحیح طریقہ سے بیع کرنا ضروری ہے۔ [1]

نرخ دو مہینے کے بعد والی مقرر کرنا

کسی کو اس شرط پر سامان دینا کہ مثلاً دو مہینے کے بعد اس چیز کی مارکیٹ میں جو قیمت ہوگی وہ ادا کرنا ہے، یہ جائز نہیں ہے کیونکہ سودا کرتے وقت چیز کی قیمت

---

(۱) واما معناه الاصطلاحی فهو ان یزید الرجل فی ثمن السلعة لا لرغبة فی شرائها، بل لیخدع غیره لیزید ویشتریها... واما حکمه فهو حرام بالاجماع، فان کان الناجش فعل ذلک من عند نفسه، ولم یعلم به البائع أو لم یأمره فالاثم علی الناجش وحده، وان وقع ذلک لمواطاة من قبل البائع فالاثم علیهما... واما حکم بیع الذی عقد بطریق النجش، فالبیع صحیح مع الاثم عند الحنیفة والشافعیة... ثم ان مثل هذا البیع یجب فسخه عندنا دیانة یرتفع الاثم، کما حققه ابن عابد فی رد المختار: ۱۸۶/۴ قبیل فصل فی الفضولی۔ (تکملہ فتح الملهم: (۳۲۷/۱، ۳۲۸) کتاب البیوع، باب تحریم بیع الرجل علی بیع اخیه وسومه علی سومه وتحریم النجش، ط: دار العلوم کراچی)

فقه البیوع علی المذاهب الاربعة: (۹۸۷/۲، ۹۸۸) المبحث الثامن، الباب السادس فی بیع المکروه، ط: مکتبہ معارف القرآن۔

عمدة القاری: (۲۶۳/۱۱) کتاب البیوع، باب النجش، ط: دار احیاء القرات العربی۔

الدر مع الرد: (۱۰۱/۵) کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، مطلب احکام نقصان المبیع فاسدا، ط: سعید۔

الومات الرجل وکسبه من بیع الباذق أو الظلم أو اخذ الرشوة یتورع الورثة ولا یاخذون منه شیئا وهو أولی بهم ویردونها علی اربابها ان عرفوهم والا تصدقوا بها لأن سبیل الکسب الخبیث التصدق اذا تعذر الرد علی صاحبه۔ (شامی: (۳۸۵/۶) کتاب الحظر والاباحة، فصل فی البیع، ط: سعید)

متعین نہیں ہوئی، سودا کرتے وقت قیمت مقرر نہ ہونے کی صورت میں جہالت کی وجہ سے بیع فاسد ہوجاتی ہے۔ (۱)

نرخ کم کرنے کے لئے بائیکاٹ کرنا

''بائیکاٹ'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۸۸/۲)

نرخ متعین ہونے سے پہلے مبیع میں تصرف کرنا

نرخ متعین ہونے سے پہلے مبیع میں تصرف کرنا جائز نہیں ہے۔

بعض علاقہ میں زمین دار کپاس یا دھان (چاول) وغیرہ کی فصل تیار ہونے پر کپاس اور دھان کارخانہ میں بھیج دیتے ہیں، کارخانہ والے مال تول کر اپنے استعمال میں لاتے ہیں، اور اس کے بعد زمیندار کسی بھی وقت جا کر نرخ طے کر لیتے ہیں، تو یہ بیع فاسد ہے درست نہیں ہے کپاس اور دھان وغیرہ کے استعمال سے پہلے نرخ مقرر کرنا

---

(۱) (قوله: وشرط لصحته معرفة قدر مبيع و ثمن)... وخرج أيضا ما لو كان الثمن مجهولاً كالبيع بقيمته أو برأس ماله أو بما اشتراه أو بمثل ما اشتراه فلان. فإن علم المشتري بالقدر في المجلس جاز، ومنه أيضا مالو باعه بمثل مايبيع الناس، الا أن يكون شيئا لايتفاوت. (شامي: (۵۲۹/۴) كتاب البيوع، مطلب: مايبطل الإيجاب سبعة، ط: سعيد)

وأما جهالة الثمن فمانعة أيضا كما إذا باع شيئا بقيمته أو بحكم المشتري أو فلان... وبيع الشيئ برقمه أو برأس ماله، ولم يعلم المشتري كذلك. (البحر الرائق: (۴۵۹/۵) كتاب البيوع، ط: رشيديه) و: (۲۷۴/۵، ۲۷۵)، ط: سعيد.)

يلزم أن يكون الثمن معلوما، فلو جهل الثمن، فسد البيع. (شرح المجلة لسليم رستم باز: (ص: ۱۲۲) رقم المادة: (۲۳۸) البيوع، الباب الثالث في بيان المسائل المتعلقة بالثمن، الفصل الأول، ط: مكتبه حنفيه كوئته) و: (۹۸/۱)، ط: فاروقيه.)

حاشية الشلبي على تبيين الحقائق: (۲۸۰/۴) كتاب البيوع، ط: دار الكتب العلمية بيروت.

مجمع الانهر شهر ملتقى الابحر: (۱۲/۳) كتاب البيوع، ط: غفارية كوئته.

الهندية: (۱۲۷/۳) كتاب البيوع، الباب التاسع فيما يجوز بيعه ومالا يجوز، الفصل الخامس في جهالة المبيع أو الثمن، ط: رشيديه.

لازم ہے۔ (۱)

اور اگر کارخانہ والے مال وصول کر کے امانت کے طور پر اپنے پاس رکھیں اور باقاعدہ طور پر نرخ مقرر کر کے اور رقم کی ادائیگی کی تاریخ طے کر کے اس کو استعمال میں لائیں تو یہ جائز ہے۔ (۲)

نرخ مقررہ سے زیادہ پر فروخت کرنا

''حکومت کے مقرر کردہ نرخ'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۱۷/۳)

نرخ مقرر کرنا

کسی چیز کی خرید وفروخت جائز ہونے کا دارومدار بائع اور مشتری کی آپس کی رضامندی پر ہے خواہ قیمت زیادہ ہو یا کم اس سے کوئی فرق نہیں آتا، بعض چیزوں کی کوالٹی میں تفاوت کی وجہ سے ان کے نرخوں میں بھی تفاوت ہوجاتا ہے، اس لئے حکومت کو شرعاً چیزوں کے نرخ متعین کر کے پابندی لگانے کا حق حاصل نہیں ہے۔ کیونکہ اس قسم کی پابندیوں سے عوام پر تکلیف کا اندیشہ ہوتا ہے، لیکن بعض اوقات تاجر لوگ ضروری چیزوں کی قیمتوں میں بے تحاشا اضافہ کر کے عوام کو پریشان

---

(۱) منها أن يكون المبيع معلوما وثمنه معلوما علما يمنع من المنازعة۔ (بدائع الصنائع: (۱۵۶/۵) كتاب البيوع، فصل: وأما شرائط الصحة فأنواع، ط: سعيد۔)

ومنها: أن يكون المبيع معلوما، والثمن معلوما علما يمنع من المنازعة۔ (الهندية: (۳/۳) كتاب البيوع، الباب الأول في تعريف البيع، ط: رشيديه۔)

شامي: (۵۰۵/۴) كتاب البيوع، مطلب شرائط البيع، أنواع أربعة، ط: سعيد۔)

(۲) وذكر في الذخيرة: إذا اشترى ما هو أمانة في يده من وديعة أو عارية فإنه لا يكون قابضا إلا إذا ذهب المودع أو المستعير إلى العين، وانتهى إلى مكان يتمكن من قبضه الآن يصير المشتري قابضا بالتخلية۔ (البحر الرائق: (۱۳۱/۶)، كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: رشيديه۔)

شامي: (۷۰/۵)، كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، مطلب في بيع دودة القرمز، ط: سعيد۔)

بدائع الصنائع: (۲۴۸/۵)، كتاب البيوع، فصل وأما حكم البيع، ط: سعيد۔)

کرتے ہیں، اور لوگوں کی مجبوری سے ناجائز فائدہ اٹھاتے ہیں اور لوگوں کو کم قیمت کی چیزیں مجبوراً زیادہ قیمت پر لینا پڑتی ہیں اس سے ملک کی معیشت متاثر ہوتی ہے تو ایسی صورت حال میں حکومت معاشیات اور اقتصادیات کے ماہرین، سمجھدار لوگ اور تاجروں کے مشورے سے ضروری چیزوں کی مناسب قیمت مقرر کر کے اس سے زائد قیمت وصول کرنے پر پابندی لگا سکتی ہے تاکہ عام لوگ پریشان نہ ہوں اور ملک کا سرمایہ دار طبقہ غریب لوگوں کی مجبوری سے فائدہ نہ اٹھا سکے۔ (١)

مزید ''ریٹ مقرر کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (٦٤/٤)

نرم برتاؤ کرنا قرض دار کے ساتھ

''قرض دار کے ساتھ نرم برتاؤ'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (١٧٣/٥)

نرمی سے کام لینا

ہر تاجر کو تجارت میں نرم رویہ اختیار کرنا چاہیے، اور دوسرے فریق کے ساتھ چشم پوشی کا معاملہ کرنا چاہیے ، چنانچہ بیچنے والے کو چاہیے کہ ثمن کے پیسے کم کردیا کرے، اور خریدار کو چاہیے کہ وہ ثمن کے پیسے میں اضافہ کردے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ اس آدمی پر رحم کرے جو بیچتے وقت،

---

(١) (ولا يسعر حاكم) لقوله عليه الصلاة والسلام "لا تسعروا فإن الله هو المسعر القابض الباسط الرازق" الا إذا تعدى الارباب عن القيمة تعديا فاحشا فيسعر بمشورة أهل الرأى. (شامى: (٤٠٠/٦) كتاب الحظر والإباحة، فصل فى البيع، ط: سعيد.)

(ولا ينبغى للسلطان أن يسعر على الناس) لما بينا قال (الا أن يتعدى أرباب الطعام تعديا فاحشا فى القيمة فلا بأس بذلك بمشورة أهل الخبرة به)؛ لأن فيه صيانة حقوق المسلمين عن الضياع. (الاختيار لتعليل المختار: (١٦١/٤) كتاب الكراهية، فصل فى الاحتكار، ط: دار الفكر العربى.)

البحر الرائق: (٢٠٢/٨)، كتاب الكراهية، فصل فى البيع، ط: سعيد.)

مزید ''ریٹ مقرر کرنا'' عنوان کے تحت بھی تخریج دیکھیں۔

خریدتے وقت اور اپنا قرض مانگتے وقت چشم پوشی سے کام لے۔ (۱)

۳۵۴ نرمی کرنا قرض طلب کرنے میں

''قرض طلب کرنے میں نرمی کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۷۷/۵)

نرودھ کی خرید وفروخت

''کنڈوم'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۶۹/۵)

نرمی کی درخواست

حضرت حسن بصریؒ نے ایک مرتبہ اپنا خچر چار سو درہم میں فروخت کیا، جب خریدار نے چار سو درہم ادا کر کے خچر لے لیا، تو اس نے کہا: اے ابو مسعود (یہ حسن بصری کی کنیت ہے) ذرا نرمی کیجیے، حسن بصریؒ نے فرمایا کہ جاؤ میں نے آپ کو دو سو درہم ہدیہ کر دیے، کسی نے حضرت حسنؒ سے کہا آپ تو اپنا خچر آدھی قیمت میں دے رہے ہیں، تو حضرت حسنؒ نے فرمایا کہ بھلائی اور خیر خواہی تو اسی طرح ہوتی ہے۔ (۲)

---

(۱) عن جابر رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، قال رحم اللہ رجلا سمح اذا باع واذا اشتری واذا اقتضی۔ (بخاری: (۲۷۸/۱) کتاب البیوع، باب السھولۃ والسماحۃ فی الشراء والبیع، ومن طلب حقا فلیطلبہ فی عفاف، ط قدیمی)

مشکاۃ المصابیح: (ص: ۲۴۳) کتاب البیوع، باب المساھلۃ فی المعاملۃ، الفصل الأول، ط: قدیمی۔

الترغیب والترھیب: (۳۴۶/۲) کتاب البیوع، الترغیب فی البیع والشراء وحسن التقاضی والقضاء، ط: دار الکتب العلمیۃ۔

(۲) وروی أن الحسن البصری باع بغلہ لہ باربعمائۃ درھم فلما استوجب المال قال لہ المشتری: اسمع یا أبا سعید، قال: قد أسقطت عنک مائۃ۔ قال لہ: فاحسن یا أبا سعید، فقال: قد وھبت لک مائۃ أخری فقبض من حقہ مائتی درھم، فقیل لہ: یا أبا سعید، ھذا نصف الثمن، فقال: ھکذا یکون الإحسان، وإلا فلا۔ (احیاء علوم الدین: (۸۱/۲)، کتاب أدب الکسب والمعاش، الباب الرابع فی الإحسان فی المعاملۃ، ط: دار المعرفۃ)

نضرۃ النعیم: (۱۶۳۸/۵)، حرف الحاء، حسن المعاملۃ، ط: دار الوسیلۃ۔

نسخے بھیجنے پر فیصد کے حساب سے رقم لینا

حکیم یا ڈاکٹر کسی دوا فروش یا میڈیسن کی دکان والے سے یوں معاملہ طے ٣٥٥
کرے کہ جتنے نسخے ہم تمہارے پاس بھیجیں گے ان کا پانچ فیصد ہم کو دینا، تو اگرچہ دوا بیچنے والا اس بات کو تسلیم بھی کر لے تب بھی یہ معاملہ درست نہیں کیونکہ آدمی بروکر اور دلال اس وقت بنتا ہے جب بائع (سیلر) اور مشتری (خریدار) دونوں کو علم ہو کہ درمیان کا آدمی دلال ہے۔[(١)]

نسوار

نسوار کی تجارت ناپسندیدہ ہے اگرچہ کمائی حلال ہے، اگر اس کی تجارت کے بغیر گذارہ ہوسکتا ہے تو چھوڑ دے ورنہ تجارت کی گنجائش ہے۔[(٢)]

---

(١) إذا باع العين بنفسه بإذن مالكه ليس له أخذ الدلالية من المشترى، إذ هو العاقد حقيقةً وتجب الدلالية على البائع إذ قبل بأمر البائع ولو سعى الدلال بينهما فباع المالك بنفسه يعتبر العرف فتجب الدلالية على البائع أو على المشترى أو عليهما بحسب العرف... (جامع الفصولين: (٢/ ١٥٣)، الفصل الرابع والثلاثون: في الاحكامات، أحكام الدلال ومايتعلق به، ط: اسلامی کتب خانہ۔)

شامی: (٤/ ٥٦٠)، کتاب البیوع، قبیل مطلب فی حبس المبیع لقبض الثمن، ... ط: سعید۔)

المبسوط للسرخسی رحمہ اللہ: (١٥/ ١١٥)، کتاب الاجارات، باب السمسار، ط: دار المعرفۃ۔)

(٢) وبالجملة ان ثبت فی هذا الدخان اضرار صرف خال من المنافع، فيجوز الافتاء بتحريمه۔ وان لم يثبت انتفاعه فالاصل حله مع ان فی الافتاء بحله دفع الحرج عن المسلمين فان اكثرهم مبتلون بتناوله مع ان تحليله ايسر من تحريمه وما خير رسول الله صلى الله عليه وسلم بين الامرين الا اختار ايسرهما۔ (تنقیح الفتاوی الحامدیۃ: (٢/ ٣٦٦) مسائل وفوائد شتی من الحظر والاباحۃ، ط: امدادیہ)

واما بيعهما وشرائهما فيجوز لامكان الانتفاع بها۔ (مجموع الفتاوی: (٢/ ١٢٧) کتاب البیع، ط: سعید)

شامی: (٦/ ٤٥٩) کتاب الاشربۃ، ط: سعید۔

فتاوی عثمانی: (٣/ ٨٩) کتاب البیوع، ط: معارف القرآن۔

نشاندہی کرنے کی اجرت

''زمین کی نشاندہی'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۸۹/۴)

نشہ آور چیزوں کا اعلان

شراب اور نشہ آور چیزوں کا اعلان کرنا جائز نہیں ہے، اور آمدنی بھی حرام ہے۔[۱]

نشہ آور چیزیں

چار قسم کی شراب حرام ہے۔[۲] اس کی خرید و فروخت بھی حرام ہے۔[۳]

---

(۱) "ولا تعاونوا على الاثم والعدوان واتقوا الله إن الله شديد العقاب" (المائدة: ۲)

الإعانة في المعصية وترويجها وتقريب الناس إليها معصية وفساد في الأرض... (حجة الله البالغة: (۲۰۹/۲)، مبحث في البيوع المنهي عنها، ط: مير محمد۔)

ما حرم أخذه حرم اعطاؤه، وكما حرم الأخذ والاعطاء فعلاً حرم الأمر بالأخذ إذا الحرام لا يجوز فعله ولا الأمر بفعله... (شرح المجلة للاتاسي: (۱/۷۷، ۷۸)، المادة: ۳۴، ۳۵، القواعد، ط: رشيديه)

ولا يجوز بيعها لأن الله تعالى لما نجسها فقد أهانها والتقوم يشعر بعزتها وقال عليه السلام ان الذى حرم شربها، حرم بيعها وأكل ثمنها۔ (الهداية: (۴/۳۹۱) كتاب الاشربة، ط: رشيديه۔)

ولا يجوز بيعها لحديث مسلم "الذى حرم شربها، حرم بيعها"۔ (الدر مع الرد: (۶/۴۴۹) كتاب الاشربة، ط: سعيد)

فتاوى قاضي خان على هامش الفتاوى العالمگيرية: (۳/۲۲۳) كتاب الاشربة، فصل في معرفة الاشربة، ط: رشيديه۔

(۲) الاشربة المحرمة أربعة: الخمر: وهى عصير العنب إذا غلا واشتد أو قذف بالزبد، والعصير إذا طبخ، حتى يذهب أقل من ثلثيه... ونقيع التمر، وهو السكر، ونقيع الزبيب إذا اشتد وغلا۔ (الهداية: (۴/۳۸۹) كتاب الأشربة، ط: رشيديه)

البحر الرائق: (۸/۳۹۹) كتاب الاشربة، ط: رشيديه، و: (۸/۲۱۷، ۲۱۸)، ط: سعيد۔)

الدر مع الرد: (۶/۴۴۸) كتاب الاشربة، ط: سعيد۔

(۳) ولا يجوز بيعها لأن الله تعالى لما نجسها فقد أهانها والتقوم يشعر بعزتها وقال عليه السلام ان الذى حرم شربها، حرم بيعها وأكل ثمنها۔ (الهداية: (۴/۳۹۱) كتاب الاشربة، ط: رشيديه)=

اوراس کے علاوہ جو چیزیں نشہ آور ہیں، ان کا ضرورت کے وقت دوا کے طور پر اتنی مقدار استعمال کرنا جائز ہے جتنی مقدار میں نشہ نہ آتا ہو۔ (۱) اور ایسے چیزوں کی تجارت حرام نہیں مکروہ ہے۔ (۲)

نفع

کسی چیز کو اس کی قیمتِ خرید، اور اس خرید پر ہونے والے اخراجات، اسی طرح اس کے فروخت کرنے کے اخراجات کے مجموعہ سے زائد رقم پر فروخت کیا

= ولایجوز بیعها لحدیث مسلم "الّذی حرم شربها، حرم بیعها"۔ (الدر مع الرد: (۴۴۹/۶) کتاب الاشربة، ط: سعید)

فتاویٰ قاضی خان علی هامش الفتاوی العالمگیریة: (۲۲۳/۳) کتاب الاشربة، فصل فی معرفة الاشربة، ط: رشیدیه۔

(۱) وان البنج ونحوه من الجامدات، انّمایحرم إذا أراد به السکر، وهو الکثیر منه دون القلیل، المراد به التداوی ونحوه کالتطیب بالعنبر وجوزة الطیب۔ (شامی: (۴۲/۴) کتاب الحدود، باب حد الشرب المحرم، ط: سعید)

الفقه الإسلامی وأدلّته: (۵۵۰۵/۷) الفصل الخامس: حد الشرب وحد السکر والاشربة، المبحث الرابع: أحکام الاشربة المسکرة غیر الخمر، ط: رشیدیه۔

البزازیة علی هامش الفتاوی العالمگیریة: (۱۲۶/۶) کتاب الاشربة، ط: رشیدیه۔

(۲) (وصح بیع غیر الخمر) مما مر، ومفاده صحة بیع الحشیشة والافیون، قلت: وقد سئل ابن نجیم عن بیع الحشیشة، هل یجوز؟ فکتب لایجوز فیحمل علی أنّ مراده بعدم الجواز عدم الحل۔)

(قوله: وصح بیع غیر الخمر) أی عنده، خلافا لهما فی البیع والضمان لکن الفتویٰ علی قوله فی البیع، وعلی قولهما فی الضمان ان قصد المتلف الحسبة، وذلک یعرف بالقرائن، والا فعلی قوله، کما فی التاتارخانیة وغیرها، ثم ان البیع وان صح لکنه یکره۔ (شامی: (۴۵۴/۶) کتاب الاشربة، ط: سعید)

منحة الخالق علی هامش البحر الرائق: (۲۹۲/۳) کتاب النکاح، باب المهر، ط: رشیدیه)

وان البنج ونحوه من الجامدات، انّمایحرم إذا أراد به السکر، وهو الکثیر منه دون القلیل، المراد به التداوی ونحوه کالتطیب بالعنبر وجوزة الطیب۔ (شامی: (۴۲/۴) کتاب الحدود، باب حد الشرب المحرم، ط: سعید)

جائے، تو یہ زائد رقم نفع ہے۔[1]

(۳۵۸) نفع تھوڑا بھی ہو تو بیچ دے

اگر کاروبار میں تھوڑا اور معمولی نفع ہو جائے تو سامان بیچ دو زیادہ نفع کے لئے مت رکھو، ایسا بھی ہو سکتا ہے کہ تھوڑے نفع کی وجہ سے فروخت نہ کرے اور بعد میں بکے نہیں اور نقصان ہو جائے یا اس میں خرابی پیدا ہو جائے یا مارکیٹ ڈاون ہو جائے اور قیمت گر جائے تو نفع تو دور کی بات اصل سے ہاتھ بھی نہ دھونا پڑے۔

دوسری بات یہ ہے کہ تھوڑا نفع زیادہ بکری یہ بہتر ہے، زیادہ نفع کم بکری ہے، اس سے خریدار کم ہو جائیں گے اور نفع کا تناسب کم ہو جائے گا۔

مزید یہ کہ کم نفع لینے میں مخلوق کی خیر خواہی اور رعایت بھی ہے اور ثواب کا کام بھی ہے۔[2]

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ تھوڑے پر گاہک کو واپس مت کرو، ورنہ زیادہ سے محروم رہوگے۔[3]

---

(۱) المرابحة... (بيع ما ملكه)... (بما قام عليه وبفضل) مؤنة وإن لم تكن من جنسه كأجر قصار ونحوه ثم باعه مرابحة على تلك القيمة جاز... (قوله: ثم باعه مرابحة) أي بزيادة ربح على تلك القيمة... (الدر مع الرد: (۵/۱۳۳)، كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، ط: سعيد)

البحر الرائق: (۶/۱۰۷)، كتاب البيع، باب المرابحة والتولية، ط: سعيد)

بدائع الصنائع: (۵/۲۲۱، ۲۲۲)، كتاب البيوع، فصل: وأما الشرائط الخ، ط: سعيد)

(۱) فهذا احسان في ان لا يربح على العشرة الا نصفا او واحدا على ما جرت به العادة في مثل ذلك المتاع في ذلك المكان۔ ومن قنع بربح قليل كثرت معاملاته واستفاد من تكررها ربحا كثيرا وبه تظهر البركة۔ (احياء علوم الدين: (۲/۸۰) كتاب ادب الكسب والمعاش، الباب الرابع في الاحسان في المعاملة، ط: دار المعرفة)

(۲) عن علي رضي الله عنه... قال: لا تردوا قليل الربح فتحرموا كثيره۔ (شرح احياء علوم الدين: (۵/۴۹۷) كتاب اداب الكسب المعاش، الباب الرابع: في الاحسان في المعاملة، ط: موسسة التاريخ العربي)

كنز العمال: (۱۰/۲۸۲) رقم الحديث: ۲۹۳۵۱، حرف العين، كتاب العلم من قسم الافعال، فصل في العلوم المذمومة والمباحة، ط: مؤسسة الرسالة۔

نفع حلال طیب ہونے کے ضوابط

نفع حلال اور پاکیزہ ہونے کے ضوابط یہ ہیں:

① جائز اور حلال اشیاء کی تجارت ہو، چنانچہ حرام اشیاء مثلاً شراب، خنزیر، آلات لہوولعب، ہیروئن وغیرہ کی تجارت سے حاصل ہونے والا نفع حرام ہے۔

② تجارتی معاملات سود سے پاک ہوں۔

③ تجارتی معاملات جھوٹ سے پاک ہوں۔

④ اشیاء ملاوٹ سے پاک ہوں۔

⑤ کسی کو دھوکہ نہ دیا جائے۔

⑥ تجارتی معاملات غرر اور جوئے سے پاک ہوں۔

⑦ زیادہ نفع ناجائز ذرائع وغیرہ کی بنا پر نہ ہو۔

⑧ زیادہ نفع لینے کے لئے خریدار کی غفلت اور ناتجربہ کاری سے فائدہ نہ اٹھایا جائے۔

⑨ سامان کے عیب کو نہ چھپایا جائے۔

⑩ کھانے پینے کی اشیاء میں زیادہ نفع نہ لیا جائے۔ (۱)

---

(۱) ثم ینبغی للمکتسب أن یراعی فی معاملته العدل ویجتنب الظلم لأن المعاملة قد تجری علی وجه یحکم المفتی بصحتها وانعقادها لکنها تشتمل علی ظلم یتعرض به العامل لسخط الله تعالیٰ إذ لیس کل نهی مقتضیاً لفساد العقد، والمراد من الظلم مایتضرر به الغیر، فکل مایستضر به الغیر فهو ظلم... أما التفصیل ففی عدد أمور: الأول: ألا یثنی علی السلعة فإنه إن وصفها بما لیس فیها فإن لم یقبله عنه فهو کذب محض، وإن قبل منه فهو مع کونه کذباً تلبیس وظلم... والثانی: أن لایکتم من عیوبها وخفایا صفتها شیئاً أصلاً... لأنه إن أخفی شیئاً منها یکون ظالماً غاشاً تارکاً للنصح والغش حرام... والثالث: أن لایجوز فی المقدار وذلک بتعدیل المکیال والمیزان، والاحتیاط فیهما إذ قال الله تعالیٰ: "ویل للمطففین الذین إذا اکتالوا علی الناس یستوفون وإذا کالوهم أو وزنوهم یخسرون"... والرابع: أن یصدق فی سعر الوقت إذ لایجوز لأحد أن یلبس علی البائع أو المشتری سعر الوقت ویغتنم الفرصة ویخفی من البائع غلاء السعر أو من المشتری انحطاطه... فینبغی له أن لایغبن صاحبه بما لایتغابن به=

نفع دوبارہ تجارت میں لگانا

٣٦٠ اگر مضاربت اور شراکت میں شرکاء منافع کو تقسیم نہ کریں، اور منافع کو دوبارہ تجارت میں لگا دیں تو یہ جائز ہے، اور منافع کے ساتھ اصل سرمایہ کا حساب ہوگا، مثلاً حامد اور محمود نے ایک ایک لاکھ تجارت میں لگائے آدھے آدھے نفع کی شرط پر اور پچاس ہزار کا نفع ہوا چنانچہ انہوں نے تقسیم کرنے کے بجائے اس پچاس ہزار کو تجارت میں لگا دیا تو اب دونوں کا سرمایہ ایک لاکھ پچیس ہزار ہو جائے گا۔(1)

نفع زیادہ نہ لینا

کاروبار اور تجارت کا بنیادی مقصد نفع حاصل کرنا ہے، لیکن حد سے زیادہ نفع حاصل کرنا درست نہیں ہے، دنیا کا کوئی مذہب بھی اس عمل کی اجازت نہیں دیتا، اگرچہ نفع پر حرام ہونے کا حکم نہیں لگایا جاتا، ہاں حد کے اندر رہتے ہوئے نفع حاصل کرنا درست ہے، کاروبار کا اہم ادب یہ ہے کہ خریدار سے زیادہ نفع نہ لیا جائے، اس

= في العادة... (مجالس الأبرار: (ص: ٥٣٥، ص: ٥٣٦، ص: ٥٣٨، ص: ٥٣٩، ص: ٥٥٠)، المجلس التاسع والستون: في بيان لزوم طلب كسب الحلال، وأي اطيب من المكاسب واقبح منها، ط: سهيل اكيڈمى، لاهور)

☐ انظر الحواشي المتقدمة على الصفحة رقم: أيضاً۔

(١) (ولو شرى مضارب بالنصف بألف المضاربة بزا وباعه) أي البز (بألفين واشترى بهما عبدا فضاعا) أي الألفان (في يده) أي المضارب (قبل نقدهما) أي ألفين (يغرم المضارب ربعهما) أي ربع الألفين وهو خمسمائة (و) يغرم (المالك الباقي) وهو ألف وخمسمائة؛ لأن المال لما صار ألفين ظهر الربح في المال، وهو ألف فكان بينهما نصفين، فنصيب المضارب منه خمسمائة، فإذا اشترى بالألفين عبداً صار مشتركاً بينهما فربعه للمضارب وثلاثة أرباعه للمالك۔ (مجمع الأنهر: (٣/ ٤٦١)، كتاب المضاربة، فصل، ط: دار الكتب العلمية)

☐ شرح الوقاية: (٣/ ٢٦٦)، كتاب المضاربة، باب المضارب الذي يضارب، ط: إدارة الحرم۔

☐ تبيين الحقائق: (٥/ ٢٧)، كتاب المضاربة، فصل: اعلم أن ما يفعله المضارب ثلاثة انواع، ط: امداديه ملتان۔

کے متعدد فوائد بھی ہیں اور وہ یہ ہیں:

(۱) اس میں خیر و برکت ہے۔

(۲) خریدار کے لئے خریدنے میں آسانی ہوتی ہے، اور مال زیادہ فروخت ہوتا ہے۔

(۳) اس میں دکاندار کے اندر قناعت کا مادہ پیدا ہوتا ہے، مال میں اضافہ کا ہوس پیدا نہیں ہوتا۔

(۴) دکاندار میں احسان تعاون اور ہمدردی کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔

(۵) جو دکاندار نفع کم کماتا ہے اس کی طرف لوگوں کا رجحان بڑھ جاتا ہے، اور گاہکوں میں اضافہ ہوتا ہے، اس میں مجموعی اعتبار سے فائدہ زیادہ ہوتا ہے، ساتھ ساتھ لوگوں کی دعائیں بھی ملتی ہیں۔

(۶) اس طرح بازار آباد ہوتے ہیں، برکت اور ہمدردی والی تجارتی سرگرمیاں وجود میں آتی ہیں۔[1]

نفع کا بھی کچھ فیصد دینے کا معاہدہ کرنا ملازم کے ساتھ

"ملازم کو نفع کا کچھ بھی فیصد دینا" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۶/۲۷۸)

---

(۱) والاحسان سبب الفوز ونيل السعادة وهو يجرى من التجارة مجرى الربح... ونعنى بالاحسان فعل ماينتفع به المعامل وهو غير واجب عليه ولكنه تفضل منه، فان الواجب يدخل فى باب العدل وترک الظلم وقد ذكرناه وتنال رتبة الاحسان بواحد من ستة امور- الاول: فى المغابنة، فينبغى أن لا يغبن صاحبه بما لا يتغابن به فى العادة فاما أصل المغابنة فمأذون فيه، لأن البيع للربح ولا يمكن ذلک الا بغبن ما ولكن يراعى فيه التقريب، فان بذل المشترى زيادة على الربح المعتاد اما لشدة فى الحال اليه فينبغى ان يمتنع من قبوله فذلک من الاحسان... فهذا احسان فى ان لا يربح على العشرة الا نصفا أو واحدا على ما جرت به العادة فى مثل ذلک المتاع فى ذلک المكان ومن قنع بربح قليل كثرت معاملاته واستفاد من تكرارها ربحا كثيرا وبه تظهر البركة. (احياء العلوم الدين: (۲/۷۹، ۸۰) كتاب آداب الكسب والمعاش، الباب الرابع فى الاحسان فى المعاملة، ط: دار المعرفة)

نفع کم لینا صدقہ ہے

(۳۶۲) خرید و فروخت کے معاملہ میں نفع کم لینا بھی صدقہ ہے اور ثواب کا کام ہے مثلاً ایک چیز ایک ہزار سے بارہ سو تک بکتی ہے، اگر کوئی شخص بارہ سو پر فروخت کر کے سو روپے صدقہ کرتا ہے یہ ثواب اور صدقہ کا کام ہے اسی طرح شروع میں گیارہ سو میں فروخت کرے اور سو روپے گاہک کو کم کر دے، یہ بھی صدقہ اور ثواب کا کام ہے۔ (۱)

نفع کم میں چیز فروخت کرنا

''بھلائی دوسروں کے ساتھ'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۳۴/۲)

نفع کی تقسیم

کاروبار میں نفع ہونے کی صورت میں نفع کو شرکاء کے درمیان تقسیم کرتے وقت مندرجہ ذیل امور کا خیال رکھا جائے گا:

(۱) نفع شرکاء کے درمیان طے شدہ نسبتوں کے حساب سے تقسیم ہوگا اور ہر شریک کا حصہ فیصد یا نسبت کی صورت میں تقسیم کیا جائے گا اور کسی بھی شریک کے لئے نفع میں سے کوئی رقم پہلے سے متعین نہیں کی جائے گی۔ (۲)

---

(۱) وعن جابر وحذيفة رضي الله عنهما، قالا: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: كل معروف صدقة۔ (مشكاة المصابيح: (ص: ۱۶۷) كتاب الزكاة، باب الصدقة، الفصل الاول، ط: قديمی۔

صحيح بخاری: (۸۹۰/۲) كتاب الادب، باب كل معروف صدقة، ط: قديمی۔

(كل معروف) أي ما عرف من جملة الخيرات من عطية مال أو خلق حسن... (صدقة) أي: ثوابه كثواب الصدقة۔ (مرقاة المفاتيح: (۳۴۴/۳) كتاب الزكاة، باب فضل الصدقة، ط: رشيديه)

(۲) على أي وجه شرط تقسيم الربح في الشركة الصحيحة يراعى ذلك الشرط على كل حال اذا كان موافقا للشرع۔ (شرح المجله لرستم باز: (۵۷۲/۲) المادة: ۱۳۶۷، الباب العاشر في انواع الشركات، الباب السادس، الفصل السادس في شركة العنان، المبحث الاول، ط مكتبه فاروقيه)

(ولا تجوز الشركة اذا شرط لاحد دراهم مسماة من الربح) قال ابن المنذر: لا خلاف في هذا لأحد من أهل العلم ووجهه ما ذكره المصنف بقوله: لأنه شرط يوجب انقطاع الشركة لعله لا يخرج=

نفع کی تقسیم میں شرکاء کا سرمایہ، عملی محنت اور ذمہ داری کے پیش نظر نفع کی نسبت متعین کی جائے گی، البتہ ان باتوں کو نظر انداز کر کے بھی نفع کو تقسیم کرنا جائز ہے۔(١)

تمام شرکاء کی سرمایہ کاری برابر اور مساوی ہونے کے باوجود نفع کی نسبتیں مختلف ہو سکتی ہیں۔(٢)

حسابات کرتے وقت پہلے اصل سرمایہ علیحدہ کیا جائے گا اس کے بعد زائد رقم بچی ہے یا نہیں دیکھا جائے گا، اگر رقم بچی ہے تو وہ منافع ہے اور اگر اصل سرمایہ پورا نہیں ہوا تو وہ نقصان ہے۔(٣)

= الا قدر المسمى فيكون اشتراط جميع الربح لاحدهما على ذلك التقدير واشتراطه لاحدهما يخرج العقد عن الشركة الى قرض أو بضاعة على ماتقدم۔ (فتح القدير: (١٧٠/٦) كتاب الشركة، ط: رشيديه)

الدر المختار مع الرد: (٣٠٥/٣) كتاب الشركة ط: سعيد۔

(١، ٢) اذا كان رأس مال الشركين فى شركة عنان متساويا و كان مشروطا عمل كليهما فاذا شرط لاحدهما حصة زائدة فى الربح جاز۔ لانه يجوز ان يكون احدهما اكثر مهارة من الاخر فى البيع والشراء وعمله أزيد وانفع) حتى لو شرط اكثر الربح لأدناهما عملا صح على الصحيح (شرح المجله لرستم باز: (٥٦٣/٢) المادة: ١٣٣٥، الكتاب العاشر فى انواع الشركات، الباب السادس، الفصل الرابع فى بعض الضوابط المتعلقة بعقد الشركة، ط: مكتبة فاروقيه۔

الدر المختار مع الرد: (٣١٢/٣) كتاب الشركة، مطلب فى توقيت الشركة روايتان، ط: سعيد۔

الاختيار لتعليل المختار: (١٥/٣) كتاب الشركة، ط: دار الكتب العلمية۔

(٣) تنتهى الشركة بانتهاء مدتها، أو قبل ذلك باتفاق الشركاء... واذا كانت التصفيه بانتهاء المدة فانه يتم بيع بقية الموجودات بالسعر المتاح فى السوق و تستخدم حصيلة تصفية الشركة على النحو الآتى: (ا) دفع تكاليف التصفية، (ب) اداء الالتزامات المالية من اجمالى موجودات الشركة۔ (ج) تقسيم باقى الموجودات بين الشركاء بنسبة حصة كل منهم فى رأس المال، واذالم تكف الموجودات لاسترداد راس المال فانها تقسم بينهم بالنسبة والتناسب (قسمة غرماء) (المعايير الشرعية (ص: ١٩٦) المعيار الشرعى رقم (١٢) الشركة (المشاركة) والشركات الحديثة، ط: هيئة المحاسبة والمراجعة للمؤسسات المالية الاسلامية)

۵ مسلسل جاری کاروبار میں نقصانات کا ازالہ آئندہ آنے والے منافع سے بھی کیا جاسکتا ہے۔ (۱)

۶ کاروبار کے نفع کے حق دار اور نفع کے مالک اس وقت قرار پائیں گے جب اصل سرمایہ، سرمایہ کے مالکان کو واپس مل جائے، مالکان کا اپنے سرمایہ پر قبضہ عملاً بھی ہوسکتا ہے اور قانونی بھی۔ (۲)

نفع کی تقسیم میں ''وزن''

بینک والے کسی پروجیکٹ وغیرہ میں تاخیر سے شریک ہونے والے، یا مقررہ مدت سے پہلے شراکت ختم کرنے والے شریک کو ''وزن'' کی بنیاد پر نفع دیتے ہیں، یہ بھی حقیقی نفع کے بجائے تخمینی نفع کی صورت بنتی ہے، اور ''وزن'' دے کر دوسروں کے مال کو ناجائز طریقے سے کھانے کا ایک راستہ ہے، اس لئے نفع کو وزن کی بنیاد پر تقسیم کرنے کا طریقہ شرعا درست نہیں۔ (۳)

(۱، ۲) انظر الی الحاشیة السابقة رقم: ۳، علی الصفحة السابقة۔

(۳) یکون الاستحقاق للربح احیانا بالمال أو بالعمل واحیانا ایضا بالضمان... فلذلک یستحق فی المضاربة رب المال للربح بماله والمضارب بعمله، واذا وضع أحد من أرباب الصنائع تلمیذاً عنده وأعمله فیما تقبله وتعهده من العمل بنصف أجرته جاز، والکسب ای الأجرة الماخوذة من اصحاب العمل کما یستحق التلمیذ نصفها بعمله یستحق الاستاذ نصفها الآخر بضمانه العمل وتعهده إیاه... إذا لم یوجد واحد من الأمور الثلاثة السالفة الذکر ای المال والعمل والضمان فلا استحقاق للربح، مثلا إذا قال أحد لآخر اتجر انت بمالک علی أن یکون الربح مشترکا بیننا فلا یوجب الشرکة، وفی هذه الصورة لایأخذ حصة من الربح۔ (درر الحکام إلی مجلة الاحکام :(۳/ ۳۶۲، ۳۶۳)، المادة: ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، الشرکات، الباب السادس فی بیان شرکة العقد، الفصل الرابع: فی بعض الضوابط المتعلقة بعقد الشرکة، ط: دار عالم الکتاب۔/مکتبه سلطانیه کوئٹه)

☜ شرح المجلة لرستم باز: (۲/ ۵۶۵)، المادة: ۱۳۴۸، ۱۳۴۷، ایضاً، ط: فاروقیه کوئٹه۔)

☜ شرح المجلة للاتاسی: (۴/ ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳)، المادة: ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ایضاً، ط: رشیدیه۔

نفع کی حد

☆ تجارت میں نفع لینے کی حد شریعت میں مقرر نہیں ہے۔ [1] البتہ عام مارکیٹ کے رواج سے زیادہ لینا مروت اور اعتماد کے خلاف ہونے کی وجہ سے مکروہ ہے، اور یہ غبن فاحش ہے۔ اور غبن فاحش یہ ہے کہ سامان کی قیمت مقرر کرنے والوں کے اندازہ کے دائرے سے بھی زیادہ ہو۔ [2] ٣٦٥

☆ دکاندار خریدار سے اتنا منافع لینا پسند کرے جتنا دوسروں کو یہ دینا پسند کرتا ہے، یہ تو اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ دکاندار کو اللہ تعالیٰ نے مال بیچنے والا بنایا اور دوسروں کو خریدار بنانا، اگر معاملہ اس کا برعکس ہوتا اور دکاندار خریدار ہوتا اور خریدار دکاندار ہوتا تو اس وقت دکاندار اس سے جتنا منافع لینا پسند کرتا یہ بھی کسٹمرز سے اتنا ہی

---

(١) عن انس بن مالک رضی اللہ عنہ قال غلا السعر علی عهد رسول اللہ فقالوا: یا رسول اللہ! قد غلا السعر فسعر لنا، فقال: ان اللہ ھو المسعر القابض الباسط الرازق۔ (سنن ابن ماجه: (ص: ١٥٩) أبوب التجارة، باب من ذکره ان یسعر، ط: قدیمی)

☐ من اشتری شیئا وأغلی فی ثمنه جاز... (الهندية: (١٦١/٣) کتاب البیوع، الباب الرابع عشر فی المرابحة والتولية، ط: رشیدیه)

☐ بدائع الصنائع: (٣٩/٥)، کتاب الاستحسان، ط: سعید۔

(٢) وعرف الفقهاء الحنفية الغبن الفاحش بأنه مالایدخل تحت تقویم المقومین من أهل الخبرة، فلو قوم السلعة احدهم بمائة درهم، وقومها الثانی بخمسة وتسعین، وقومها الثالث بتسعین مثلاً، فبیعها بما بین التسعین والمائة فیه غبن یسیر، وبالتسعین فما دونها غبن فاحش بالبائع، وبالمائة فما فوقها غبن فاحش بالمشتری۔

ثم حدد المتاخرون من الفقهاء الغبن الفاحش للتیسیر فی الفتوی والقضاء والتطبیق انه ما بلغ خمس القیمة فی العقار وعشرها فی الحیوان، ونصف العشر فی العروض وسائر المنقولات، وبهذا اخذت مجلة الاحکام العدلية فی المادة: (١٦٥) منها۔ (الفقه الحنفی فی ثوبه الجدید: (١٩٣/٣) البیوع، بیع المرابحة والتولية، خیار التغریر، ط: دار القلم)

☐ شرح المجلة للاتاسی: (٢٦/٢) المادة: ١٦٥ - الکتاب الاول: البیوع، المقدمة، ط: رشیدیه۔)

☐ درر الحکام إلی مجلة الأحکام: (١/ ١٣١)، المادة ١٦٥، البیوع، المقدمة، ط: دار عالم الکتاب/سلطانیه کوئٹه۔

لے۔ (۱)

نفع کی حد مقرر نہیں

کاروبار میں شریعت کی رو سے نفع کی کوئی حد مقرر نہیں ہے۔ (۲) البتہ دھوکہ نہیں ہونا چاہیے۔ (۳) پھر اپنے حالات کے لحاظ سے جتنا نفع کوئی تاجر لینا چاہے لے سکتا ہے، اس میں شریعت کے نقطہ نظر سے کوئی پابندی نہیں ہے۔ (۴)

(۱) عن أنس عن النبی ﷺ قال: لایؤمن أحدکم حتی یحب لأخیہ مایحب لنفسہ۔ (صحیح البخاری: (۱/ ۱۰) رقم الحدیث: ۱۳، کتاب الأیمان، باب من الأیمان أن یحب لأخیہ مایحب لنفسہ، ط: الطاف اینڈ سنز)

مشکوۃ المصابیح: (ص: ۴۲۲) باب الشفقۃ والرحمۃ، الفصل الأول، ط: قدیمی۔

صحیح مسلم: (۱/ ۵۰)، کتاب الأیمان، باب الدلیل علی أن من خصال الإیمان أن یحب لأخیہ مایحب لنفسہ من الخیر، ط: قدیمی۔

(۲، ۴) عن انس بن مالک رضی اللہ عنہ قال: غلا السعر علی عہد رسول اللہ ﷺ فقالوا: یارسول اللہ! قد غلا السعر، فسعر لنا، فقال: ان اللہ ھو المسعر القابض الباسط الرزاق۔ (سنن ابن ماجہ: (ص: ۱۵۹) باب من کرہ ان یسعر، ط: قدیمی)

من اشتریٰ شیئا وأغلیٰ فی ثمنہ جاز ۔۔۔۔ (الھندیۃ: (۳/ ۱۶۱)، کتاب البیوع، الباب الرابع عشر فی المرابحۃ ... ط: رشیدیہ)

ولاینبغی للسلطان أن یسعر علی الناس لقولہ علیہ السلام: لاتسعروا فإن اللہ ھو المسعر القابض الباسط الرزاق، ولأن الثمن حق العاقد فالیہ تقدیرہ فلاینبغی للإمام ان یتعرض لحقہ الا إذا تعلق بہ دفع ضرر العامۃ۔ (الھدایۃ: (۴/ ۴۷۲) کتاب الکراھیۃ، فصل فی البیع، ط: رحمانیۃ)

بدائع الصنائع: (۵/ ۱۲۹)، کتاب الاستحسان، ط: سعید۔)

الدر مع الرد: (۶/ ۳۹۹)، کتاب الحظر والإباحۃ، فصل: فی البیع، ط: سعید۔)

(۳) عن أبی ھریرۃ رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ ﷺ ... قال: من غش فلیس منا۔ وقال الترمذی: حدیث أبی ھریرۃ حدیث حسن صحیح، والعمل علی ھذا عند أھل العلم کرھوا الغش۔ و قالوا: الغش حرام۔ (جامع الترمذی: (۱/ ۲۴۵) باب ماجاء فی کراھیۃ الغش فی البیوع، ط: سعید)

مشکوۃ المصابیح: (۱/ ۲۴۸)، باب المنھی عنھا من البیوع، الفصل الأول، ط: سعید۔)

المسلم أخو المسلم، لا یحل لمسلم باع من أخیہ بیعا فیہ عیب الا بینہ لہ۔ (جمع الفوائد: (۲/ ۲۱۰) رقم الحدیث: ۴۶۶۷، کتاب البیوع، باب مالا یجوز فعلہ فی البیع، ... ط: مکتبۃ ابن کثیر)

☆ شریعت میں منافع کی حد مقرر نہیں ہے لیکن بازار کی عام اور متعارف قیمت سے زیادہ وصول کرنا، اور لوگوں کی لاعلمی اور مجبوری سے غلط فائدہ اٹھانا جائز نہیں۔ (۱)

نفع کی زیادہ سے زیادہ مقدار

شریعت نے زیادہ نفع کی کوئی مقدار مقرر نہیں کی، البتہ تجارت میں نفع حلال اور پاکیزہ ہونے کے لئے کچھ شرعی واخلاقی پابندیاں عائد کی ہیں، ان پابندیوں کی رعایت کرتے ہوئے نفع لینا جائز ہے، چاہے اس کی مقدار کچھ بھی ہو۔

بعض احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ سو فیصد نفع لینا بھی درست ہے یعنی سو روپے میں کوئی چیز خرید کر دو سو روپے میں بھی بیچنا جائز ہے، جیسا کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں ایک دینار

---

(۱) عن انس رضی اللہ عنہ قال: غلا السعر علی عهد النبی صلی اللہ علیہ وسلم، فقالوا: یا رسول اللہ سعر لنا، فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم: ان اللہ هو المسعر القابض الباسط الرازق وانی لأرجو ان ألقی ربی ولیس أحد منکم یطلبنی بمظلمة بدم ولا مال۔ (مشکاة المصابیح: (ص: ۲۵۱) کتاب البیوع، باب الاحتکار، الفصل الثانی، ط: قدیمی)

ومن اشتری شیئا وأغلی فی ثمنه فباعه مرابحة علی ذلک جاز، وقال أبو یوسف رحمه اللہ تعالی: إذا زاد زیادة لا یتغابن الناس فیها فإنی لا أحب أن یبیعه مرابحة حتی یبین... والاصل أن عرف التجار معتبر فی بیع المرابحة۔ (الفتاوی الهندیة: (۳/۱۶۱) کتاب البیوع، الباب الرابع عشر: فی المرابحة والتولیة، ط: رشیدی)

أن عقد البیع مع الضرورة علی هذا الوجه جائز فی الحکم، ولا یفسخ إلا أن سبیله فی حق الدین والمروءة أن لا یباع علی هذا الوجه، وأن لا یفتات علیه بماله۔ (إعلاء السنن: (۱۴/۲۱۳) کتاب البیوع، باب النهی عن بیع المضطر، ط: ادارة القرآن)

فهذه الاخبار فی المناهی والحکایات تدل علی أنه لیس له أن یغتنم فرصة وینتهز غفلة صاحب المتاع ویخفی من البائع غلاء السعر أو من المشتری تراجع الأسعار فإن فعل ذلک کان ظالما تارکا للعدل والنصح للمسلمین۔ (احیاء علوم الدین: (۲/۷۹) کتاب آداب الکسب المعاش، الباب الثالث: فی بیان العدل فی المعاملة، ط: دار المعرفة)

دیا تا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ایک بکری خریدیں، حضرت عروہ رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ایک دینار کے بدلے میں دو بکریاں خریدیں، پھر ایک بکری ایک دینار کے بدلے میں فروخت کردی اور ایک دینار اور ایک بکری لاکر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لئے برکت کی دعا فرمائی، چنانچہ اس کے بعد حضرت عروہ رضی اللہ عنہ مٹی بھی خرید لیتے تو ان کو نفع ہوتا۔ (۱)

اسی طرح صحابہ کرام کے بعض معاملات سے معلوم ہوتا ہے کی شرعی ضوابط اور اخلاقی پابندیوں کی رعایت کرتے ہوئے سو فیصد سے زیادہ نفع لینا بھی جائز ہے، جیسا کہ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کے بارے میں منقول ہے کہ انہوں نے مدینہ منورہ کے اطراف میں غابہ کی زمین ایک لاکھ ستر ہزار میں خریدی، بعد میں اسی زمین کو حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے سولہ لاکھ میں فروخت کردیا۔ (۲)

واضح رہے کہ ان دونوں واقعات کو اگر جانور، زمین اور مکان کے ساتھ خاص رکھا جائے تو زیادہ بہتر ہوگا کیونکہ یہ چیزیں ایسی ہیں کہ ان کی ضرورت کبھی کبھار ہی کسی کو پڑتی ہے باقی روزمرہ کی ضرورت کی اشیاء مثلاً کھانے پینے کی اشیاء میں زیادہ نفع لینا مناسب نہیں۔ (۳)

---

(۱) ... عن عروة هو البارقي ان النبي صلى الله عليه وسلم اعطاه ديناراً ليشتري له به شاة فاشترى له به شاتين فباع إحداهما بدينار فجاءه بدينار وشاة فدعا له بالبركة في بيعه فكان لو اشترى التراب لربح فيه...
(صحيح البخاري: (۱/ ۵۱۸۷) رقم الحديث: ۳۶۴۲، كتاب المناقب، باب بعد باب سوال المشركين... ط: الطاف اینڈ سنز)

سنن أبي داؤد: (۲/ ۱۲۳)، كتاب البيوع، باب في المضارب يخالف، ط: حقانية۔)

سنن ابن ماجة: (ص: ۱۷۳)، أبواب الصدقات، باب الحوالة، ط: قديمى۔)

(۲) وكان الزبير اشترى الغابة بسبعين ومائة ألف، فباعها عبدالله بألف ألف وست مائة ألف...
(صحيح البخاري: (۱/ ۴۳۷)، رقم الحديث: ۳۱۲۹، كتاب الجهاد، باب فرض الخمس، ط: الطاف اینڈ سنز)

(۳) وأحب أن انبه هنا على أن دلالة الوقائع التي ذكرناها من العصر النبوي والعصر الراشدي، علي =

نفع کی شرط پر گاہک کو قرض پر رقم دینا

مثلاً ایک شخص کسی دکاندار سے کوئی چیز قرض پر خریدنا چاہتا ہے، لیکن وہ چیز دکاندار کے پاس نہیں ہے، اور دکاندار گاہک کو اس شرط پر رقم قرض دیتا ہے کہ آپ مجھے اس رقم پر اتنا نفع دیں گے، یہ ناجائز ہے، اس طرح گاہک کے لئے نفع دینا اور دکاندار کے لئے نفع لینا سود ہونے کی وجہ سے ناجائز ہے۔ (١)

نفع کی کم سے کم مقدار

نفع کی کم سے کم مقدار یہ ہے کہ سالانہ زکوۃ اور مال دار کا خرچہ نکالنے کے بعد اصل مال کم نہ ہو۔ امام ترمذی رحمہ اللہ نے ایک حدیث نقل کی ہے، جس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"الا من ولی یتیما له مال فلیتجر فیه ولا یترکه حتی تاکله الصدقة"(٢)

ترجمہ: جو شخص کسی ایسے یتیم کا سرپرست ہے، جس کی ملکیت میں کوئی مال ہو،

=جواز بلوغ الربح فی بعض الأحیان إلی ضعف رأس المال، أو أضعافه، لاتعنی أن کل صفقة یجوز فیها الربح إلی هذا الحد، فإن الوقائع التی ذکرناها من حدیث عروة، وحدیث حکیم بن حزام۔ إن صح وحدیث عبداللہ بن الزبیر، هی فی الحقیقة وقائع أعیان أو أحوال لا عموم لها۔ ولا یمکن أن یؤخذ منها حکم عام دائم مطرد، لکل تجار الأمة فی کل زمان ومکان، وفی کل الأحوال، وکل السلع۔ ولا سیما اللذین یتاجرون فی السلع الضروریة لجماهیر الناس۔ (مجلة مجمع الفقه الإسلامی: (٥/ ٢٢٦٢) موضوع: تحدید أرباح التجار)

(١) قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: کل قرض جر منفعة فهو ربا۔ (نصب الرایة: (٦٠/٤) کتاب الحوالة، ط: مؤسسة الریان۔

القرض بالشرط حرام والشرط لغو۔ (الدر مع الرد: (١٦٦/٥) باب المرابحة والتولیة، فصل فی القرض، ط: سعید)

البحر الرائق: (١٨٧/٦) کتاب البیوع، باب المتفرقات، ط: سعید۔

(٢) سنن الترمذی: (١٣٩/١)، کتاب الزکاة، باب ماجاء فی زکاة مال الیتیم، ط: قدیمی۔

مشکوة المصابیح: (ص: ١٥٧)، کتاب الزکاة، الفصل الثانی، ط: قدیمی۔

تو اس سرپرست کو چاہیے کہ اس کے مال میں تجارت کرے، اور اس کو یونہی نہ چھوڑے رکھے کہ پڑے پڑے اس مال کو زکوۃ ختم کر ڈالے۔

اس حدیث میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ کسی کے مال میں تجارت کے دوران اتنا نفع ہونا چاہیے کہ اس سے ڈھائی فیصد زکوۃ بھی ادا ہو جائے اور مال کے مالک کا خرچہ بھی اس نفع سے نکل جائے۔

نفع کی کوئی تحدید نہیں

شریعت نے نفع کے بارے میں ایسی کوئی حد بندی نہیں کی جو ہر زمانے، ہر علاقے اور ہر قسم کی اشیاء کو شامل ہو۔ اور اس پر اضافہ نہ ہو سکتا ہو، اگر جھوٹ خیانت اور دھوکہ نہ ہو تو بیچنے والا اور خریدنے والا جس حد تک نفع پر راضی ہو جائیں وہ جائز اور درست ہے۔[1]

نفع کے بارے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا فرمان

حضرت علی رضی اللہ عنہ تاجروں سے فرمایا کرتے تھے: اے تاجرو! اپنا حق ہی لیا کرو اس میں سلامتی ہے، تھوڑا نفع مت لوٹاؤ، ہو سکتا ہے زیادہ نفع سے بھی ہاتھ دھو بیٹھو۔[2] اس سے معلوم ہوا کہ نفع تھوڑا بھی ہو سودا کر لینا چاہیئے زیادہ سے

---

(۱) یاایھا الذین امنوا لاتاکلوا اموالکم بینکم بالباطل الا ان تکون تجارۃ عن تراض منکم (سورۃ النساء ایت: ۲۹)

فالبیع ما شرع إلا لطلب الربح والفضل الذی یقابله العوض حلال۔ (المبسوط للسرخسی: (۱۱/ ۱۱۹) کتاب البیوع، ط: دار المعرفۃ)

وللبائع أن یبیع بضاعته بما شاء من ثمن ولا یجب علیه أن یبیعه بسعر السوق دائما، وللتجار ملاحظ مختلفة فی تعیین الاثمان وتقدیرها... ولا یمنع الشرع من أن یبیع المرء سلعة بثمن فی حالة، وبثمن اخری فی حالة اخری... مالم یکن فیه غش او خداع۔ (بحوث فی قضایا فقهیه معاصرة: (ص: ۸، ۹) احکام البیع بالتقسیط، ط: دار العلوم کراچی)

(۲) یا معشر التجار! خذوا الحق تسلموا، لا تردوا قلیل الربح فتحرموا کثیرہ۔ (احیاء العلوم:=

زیادہ نفع کا انتظار نہیں کرنا چاہیئے۔

نفع کے ساتھ ادھار بیچنا نقد خرید کر

''نقد خرید کر نفع کے ساتھ ادھار بیچنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۳۷۵/۶)

نفع کے مستحق ہونے کے لئے تین چیزیں ہیں

نفع کے مستحق ہونے کے لئے تین چیزوں میں سے کسی ایک چیز کا پایا جانا ضروری ہے۔

☆ ''مال'' جیسا کہ عقد مضاربہ میں رب المال (سرمایہ دینے والا) صرف اپنے مال کی کمائی ہونے کی وجہ سے نفع کا مستحق ہوتا ہے، حالانکہ اس نے خود کاروبار اور عمل نہیں کیا۔

''عمل'' جیسا کہ مضاربت میں مضارب اپنے عمل وکاروبار کی وجہ سے نفع کا مستحق ہوتا ہے، حالانکہ مال اس کا نہیں ہوتا کسی اور کا ہوتا ہے۔

☆ ''ضمان'' جیسا کہ درزی نے کسی سے پانچ سو روپے کی اجرت پر ایک کپڑا سینے کے لئے لیا، لیکن اس نے وہ کپڑا خود نہیں سیا، بلکہ دوسرے درزی سے چار سو روپے کے بدلے سلوایا، تو پہلا درزی سو روپے کے نفع کا اس لئے حقدار بنا کہ وہ اس کپڑے کا ضامن ہے، کیونکہ یہاں اس کی طرف سے نہ کوئی مال ہے اور نہ کوئی عمل۔

نوٹ: اگر ان تین چیزوں میں سے کوئی ایک چیز بھی نہ ہو تو نفع کا مستحق نہیں ہوتا۔ مروجہ مالیاتی نظام میں ان اصولوں کے خلاف ''یومیہ پیداوار کی بنیاد پر منافع

=(۸۰/۲) کتاب آداب الکسب والمعاش، الباب الرابع فی الإحسان فی المعاملة، ط: دار المعرفة)

کنز العمال: (۲۸۲/۱۰) رقم الحدیث: ۲۹۳۵۱، حرف العین، کتاب العلم من قسم الأفعال، فصل فی العلوم المذمومة المباحة، ط: مؤسسة الرسالة۔

تقسیم کرنے کا رواج ہے'' یہ درست نہیں ہے۔ (۱)

۳۷۲ نفع لینا قرض دے کر

''قرض دے کر کمائی کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۷۵/۵)

نفع لینے میں خیر خواہی کرنا

تجارت میں خریدار اور بیچنے والے کی رضامندی سے نفع لینا جائز ہے، البتہ نفع لیتے ہوئے اپنے مسلمان بھائی کی مکمل خیر خواہی اور بھلائی کا خیال رکھنا اعلیٰ درجہ کا احسان ہے۔ بعض علماء کا قول ہے کہ بازار میں کمائی کے لئے جائے اور اس کو اپنا مال دوسرے کے مال سے زیادہ محبوب ہو، یعنی اس کی چاہت ہو کہ دوسرے کا مال اس کا بن جائے تو اس نے خرید و فروخت میں مسلمانوں کے ساتھ خیر خواہی نہیں کی۔ (۲)

---

(۱) يكون الاستحقاق للربح احيانا بالمال أو بالعمل واحيانا ايضا بالضمان... فلذلك يستحق في المضاربة رب المال للربح بماله والمضارب بعمله، واذا وضع أحد من أرباب الصنائع تلميذاً عنده وأعمله فيما تقبله وتعهده من العمل بنصف أجرته جاز، والكسب أى الأجرة الماخوذة من اصحاب العمل كما يستحق التلميذ نصفها بعمله يستحق الاستاذ نصفها الآخر بضمانه العمل وتعهده إياه... إذا لم يوجد واحد من الأمور الثلاثة السالفة الذكر أى المال والعمل والضمان فلا استحقاق للربح، مثلا إذا قال أحد لآخر اتجر انت بمالك على أن يكون الربح مشتركا بيننا فلا يوجب الشركة، وفي هذه الصورة لا يأخذ حصة من الربح۔ (درر الحكام إلى مجلة الاحكام: (۳/ ۳۶۲، ۳۶۳)، المادة: ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، الشركات، الباب السادس في بيان شركة العقد، الفصل الرابع: في بعض الضوابط المتعلقة بعقد الشركة، ط: دار عالم الكتاب۔ /مكتبه سلطانيه كوئٹه)

شرح المجلة لرستم باز: (۲/ ۵۶۵)، المادة: ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، أيضاً، ط: فاروقيه كوئٹه۔

شرح المجلة للاتاسي: (۴/ ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳)، المادة: ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، أيضاً، ط: رشيديه۔

(۲) وقد قال بعض العلماء: إن العبد إذا دخل السوق للتكسب فكان درهمه أحب إليه من درهم غيره، لم ينصح للمسلمين في المبايعة۔ (قوت القلوب في معاملة المحبوب: (۲/ ۲۸)، الفصل الثاني والثلاثون شرح مقامات اليقين وأحوال الموقنين، ذكر التكسب والتصرف في المعاش، ط: دار الكتب العلمية)

احياء علوم الدين: (۴/ ۲۶۸)، كتاب التوحيد والتوكل، الشطر الثاني من الكتاب في أحوال التوكل، بيان اعمال المتوكلين، ط: دار المعرفة۔

نفع متعین نہ ہو مضاربت میں

''مضاربت میں نفع متعین نہ ہو''عنوان کے تحت دیکھیں۔(٢٣٣/٦)

نفع نقصان مضاربت میں

''مضاربت میں نفع نقصان''عنوان کے تحت دیکھیں۔(٢٣٢/٦)

نفع نقصان میں مضارب کو شریک ٹھہرانا

مضارب نفع میں حسب معاہدہ شریک ہوتا ہے لیکن مضارب کو نقصان میں شریک کرنا یا اس کی شرط رکھنا باطل ہے، اس لئے مضارب کسی بھی صورت میں نقصان میں شریک نہیں ہوگا۔ (١)

نفع نہیں لے گا

''خرید کے دام پر دینا''عنوان کے تحت دیکھیں۔(٢٥٣/٣)

نقد

☆ ہر وہ عقد نقد ہے، جس میں ایجاب وقبول کرتے وقت نقد کا لفظ بولا جائے، مثلاً یہ چیز تین ہزار روپے میں لی ہے۔

☆ یا لیتے وقت قیمت پیش کر دی جائے کہ یہ ہزار روپے لے لو اور کپڑے کا یہ تھان دیدو۔

☆ یا مال کسی کے ہاتھ بھیجا جائے، اور اس سے کہا جائے کہ قیمت لے کر واپس آنا۔

☆ کچھ تصریح نہ کرے، مثلاً یوں کہے کہ یہ گھڑی سو کی خریدی۔

---

(١) تخریج کے لئے ''مضارب کو نقصان کا ضامن ٹھہرانا''عنوان کے تحت دیکھیں۔

☆ جو مال، ریلوے، ٹرک، ڈاک، یا بائع کے نمائندہ کے ہاتھ منگوایا جائے۔

☆ مطلقا عقد کر کے مال لے لیا، مثلا ایک تھان کپڑا دو ہزار میں طے کر کے مال اٹھالیا اور چلا گیا بائع نے کچھ مزاحمت نہیں کی۔

پہلی تین صورتیں یقینی طور پر نقد ہیں، اور آخری تین صورتیں یقینی طور پر نقد تو نہیں لیکن نقد کے حکم میں ہیں، لہٰذا اگر اسی مجلس میں قیمت کا ذکر ہوا، کہ بائع نے پوچھا قیمت کب دیں گے؟ یا خریدار نے خود ہی کہا: مہینہ کے آخر میں دوں گا تو سودا ادھار ہو جائے گا ورنہ نقد ہی رہے گا،

☆ زید نے مال خریدا اور کہا کہ جب تم آدمی بھیجو گے یا حساب کر کے دو گے رقم بھیج دی جائے گی تو یہ نقد ہے۔[1]

☆ نقد اس کرنسی کو کہتے ہیں جس کے ذریعے لین دین ہوتا ہو، خواہ سونے کی بنی ہو یا چاندی کی یا ان کے علاوہ کسی دوسری چیز سے بنی ہو۔

عمدہ اور ردی، صحیح اور فاسد کلام کے درمیان امتیاز کرنے کے فن کو بھی ''نقد''

---

(۱) البیع المطلق ینعقد معجلاً أما إذا جری العرف فی محل علی أن یکون البیع المطلق مؤجلاً أو مقسطا بأجل معلوم ینصرف البیع المطلق إلی ذلک الأجل، مثلاً لو اشتری رجل من السوق شیئاً بدون أن یذکر تعجیل الثمن ولا تأجیله لزمه علیه أداء الثمن فی الحال، أما إذا جری العرف والعادة فی ذلک المحل بإعطاء جمیع الثمن أو بعض معین منه بعد اسبوع أو شہر لزم اتباع العادة والعرف فی ذلک۔ (شرح المجلة لرستم باز: (۱/ ۱۰۲)، المادة: ۲۵۱، البیوع، الباب الثالث: فی بیان المسائل المتعلقة بالثمن، الفصل الثانی: فی بیان المسائل المتعلقة بالنسیئة والتأجیل، ط: فاروقیه کوئٹه)

شرح المجلة للاتاسی: (۲/ ۱۷۰)، المادة: ۲۵۱، أیضاً، ط: رشیدیه۔

درر الحکام إلی مجلة الاحکام: (۱/ ۲۲۳)، المادة: ۲۵۱، أیضاً، ط: دار عالم الکتاب / سلطانیه کوئٹه۔

تقسیم البیع باعتبار کیفیة الثمن: ۱۔ منجز الثمن، وهو ما لا یشترط فیه تاجیل الثمن، ویسمی بیع النقد، أو البیع بالثمن الحال۔ (الموسوعة الفقهیة (۹/ ۹) مادة: البیع، تقسیم البیع، ط: وزارة الأوقاف والشؤون الإسلامیة)

کہتے ہیں۔ (١)

نقد خرید کر نفع کے ساتھ ادھار بیچنا

مثلاً زید نے بکر سے کہا عمر جو مال بیچتا ہے میں اسے خریدنا چاہتا ہوں، مگر میرے پاس نقد رقم نہیں ہے اور عمر ادھار پر بیچتا نہیں ہے، لہذا آپ عمر سے مال نقد خرید کر مجھ پر نفع کے ساتھ ادھار میں فروخت کردیں، اگر بکر عمر سے مال خرید کر قبضہ کر کے نفع کے ساتھ قیمت مقرر کر کے زید پر ادھار فروخت کردے تو یہ معاملہ جائز ہے۔ (٢)

نقد رقم حاصل کرنے کا طریقہ

''نقد رقم کے لئے منصوبہ کے ساتھ خرید و فروخت کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (٣٧٦/٦)

نقد رقم قرض دینے کی بجائے کوئی چیز مہنگی بیچ دینا

مثلاً ایک آدمی نے کسی سے پانچ ہزار روپے قرض لینا چاہا، اور اس نے قرض کی رقم دینے کے بجائے ایک کپڑا ساڑھے پانچ ہزار روپے میں اس کے ہاتھ ادھار فروخت کیا، حالانکہ بازار میں اس کپڑے کی قیمت پانچ ہزار ہے، ضرورت مند آدمی

---

(١) النقد: (في البيع) خلاف النسيئة ويقال: درهم نقد: جيد لا زيف فيه (ج) نقود۔ والعملة من الذهب أو الفضة وغيرها مما يتعامل به وفن تميز جيد الكلام من رديئه، وصحيحة من فاسده۔ (المعجم الوسيط: (٢/ ٩٤٣) باب النون، ط: دار الدعوة)

(٢) ومن اشترى شيئا وأغلى في ثمنه فباعه مرابحة على ذلك جاز (الفتاوى الهندية: (٣/ ١٦١) كتاب البيوع، الباب الرابع عشر: في المرابحة والتولية۔۔الخ، ط: رشيديه)

فالبيع ما شرع إلا لطلب الربح والفضل، فالفضل الذي يقابله العوض حلال، (المبسوط للسرخسي: (١٢/ ١١٩) كتاب البيوع، ط: دار المعرفة۔

وللبائع أن يبيع سلعته بما شاء من ثمن۔۔۔ ولا يمنع الشرع من أن يبيع المرء سلعة بثمن في حالة، وبثمن آخر في حالة آخر۔ (بحوث في قضايا فقهية معاصرة: (ص: ٨، ٩) أحكام البيع بالتقسيط، ط: دار العلوم كراچى)

نے کپڑا لیکر بازار جا کر پانچ ہزار میں فروخت کر دیا، اس صورت میں کپڑے بیچنے والے کو پانچ سو روپے کا فائدہ ہوا، اور ضرورت مند کو پانچ ہزار روپے ملے، اور کپڑا لینے والا پانچ ہزار کے بجائے ساڑھے پانچ ہزار روپے ادا کرے گا، تو اس کے بارے میں حکم یہ ہے کہ اس صورت میں قرض دے کر ضرورت مند کی خیر خواہی کے بجائے مفاد پرستی واضح طور پر نظر آتی ہے لیکن بیع کی جملہ شرائط موجود ہونے کی وجہ سے یہ بیع (خرید و فروخت) جائز ہے، اس سے مشتری کی ضرورت پوری ہو جاتی ہے، اور بائع (بیچنے والے کے لئے) کو ادھار پر فروخت کرنے کی وجہ سے نقد کی نسبت سے زیادہ قیمت مقرر کرنا بھی جائز ہے لیکن یہ طریقہ پسندیدہ نہیں ہے، یہ انسانیت اور مروت کے خلاف ہے۔(۱)

نقد رقم کے لئے منصوبہ کے ساتھ خرید و فروخت کرنا

عام طور پر نقد رقم کے لئے اس طرح منصوبہ بناتے ہیں، مثلاً زید کو کاروبار کے لئے نقد رقم کی ضرورت ہے، وہ بکر سے کہتا ہے کہ آپ کے پاس رقم ہے، آپ عمر کی دکان سے اتنا مال خرید لو، میں وہ مال آپ سے چھ مہینے کے ادھار پر دس فیصد

(۱) كان يحتاج المديون، فيأبى المسؤل أن يقرض بل أن يبيع ما يساوى عشرة بخمسة عشر إلى أجل، فيشتريه المديون، ويبيعه في السوق بعشرة حالة، ولا بأس في هذا، فإن الأجل قابله قسط من الثمن، والقرض غير واجب عليه دائما بل هو مندوب، فإن تركه بمجرد رغبة منه إلى زيادة الدنيا فمكروه أو لعارض يعذر به فلا ... وما لم ترجع إليه العين التي خرجت منه لا يسمى بيع العينة، لأنه من العين المسترجعة لا العين مطلقا وإلا فكل بيع بيع العينة۔ (فتح القدير: (۷/۱۹۹) كتاب الكفالة، ط: رشيديه)

فإن لم يعد كما إذا باعه المديون في السوق فلا كراهة فيه بل خلاف الأولى، فإن الأجل قابله قسط من الثمن والقرض غير واجب عليه دائما بل هو مندوب، وما لم ترجع إليه العين التي خرجت منه لا يسمى بيع العينة، لأنه من العين المسترجعة لا العين مطلقا وإلا فكل بيع بيع العينة وأقره في البحر والنهر والشرنبلالي وهو ظاهر، وجعله السيد أبو السعود محمل قول أبي يوسف، وحمل قول محمد والحديث على صورة العود۔ (شامي: (۵/۳۲۶) كتاب البيوع، باب المتفرقات، مطلب بيع العينة، ط: سعيد)

البحر الرائق: (۶/۲۳۵) كتاب الكفالة۔ فصل: ولو أعطى المطلوب الكفيل، ط: سعيد۔

اضافی منافع پر خریداوں گا چنانچہ بکر نے وہ مال عمر سے خرید کر زید کو دے دیا، پھر زید نے وہی مال عمر کو اتنی رقم یا اس سے کم رقم میں فروخت کر دیا، اور اس سے رقم وصول کر کے اپنی ضرورت پوری کر لی۔

واضح رہے کہ زید، بکر اور عمر کے درمیان پہلے سے اس طرح معاملہ کرنے کی بات طے ہوتی ہے، اور ایسا کرنے کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ آج کل ضرورت کے وقت کوئی بھی رقم ادھار دینے کے لئے تیار نہیں ہوتا، اور نقد حاصل کرنے کے لئے لوگ اس طرح معاملہ کرتے ہیں، اس بارے میں شرعی حکم یہ ہے کہ پہلا عقد بکر اور عمر کے درمیان نقد قیمت پر مال کی خرید و فروخت کا ہے، ان دونوں نے جب آپس میں ایجاب اور قبول سے نقد قیمت پر مال بیچنے اور خریدنے کا معاملہ کیا ہے تو یہ شرعا جائز ہے، اس میں کوئی قباحت نہیں۔ (۱)

دوسرا عقد بکر اور زید کے درمیان ہوا ہے، اگر بکر نے اسی خریدے ہوئے مال پر باضابطہ قبضہ کرنے کے بعد ادھار پر اضافی قیمت کے ساتھ فروخت کیا، اور زید نے اپنی خوشی سے اسی قیمت پر قبول کیا تو شرعا یہ معاملہ بھی درست ہے، (۲)

---

(۱) البیع ینعقد بإیجاب وقبول۔ (شرح المجلة لرستم باز: (۱/ ۲۱)، رقم المادة: ۱۶۷، الکتاب الأول: فی البیوع، الباب الأول، الفصل الأول فیما یتعلق برکن البیع، ط: مکتبه فاروقیه۔

الهدایة: (۳/ ۱۹)، کتاب البیوع، ط: رحمانیه۔

حاشیه الشلبی علی التبیین: (۴/ ۴) کتاب البیوع، ط: امدادیه ملتان۔

(۲) ومن اشتری شیئاً وأغلی فی ثمنه فباعه مرابحة علی ذلک جاز۔ (الفتاوی الهندیة: (۳/ ۱۶۱) کتاب البیوع، الباب الرابع عشر فی المرابحة والتولیة، ط: رشیدیه)

وإذا عقد العقد علی أنه إلی أجل کذا و کذا وبالنقد بکذا، أو قال: إلی شهر بکذا أو إلی شهرین بکذا، فهو فاسد، لأنه لم یعاطه علی ثمن معلوم، ونهی ﷺ عن شرطین فی بیع، وهذا هو تفسیر الشرطین فی البیع ومطلق النهی یوجب الفساد فی العقود الشرعیة۔ وهذا إذا افترقا علی هذا، فإن کان یتراضیان بینهما ولم یتفرقا حتی قاطعه علی ثمن معلوم وأتما العقد علیه، فهو جائز، لأنهما ما افترقا إلا بعد تمام شرط صحة العقد۔ (المبسوط للسرخسی: (۱۳/ ۸)، کتاب البیوع، باب البیوع الفاسدة، ط: دار المعرفة)=

لیکن اگر پہلے عقد میں بائع عمر نے یہ شرط لگائی کہ یہ مال بیچنا ہو تو مجھے ہی بیچا جائے، اسی طرح دوسرے عقد میں اگر بائع بکر نے یہ شرط لگائی کہ یہ مال عمر ہی کو بیچا جائے تو چونکہ اس طرح کی شرط رکھنے سے عقد فاسد ہو جاتا ہے، اس لئے اگر ایسی شرط لگائی گئی ہو تو یہ معاملہ درست نہیں ہوگا۔ (١)

نقد کاروبار کی شرط رکھنا مضاربت میں

"مضاربت میں نقد کاروبار کرنے کی شرط ہو" عنوان کے تحت دیکھیں۔

نقد کا لفظ تین معنی کے لئے استعمال ہوتا ہے

نقد کا لفظ تین معنی کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ اور وہ یہ ہیں:

① سونے اور چاندی کی دھاتیں خواہ وہ ڈلی کی شکل میں ہوں یا ڈھلے ہوئے سکوں کی صورت میں ہوں، فقہاء کرام کی عبارات میں "النقدان" کا لفظ سونے چاندی کے لئے کثرت سے استعمال ہوا ہے۔

② سونے چاندی کے سکوں کے لئے نقد کا لفظ استعمال ہوتا ہے، چاہے وہ عمدہ ہوں یا عمدہ نہ ہوں، سونے چاندی کے علاوہ کسی دوسری دھات سے بنے ہوئے سکوں کو "فلوس" کہتے ہیں، اس معنی کے اعتبار سے "فلوس" "نقد" میں شامل نہیں۔

③ ہر وہ چیز جو اشیاء اور خدمات کے عوض میں دی جائے، خواہ وہ سونا ہو یا

= أما الأئمة الأربعة وجمهور الفقهاء المحدثين، فقد أجاز والبيع المؤجل بأكثر من سعر النقد بشرط أن يبت العاقدان بأنه بيع مؤجل بأجل معلوم وبثمن متفق عليه عند العقد۔ (بحوث في قضايا فقهية معاصرة: (ص: ٧) احكام البيع بالتقسيط، زيادة الثمن لأجل الأجل، ط: دار العلوم كراجي)

(١) (ولا بيع بشرط)... (لا يقتضيه العقد ولا يلائمه وفيه نفع لأحدهما)۔ (الدر مع الرد: (٥/ ٨٤، ٨٥) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: سعيد۔

البحر الرائق: (٦/ ٨٤، ٨٥)، كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: سعيد۔

الهندية: (٣/ ١٣٤)، كتاب البيوع الباب العاشر: في الشروط التي تفسد البيع والتي لا تفسده، ط: رشيديه۔

چاندی، چمڑا ہو یا پیتل اور کاغذ وغیرہ بشرطیکہ اس کو عام طور پر قبولیت حاصل ہو موجودہ دور میں ''زر'' اور ''نقد'' کا لفظ اس تیسرے معنی کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ (۱)

نقدلین دین لکھنے کی ضرورت نہیں

نقد لین دین میں فریقین کے درمیان اختلاف اور جھگڑا کا اندیشہ کم ہوتا ہے اس لئے قرآن مجید نے لکھنے کا حکم نہیں دیا، البتہ اگر فروخت کی گئی چیز بڑی مالیت کی ہو تو رسید کا اہتمام ضروری کرنا چاہیے تاکہ بعد میں کوئی نقص سامنے آئے تو مشتری کے پاس خریداری کا ثبوت موجود ہو جو فروخت کرنے والے کے سامنے پیش کیا جاسکے جبکہ حضرت عداء بن خالد بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک غلام یا لونڈی خریدی اور آپؐ نے ثبوت کے طور پر مجھے یہ تحریر دی:

هذا ما اشترى العداء بن خالد بن هوذة من محمد رسول الله صلى الله عليه وسلم اشترى منه عبدا أو أمة لا داء ولا غائلة ولا خبثة بيع المسلم المسلم۔ (۲)

یہ وہ خریداری ہے جو عداء بن خالد بن ہوذہ نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ

---

(۱) والنقد في الاصطلاح يأتي بمعان: الأول: انها المعدني الذهب والفضة ومن هنا يكثر في كلام الفقهاء المتقدمين "النقدان" ــ بالتثنية ــ إشارة إلى المعدنين۔ ويطلق الاسم عليها سواء أكانا مضروبين "أي مسكوكين" أم غير مضروبين بأن كانا سبائك أو تبرا أو حليا أو غير ذلك ـ فاما في المسكوكين فكثير۔ الثاني: انها اسم من الذهب والفضة خاصة، أطلق عليها الإسم لانها هي التي كانت تنقد في الاثمان عادة۔ سواء دفعت حالا أو بعد أمد، جيدة أو غير جيدة، دون غيرهما مما يستعمل للتبادل۔ ومن عباراتهم الدالة على ذلك قول السرخسي في المبسوط: "ان الفلوس تروج في ثمن الخسيس من الأشياء دون النفيس بخلاف النقود" فباين بين الفلوس وبين النقود... الثالث: أنه اسم لكل ما يستعمل وسيطاً للتبادل سواء كان من ذهب أو فضة أو نحاس أو جلود أو ورق أو غير ذلك إذا كان يلقى قبولا عاما... وهذا الاصطلاح الثالث هو ما جرى عليه الاستعمال في هذا العصر۔ (الموسوعة الفقهية: (۱۷۳/۴۱) حرف النون، مادة: نقود، ط: وزارة الأوقاف والشئون الاسلامية، الكويت)

(۲) جامع الترمذي: (۲۳۰/۱) ابواب البيوع، باب ما جاء في كتابة الشروط، ط: سعيد۔

وسلم سے کی ہے، اس نے آپ سے ایک ایسا غلام یا لونڈی خریدی ہے جس میں نہ کوئی عیب ہے اور نہ ہی اخلاقی برائی اور دھوکہ دہی ہے یہ ایک مسلمان کی مسلمان کے ساتھ بیع ہے۔

نقد معاملہ ہوگا

اگر بیع کرتے وقت ''نقد'' کا لفظ بول دیا یا قیمت ادا کر دی، یا بینک وغیرہ کے ذریعہ قیمت وصول ہوگئی، یا نقد و ادھار کی صراحت نہ کی، اور مال لے لیا، تو ان تمام صورتوں میں معاملہ نقد ہوگا، اور بائع (سیلر) کو ہر وقت قیمت کا مطالبہ کرنے کا حق حاصل ہوگا۔ (۱)

نقد میں اتنی اور ادھار میں اتنی قیمت ہے

''قیمت متعین ہونا ضروری ہے'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۴۲/۵)

نقد میں قیمت کم ادھار میں زیادہ لینا

نقد میں قیمت کم اور ادھار میں زیادہ لینا جائز ہے، البتہ ادھار ہونے کی

---

(۱) البيع المطلق ينعقد معجلاً أما إذا جرى العرف في محل على أن يكون البيع المطلق مؤجلاً أو مقسطا بأجل معلوم ينصرف البيع المطلق إلى ذلك الأجل، مثلاً لو اشترى رجل من السوق شيئاً بدون أن يذكر تعجيل الثمن ولا تأجيله لزمه عليه أداء الثمن في الحال، أما إذا جرى العرف والعادة في ذلك المحل بإعطاء جميع الثمن أو بعض معين منه بعد أسبوع أو شهر لزم اتباع العادة والعرف في ذلك۔ (شرح المجلة لرستم باز: (۱/ ۱۰۲)، المادة: ۲۵۱، البيوع، الباب الثالث: في بيان المسائل المتعلقة بالثمن، الفصل الثاني: في بيان المسائل المتعلقة بالنسيئة والتأجيل، ط: فاروقيه كوئته)

▭ شرح المجلة للاتاسي: (۲/ ۱۷۰)، المادة: ۲۵۱ أيضاً، ط: رشيديه۔)

▭ درر الحكام إلى مجلة الأحكام: (۱/ ۲۳۲)، المادة: ۲۵۱ أيضاً، ط: دار عالم الكتاب/ سلطانيه كوئته۔

▭ تقسيم البيع باعتبار كيفية الثمن: ۱۔ منجز الثمن، وهو ما لا يشترط فيه تأجيل الثمن، ويسمى بيع النقد، أو البيع بالثمن الحال۔ (الموسوعة الفقهية (۹/ ۹) مادة: البيع، تقسيم البيع، ط: وزارة الأوقاف والشؤون الإسلامية)

صورت میں مجلس عقد میں ادھار کی کل قیمت، مدت اور قسط مقرر کرنا ضروری ہے۔ (۱)

نقصان ایک چیز میں کر کے دوسری چیز میں تلافی کرنا ۳۸۱

''ایک چیز میں نقصان کر کے دوسری چیز میں تلافی کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۷۹/۱)

نقصان کا تاوان تمام شرکاء پر ہوتا ہے

اگر چند افراد مل کر شراکت کے طور پر کام کر رہے ہیں اور اس میں نقصان ہوا، تو تاوان تمام شرکاء پر رقم کے تناسب سے تقسیم ہوگا، اگر تمام شرکاء کی رقم برابر ہے تو تاوان بھی تمام شرکاء پر برابر تقسیم ہوگا، اگر تمام شرکاء کی رقم برابر نہیں ہے تو نقصان تمام شرکاء میں برابر تقسیم نہیں کیا جائے گا بلکہ اصل رقم کے تناسب سے تقسیم کیا جائے گا۔

مثلاً پانچ افراد شریک ہیں اور ہر ایک نے ایک ایک لاکھ جمع کئے اور اتفاقاً ایک لاکھ کا نقصان ہوا تو صرف ایک شریک کو ذمہ دار ٹھہرانا درست نہیں ہوگا بلکہ ہر ایک شریک بیس ہزار کا ذمہ دار ہوگا۔

اور اگر ایک کاروبار میں پانچ افراد شریک ہیں اور ایک شریک نے دو لاکھ جمع کئے اور دو شریکوں نے ایک ایک لاکھ جمع کئے اور دوسرے دو شریکوں نے پچاس پچاس ہزار جمع کئے، اور اتفاقاً ایک لاکھ کا نقصان ہوا تو دو لاکھ والے چالیس ہزار کا اور ایک ایک لاکھ والے بیس بیس ہزار کے اور پچاس پچاس ہزار والے دس دس ہزار کے ذمہ دار ہوں گے۔ (۲)

---

(۱) تخریج کے لئے ''ادھار میں قیمت زیادہ لینا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

(۲) مطلب اشتراط الربح متفاوتا صحیح، بخلاف اشتراط الخسران: ... فما کان من ربح فهو بینهما علی قدر رؤوس أموالهما، وما کان من وضیعة أو تبعة فکذلک، ولا خلاف ان اشتراط الوضیعة بخلاف قدر رأس المال باطل، واشتراط الربح متفاوتا عندنا صحیح۔ (شامی: (۳۰۵/۴)، کتاب الشرکة، ط: سعید)=

نقصان کا سودا ہے

خریدار نے بائع (بیچنے والے) سے اقالہ کا مطالبہ کرتے ہوئے کہا کہ یہ نقصان کا سودا ہے، تو بائع نے کہا اس کو بیچو! جو نقصان ہوگا وہ میں ادا کروں گا، خریدار نے فروخت کیا اور نقصان اٹھایا تو بائع پر کچھ دینا لازم نہیں ہوگا۔ کیونکہ اقالہ نہیں ہوا اور خریدار اس چیز کا مالک رہا، اور نقصان بھی اسی کا ہوگا بائع کا نہیں، ہاں اگر اقالہ ہوجاتا تو اس صورت میں نقصان کا ذمہ دار بائع ہوتا۔ (۱)

نقصان کا عوض مشتری سے لینا

اگر اقالہ میں بائع (سیلر) کے مالی نقصان ہونے کی صورت میں وہ مشتری سے اس کا عوض لینا چاہے تو یہ شرعاً جائز نہیں ہے، بلکہ مشتری (خریدار) مبیع (بیچی گئی چیز) واپس کرے گا اور بائع نے جو ثمن لیا تھا وہ پورا پورا واپس کرے گا اس میں کانٹ چھانٹ کر کم کر کے واپس کرنا جائز نہیں، اور نقصان کی تلافی مشتری سے کرنا جائز نہیں ہے۔ (۲)

= شرح المجلة لرستم باز: (۲/ ۵۷۲)، المادة: ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، أنواع الشركات، الباب السادس: في بيان شركة العقد، الفصل السادس في شركة العنان، المبحث الأول... ط: فاروقيه كوئثه۔
شرح المجلة للاتاسي (۴/۲۹۳، ۲۹۴)، المادة: ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، أيضاً، ط: رشيديه۔

(۱) (سئل): في رجل باع ثمرة كرمه البارزة من زيد فقال زيد إنها تخسر فقال البائع: بعها فإن خسرت فعلي فباعها ويزعم أنه خسر وأنها تلزم البائع فهل لا تلزمه؟ (الجواب): نعم قال المشتري إنه يخسر فيه فقال البائع: بعه فإن خسر فعلي فباع لا يلزمه شيء۔ بزازية من نوع الإقالة۔ (تنقيح الفتاوى الحامدية: (۱/ ۲۶۰) كتاب البيوع، ط: امداديه)

قال المشتري أنه يخسر فقال البائع: بعه فإن خسر فعلي فباع فخسر لا يلزمه شيء۔ (الفتاوى البزازية على هامش الهنديه: (۴/ ۳۷۱) كتاب البيوع، الثاني فيما يكون بيعاً... الخ، ط: رشيديه۔
شامي: (۵/ ۱۲۰) كتاب البيوع، باب الإقالة، ط: سعيد۔

(۲) (فرع) باع صابوناً رطباً تقايلا بعد ما جف فنقص وزنه لا يجب على المشتري شيء لأن كل المبيع باق۔ (فتح القدير: (۶/ ۴۵۲)، كتاب البيوع، باب الإقالة، ط: رشيديه جديد)=

اور اگر بائع اقالہ کرنے کی صورت میں نقصان ہونے کی وجہ سے اقالہ پر راضی نہیں، اور مشتری نقصان کا ازالہ کر کے بھی اقالہ کرنا چاہتا ہے اور جس طرح بھی ممکن ہو وہ اس سودے سے جان چھڑانا چاہتا ہے تو اس طرح کرنا ممکن ہے کہ مثلاً پچاس ہزار کا نقصان بائع کو پہنچا ہے یعنی مارکیٹ میں قیمت گرنے کی وجہ سے اگر مبیع (بیچی گئی چیز) واپس لے کر فروخت کرے گا تو پچاس ہزار کم میں فروخت ہوگی، تو اس صورت میں اقالہ کرنے سے پہلے بائع مشتری سے پچاس ہزار روپے قرض لے، اور اس کے بعد مشتری اپنے اس قرض سے بائع کو بری کردے (معاف کردے)، پھر بائع مبیع کا اقالہ ثمن اول (سودے کے وقت طے کی گئی رقم) پر کر کے بیعانہ کی رقم بھی مشتری کو واپس کردے، اس طرح اقالہ بھی صحیح ہوجائے گا اور بائع کے نقصان کی بھی تلافی ہوجائے گی، اور مشتری کا مقصد بھی پورا ہوجائے گا۔[1]

نقصان کا مطلب موجودہ دور میں

''وعدۂ بیع کے نقصانات کا حکم'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۴۳۰/۶)

نقصان کر کے تلافی کرنا

''ایک چیز میں نقصان کر کے دوسری چیز میں تلافی کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۷۹/۱)

= البحر الرائق: (۱۷۵/۶)، کتاب البیوع، باب الإقالة، ط: رشیدیه۔

الفتاوی الهندیة: (۱۳۶/۳)، کتاب البیوع، قبیل احادی عشر، ط: رشیدیه۔

(۱) الساقط لایعود۔ (الأشباه والنظائر: (ص: ۳۱۱) الفن الثالث، بیان ان الساقط لایعود، ط: قدیمی)

الساقط لایعود کما ان المعدوم لایعود... ویتفرع علیها مسائل... ومنها لو ابرأ الدائن مدیونه من الدین الذی علیه سقط الدین، ولاتسمع الدعوی به۔ (شرح المجلة لسلیم رستم باز: (۳۰/۱) المادة: ۵۱، المقالة الثانیة، ط: دار الکتب العلمیة بیروت)

شامی: (۶۲۳/۵) کتاب الاقرار، فصل فی مسائل شتی، ط: سعید۔

نقصان کی تلافی کی شرط لگانا خراب ہونے والی چیز فروخت کرتے وقت

''خراب ہونے والی چیز فروخت کرتے وقت شرط لگائی'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

نقصان کی ذمہ داری شراکت میں

جس طرح کاروبار میں نفع ہوتا ہے اسی طرح کاروبار میں نقصان کا احتمال بھی ہوتا ہے۔ اور اصل سرمایہ ڈوب جانے کو نقصان کہتے ہیں۔ نقصان کی ذمہ داری کے سلسلے میں مندرجہ ذیل امور کا خیال رکھا جائے گا۔

① نقصان ہمیشہ کاروبار میں لگے ہوئے سرمایہ کی نسبت سے تقسیم کیا جائے گا۔ اور ہر شریک اپنے نسبتی حصہ کے نقصان کی ذمہ داری سے نہیں بچ سکتا۔ (۱)

② جس فریق نے کاروبار میں سرمایہ نہیں لگایا، اس کو نقصان برداشت کرنا نہیں ہوگا جیسا کہ مضاربت میں مضارب کو نقصان برداشت کرنا نہیں ہوگا۔ (۲)

---

(۱) الضرر والخسارة التي تحصل بلا تعد ولا تقصير تقسم في كل حال بنسبة مقدار رؤس الأموال... لحديث: الربح على ما شرطا والوضيعة على قدر المالين۔ (شرح مجلة لرستم باز: (۵۷۴/۲) المادة: ۱۳۶۹، الكتاب العاشر في أنواع الشركات، الباب السادس، الفصل السادس في شركة العنان، المبحث الأول، ط: مكتبة فاروقيه)

فتح القدير: (۱۶۵/۶) كتاب الشركة، فصل: ولا تنعقد الشركة إلا بالدراهم والدنانير، ط: رشيديه جديد۔

حاشية الشلبي على تبيين الحقائق: (۳۲۰/۳) كتاب الشركة، ط: امداديه ملتان۔

(۲) يعود الضرر والخسارة في كل حال على رب المال وإذا شرط أن يكون مشتركا بينهما فلا يعتبر ذلك الشرط۔ (شرح المجلة لرستم باز: (۵۹۳/۲) المادة: ۱۴۲۸، الكتاب العاشر في أنواع الشركات، الباب السابع في حق المضاربة، الفصل الثالث في بيان احكام المضاربة، ط: مكتبة فاروقيه)

يعود الضرر والخسارة في كل حال على رب المال إذا تجاوز الربح إذ يكون الضرر والخسارة في هذا الحال جزء ا هالكا من المال فلذلك لا يشترط على غير رب المال ولا يلزم به آخر۔ (درر الحكام شرح مجلة الأحكام: (۴۵۹/۳) شرح المادة: ۱۴۲۸، ايضا، ط: دار الجيل)

مجمع الأنهر: (۳۵۸/۳) كتاب المضاربة، قبيل فصل، ط: دار الكتب العلمية۔

مسلسل ہونے والے نقصان کو آئندہ ہونے والے منافع سے آہستہ آہستہ منہا کیا جاسکتا ہے، اور اس طریقے سے نقصان کا ازالہ کیا جاسکتا ہے۔ (۱)

نقصان کی وصولی ملاوٹ کے بقدر

"ملاوٹ کے بقدر نقصان کی وصولی" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۸۸/۶)

نقلی چیز اصلی ڈیزائن میں فروخت کرنا

بازار میں ایک چیز کمپنی کی اصلی ہوتی ہے، اور دوسری چیز اس کی نقل بکتی ہے، اس طرح گاہک کو دھوکے سے نقلی چیز دے دیتے ہیں، چیز پہ ڈیزائن بالکل اصلی چیز کا ہوتا ہے اور پیکٹ بھی اسی طرح کا بنایا جاتا ہے، لیکن اگر گاہک پڑھا لکھا نہیں ہے تو اسکو دکاندار نقلی چیز دے دیتا ہے، اور وہ دکاندار پر اعتماد کر کے لے جاتا ہے، اور بعض دفعہ نام بھی ایک ہوتا ہے، تو اس طرح نقلی چیز کو اصلی کہہ کے فروخت کرنا دھوکہ ہونے کی وجہ سے ناجائز اور حرام ہے اور ایسی آمدنی میں خبث اور بے برکتی ہوتی ہے، (یاد رہے کہ جو دھوکہ کرتا ہے اس کے ساتھ بھی ایک دن دھوکہ ہوتا ہے پھر سنبھلنا مشکل ہوتا ہے، اس وقت افسوس کے علاوہ کچھ بھی باقی نہیں رہتا) اگر گاہک کو معلوم ہوجائے کہ یہ نقلی ہے تو خریدا ہوا مال دکاندار کو واپس کرسکتا ہے اور بیع (سودا) فسخ

---

(۱) وإن قسم الربح وبقيت المضاربة ثم هلك المال أو بعضه ترادا الربح ليأخذ المالك رأس المال وما فضل بينهما۔ (الدر المختار مع الرد: (۶۵۶/۵) كتاب المضاربة، قبيل فصل في المتفرقات، ط: سعيد)

والأصل أن تقسيم الربح قبل قبض رب المال رأس ماله موقوف إن قبض رأس المال صحت القسمة وإن لم يقبض بطلت۔ وذلك لو بقيت المضاربة بعد تقسيم الربح وتلف مؤخرا كل رأس المال أو بعضه ليرد الربح المأخوذ ويعاد إلى رأس المال ويكمل رأس المال رب المال وإذا زاد شيء عن ذلك فيأخذ رب المال والمضارب على الوجه المشروط۔ (درر الحكام شرح مجلة الأحكام: (۳۵۸/۳) شرح المادة: ۱۴۲۷، كتاب الشركة، الباب السابع: حق المضاربة، ط: دار الجيل)

مجمع الأنهر: (۳۵۹/۳) كتاب المضاربة، قبيل فصل، ط: دار الكتب العلمية۔

(ختم) کرسکتا ہے۔ (۱)

٣٨٦ نکاح کافر

''کافر کا نکاح'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۶۷/۵)

نگران مقرر کیا تھا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بازاروں میں

'' تجارت کی اجازت کے لئے مسائل سے واقف ہونا ضروری ہے'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۶۰/۲)

نگرانی

دکان اور کارخانہ میں فروخت کرنے والی جماعت یا ملازمین کی نگرانی بھی ضروری ہے لیکن اسلام نے نگرانی کا طریقہ غیروں کی طرح کیمرہ وغیرہ نہیں سکھایا، بلکہ اسلام نے نگرانی کا طریقہ یہ سکھایا کہ دل میں اللہ تعالیٰ کا خوف ہو اور خود احتسابی کا عمل جاری ہو، تو اس سے دھوکہ، فریب، جھوٹ اور خورد برد سب سے نجات مل

---

(۱) "من غش فليس منا"... (جامع الترمذی: (۲۴۵/۱)، ابواب البیوع، باب ماجاء فی کراهية الغش فی البیوع، ط: قدیمی۔

صحیح مسلم: (۹۵/۱)، کتاب الایمان، باب قول النبی ﷺ: من غشنا فليس منا، ط: رحمانیہ۔

قال ابن أبی أوفی: الناجش آكل الربوا، خائن، وهو خداع باطل لا يحل، قال النبی ﷺ: الخديعة فی النار... (صحیح البخاری: (۵۶۹/۱)، رقم الحدیث: ۲۱۴۲، کتاب البیوع، باب النجش... ط: الطاف اینڈ سنز۔

قال العبد الضعيف:... "من علم بسلعته عيبا لم يجز بيعها حتى يبينه للمشتری، فان لم يبينه فهو آثم عاص، نص عليه أحمد۔ لما روى حكيم بن حزام عن النبی ﷺ أنه قال: "البيعان بالخيار ما لم يتفرقا فان صدقا وبينا بورك لهما وان كذبا وكتما محق بركة بيعهما... قال الموفق۔ وأنه متى علم بالمبيع عيباً لم يكن عالماً به فله الخيار بين الامساک والفسخ... (اعلاء السنن: (۵۸/۱۴)، کتاب البیوع، باب خيار العيب، ط: ادارة القرآن۔

الدر مع الرد: (۴۷/۵)، کتاب البیوع، باب خيار العيب، ط: سعید۔

جائے گی۔ [1]

نگینہ والا زیور کا تبادلہ

''زیور جڑاؤ ہو'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۹۷/۴)

نماز اور کمائی

''حلال کمائی ایک فریضہ ہے'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۲۱/۳)

نماز کا اہتمام تجارت کے دوران

مسلمان پر متعین اوقات میں نماز ادا کرنا فرض ہے، [2] کاروبار کے دوران بھی نماز کا وقت آنے کی صورت میں جماعت کے ساتھ نماز ادا کرنا لازم ہے، کاروباری مصروفیات کی وجہ سے نماز چھوڑنا اور جماعت ترک کرنا درست نہیں بلکہ بہت بڑا گناہ ہے۔ [3]

---

(۱) عن شداد بن أوس عن النبی ﷺ قال: الکیس من دان نفسہ وعمل لما بعد الموت والعاجز من اتبع نفسہ ہواہا وتمنی علی اللہ، ہذا حدیث حسن۔ ومعنی قولہ من دان نفسہ یقول حاسب نفسہ فی الدنیا قبل أن یحاسب یوم القیامۃ۔ ویروی عمر بن الخطاب قال: حاسبوا أنفسکم قبل أن تحاسبوا وتزینوا للعرض الأکبر وإنما یخف الحساب یوم القیامۃ علی من حاسب نفسہ فی الدنیا۔ ویروی عن میمون بن مہران قال: لا یکون العبد تقیاً حتی یحاسب نفسہ کما یحاسب شریکہ من این مطعمہ وملبسہ۔ (جامع الترمذی: (۷۲/۲)، أبواب صفۃ القیامۃ، باب بلا عنوان، ط: قدیمی)

محاسبۃ النفس لابن أبی الدنیا: (ص: ۲۲)، ط: دار الکتب العلمیۃ۔

الفقہ الاقتصادی لعمر بن الخطاب: (ص: ۵۲۳)، الباب الثالث: مراقبۃ الدولۃ للاقتصاد، الفصل الأول، المبحث الأول: الحسبۃ ومراقبۃ الأسواق، ط: دار الاندلس الخضراء۔

(۲) قال اللہ تعالی: إن الصلاۃ کانت علی المؤمنین کتابا موقوتا۔ (سورۃ النساء: ۱۰۳)

(۳) (وتارکہا عمدا مجانۃ) أی تکاسلا فاسق (یحبس حتی یصلی) لأنہ یحبس لحق العبد فحق الحق أحق۔ وقیل یضرب حتی یسیل منہ الدم۔ وعند الشافعی یقتل بصلاۃ واحدۃ حدا وقیل کفرا (الدر المختار مع الرد: (۳۵۲/۱) کتاب الصلاۃ، ط: سعید) =

قرآن مجید میں ہے کہ "رِجَالٌ لَّا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَلَا بَيْعٌ عَن ذِكْرِ اللَّهِ" (۱) (اللہ تعالیٰ کے نیک بندے وہ ہیں جنہیں تجارت اور خرید وفروخت کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے ذکر (نماز) سے غافل نہیں کرتی۔

حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا نے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے دن سب لوگوں کو ایک میدان میں جمع کیا جائے گا۔۔۔ ایک پکارنے والا پکارے گا وہ لوگ کہاں ہیں جنہیں تجارت اور کاروباری لین دین کی مشغولیت اللہ کے ذکر سے غافل نہیں کرتی تھی؟ چنانچہ تھوڑے سے لوگ کھڑے ہوجائیں گے، اللہ تعالیٰ ان کو حساب کتاب کے بغیر جنت میں داخل فرما دیں گے، پھر سارے لوگ کھڑے ہوں گے ان کے ساتھ حساب و کتاب ہوگا (۲) اس لئے مسلمان تاجروں کو چاہیے کہ پہلی جماعت میں شریک ہوکر تمام لوگ ایک ساتھ نماز ادا کریں۔

= (فتسن أو تجب) ثمرته تظهر في الإثم بتركها مرة۔

قوله: بتركها مرة بلاعذر۔ هذا عند العراقيين۔ وعند الخراسانيين إنما يأثم إذا اعتاده (الدر المختار مع الرد: (۱/ ۵۵۳) كتاب الصلاة، باب الإمامة، مطلب في تكرار الجماعة في المسجد، ط: سعيد۔

حلبی کبیر: (ص: ۵۰۹) فصل في الإمامة، وفيها مباحث، ط: سہیل اکیڈمی۔

(۱) سورة النور آیت: (۳۷)

(۲) عن اسماء بنت يزيد قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم "يجمع الله الناس يوم القيامة في صعيد واحد يسمعهم الداعي وينفذهم البصر فيقوم منادى۔۔۔ فينادى أين الذين كانوا لا تلهيهم تجارة ولا بيع عن ذكر الله" فيقومون وهم قليل فيدخلون الجنة بغير حساب ثم يقوم سائر الناس فيحاسبون۔ (تفسير الدر المنثور (۶/ ۲۰۸) سورة النور آیت: ۳۷، ط: دار الفكر)

كنز العمال: (۱۵/ ۸۵۳) رقم الحديث: ۴۳۳۹۲، الكتاب الخامس من حروف الميم في المواعظ والحكم من قسم الأحوال، الفصل الثالث من الثلاثيات، ط: مؤسسة الرسالة۔

شعب الايمان للبيهقي: (۱/ ۴۵۳، ۴۵۴) رقم الحديث: ۶۹۳، العاشر من شعب الايمان: وهو باب في محبة الله عز وجل، فصل في ذكر اثار و اخبار وردت في ذكر الله عز وجل، ط: دار الكتب العلمية۔

نمائش میں سٹال لگانے کے لئے زیادہ آمد ورفت والی جگہ کا انتخاب

''زیادہ آمد ورفت والی جگہ کا انتخاب کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۹۲/۴)

نمبر اول کا مال چاہیے

''ایک نمبر کا مال چاہیے'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۳۸۷/۱)

نمبر خریدنا

موجودہ دور میں پیسوں کے عوض نمبر خریدے جاتے ہیں، اور نمبروں کا ٹوکن ملتا ہے اس کے بعد مقررہ وقت پر قرعہ اندازی کی جاتی ہے، اور جاری کئے گئے نمبروں میں سے ایک دو تین یا اس سے کچھ زیادہ خاص نمبر نکالے جاتے ہیں اور درجے کے حساب سے ان کو انعام دیا جاتا ہے اور باقی لوگوں کو کچھ نہیں ملتا، اور پیسے بھی ڈوب جاتے ہیں، یہ سراسر جوا ہے، شیطانی کام ہے، اس سے بچنا تمام مسلمانوں پر فرض ہے کاروبار بھی ناجائز اور آمدنی حرام ہے۔[1]

---

(۱) یا ایها الذین امنوا إنما الخمر والمیسر والأنصاب والأزلام رجس من عمل الشیطان فاجتنبوه لعلکم تفلحون (المائدة: ۹۰)

عن عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنه قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم: إن اللہ حرم علی أمتی الخمر و المیسر۔ (مسند احمد بن حنبل: (۱۲۴/۱۱) رقم الحدیث: ۶۵۶۴، مسند المکثرین من الصحابة، مسند عبد اللہ بن عمرو بن العاص، ط: مؤسسة الرسالة)

القمار کله من المیسر... وهو السهام التی یجیلونها فمن خرج سهمه استحق منه ما توجبه علامة السهم... وحقیقته تملیک المال علی المخاطرة، وهو أصل فی بطلان عقود التملیکات الواقعة علی الأخطار۔ (أحکام القرآن للجصاص: (۲۶۵/۲) المائدة: ۹۰، ط: دار الکتب العربی)

وسمی القمار قمارا؛ لأن کل واحد من المقامرین ممن یجوز أن یذهب ماله إلی صاحبه ویجوز أن یستفید مال صاحبه وهو حرام بالنص۔ (شامی: (۴۰۳/۶) کتاب الحظر والاباحة، فصل فی البیع، ط: سعید)

عن عباس قال: ان النبی صلی اللہ علیه وسلم قال: ان اللہ إذا حرم شیئا حرم ثمنه۔ (إعلاء السنن: (۱۱۳/۱۴) کتاب البیوع، باب حرمة بیع الخمر والمیتة والخنزیر والاصنام، ط: ادارة القرآن)

نمک لگائے ہوئے چمڑے کی خرید و فروخت

جس جانور کو شرعی طریقے سے ذبح کیا گیا ہے اس کے چمڑے کی خرید و فروخت دباغت سے پہلے اور دباغت کے بعد ہر حالت میں جائز ہے، البتہ مردار جانور کی کھال دباغت سے پہلے بیچنا اور خریدنا جائز نہیں ہے، اور چمڑے پر نمک لگانے سے دباغت ہوجاتی ہے اس لئے مردار جانور کی کھال پر نمک لگانے کے بعد بیچنا اور خریدنا جائز ہے۔ (۱)

نمونوں کے ہدیے

مختلف ادارے اپنی مصنوعات کے لئے نمونے خریداروں کو ہدیے کے طور پر دیتے ہیں تاکہ خریدار لوگ ادارے کی مصنوعات کے فوائد، خصوصیات، اور ان مصنوعات کے استعمال کے طریقے پہچان لیں، اب اس کی دو صورتیں ہیں۔

① ہدیہ لینے والا اس چیز کا خود خریدار ہو اور اس کا مقصد یہ ہو کہ خریدار چیز کو خریدنے سے پہلے اچھی طرح دیکھ لے، پھر اس سے مطمئن ہو کر اس کا سودا کرلے تو یہ ھبہ ہے، لینا اور دینا دونوں جائز ہے، البتہ ادارے کے لئے ضروری ہے کہ ساری

---

(۱) (وجلد ميتة قبل الدبغ لو بالعرض ولو بالثمن فباطل... (وبعده) الدبغ (يباع) إلا جلد انسان وخنزير وحية... (الدر مع الرد: (۷۳/۵)، كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: سعيد.

الهندية: (۱۱۵/۳) كتاب البيوع، الباب التاسع فيما يجوز بيعه وما لا يجوز الفصل الرابع: في بيع الحيوانات، ط: رشيديه.

استمتعوا بجلود الميتة إذا هي دبغت ترابا كان أو رمادا أو ملحا أو ما كان بعد أن يزيل صلاحه۔ (فتح القدير: (۹۵/۱)، كتاب الطهارة، باب الماء الذي يجوز به الوضوء وما لا يجوز، قبيل فصل: في البئر، ط: دار الفكر / رشيديه.

ثم الدباغ هو ما يمتنع عود الفساد إلى الجلد عند حصول الماء فيه، والدباغ على ضربين حقيقي و حكمي، فالحقيقي: هو أن يدبغ بشيئ له قيمة كالشب والقرظ والعفص، وقشور الرمان، ولحى الشجر والملح وما أشبه ذلك۔ (البحر الرائق: (۱۷۹/۱)، كتاب الطهارة، ط: رشيديه.

مصنوعات ان نمونوں کے معیار کے مطابق ہوں، ایسا نہ ہو کہ نمونے اعلیٰ معیار کے ہوں اور باقی مصنوعات گھٹیا معیار کی ہوں، ورنہ دھوکہ اور جھوٹ ہونے کی وجہ سے جائز نہیں ہوگا۔ (۱)

ہدیہ لینے والا خود خریدار نہیں ہے، بلکہ وہ دوسرے کو خریدنے میں رہنمائی یا مدد کرنے والا ہو، جیسے ڈاکٹر مریضوں کو دواؤں کے بارے میں رہنمائی کرتا ہے، اور ان کو ان کے مرض کے لحاظ سے دوائی لکھ کر دیتا ہے، تو اس کا حکم یہ ہے کہ اگر ڈاکٹر یا معالج نمونہ جاتی ہدیہ لینے سے احسان مند ہو کر ہدیہ کرنے والے ادارے کی ہی دوائی مریضوں کے لئے تجویز کرے جبکہ اس ادارے کی دواؤں سے دوسرے

---

(۱) کان رسول اللہ ﷺ یقبل الهدیة ویثیب علیها۔ (صحیح البخاری: (۳۵۲/۱)، کتاب الهبة... باب المکافأة فی الهبة، ط: قدیمی۔

أهدی إلی رجل شیئاً أو أضافه إن کان غالب ماله من الحلال فلا بأس۔ (الهندیة: (۳۴۲/۵)، کتاب الکراهیة، الباب الثانی عشر: فی الهدایا والضافات، ط: رشیدیه۔

البزازیة علی هامش الهندیة: (۳۶۰/۶)، کتاب الکراهیة، الفصل الرابع: فی الهدیة والمیراث، ط: رشیدیه۔

"من غش فلیس منا"... (جامع الترمذی: (۲۴۵/۱)، ابواب البیوع، باب ماجاء فی کراهیة الغش فی البیوع، ط: قدیمی۔

صحیح مسلم: (۹۵/۱)، کتاب الایمان، باب قول النبی ﷺ: من غشنا فلیس منا، ط: رحمانیه۔

قال ابن أبی أوفی: الناجش آکل الربوا، خائن، وهو خداع باطل لا یحل، قال النبی ﷺ: الخدیعة فی النار... (صحیح البخاری: (۵۶۹/۱)، رقم الحدیث: ۲۱۴۲، کتاب البیوع، باب النجش... ط: الطاف اینڈ سنز۔

قال العبد الضعیف:... "من علم بسلعته عیباً لم یجز بیعها حتی یبینه للمشتری، فان لم یبینه فهو آثم عاص، نص علیه أحمد۔ لما روی حکیم بن حزام عن النبی ﷺ أنه قال: "البیعان بالخیار مالم یتفرقا فان صدقا وبینا بورک لهما وان کذبا وکتما محق برکة بیعهما... قال الموفق۔ وأنه متی علم بالمبیع عیباً لم یکن عالماً به فله الخیار بین الامساک والفسخ... (اعلاء السنن: (۵۸/۱۴)، کتاب البیوع، باب خیار العیب، ط: ادارة القرآن۔

الدر مع الرد: (۴۷/۵)، کتاب البیوع، باب خیار العیب، ط: سعید۔

ادارے کی دوائیں زیادہ معیاری یا کم قیمت کی ہیں، اور ان کو نظر انداز کر کے ہدیہ دینے والے ادارے کی دوائی لکھ کر دیتا ہے تو اس قسم کا ہدیہ لینا جائز نہیں ہوگا کیونکہ اس سے مریضوں کا نقصان ہے اور نقصان پہنچانا جائز نہیں ہے۔

اور اگر ہدیہ دینے والے اداروں کی دوائی معیاری اور ضرورت ہونے کی بنا پر مریضوں کو لکھ کر دیتا ہے بلا ضرورت نہیں تو اس صورت میں نمونہ جاتی ہدیہ لینا جائز ہوگا۔(۱)

نمونہ دکھا کے بیع کرنا مال کے بغیر

بعض کاروباری لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ ان کے پاس مال موجود نہیں ہوتا، وہ اپنے پاس مال کا نمونہ (سیمپل) رکھتے ہیں، گاہک کو سیمپل دکھا کر سودا کر لیتے ہیں، اور معاملہ طے ہونے کے بعد دوسرے دکاندار یا مل والے سے مال خرید کر مہیا کرتے ہیں۔

اس بارے میں شرعی حکم یہ ہے کہ جو مال اپنے پاس موجود نہ ہو صرف اس کا سیمپل دکھا کر سودا کرنا جائز نہیں ہے، شرعاً یہ بیع منعقد نہیں ہوگی، کیونکہ ایسی چیز کا بیچنا جو اپنی ملکیت میں نہ ہو شرعاً جائز نہیں ہوتا، البتہ اس کی جائز صورت یہ ہے کہ دکاندار یا کاروباری حضرات گاہک سے نمونہ دکھا کر مال کا آرڈر لے لے، اور یہ بیع کا وعدہ

---

(۱) "ملعون من ضار مؤمناً أو مكر به رواه الترمذي: (مشكوة المصابيح: (ص:۴۲۸)، كتاب البيوع، باب مانهي عنه من التباجر... ط: قديمي۔

والأظهر أن الضرر يشمل البدني والمالي، والدنيوي والأخروي۔ (مرقاة المفاتيح: (۸/۴۷۷)، تحت رقم الحديث: ۵۰۴۲، باب مانهي عنه من التهاجر، ط: رشيديه۔

وما كان سببا للمحظور فهو محظور... وكل ما أدى إلى مالا يجوز لا يجوز... (الدر مع الرد: (۶/ ۳۵۰، ۳۶۰)، كتاب الحظر والإباحة، وفصل: في اللبس، ط: سعيد۔

شرح المجلة للاتاسي: (۱/ ۷۷، ۷۸)، المادة: ۳۴، ۳۵، القواعد، ط: رشيديه۔

ہوگا، بیع نہیں ہوگی، اور اس بیع پر احکام بھی جاری نہیں ہوں گے۔

مثلاً دکاندار گاہک سے یوں کہے کہ اس نمونہ کے مال کا آرڈر مجھے دے دو، میں اسے مہیا کر کے آپ کو دے دوں گا۔

اور اگر گاہک اس آرڈر پر مال کی قیمت کی رقم پہلے ادا کرے تو اس کے بارے میں صراحت کردیں کہ یہ امانت ہے یا قرض ہے، اور بیع (سودا) اس وقت ہوگی جس وقت مال وصول ہوگا، یا جس وقت آرڈر لیا جائے اس وقت بالکل پیسے نہ لیں، بلکہ مال دلانے کے بعد قیمت وصول کریں، ان دونوں صورتوں میں نمونہ دکھا کر معاملہ کرنا جائز ہوگا۔ (۱)

نمونہ دکھا کر خرید وفروخت کرنا

موجودہ دور میں کارخانوں میں جو اشیاء بنائی جاتی ہیں وہ کمپیوٹرائز نظام کے مطابق مشین سے بنائی جاتی ہیں، یا بنے ہوئے فریم یا ڈائی پر بنتی ہیں، اس لئے ان کی مصنوعات کو فروخت کرتے ہوئے نمونہ دکھانے پر اکتفاء کردیا جاتا ہے، اور خریدار اسی کو دیکھ کر سامان کا آرڈر دیتا ہے، تو اگر تمام مال نمونہ کے مطابق ہے تو خریدار کے لئے معاملہ ختم کر کے مال واپس کرنے کا اختیار نہیں ہوگا اور اگر سامان نمونہ کے مطابق

(۱) عن حکیم بن حزام قال: نهانی رسول الله ﷺ أن ابیع مالیس عندی رواه الترمذی فی روایة له ولأبی داؤد والنسائی، قال: قلت یا رسول الله! یأتینی الرجل فیرید منی البیع ولیس عندی فابتاع له من السوق، قال: لا تبع مالیس عندک۔ (مشکوة المصابیح: (ص:۲۴۸)، کتاب البیوع، باب المنهی عنها من البیوع، ط: قدیمی۔

ان البیع انما ینعقد بصیغة تدل علی إنشاء العقد فی الحال، ولذلک لا ینعقد البیع بصیغة تتمحض للاستقبال، مثل قولنا "سوف ابیعک کذا" او سوف اشتری منک کذا" وانما تنبئ هذه الصیغة عن الوعد بانجاز البیع فی المستقبل، ولیس بیعاً... (فقه البیوع: (۱/۷۷)، المبحث الأول، حکم الوعد أو المواعدة فی البیع، ط: معارف القرآن۔

درر الحکام إلی مجلة الاحکام: (۱/۱۳۰)، المادة: ۱۷۱، البیوع، الباب الأول، الفصل الأول: فیما یتعلق برکن البیع، ط: دار عالم الکتب / سلطانیه کوئٹه۔

نہیں بلکہ اس سے کمتر درجہ کا ہے تو عیب کی بنا پر واپس کرنے کا اختیار ہوگا۔ (۱)

نمونہ سے گھٹیا نکلا

نمونہ دیکھ کر چیز خریدنے کے بعد، اگر چیز نمونہ سے گھٹیا اور کم درجہ کی نکلی، تو خریدار کو واپس کرنے کا اختیار ہوگا، چیز میں اس کے نمونہ سے کمی اگر تاجروں کے عرف کے مطابق عیب کے درجہ میں ہے، تو خریدار کو خیار عیب حاصل ہوگا، اور خریدار کی وفات سے یہ اختیار ختم نہیں ہوگا، اور اگر وہ کمی عیب کے درجہ میں نہیں ہے تو صرف خیار رؤیت حاصل ہوگا،، اور خریدار کی وفات کی صورت میں یہ اختیار ختم ہو کر سودا پکا ہو جائے گا۔ (۲)

---

(۱) فإن كان لاتتفاوت آحادها كالمكيل والموزون، وعلامته ان يعرض بالنموذج يكتفى برؤية واحد منها الا إذا كان الباقى أردأ مما رأى فحينئذ يكون له الخيار۔ (الهداية: (۳/ ۳۹)، كتاب البيوع، باب خيار الرؤية، ط: رحمانيه۔

المحيط البرهانى: (۶/ ۵۳۸، ۵۳۹)، كتاب البيع، الفصل الثالث عشر: فى خيار الرؤية، ط: دار الكتب العلميه۔

مجلة الأحكام العدلية (۱/ ۶۵)، المادة: ۳۲۴، ۳۲۵، البيوع، الباب السادس: فى بيان الخيارات، الفصل الخامس: فى حق خيار الرؤية، ط: نور محمد كتبخانه كراچى۔

(۲) العيب هو ما ينقص ثمن المبيع عند التجار وأرباب الخبرة ۔ ولو يسيراً ۔ (شرح المجلة للاتاسى: (۲/ ۲۹۴)، المادة: ۳۳۸، البيوع، الباب السادس: فى بيان الخيارات، الفصل السادس: فى بيان خيار العيب، ط: رشيديه۔

وهو اى خيار العيب يثبت بلا شرط... ويورث ويثبت فى البيع... (شرح المجلة للاتاسى: (۲/ ۲۸۹)، ايضاً، ط: رشيديه۔

وخيار الروية لا ينتقل إلى الوارث فإذا مات المشترى قبل أن يرى المبيع لزم البيع ولا خيار لوارثه۔ (شرح المجلة للاتاسى: (۲/ ۲۷۰)، المادة: ۳۲۱، البيوع، الباب السادس، الفصل الخامس: فى بيان خيار الرؤية، ط: رشيديه۔

فإن كان لاتتفاوت آحادها كالمكيل والموزون، وعلامته ان يعرض بالنموذج يكتفى برؤية واحد منها الا إذا كان الباقى أردأ مما رأى فحينئذ يكون له الخيار۔ (الهداية: (۳/ ۳۹)، كتاب البيوع، باب خيار الرؤية، ط: رحمانيه۔=

نمونہ کی دوا فروخت کرنا

دواساز کمپنی کی طرف سے جو دوا ڈاکٹروں کو نمونہ اور سیمپل کے طور پر ملتی ہے تاکہ مریضوں کو مفت دیں، اور فروخت نہ کریں، جیسا کہ ان دواؤں پر جملہ لکھا ہوتا ہے کہ "فروخت کے لئے نہیں" تو ڈاکٹروں کے لئے سیمپل یا دوائیں کمپنی سے لے کر فروخت کرنا جائز نہیں ہے، اور آمدنی بھی حرام ہے، ساتھ ساتھ یہ دھوکہ اور خیانت بھی ہے، اس لئے ڈاکٹر حضرات ایسی دوائیں فروخت کرنے سے بچیں ورنہ آخرت میں سخت پکڑ ہوگی اور وہاں نکلنے کا کوئی راستہ نہیں ہوگا۔ (۱)

نمونہ کے مطابق مال نہیں بنایا

اگر کسی شخص نے کسی کمپنی یا کاریگر کو مال بنانے کا آرڈر دیا، اور اس نے وہ مال نمونہ کے مطابق نہیں بنایا تو واپس کرنا درست ہے، ہاں اگر نمونہ کے مطابق بنایا تو

= المحیط البرهانی: (۶/۵۳۸، ۵۳۹)، کتاب البیع، الفصل الثالث عشر: في خیار الرؤیة، ط: دار الکتب العلمیه۔

مجلة الأحكام العدلية (۱/ ۲۵)، المادة: ۳۲۴، ۳۲۵، البيوع، الباب السادس: في بيان الخيارات، الفصل الخامس: في حق خيار الرؤية، ط: نور محمد كتبخانه كراچی۔

(۱) وشرط المعقود عليه ستة كونه موجوداً مالاً متقوماً مملوكاً في نفسه وكون الملك للبائع فيما يبيعه لنفسه... فلم ينعقد بيع المعدوم وماله خطر العدم... ولا بيع ماليس مملوكاً له۔ (شامی: (۴/ ۵۰۵)، کتاب البیوع، مطلب شرائط البیع أنواع أربعة، ط: سعید)

هذا إذا أعطاه على وجه القضاء لدينه وإن دفع إليه على وجه الرسالة، لا يطيب له الربح بالإتفاق لأنه لا يملكه، ويتعلق العقد بعينه لتعينه فتكون الحرمة فيه حقيقة كالمغصوب المتعين إذا ربح فيه۔ (تبيين الحقائق: (۴/ ۱۶۲)، كتاب الكفالة، فصل: ولو أعطى المطلوب الكفيل... ط: امدادیه/ المطبعة الكبرى الأميريه مصر۔

فتح القدير: (۶/ ۴۳۴)، كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، فصل: في أحكامه، ط: رشيديه۔

عناية على هامش الفتح: (۶/ ۴۳۴، ۴۳۵)، كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، فصل في أحكامه، ط: رشيديه۔

واپس کرنا درست نہیں ہے۔

واضح رہے کہ آرڈر دے کر مال بنوانے کو شریعت کی اصطلاح میں استصناع کہا جاتا ہے اور عقد استصناع میں جب نمونہ کے مطابق مال نہ بنایا گیا ہو تو واپس کرنا درست ہوتا ہے، ہاں اگر نمونے کے مطابق بنایا ہو تو پھر واپس نہیں کرسکتا۔ (۱)

نمونہ لے کر آرڈر پر مال تیار کرنا

کسی کمپنی وغیرہ سے نمونہ لے کر کسی گاہک کو وہ نمونہ دکھا کر مال تیار کر کے دینے کا جن چیزوں میں عام رواج ہے، انہیں کسی کارخانے والے سے نمونہ کے طور پر لے کر آرڈر لینا اور معینہ مدت میں مال تیار کر کے دینا جائز ہے، اس طرح خرید وفروخت کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے، جبکہ اس کی قیمت وغیرہ بھی عقد کے وقت طے ہو جائے۔ (۲)

---

(۱) اذا العقد الاستصناع فليس لأحد العاقدين الرجوع ، وإذا لم يكن المصنوع على الأوصاف المطلوبة المبينة كان المستصنع مخيرا۔ (شرح المجلة لمحمد خالد الاتاسي: (۳۰۶/۲) المادة: ۳۹۲، البيوع: الباب السابع في بيان البيع واحكامه، الفصل الرابع: في الاستصناع، ط: رشيديه۔

قال: كان المستصنع مخيراً لفوات الوصف المرغوب فيه۔ (شرح المجلة لسليم رستم باز: (۱/ ۱۷۶)، المادة: ۳۹۲، البيوع، الباب السابع: في بيان البيع وأحكامه، الفصل الرابع: في الاستصناع، ط: فاروقيه كوئٹه۔

وذهب أبو يوسف رحمه الله إلى أنه إن تم صنعه ، وكان مطابقا للاوصاف المتفق عليها ، يكون عقدا لازما، واما ان كان غير مطابق لها فهو غير لازم عند الجميع لثبوت خيار فوات الوصف... (الموسوعة الفقهية: (۳۲۹/۳) حرف الالف، استصناع، الآثار العامة للاستصناع، ط: وزارة الاوقاف والشؤن الاسلامية كويت۔

(۲) إذا قال شخص لأحد من أهل الصنائع اصنع لي الشئ الفلاني بكذا قرشا وقبل الصانع ذلك، انعقد البيع استصناعا۔ (شرح المجلة للاتاسي: (۴۰۰/۲)، المادة: ۳۸۸، البيوع، الباب السابع: في البيع واحكامه، الفصل الرابع: في بيان الاستصناع، ط: رشيديه۔

كل شئ تعومل استصناعه يصح فيه الاستصناع على الإطلاق (شرح المجلة لرستم باز: (۱/ ۱۷۵) المادة: ۳۸۸، أيضا، ط: فاروقيه كوئٹه)

الدر مع الرد: (۲۲۳/۵)، كتاب البيوع، باب السلم، مطلب في الاستصناع، ط: سعيد۔

ننانوے سال کے پٹہ پر زمین خریدنا

کے ڈی اے (کراچی کی جائیداد فروخت کرنے کے سرکاری ادارہ) کو حکومت نے متعین شرائط پر عوام کو زمین دینے کے اختیارات دیئے ہیں، کے ڈی اے کا محکمہ اگرچہ زمینوں کا مالک نہیں ہے، لیکن چونکہ گورنمنٹ کی جانب سے اختیارات دیئے گئے ہیں اس لئے اس سے زمین حاصل کرنا درست ہے۔

ننانوے سال کی لیز پر جو زمینیں دی جاتی ہیں یہ طریقہ کار خرید وفروخت کے اصولوں پر نہیں ہے، بلکہ اجارہ کی صورت ہے۔

جس کا طریقہ یہ ہے کہ حکومت کے دیئے ہوئے اختیارات سے کے ڈی اے ننانوے سال کے لئے پلاٹ دیتا ہے، اور اچھی خاصی مقدار میں اس کے کرایہ کی رقم پیشگی لیتا ہے، اور کچھ فی گز مربع کے حساب سے سالانہ وصول کرتا ہے، اور ساتھ ہی یہ اختیارات بھی دیتا ہے کہ جس شخص نے پلاٹ حاصل کیا ہے وہ دوسرے شخص کو اپنی مرضی کے مطابق یہ پلاٹ وغیرہ دے سکتا ہے، اور ہدیہ اور وقف بھی کر سکتا ہے، لیکن وہ دوسرا خریدار بھی اسی ننانوے سال کی مدت پوری ہونے تک کرایہ دار رہے گا، اور جو شرائط سب سے پہلے پلاٹ حاصل کرنے والے پر عائد ہوتی تھیں، وہی شرطیں دوسرے اور تیسرے آدمی پر بھی عائد ہوں گی۔

بہرحال کے ڈی اے سے اس طرح زمین حاصل کرنا جائز ہے، اور حاصل کرنے کے بعد دوسرے لوگوں کو زمین فروخت کرنا بھی درست ہے، خواہ اسی قدر رقم وصول کرے جو خود ادا کی تھی، یا اس سے کم وبیش کر کے لے لے، اپنی مرضی کے مطابق جتنے دام چاہے وصول کر سکتا ہے۔

اور پہلی مرتبہ زمین حاصل کرنے والے سے، زمین حاصل کرنے والا دوسرا شخص بھی لیز کی شرائط کے مطابق پورے پورے تصرف کا مالک ہوگا، اور اس زمین کو

جس طرح چاہے آگے فروخت کر سکے گا۔ (۱)

نوٹ

''نوٹ'' محض ایک اصطلاحی ثمن ہے، جو قوت خرید کی نمائندگی کرتا ہے اور بس۔ (۲)

نوٹ پرانا ہے

پھٹے پرانے نوٹ کو کم یا زیادہ قیمت پر خرید و فروخت کرنا جائز نہیں ہے ہاں پھٹے پرانے نوٹ کو نوٹ کے علاوہ کسی اور چیز یا کسی اور کرنسی کے عوض جس طرح چاہے خرید و فروخت کرنا جائز ہے۔ (۳)

نوٹ پھٹا ہوا ہے

''نوٹ پرانا ہے'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۹۸/۶)

---

(۱) الإجارة عقد یرد علی المنافع بعوض... ولا یصح حتی تکون المنافع معلومة والأجرة معلومة... والمنافع تارة تصیر معلومة بالمدة کاستجار الدور للسکنی والارضین للذارعة، فیصح العقد علی مدة معلومة أی مدة کانت... (الهداية: (۲۹۶/۳)، کتاب الاجارات، ط: رحمانیه

🗀 وإذا استأجر داراً وقبضها ثم آجرها فانه یجوز... (الهندية: (۴۲۵/۴)، کتاب الإجارة، الباب السابع فی إجارة المستأجر، ط: رشیدیه۔

🗀 درر الحکام إلی مجلة الاحکام: (۶۷۱/۱)، المادة: ۵۸۶، کتاب الاجارة، الباب السابع، الفصل الثانی: فی تصرف العاقدین فی المأجور... ط: دار عالم الکتب / سلطانیه

🗀 (یجوز استجار دار أو حانوت بدون بیان من یسکنها) ولا بیان ما یعمل فیها فللمستاجر أن یسکنها بنفسه أو یسکنها غیره یاجارة أو إعارة ونحوهما۔ (شرح المجلة لرستم باز: (۲۲۵/۱)، رقم المادة: ۵۲۲، الکتاب الثانی فی الاجارة، الباب السادس فی أنواع المأجور وأحکامه، الفصل الأول فی مسائل تتعلق بإجارة العقار، ط: مکتبه فاروقیه۔

(۲) جدید فقہی مسائل: ۱۵/۴، نوٹ کی شرعی حیثیت، ط: زمزم پبلشرز۔

(۳) فالصحیح الراجح فی زماننا ان مبادلة الأوراق النقدیة انما تجوز بشرط تماثلها، ولا یجوز التفاضل فیها۔ (بحوث فی قضایا فقهیة معاصرة: (ص: ۱۶۴) ط: دار العلوم کراچی)

🗀 مزید تخریج کے لئے ''ذاتی کی بیع کی زیادتی کے ساتھ'' عنوان کے تحت حاشیہ دیکھیں۔

نوٹ کب ایجاد ہوئے

مشہور ہے کہ چین والوں نے ٦٥٠ء سے ٨٠٠ء کے درمیان کاغذ ڈرافٹ بنانے شروع کئے تھے انہی ڈرافٹ نے آگے چل کر کرنسی نوٹوں کی ایجاد کا تصور دیا، اور یہ بھی مشہور ہے کہ سب سے پہلی کرنسی نوٹ ٩١٠ء میں چین میں ایجاد ہوئے۔ (١)

مشہور مؤرخ ابن مقریزی رحمہ اللہ جب بغداد گئے تھے تو انہوں نے بھی وہاں چین کے نوٹوں کا مشاہدہ کیا تھا۔ (الموسوعة الفقيهة: (١٧٦/٤١، ١٧٨)، مادہ: نقود) چین کے بعد جاپان میں چودھویں صدی عیسویں میں کرنسی نوٹ جاری ہوئے۔ یورپ میں سب سے پہلے باقاعدہ نوٹ ١٦٦١ء کوسٹاک ہام میں بینک آف سویڈن نے جاری کیا، انگلینڈ نے ١٦٩٥ء میں کرنسی نوٹ جاری کئے۔ ہندوستان میں پہلا نوٹ ٥ جنوری ١٨٢٥ء کو بینک آف کلکتہ نے جاری کیا جس کی مالیت دس روپے تھی، آزادی کے بعد پاکستان میں کرنسی نوٹ یکم اکتوبر ١٩٤٨ء کو جاری کئے گئے۔ (١)

نوٹ کی بیع ریزگاری کے ساتھ

نوٹ کی بیع ریزگاری کے ساتھ یا نوٹ کی بیع نوٹ کے ساتھ کمی بیشی کے ساتھ کرنا جائز نہیں ہے کیونکہ یہ سود ہے۔ (٢)

---

(١) الاوراق النقدية فی الاقتصاد الاسلامی قیمتها واحكامها (ص ١١٥)۔

(٢) ومشايخنا لم يفتوا بجواز ذلك فی العدالی والغطارفة؛ لأنها أعز الأموال فی ديارنا، فلو أبيح التفاضل فيه ينفتح باب الربا، (الهداية۔ (١١٠/٣) كتاب الصرف، ط: مكتبه شركت علميه ملتان/ رشيديه)

بحوث فی قضايا فقهية معاصرة (١٦٣/١) أحكام الاوراق النقدية، ط: مكتبه دار العلوم كراچی۔

بيع فلوس معينة بالتفاضل كبيع الفلس الواحد بعينه بالفلسين الآخرين بعينهما، وفيه خلاف مشهور، فقال محمد رحمه الله تعالى: أنه لايجوز أيضا ... والذی يظهر لهذا العبد الضعيف ان قول محمد رحمه الله تعالى أولى بالأخذ فی زماننا، فإنه قد نفدت اليوم دراهم أو دنانير مضروبة بالفضة =

نوٹ مستقل کرنسی ہے

(۴۰۰) نوٹ مستقل کرنسی ہے اور سونے چاندی کی طرح ان میں بھی سود کے احکام جاری ہونگے، ربا، سود اور تلف کرنے کی صورت میں، ضمان کے مسائل میں ان پر مکمل طور پر سونے چاندی کے احکام جاری ہوں گے۔ (۱)

نوے فیصد عافیت تجارت میں ہیں

''عافیت کے نوے حصے تجارت میں ہیں'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۳۸/۴)

=أو الذهب، وصارت الفلوس بمنزلتها فی کل شیئ فلو أبیح التفاضل فیها ولو بتعینها، لانفتح باب الربا بمصراعیه لکل من هب ودب، فینبغی أن یختار قول محمد رحمه الله تعالی۔ (تکملة فتح الملهم: (۱/ ۵۸۸) کتاب المساقاة والمزارعة، باب الربا، ط: دار العلوم کراچی)

وصح بیع الفلس المعین بفلسین معینین عندهما، وقال محمد: لایجوز؛ لأنّ الفلوس الرائجة اثمان وهو لایتعین، ولذا لاتتعین الفلوس إذا قوبلت بخلاف جنسها کالنقدین۔ (البحر الرائق: (۶/ ۲۱۹) کتاب البیوع، باب الربا، ط: رشیدیه)

فالصحیح الراجح فی زماننا ان مبادلة الأوراق النقدیة انما تجوز بشرط تماثلها ولایجوز التفاضل فیها۔ (بحوث فی قضایا فقهیة معاصرة: (ص: ۱۶۳) أحکام الأوراق النقدیة، ط: دار العلوم کراچی)

(۱) وباستعراضنا لآراء العلماء فی النقود الورقیة ووجهة نظر کل منها ومناقشتها، فقد ترجح قول القائل: بأن الاوراق النقدیة هی عملة نقدیة مستقلة ویجری فیها الربا کما یجری فی النقدین وینطبق علیها حکمهما سواء بسواء فی الربا، وفی وجوب الزکاة وفی ضمانها بالاتلاف۔ (الربا والمعاملات المصروفیة فی النظر الشرعیة الاسلامیة (ص: ۳۳۹) الباب الثالث: المعاملات المصرفیة ورأی الاسلام فیها، الفصل الثانی: النقود الورقیة وهل یجری علیها أحکام الصرف، ط: دار العاصمة)

نئی مرچ میں پرانی مرچ ملا کر بیچنا

کریانہ کے بعض دکاندار نئی پسی ہوئی مرچ میں پرانی پسی ہوئی مرچ ملا کر فروخت کرتے ہیں، اس بارے میں شرعی حکم یہ ہے کہ اگر دکاندار اپنے خریداروں کو بتادیں کہ یہ ملاوٹ والی مرچ ہے تو دکاندار کے لئے ایسی ملاوٹ والی مرچ فروخت کرنا جائز ہوگا۔ اور اگر گاہکوں کو ملاوٹ کے بارے میں نہیں بتائے تو دھوکہ ہونے کی وجہ سے جائز نہیں ہوگا، اور یہ سخت گناہ اور حرام بھی ہوگا۔ اس لئے دکاندار پر لازم ہے کہ ملاوٹ والی اشیاء فروخت کرنے سے پہلے گاہک کو بتادے کہ اس میں ملاوٹ ہے۔ اور اگر دکاندار اپنی پسوائی ہوئی خالص مرچ کو مارکیٹ والی پرانی مرچ میں ملا کر ملاوٹ والی مرچ کی نرخ پر فروخت کرنا چاہے، اور گاہک کے سامنے بات واضح ہو تو دھوکہ نہ ہونے کی وجہ سے بیع جائز ہوگی۔(۱)

نئے نوٹ دے کر زیادہ رقم وصول کرنا

ایک ملک کی کرنسی میں نئے نوٹ دے کر دوسرے فریق سے زیادہ قیمت کے پرانے نوٹ حاصل کرنا جائز نہیں سود ہے۔

البتہ یہ صورت ہوسکتی ہے کہ جس آدمی کو بینک سے پرانے نوٹ دے کر نئے نوٹ لینے کے لئے بھیجا جائے اس کی محنت کی اجرت متعین کرلی جائے، جب وہ نئے لے کر آئے تو متعین اجرت اس کو دے دی جائے، اور اگر پہلے سے اس کے پاس نئے

---

(۱) عن أبی هریرة رضی الله عنه ان رسول الله صلی الله علیه وسلم مر علی صبرة من طعام فادخل یده فیها فنالت أصابعه بللاً، فقال: یا صاحب الطعام ما هذا؟! قال أصابته السماء یا رسول الله! قال: أفلا جعلته فوق الطعام حتی یراه الناس، ثم قال: من غش فلیس منا... (جامع الترمذی (۱/ ۲۴۵)، أبواب البیوع، باب ماجاء فی کراهیة الغش فی البیوع، ط: قدیمی۔)

صحیح مسلم: (۱/ ۹۵)، کتاب الأیمان، باب قول النبی صلی الله علیه وسلم: من غشنا فلیس منا، ط: رحمانیة۔

مشکوة المصابیح: (ص: ۲۴۸) کتاب البیوع، باب المنهی عنها من البیوع، ط: قدیمی۔

نوٹ موجود ہیں تو اس صورت میں تبادلہ کی صورت میں کمی بیشی جائز نہیں ہوگی۔ (۱)

(۴۰۲) نیا اور پرانا زیور دونوں برابر ہیں مزدوری لینا کیسا ہے

نیا اور پرانا زیور دونوں ہی دس دس تولے کے ہوں، نگینے کے بغیر سادے ہوں، پرانے زیور میں خالص سونا نو تولے ہو، جبکہ نئے زیور میں خالص سونا آٹھ تولے ہو، چالیس ہزار فی تولہ کے حساب سے پرانا زیور تین لاکھ ساٹھ ہزار روپے کا ہو، اور نیا زیور تین لاکھ بیس ہزار روپے کا ہو، اور نئے زیور کی مزدوری مثلاً سولہ ہزار روپے ہو تو نیا زیور کل تین لاکھ چھتیس ہزار روپے کا بنا، اور دکاندار اپنے دس تولے کا نیا زیور دے کر گاہک سے دس تولے کا پرانا زیور اور مزید سولہ ہزار روپے مزدوری کے لیتا ہے، تو یہ جائز نہیں ہوگا، کیونکہ جب سونے کا سونے سے یا چاندی کا چاندی سے

(۱) ولمشايخنا لم يفتوا بجواز ذلك في العدالي والعطارفة؛ لأنها أعز الأموال في ديارنا، فلو أبيح التفاضل فيه، ينفتح باب الربا. (الهداية. (۳/ ۱۱۰) كتاب الصرف، ط: مكتبه شركت علميه ملتان/ رشيديه)

بحوث في قضايا فقهية معاصرة (۱/ ۱۶۳) أحكام الاوراق النقدية، ط: مكتبه دار العلوم كراچی۔

بيع فلوس معينة بالتفاضل كبيع الفلس الواحد بعينه بالفلسين الآخرين بعينهما، وفيه خلاف مشهور، فقال محمد رحمه الله تعالى: أنه لايجوز أيضا . . . والذي يظهر لهذا العبد الضعيف ان قول محمد رحمه الله تعالى أولى بالأخذ في زماننا، فإنه قد نفدت اليوم دراهم أو دنانير مضروبة بالفضة أو الذهب، وصارت الفلوس بمنزلتها في كل شيئ فلو أبيح التفاضل فيها ولو بتعينها، لا نفتح باب الربا بمصراعيه لكل من هب ودب، فينبغي أن يختار قول محمد رحمه الله تعالى۔ (تكملة فتح الملهم: (۱/ ۵۸۸) كتاب المساقاة والمزارعة، باب الربا، ط: دار العلوم كراچی)

وصح بيع الفلس المعين بفلسين معينين عندهما، وقال محمد: لايجوز؛ لأن الفلوس الرائجة أثمان وهو لايتعين، ولذا لاتتعين الفلوس إذا قوبلت بخلاف جنسها كالنقدين۔ (البحر الرائق: (۶/ ۲۱۹) كتاب البيوع، باب الربا، ط: رشيديه)

فالصحيح الراجح في زماننا ان مبادلة الأوراق النقدية انما تجوز بشرط تماثلها ولايجوز التفاضل فيها۔ (بحوث في قضايا فقهية معاصرة: (ص: ۱۶۳) أحكام الأوراق النقدية، ط: دار العلوم كراچی)

تجوز إجارة الأدمي للخدمة أو لاجراء صنعة ببيان مدة أو بتعيين العمل بصورة أخرى۔ (شرح المجلة لرستم باز: (۱/ ۲۳۹) رقم المادة: ۵۶۲، الكتاب الثاني في الإجارة، الباب السادس في أنواع المأجور وأحكامه، الفصل الرابع في إجارة الأدمي، ط: مكتبة فاروقية)

تبادلہ کیا جائے تو مقدار میں برابری کرنا واجب ہے اگرچہ ایک طرف کا سونا چاندی خالص ہو اور دوسری طرف کے سونے چاندی میں کھوٹ ملا ہو، اس لئے دکاندار جو مزید سولہ ہزار روپے لے گا وہ سود بنے گا۔ (۱)

نیارا کی خرید و فروخت

زیورات بنانے والے لوگ جہاں زیورات بناتے ہیں وہاں سونا چاندی کے باریک ذرات مٹی میں گرتے ہیں ایسی مٹی کو اردو زبان میں نیارا اور عربی زبان میں تراب الصاغة (زیورات بنانے والے مٹی) کہا جاتا ہے، اس مٹی کی باقاعدہ خرید و فروخت ہوتی ہے اس کے ذرات کو جمع کر کے سونا اور چاندی حاصل کی جاتی ہے، یہ مٹی خود قیمتی نہیں ہے البتہ سونے چاندی کے ذرات کی وجہ سے وہ قیمتی ہوتی ہے۔ ان مٹیوں کا پیسے کے عوض خرید و فروخت کرنا جائز ہے البتہ دونوں طرف سے قبضہ کرنا ضروری ہے اور نیارا کو نیارا کے عوض بیچنا جائز نہیں ہے کیوں کہ اس میں کمی بیشی کا احتمال ہے۔ (۲)

---

(۱) (ولا يجوز بيع الجيد بالردى) إذا قوبل بجنسه مما فيه الربا (الا متساويا) لقوله عليه الصلاة والسلام: "جيدها ورديها سواء" (مجمع الأنهر: (۱۲۶/۳)، كتاب البيوع، باب الربا، ط: دار الكتب العلمية)

الاختيار لتعليل المختار: (۳۱/۲)، كتاب البيوع، باب الربا، ط: دار الكتب العلمية)

الدر مع الرد: (۱۷۹/۵)، كتاب البيوع، باب الربا، ط: سعيد۔)

(۲) والمراد بتراب الصاغة: التراب الذى فيه ذرات الذهب، فلا يجوز بيعه بجنسه لاحتمال الربا ولا ينصرف إلى خلاف الجنس تحريا للجواز كما في بيع درهم ودينارين بدينار ودرهمين، لان التراب ليس بمال متقوم، كذا في المعراج، ولو اشترى تراب الصواغين بعرض إن وجد في التراب ذهبا أو فضة جاز بيعه؛ لانه باع مالا متقوما، وان لم يجد شيئا من ذلك لا يجوز؛ لان التراب غير مقصود وإنما المقصود ما فيه من الذهب والفضة۔ (البحر الرائق: (۳۰۵/۵) كتاب البيع، فصل يدخل البناء والمفاتيح في بيع الدار، ط: سعيد)

وأما تراب الصاغه فإن كان فيه فضة خالصة فحكمه حكم تراب معدن الفضة وإن كان فيه ذهب خالص فحكمه حكم تراب معدن الذهب، وإن كان فيه ذهب وفضة، فإن اشتراه بذهب أو فضة لم يجز؛ لاحتمال أن يكون ما فيه من الذهب أو الفضة أكثر أو أقل أو مثله، فيتحقق الربا، ولو اشتراه بذهب وفضة جاز لانه اشترى ذهبا وفضة بذهب وفضة فيجوز، ويصرف الجنس إلى خلاف الجنس، ويراعى فيه=

نیا سامان لینا پرانا سامان دے کر

''پرانا سامان دے کر نیا سامان لینا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲/۲۸۱)

نیا عیب ختم ہو گیا

''عیب جدید ختم ہو گیا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۴/۳۶۸)

نیا کاروبار شروع کرنے کی دعا

جب نیا کاروبار شروع کرے تو شروع میں چند ایام مندرجہ ذیل آیت کو ۱۴۱ بار پڑھے:

لِلّٰهِ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ إِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيدُ۔ (۱)

نیت

کاروبار شروع کرتے وقت لوگوں کی خدمت اور ان کو فائدہ پہنچانے کی نیت کرنی چاہیے نیز اپنے آپ کو لوگوں سے سوال سے بچانے، اور اہل وعیال، بیوی بچوں پر خرچ کرنے اور رشتہ داروں اور پڑوسیوں سے نیک سلوک کرنے کی نیت کرنی چاہیے۔ (۲)

= شرائط الصرف ولو اشتراه بعرض جاز لانعدام احتمال الربا، (بدائع الصنائع: (۵/۱۹۶) كتاب البيوع، فصل وأما شرائط جريان الربا، ط: سعيد)

وإذا عدم الوصفان الجنس والمعنى المضموم إليه حل التفاضل والنساء وإذا وجدا حرم التفاضل والنساء... وإذا وجد أحدهما وعدم الآخر حل التفاضل وحرم النساء (الهدايه: (۳/۸۳) كتاب البيوع، باب الربا، ط: رحمانية)

(۱) (سورة لقمان آيت ۲۶)

(۲) (إن الله يحب أن يرى عبده تعبا)... اى عيا فى (طلب) الكسب (الحلال) يعنى انه يرضى عنه فيضاف له الثواب أى إن قصد بعمله التقرب لتضمنه فوائد كثيرة كإيصال النفع إلى الغير بإجراء الأجرة، إن كان العمل نحو إجارة، وإيصال النفع إلى الناس بتهيئة اسبابهم... وكالتعفف عن ذل=

نیت میں فتور آنے سے رزق سے محروم ہوجاتا ہے

''صدقات'' نہ کرنے سے مال تباہ ہوجاتا ہے'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۴۰۵)

نیت ہو حلال روزی کمانے کی

''حلال روزی کمانے کی نیت ہو'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳/۲۲۰)

نیٹ کے ذریعہ عقد کرنے کا حکم

''برقی تحریر کے ذریعہ عقد کرنے کا حکم'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲/۱۰۷)

نیشنل ڈیفنس سیونگ سرٹیفکیٹ

''نیشنل ڈیفنس سیونگ سرٹیفکیٹ'' سودی اسکیم ہے، اس میں سرمایہ داری کرنا خرید وفروخت کرنا اور منافع لینا ناجائز اور حرام ہے۔(۱)

= السؤال واظهار الحاجة... (فيض القدير للمناوى: (۲/ ۳۷۲)، رقم الحديث: ۱۸۸۴، حرف الألف، ط: دار الكتب العلمية)

(۱) عن جابر رضي الله عنه قال: لعن رسول الله صلى الله عليه وسلم اكل الربا وموكله وكاتبه وشاهديه، وقال: هم سواء۔ (صحيح مسلم: (۲/ ۲۷)، كتاب البيوع، باب الربا، ط: قديمى۔)

مشكاة المصابيح: (ص: ۲۴۴)، كتاب البيوع، باب الربا، الفصل الأول، ط: قديمى۔

فتاوىٰ عثمانى: (۳/ ۱۷۳)، كتاب البيوع، فصل فى احكام السندات المالية والصكوك والاوراق المالية، نيشنل ڈیفنس سیونگ سرٹیفکیٹ، ط: معارف القرآن۔

ومشايخنا لم يفتوا بجواز ذلك فى العدالى والغطارفة؛ لأنها أعز الأموال فى ديارنا، فلو أبيح التفاضل فيه ينفتح باب الربا۔ (الهداية۔ (۳/ ۱۱۰) كتاب الصرف، ط: مكتبه شركت علميه ملتان/ رشيديه)

بحوث فى قضايا فقهية معاصرة (۱/ ۱۶۳) احكام الاوراق النقدية، ط: مكتبه دار العلوم كراچى۔

بيع فلوس معينة بالتفاضل كبيع الفلس الواحد بعينه بالفلسين الآخرين بعينهما، وفيه خلاف مشهور، فقال محمد رحمه الله تعالى: أنه لايجوز أيضا... والذى يظهر لهذا العبد الضعيف ان قول محمد رحمه الله تعالى أولى بالأخذ فى زماننا، فإنه قد نفدت اليوم دراهم أو دنانير مضروبة بالفضة أو الذهب، وصارت الفلوس بمنزلتها فى كل شيء فلو أبيح التفاضل فيها ولو بعينها، لا نفتح باب الربا بمصراعيه لكل من هب ودب، فينبغى أن يختار قول محمد رحمه الله تعالى۔ (تكملة فتح الملهم: =

نیک تاجر کا چہرہ

''چاند کی مانند چہرہ''عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۵۵/۳)

نیگوشیئشن بینک

''ایل' سی'' کے سلسلہ میں کاروائی کرتے ہوئے برآمد کرنے والے کے بینک کو'' نیگوشیئشن بینک'' کہتے ہیں۔

نیلام

آج کل بہت سے سامان فروخت کرنے کے لئے بائع (سیلر) بہت سے خریداروں کو طلب کر کے سامان بولی پر بیچتا ہے، اور خریدار ایک دوسرے پر قیمتوں میں مسابقت کر کے لینے کی کوشش کرتے ہیں جو زیادہ قیمت لگائے سامان اسی کو دے دیتا ہے، عرف عام میں اس کو نیلام کہا جاتا ہے اور فقہائے کرام کی زبان میں اس کو ''بیع من یزید'' کہتے ہیں، شریعت کی رو سے اس طرح خرید و فروخت کرنا جائز ہے۔ (۱)

=(۵۸۸/۱) کتاب المساقاة والمزارعة، باب الربا، ط: دار العلوم کراجی)

وصح بيع الفلس المعين بفلسين معينين عندهما، وقال محمد: لايجوز؛ لأن الفلوس الرائجة أثمان وهو لايتعين، ولذا لاتتعين الفلوس إذا قوبلت بخلاف جنسها كالنقدين۔ (البحر الرائق: (۲۱۹/٦) كتاب البيوع، باب الربا، ط: رشيديه)

فالصحيح الراجح في زماننا ان مبادلة الأوراق النقدية انما تجوز بشرط تماثلها ولا يجوز التفاضل فيها۔ (بحوث في قضايا فقهية معاصرة: (ص: ١٦٣) احكام الأوراق النقدية، ط: دار العلوم كراجي)

تجوز إجارة الأدمي للخدمة أو لاجراء صنعة ببيان مدة أو بتعيين العمل بصورة أخرى۔ (شرح المجلة لرستم باز: (١/٢٣٩) رقم المادة: ٥٦٢، الكتاب الثاني في الإجارة، الباب السادس في أنواع المأجور وأحكامه، الفصل الرابع في إجارة الأدمي، ط: مكتبة فاروقية۔)

(۱) ولابأس ببيع من يزيد وهو بيع الفقراء، وبيع من كسدت بضاعته، والاستيام على سوم الغير مكروه، والفرق بين المزايدة والاستيام على سوم الغير، أن صاحب المال إذا كان ينادي على سلعته، فطلبها انسان بثمن فكف عن النداء، وركن إلى ماطلب منه ذلك الرجل، فليس للغير ان يزيد في ذلك، =

نیلام کا مال خریدنا

(٤٠٧) اگر حکومت نے مدیون (مقروض) کے اموال کو نیلام کر کے فروخت کرنے کا حکم دیا ہے، تو ان اموال کو خریدنا جائز ہے، چاہے مدیون اس پر راضی ہو یا ناراض دونوں صورتوں میں جائز ہے اور یہ صاحبین کا مسلک ہے۔ (١)

=وهذا استيام على سوم الغير، وإن لم يكف عن النداء فلا بأس لغيره أن يزيد، ويكون هذا بيع المزايدة، ولا يكون استياما على سوم الغير۔ وإن كان الدلال هو الذى ينادى على السلعة وطلبها انسان بثمن فقال الدلال: حتى أسأل المالك، فلا بأس للغير أن يزيد بعد ذلك فى هذه الحالة، فإن أخبر الدلال المالك، فقال: بعه بذلك واقبض الثمن، فليس لأحد أن يزيد بعد ذلك، وهذا استيام على سوم الغير، كذا فى المحيط ۔ (الهندية: (٢١٠/٣) كتاب البيوع، الباب العشرون فى البياعات المكروهة... ط:رشيدية)

فقه البيوع: (١٢٣/١، ١٢٤)، أحكام بيع المزايدة، ط:معارف القرآن۔)

الدر مع الرد: (١٠٢/٥، ١٠٣) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط:سعيد۔)

(١) (ولو له عقار يحبسه) أى (ليبيعه ويقضى الدين) الذى عليه (ولو بثمن قليل) بزازية وسيجئ تمامه۔ (قوله: وسيجئ تمامه فى البحر) قال: المصنف رحمه الله والشارح رحمه الله هناك والقاضى يحبس الحر المديون ليبيع ماله لدينه وقضى دراهم دينه من دراهمه يعنى بلا أمره، وكذا لو كان دنانير۔ وباع دنانيره بدراهم دينه وبالعكس استحسانا لاتحادهما فى الثمنية لايبيع القاضى عرضه ولا عقاره للدين خلافالهما، وبه أى بقولهما، ببيعها للدين يفتى اختيار وصححه فى تصحيح القدورى، ويبيع كل مالايحتاجه للحال اه۔ وحاصله: أنه إذا امتنع عن البيع يبيع عليه القاضى عرضه وعقاره وغيرهما۔ وفى البزازية وفرع على صحة الحجر أنه يترك له دست من الثياب، ويباع الباقى وتباع الحسنة ويشترى له الكفاية ويباع كانون الحديد ويشترى له من طين، ويباع فى الصيف مايحتاجه للشتاء وعكسه۔ (الدر مع الرد: (٣٨٧/٥)، كتاب القضاء، فصل فى الحبس، ط:سعيد۔)

وقع فى الاختيار ولا يبيع يعنى القاضى العروض ولا العقار؛ لأنه حجر عليه، وهذا تجارة لا عن تراض وقالا: يبيع، وعليه الفتوى، وقال أبو يوسف ومحمد رحمهما الله: إذا طلب غرماء المفلس الحجر عليه حجر القاضى عليه، ويبيع ماله ان امتنع المديون من بيعه، وقال القاضى (أى قاضى خان) ولايبيع مال المديون فى قول أبى حنيفة رحمه الله، وفى قول صاحبيه رحمهما الله يبيع منقوله ولا يبيع عقاره عندهما وفى رواية يبيع كما يبيع المنقول، وهو الصحيح۔ (التصحيح والترجيح للعلامة قاسم بن قطلوبغا: (ص: ٢٤٣)، كتاب الحجر، ط:دار الكتب العلمية۔)

الاختيار لتعليل المختار: (٩٨/٢) كتاب الحجر، ط:دار الكتب العلمية۔)

نیلام کے ذریعہ خرید وفروخت کرنا

(۴۰۸) موجودہ دور میں خرید وفروخت کا یہ طریقہ بھی رائج ہے کہ کسی چیز کو منڈی اور مارکیٹ میں رکھ کر لوگوں میں خریدنے کا اعلان ہوتا ہے، خریدار اپنا اپنا نرخ لگا کر چیز کو خریدنے کی خواہش ظاہر کرتے ہیں، اور جو خریدار سب سے زیادہ قیمت بتاتا ہے اس کے ساتھ سودا ہو جاتا ہے، اور چیز اس کو حوالہ کر دی جاتی ہے، یہ صورت جائز ہے، اس کو ''بیع من یزید'' کہا جاتا ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خود ایک شخص کے لئے چند اشیاء فروخت کرنے میں یہ طریقہ اپنایا تھا۔

واضح رہے کہ اگر پہلے سے کسی ایک خریدار سے معاہدہ ہوگیا ہے تو اس طرح نیلام کر کے چیز کو فروخت کرنا جائز نہیں ہوگا، اور اگر پہلے سے کسی ایک خریدار سے باقاعدہ معاہدہ نہیں ہوا تو اس صورت میں اس طرح متعدد خریداروں کی رائے معلوم کر کے سب سے زیادہ قیمت دینے والے سے ایجاب وقبول کرنا جائز ہوگا۔ (۱)

---

(۱) عن انس بن مالک ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باع حلسا وقدحا وقال: من یشتری هذا الحلس والقدح، فقال رجل اخذتهما بدرهم، فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم من یزید علی درهم فاعطاه رجل درهمین فباعهما منه۔ (ترمذی: (۱/۲۳۱) ابواب البیوع، باب ماجاء فی بیع من یزید) ط: قدیمی۔)

ولا بأس ببیع من یزید ... لأنه بیع الفقراء، والحاجة ماسة إلیه۔ (الهدایة: (۳/۷۰، ۶۹) کتاب البیوع، فصل فیما یکره، ط: رشیدیه۔)

الدر مع الرد: (۵/۱۰۲، ۱۰۳)، کتاب البیوع، باب البیع الفاسد۔)، مطلب احکام نقصان المبیع فاسداً، ط: سعید۔)

وروی عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لایستام الرجل علی سوم أخیه ... والنهی لمعنی فی غیر البیع وهو الإیذاء، فکان نفس البیع مشروعا فیجوز شراؤه ولکنه یکره، وهذا إذا جنح البائع للبیع بالثمن الذی طلبه المشتری الأول، فإن کان لم یجنح له فلا بأس للثانی أن یشتریه؛ لأن هذا لیس استیاما علی سوم أخیه فلا یدخل تحت النهی - ولانعدام معنی الإیذاء أیضا، بل هو بیع من یزید، وأنه لیس بمکروه؛ لما روی ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باع قدحا وحلسا له ببیع من یزید، وما کان رسول اللہ لیبیع بیعا مکروها۔ (بدائع الصنائع: (۵/۲۳۲) کتاب البیوع، فصل فی صفة البیع الذی یحصل به التفریق، ط: سعید)

نیلام میں دھوکہ

نیلام کے ذریعہ خرید وفروخت کرنا جائز ہے، لیکن آج کل خریدار حضرات آپس میں قیمت کی ایک مقدار پر اتفاق کر لیتے ہیں، اور نیلام کے وقت کوئی بھی خریدار اس سے زائد قیمت کی بولی نہیں لگاتا، اور بائع مجبوراً اس قیمت پر چیز فروخت کر دیتا ہے، پھر اس کے بعد خریدار حضرات آپس میں دوبارہ نیلامی کی بولی لگاتے ہیں اور ان میں سے جو خریدار زیادہ قیمت کی بولی لگاتا ہے اس کو وہ چیز دے دی جاتی ہے، پھر اس کے بعد قیمت میں جو فرق آتا ہے وہ آپس میں تقسیم کر لیتے ہیں، یہ طریقہ دھوکہ دہی کی وجہ سے ناجائز ہے۔

مثلاً تمام خریداروں نے آپس میں اتفاق کر لیا کہ ہم میں سے کوئی بھی شخص نیلامی کے وقت اس چیز کی قیمت ایک ہزار سے زیادہ نہیں لگائے گا، حالانکہ اس چیز کی قیمت ڈیڑھ ہزار ہے۔ اب جب کسی بھی خریدار نے ایک ہزار سے زیادہ کی بولی نہیں لگائی تو بائع (بیچنے والے) نے آخر وہ چیز ایک ہزار میں دے دی، پھر یہ لوگ آپس میں اس چیز کی دوبارہ نیلامی کے لئے بولی لگاتے ہیں، اب اگر ان میں سے کسی نے ڈیڑھ ہزار کی بولی لگائی تو چیز اس کو دے دی جائے گی اور پانچ سو کا جو فرق آیا ہے وہ تمام شرکاء آپس میں تقسیم کر لیں گے، یہ طریقہ جائز نہیں ہے۔ (۱)

---

(۱) عن أبی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: ملعون من ضار مؤمناً أو مکر بہ۔ (جامع الترمذی: (۱۵/۲)، أبواب البر والصلۃ، باب ماجاء فی الخیانۃ والغش، ط: قدیمی۔

قال ابن أبی أوفی: الناجش آکل الربوا، خائن، وھو خداع باطل لا یحل قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم: الخدیعۃ فی النار ومن عمل عملا لیس علیہ أمرنا فھو رد" (صحیح البخاری: (۱/ ۵۶۹)، رقم الحدیث: ۲۱۴۲، کتاب البیوع، باب النجش، ومن قال: لا یجوز ذلک البیع، ط: الطاف اینڈ سنز۔

صحیح مسلم: (۳/۲)، کتاب البیوع، باب تحریم بیع الرجل علی بیع أخیہ وسومہ علی سومہ وتحریم النجش وتحریم التصریۃ، ط: قدیمی۔=

نیند فجر کے بعد

(۴۱۰) ''فجر کے بعد سونا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۹۰/۵)

= 🗁 وقد جرى العمل في بعض البلاد أن المشاركين في المزايدة يتواطئون فيما بينهم على أن لا يقدم أحد منهم عطاء أزيد على مبلغ متفق عليه۔ وإن هذا التواطؤ يؤثر على ثمن السلعة أثراً كبيراً حيث لا يبلغ الثمن أكثر مما يريد المتواطئون... أما الفقهاء الشريعة الإسلامية، فلم يذكروا حكم هذا التواطؤ في المزايدة، ولكن يظهر من المبادئ العامة ومذاق المقاصد الشرعيه أن مثل هذا التواطؤ لا تجوزه الشريعة الإسلامية إن كان فيه ضرر بالبائع أو بالمشاركين الآخرين؛ لأن المبدأ الذي أخذت به الشريعة الإسلامية أن تكون هناک منافسة حرة فيما بين البائعين والمشترين ويقع تعيين الثمن على أساس هذه المنافسة الحرة، ولذلک منعت الشريعة الإسلامية الاحتكار، وتلقي الجلب، وبيع الحاضر للبادي... ثم إن هذا التواطؤ يقع في بعض المزيدات على أساس أنه إن فاز أحد أعضاء الحلقة بالصفقة، فإنه يعقد مزايدة أخرى فيما بين الأعضاء، وفرق الثمن فيما بين المزايدتين يقسم فيما بين أعضاء الحلقة۔ وفيه مفسدة أخرى زيادة على التواطؤ، وهي أن مايوزع في الشركاء من فرق الثمنين هو رشوة لهذا التواطؤ، فلايجوز شرعاً۔ (فقه البيوع على المذاهب الأربعة: (١٤٢/١، ١٤٣) المبحث الأول، الباب الثاني في احكام الايجاب والقبول، أحكام المناقصة، تحت عنوان: "تواطؤ المشاركين في المزايدة، ط: مكتبه معارف القرآن)

۹

واپس بیچنے کی شرط پر بیع کرنا

''بیع بالوفاء'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۷۹/۲)

واپس بیچنے کی شرط پر سودا کرنا

واپس بیچنے کی شرط پر کسی چیز کو فروخت کرنا ناجائز ہے، اس قسم کی شرط رکھنے سے بیع فاسد ہوجاتی ہے، اگر اس طرح شرط رکھ کر سودا کیا ہے تو بائع (سیلر) سے قیمت واپس لے کر مبیع (بیچی گئی چیز) بائع کو واپس کردینا واجب ہے۔[1] پھر اس کے بعد چاہیں تو بلا شرط دوبارہ سودا کریں۔[2]

---

(۱) کل شرط اشترط فی البیع، لیس من البیع، فیہ منفعة للبائع أو المشتری أو للمشتری لہ، فالبیع فیہ فاسد۔ (کتاب الآثار: (ص: ۱۶۲) باب التجارة والشرط فی البیع، ط: إدارة القرآن)

☜ لیس کل شرط یفسد البیع، بل لابد أن لایقتضیہ العقد ولایلائمہ ولایتعارفہ وکان فیہ منفعة لأحد المتعاقدین أو للمعقود علیہ۔ (النہر الفائق: (۳۳۴/۳) کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ط: إمدادیة ملتان)

☜ الدر مع الرد: (۸۵،۸۴/۵) کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ط: سعید)

(۲) (ویجب علی کل واحد منہما فسخہ قبل القبض) أی فسخ البیع الفاسد (أو بعدہ مادام المبیع بحال فی ید المشتری اعدامًا للفساد؛ لأنہ معصیة فیجب رفعہا۔ (شامی: (۹۰/۵، ۹۱) کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ط: سعید)

☜ ولکل منہما فسخہ یعنی علی کل واحد منہما فسخہ؛ لأنّ رفع الفساد واجب علیہما۔ (تبیین الحقائق: (۶۴/۴) کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ط: دار الکتب العلمیة بیروت)

☜ مجمع الانہر شرح ملتقی الابحر: (۹۶/۳) کتاب البیوع، فصل، ط: غفاریة کوئٹہ۔

☜ وبعد الفسخ لایأخذہ بائعہ حتی یرد ثمنہ المنقود۔ (الدر مع الرد: (۵۹/۵) کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ط: سعید)

☜ ملتقی الابحر مع مجمع الانہر: (۹۶/۳) کتاب البیوع، باب بیع الفاسد، ط: غفاریة کوئٹہ۔

واپس دینے کا اختیار

☆اگر کوئی چیز خریدنے کے بعد اس میں عیب نکلا، تو اس کو واپس کر دینے کا اختیار اس وقت ہوگا جب عیب دار چیز لینے پر رضامندی ثابت نہ ہو، اگر خریدار اسی عیب دار چیز کو لینے پر راضی ہو جائے تو اب اس چیز کو واپس کرنا جائز نہیں ہوگا ہاں اگر بیچنے والا خوشی سے واپس لینے پر راضی ہو جائے تو واپس کرنا جائز ہوگا، جیسے کسی نے ایک بکری یا گائے وغیرہ کوئی چیز خریدی، جب گھر آیا تو معلوم ہوا کہ یہ بیمار ہے، یا اس کے بدن میں کہیں زخم ہے، پس اگر دیکھنے کے بعد اپنی رضامندی ظاہر کرے کہ خیر! ہم نے عیب دار ہی لے لی، تو اب واپس کرنے کا اختیار نہیں ہوگا اور اگر زبان سے نہیں کہا لیکن ایسے کام کئے جس سے رضامندی ظاہر ہو جیسے اس کی دوا علاج کرنے لگا، اس صورت میں بھی واپس کرنے کا اختیار نہیں ہوگا۔

☆بکری کا گوشت خریدا پھر معلوم ہوا کہ بھیڑ کا گوشت ہے تو واپس کر سکتا ہے۔

☆موتیوں کا ہار یا کوئی اور زیور خریدا اور کسی وقت اس کو پہن لیا، یا جوتا خریدا اور پہن کر چلنے پھرنے لگا تو اب عیب کی وجہ سے واپس کرنے کا اختیار نہیں ہوگا، ہاں اگر اس وجہ سے پہنا کہ پاؤں میں دیکھوں آتا ہے یا نہیں اور پاؤں کو چلنے میں کچھ تکلیف تو نہیں ہوتی، تو اس آزمائش کے لئے ذرا دیر پہننے سے واپس کرنے کا اختیار ختم نہیں ہوگا۔

☆اگر کوئی چارپائی یا تخت خریدا، اور کسی ضرورت سے اس کو بچھا کر بیٹھا یا تخت پر نماز پڑھی اور استعمال کرنے لگا، تو اب واپس کرنے کا اختیار نہیں ہوگا، اسی طرح باقی تمام چیزوں کا حکم ہے، اگر ان سے کام لینے لگے تو واپس کرنے کا اختیار باقی نہیں رہتا، ہاں عیب کی وجہ سے جو اس کی قیمت میں کمی ہوئی ہے اتنے دام واپس

لے سکتا ہے۔[1]

مزید ''عیب نکلے تو بائع ذمہ دار نہیں'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۸۴/۴)

واپس کرنا بچا ہوا مال

''بچا ہوا مال واپس کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۹۷/۲)

واپس کرنا چاہے

اگر کوئی خریدار سامان خریدنے کے بعد کسی وجہ سے سامان کو واپس کرنا چاہے تو اسے خوشی سے واپس لینا چاہیے، دین اسلام نے واپس لینے کی بڑی فضیلت بتائی ہے اور ایک صحابی نے صرف اس فضیلت کو حاصل کرنے کی غرض سے دکان کھولی اور جب کسی نے سامان واپس کر دیا تو دکان بند کر دی۔[2]

واپس کرنے کا اختیار تین دن تک ہے

''تین دن تک واپس کرنے کا اختیار'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۴۲۸/۲)

---

(۱) الأصل أن المشتری متی تصرف فی المشتری بعد العلم بالعیب تصرف الملاک بطل حقه فی الرد، وإذا اشتری دابة فوجدبها جرحا فداواها أو رکبها لحاجته فلیس له أن یردها... وإن کان المشتری دارا فسکنها بعد ما علم بالعیب أو رم منها شیأ أو هدم یسقط خیاره... ولو قال البائع أنا اقبلها کذلک فله ذلک وإن خاطه ثم وجد به عیبا کان فله أن یرجع بالعیب (الهندیة: (۷۵/۳، ۷۶)، کتاب البیوع، الباب الثامن فی خیار العیب، الفصل الثالث: فیما یمنع الرد بالعیب... ط: رشیدیه۔

فتح القدیر: (۳۵۸/۶)، کتاب البیوع، باب خیار العیب، ط: رشیدیه۔

شرح المجلة لرستم باز: (۱۳۸/۱، ۱۳۹)، المادة: ۳۳۳، البیوع، الباب السادس: فی بیان الخیارات، الفصل السادس: فی بیان خیار العیب، ط: فاروقیه کوئٹه۔

(۲) "من أقال مسلما أقاله الله عثرته یوم القیامة۔ (سنن ابن ماجه: (ص: ۱۵۹) ابواب التجارات، باب الاقالة، ط: قدیمی۔

سنن أبی داؤد: (۱۳۳/۲)، کتاب الاجارة، باب فی فضل الإقالة، ط: قدیمی۔

مشکوة المصابیح: (ص: ۲۴۹)، کتاب البیوع، باب بعد باب المنهی عنها من البیوع الفصل الأول، ط: قدیمی۔

واپس کرنے کی شرائط عیب کی وجہ سے

۴۱۴ "عیب کی وجہ سے واپس کرنے کی شرائط" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۴/ ۳۸۰)

واپس کرنے کی شرط پر سودا کرنا

اگر سودا کرتے وقت بائع (سیلر) مشتری (خریدار) سے یوں کہے کہ اگر تم روپیہ واپس دوگے تو میں تمہاری چیزیں واپس کردوں گا، یا بائع کہے کہ میں یہ چیز تمہارے ہاتھ فروخت کردوں گا تو یہ بیع نہیں ہے بلکہ یہ رہن ہے، اور رہن میں لی ہوئی چیز سے کسی قسم کا فائدہ اٹھانا جائز نہیں ہے۔[1]

---

(۱) وفی حاشیة الفصولین عن جواهر الفتاویٰ: هو أن يقول: بعت منک علی أن تبيعه مني متی جئت بالثمن، فهذا البيع باطل وهو رهن وحكمه حكم الرهن وهو الصحيح اهـ... قال السيد الإمام قلت للإمام الحسن الماتريدي: قد فشا هذا البيع بين الناس وفيه مفسدة عظيمة، وفتواک أنه رهن، وأنا أيضا علی ذلک، فالصواب أن نجمع الأئمة ونتفق علی هذا، ونظهره بين الناس فقال المعتبر اليوم فتوانا وقد ظهر ذلک بين الناس فمن خالفنا فليبرز نفسه، وليقم دليله اهـ... البيع الّذی تعارفه اهل زماننا احتيالا للربا وسموه بيع الوفاء وهو رهن في الحقيقة لايملكه ولاينتفع به الا باذن مالكه الخ... (شامی: (۵/ ۲۷۶) كتاب البيوع، باب الصرف، مطلب في بيع الوفاء، ط: سعيد)

وفی فتاویٰ النسفی: ان البيع الّذی تعارف (عليه) اهل سمرقند وسموه بيع الوفاء تحرزا عن الربا في الحقيقة رهن، والمبيع في يد المشتری كالرهن في يد المرتهن لا يملكه ولا يحل له الانتفاع به إلا بإذن الراهن وهو ضامن لما أكل من ثمرته، واستهلكه من عينه، والدين ساقط بهلاكه في يده، إذا كان فيه وفاء بالدين، وللبائع استرداده إذا قضی الدين؛ إذ لا فرق عندنا بينه وبين الرهن في حكم من الأحكام، وعليه فتوی السيد الإمام أبو شجاع السمرقندی وفتوی القاضي الإمام علي السغدی ببخاری، وكثير من الأئمة علی هذا۔ (المحيط البرهانی: (۸/ ۲۶۰) كتاب البيع، الفصل الخامس والعشرون في البياعات المكروهة والارباح الفاسدة، ط: مكتبة غفارية كوئٹه) و: (۱۰/ ۳۶۹)، ط: إدارة القرآن۔

أقول: وفی جواهر الفتاویٰ في الباب الأوّل بيع الوفاء ان يقول: بعت منک علی أن تبيعه مني متی جئت بالثمن، قال رضی الله عنه: هذا البيع باطل، وهو رهن، وحكمه حكم الرهن، هكذا ذكر وهو الصحيح، وذكر الإمام محمد بن الفضل البخاری هكذا، وقيل: بيع فاسد... وذكره في جواهر الفتاویٰ في الباب الرابع وفيه انه لا فرق عندنا بين الرهن وبينه في حكم من الاحكام۔ (اللآلی الدرية في الفوائد الخيرية علی هامش جامع الفصولين: (۱/ ۲۳۴) الفصل الثامن عشر في بيع الوفاء واحكامه وشرائطه وأقسامه، ط: إسلامی كتب خانه كراچی)

واپس نہیں لیتا

ایک شخص نے مثلاً ایک موٹر سائیکل خریدی اور اس پر قبضہ بھی کرلیا، خریدار پھر چند دن کے بعد آیا اور موٹر سائیکل بائع (سیلر) کو واپس کرنا چاہی، بائع نے قبول نہیں کی اور کہا "مجھے واپسی قبول نہیں" یا کہا کہ "میں واپس نہیں لیتا"، خریدار موٹر سائیکل بائع کے پاس چھوڑ کر چلا گیا، بائع نے کچھ دن موٹر سائیکل خود استعمال کی پھر چاہا کہ وہ خریدار کو موٹر سائیکل واپس کردے اور پیسے واپس نہ کرے تو ایسا کرسکتا ہے، کیونکہ جب اس نے صاف اور واضح الفاظ میں کہہ دیا کہ "مجھے واپسی قبول نہیں ہے" تو خریدار کی طرف سے اقالہ کا مطالبہ باطل ہوگیا اور بائع کا موٹر سائیکل استعمال کرنا اگرچہ اجازت کے بغیر جائز نہ تھا، لیکن اس سے منعقد بیع خود بخود ختم نہیں ہوگی۔ (۱)

واپس نہیں ہوگا

"خریدا ہوا مال واپس یا تبدیل نہیں ہوگا" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۴/۲۴۷)

واپسی ثابت نہیں ہوگی

"واپسی ثابت ہوجائے گی" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۶/۴۱۵)

واپسی ثابت ہوجائے گی

☆ اگر خریدار نے عیب کی وجہ سے چیز بائع (سیلر) کو واپس کی اور بائع نے زبان سے اس کو قبول کرلیا یا خریدار وہ چیز بائع کے پاس لے کر گیا اور عیب دکھایا، یا

(۱) للعاقدين أن يقايلا البيع برضاهما بعد انعقاده، فالرضا شرط في الإقالة كما في سائر العقود. (شرح المجلة لرستم باز: (۱/۷۳)، المادة: ۱۹۰، البيوع، الباب الأول: في بيان المسائل المتعلقة بعقد البيع، الفصل الخامس: في إقالة البيع، ط: فاروقيه كوئته۔
الدر مع الرد: (۵/۱۲۱)، كتاب البيوع، باب الاقالة، ط: سعيد۔
الهندية: (۳/۱۵۷)، كتاب البيوع، الباب الثالث عشر: في الإقالة، ط: رشيديه۔

بائع نے کچھ کہے بغیر چیز کو اپنے پاس رکھ لیا اور خریدار کو پیسے واپس کر دیئے، تو اس طرح کرنے سے واپسی ثابت ہو جائے گی، اور وہ چیز بائع کے ضمان (RISK) میں چلی جائے گی۔

☆اور اگر بائع نے اس چیز کو زبان سے قبول نہیں کیا یا خریدار کے پیسے واپس نہیں کئے تو ان صورتوں میں بائع کے پاس چیز چھوڑنے سے واپسی ثابت نہیں ہوگی، بلکہ وہ چیز بائع کے پاس امانت کے طور پر رہے گی، اگر یہ چیز ضائع ہو جائے گی تو خریدار کی ضائع ہوگی۔ (۱)

واپسی فوری طور پر کرنا ضروری نہیں خیار عیب میں

مشتری (خریدار) کو جب مبیع میں عیب کا پتہ چل جائے تو اسے مبیع واپس کر کے ثمن واپس لینے کا اختیار ہوتا ہے، اور عیب کے بارے میں علم ہونے کے بعد مبیع کو فوراً واپس کرنا ضروری نہیں بلکہ اس وقت تک تاخیر کر کے بھی واپس کر سکتا ہے جب تک واپس کرنے کے لئے کوئی مانع (رکاوٹ) موجود نہ ہو۔ اسی طرح اگر مشتری نے بائع کو بتایا کہ مبیع میں عیب ہے اور میں واپس کرنا چاہتا ہوں، پھر واپسی میں کچھ تاخیر ہوگئی تو بھی واپس کر سکتا ہے کیوں کہ یہ خیار ضرر اور نقصان کی وجہ سے دیا جاتا

---

(۱) اذا علم المشتری بالعیب قبل القبض فله أن یرد المبیع علی البائع وینفسخ العقد بقوله: رددت، ولا یحتاج إلی رضا البائع ولا إلی قضاء القاضی، أما إذا علم به بعد القبض فلاینفسخ البیع إلا بقضاء الحاکم أو برضا البائع ولو فعلاً کتسلمه المبیع من المشتری حین طلبه الرد لأن الرضا یثبت تارة بالقول وتارة بالفعل، أما مایقع کثیر أمن أنه إذا اطلع علی عیب یرد المبیع إلی منزل البائع ویقول: دونک ودابتک لا أرضاها فلیس برد وتهلک علی المشتری ولو تعهدها البائع حیث لم یوجد بینهما فسخ قولاً أو فعلاً۔ (شرح المجلة لرستم باز: (۱/ ۱۴۴)، شرح المادة: ۳۳۷، کتاب البیوع، الباب السادس فی بیان الخیارات، الفصل السادس: فی بیان خیار العیب، ط: سعید۔

شامی: (۶/۵) کتاب البیوع، باب خیار العیب، ط: سعید۔

البحر الرائق: (۶/۳۸)، کتاب البیع، باب خیار العیب، ط: سعید۔

ہے اس میں تاخیر ہو سکتی ہے جیسے قصاص لینے کا حق ہے۔ (۱)

واپسی قبول نہیں

''واپس نہیں لیتا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۴۱۵/۶)

واپسی منع ہونے کی صورتیں

کبھی کبھار خریدار قدیم (پرانے) عیب پر مطلع ہونے سے پہلے خریدی ہوئی چیز میں ایسا کوئی کام کر لیتا ہے جس کی وجہ سے خریدی ہوئی چیز کو واپس کرنا منع ہوتا ہے، اس کے بعد قدیم عیب پر اطلاع ہوتی ہے تو ایسی صورت میں حکم یہ ہے کہ خریدار قیمت کی اتنی رقم کی واپسی کا مطالبہ کر سکتا ہے، جو عیب کی وجہ سے کم ہوئی ہے۔

اور خریدی ہوئی چیز واپس کرنا منع ہونے کی صورتیں یہ ہیں:

① قبضہ کے بعد خود خریدار کے پاس اس چیز میں کوئی عیب پیدا ہو گیا۔

---

(۱) (خيار العيب بعد رؤية العيب على التراخي على المعتمد... فلو خاصم ثم ترك ثم عاد وخاصم فله الرد) مالم يوجد مبطله كدليل الرضا. (الدر المختار مع الرد: (۳۲/۵، ۳۳) كتاب البيوع، باب خيار العيب، مطلب فيما يحلف المشتري أنه لم يفعل مسقطا لخيار العيب، ط: سعيد)

▭ يثبت خيار العيب متى ظهر العيب ولو بعد العقد بزمن طويل. أما فسخ العقد بعد العلم بالعيب فورا على التراخي ففيه رأيان للفقهاء: قال الحنفية والشافعية: خيار الرد بالعيب على التراخي، ولا يشترط أن يكون رد المبيع بعد العلم بالعيب على الفور فمتى علم العيب فأخر الرد لم يبطل خياره حتى يوجد منه ما يدل على الرضا؛ لأن هذا الخيار شرع لدفع الضرر، فلا يبطل بالتاخير. (الفقه الاسلامي وادلته: (۳۱۱۸/۴) القسم الثاني: النظريات الفقهية، الفصل الرابع: نظرية العقد، المبحث السادس: الخيارات، خيار العيب، ط: رشيديه)

▭ قال الحنفية والحنابلة: خيار العيب على التراخي، ولا يشترط أن يكون رد المبيع بعد العلم بالعيب على الفور، فمتى علم العيب فأخر الرد، لم يبطل خياره حتى يوجد منه ما يدل على الرضا، وإذا أعلن المشتري البائع بالعيب وخاصمه في رد المبيع، ثم ترك مخاصمته بعد ئذ، ورجع إليها وطلب الرد، فإن له أن يرد مالم يمتنع الرد لمانع، لأنه خيار لدفع ضرر متحقق، فكان على التراخي كالقصاص، (الفقه الاسلامي وادلة: (۳۵۶۷/۵) القسم الثالث: العقود أو التصرفات المدنية المالية، الفصل الأول: عقد البيع، المبحث الخامس: الخيارات، خيار العيب، ط: رشيديه)

(۱۵) خریدے ہوئے کپڑے کو کاٹ دیا، یا خریدے ہوئے جانور کو ذبح کر دیا پھر قدیم عیب پر اطلاع ہوئی۔

(۱۶) خریدا ہوا کپڑا کاٹنے کے بعد فروخت کر دیا۔

(۱۷) مثلاً ستو میں پانی یا گھی ملا دیا، یا خرید شدہ آٹا گوندھ دیا۔

(۱۸) زمین خریدنے کے بعد اس میں درخت لگا دیا، یا اس پر عمارت بنالی یا زمین پر مسجد بنادی۔

(۱۹) خام مال کو پگھلا دیا اس کے بعد معلوم ہوا کہ مطلوبہ چیز اس سے بننے کے قابل نہیں ہے۔

(۲۰) کھانے کی چیز کو کھالیا، اس کے بعد عیب پر اطلاع ہوئی۔

ان تمام صورتوں میں چیز واپس نہیں کی جائے گی بلکہ اس قدیم عیب کی وجہ سے قیمت میں جو کمی آئے گی وہ واپس لینے کا اختیار ہوگا۔ (۱)

واحد کا کلام

آج کل عام طور پر دکاندار کی یہ عادت بن گئی ہے، ستر اسی فیصد منافع رکھ کر بلکہ بعض دفعہ دوگنا یا اس سے زیادہ منافع لگا کر قیمت بتاتے ہیں مثلاً ایک چیز کی

---

(۱) (حدث عیب آخر عند المشتری)... (رجع بنقصانه)... (وله الرد برضا البائع) إلا لمانع عیب أو زیادة (کأن اشتری ثوباً فقطعه فاطلع علی عیب رجع به) أی بنقصانه لتعذر الرد بالقطع... (ولو اشتری بعیراً فنحر فوجد أمعاءه فاسداً لا یرجع لإفساد مالیته، کما لا یرجع (لو باع المشتری الثوب) کله أو بعضه أو وهبه (بعد القطع) لجواز رده مقطوعاً لا مخیطاً... أو کان المبیع طعاماً فأکله أو بعضه)... فإنه یرجع بالنقصان استحساناً وعلیه الفتوی... (الدر مع الرد: (۱۶/۵، ۱۷، ۱۸، ۱۹، ۲۰، ۲۲)، کتاب البیوع، باب خیار العیب، ط: سعید۔

البحر الرائق: (۴۷/۶ إلی ۵۳)، کتاب البیع، باب خیار العیب، ط: سعید۔

شرح المجلة لرستم باز: (۱۵۰/۱، ۱۵۱)، المادة: ۳۴۵، البیوع، الباب السادس: فی بیان الخیارات، الفصل السادس: فی بیان خیار العیب، ط: فاروقیه کوئٹه۔

لاگت اگر ایک ہزار روپیہ ہے تو دکاندار گاہک کو اس کی قیمت دو ہزار یا ڈھائی ہزار روپے بتائیں گے، پھر اس کے بعد سودے بازی اور بارگیننگ کی نوبت آتی ہے تو گاہک کو دکاندار ایک ہزار آٹھ سو میں پھانس لے گا، جو جھگڑا کرنے والا ہوگا وہ ڈیڑھ ہزار میں سودا کر لے گا، اور جو اس سے زیادہ بارگیننگ کرے گا تو اسے وہی چیز تیرہ سو روپے میں دے دے گا، اور جو گاہک اس کی قیمت بارہ سو روپے لگائے گا تو اس کو دکاندار دینے سے انکار کر دے گا، اور جب گاہک مایوس ہو کر چلا جائے گا تو دکاندار پیچھے سے جانور کی طرح آواز دے کر بلائے گا اور بڑے وثوق اور خیر خواہی کے ساتھ کہے گا کہ اتنے میں یہ چیز مجھے بھی نہیں پڑتی کچھ تو زیادہ کرو، اللہ کی قسم یہ میری قیمت خرید بھی نہیں کچھ تو بڑھاؤ وغیرہ، گاہک ان تمام باتوں کو سننے کے باوجود اگر قیمت میں اضافہ نہیں کرتا تو دکاندار بارہ سو روپے میں ہی وہ مال دے دے گا۔

عام طور پر اکثر دکاندار شاپنگ کرنے والی عورتوں کے ساتھ ایسا ہی رویہ اختیار کرتے ہیں، حالانکہ عورتوں کو قیمت کے بارے میں مردوں سے زیادہ علم ہوتا ہے، شریعت کی رو سے ایسا رویہ اختیار کرنا منع ہے۔

چنانچہ حضرت قیلہ ام بنی انمار رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت عمرہ کر رہے تھے اور وہ پہاڑی کے پاس تھے، میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں خرید و فروخت کیا کرتی ہوں، اور یوں کرتی ہوں کہ مجھے کوئی چیز خریدنا مقصود ہوتی ہے اس سے کم دام لگاتی ہوں پھر قیمت بڑھاتے بڑھاتے اس قیمت پر آجاتی ہوں جو میرا مقصود ہوتا ہے، اسے طرح جب کوئی چیز فروخت کرتی ہوں تو جتنے میں فروخت کرنا مقصود ہوتا ہے اس سے زیادہ قیمت کہتی ہوں، پھر کم کرتے کرتے اپنے مقصود پر آجاتی ہوں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیلہ یہ فعل اچھا نہیں ہے، جو چیز

جتنے میں فروخت کرنا چاہتی ہو اتنی ہی قیمت کہ دو، لینے والے کی خوشی ہوگی تو لے لے گا، اور اگر خوشی نہیں ہوگی تو نہیں لے گا، اور جو چیز بیچو اس کی ایک قیمت بتا دو، خریدار چاہے تو لے لے ورنہ نہ لے۔[1]

مزید ''فکس پرائز شاپ'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۰۷/۵)

وارثوں میں سے ایک وارث ترکہ میں تصرف کردے

''ترکہ میں ایک وارث کی تجارت کا حکم'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۹۲/۲)

وارثوں میں سے ایک وارث نے دوسرے کا حصہ فروخت کردیا

''ایک وارث نے دوسرے وارث کا حصہ فروخت کردیا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۸۸/۱)

واقعہ دیانت داری کا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ تم سے پہلے لوگوں میں سے ایک شخص نے کسی زمین کا ایک ٹکڑا خریدا اسے زمین کے اس ٹکڑے میں سے ایک چھوٹا گھڑا ملا جس میں سونا تھا تو اس نے زمین بیچنے والے سے کہا کہ اپنا سونا لے لو، کیوں کہ میں نے تم سے صرف زمین خریدی

(۱) عن قیلة أم بنی أنمار، قالت: أتیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی بعض عمرہ عند المروة، فقلت: یا رسول اللہ إنی إمرأة أبیع وأشتری، فإذا أردت أن أبتاع الشیٔ، سمت بہ أقل مما أرید، ثم زدت، حتی ابلغ الذی أرید، ثم وضعت حتی أبلغ الذی ارید فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: لا تفعلی یا قیلة إذا أردت أن تبتاعی شیئا، فاستامی بہ الذی تریدین، أعطیت أو منعت، وإذا أردت أن تبیعی شیئا فاستامی بہ الذی تریدین، أعطیت أو منعت۔ (سنن ابن ماجہ: (ص: ۱۵۹) ابواب التجارات، باب السوم، ط: قدیمی)

مسند الجامع: (۳۹۸/۲۰) رقم الحدیث: ۱۷۱۳۱۷، حرف العین، قیلة أم انمار، ط: دار الجیل۔

المعجم الکبیر للطبرانی: (۱۳/۲۵) باب القاف، قیلة أم بنی أنمار، ط: مکتبة ابن تیمیة۔

ہے، یہ سونا نہیں خریدا، زمین بیچنے والے نے کہا میں نے تو زمین اور اس میں جو کچھ ہے سب تجھے فروخت کر دیا ہے، اب وہ اپنا مقدمہ ایک اور شخص کے پاس لے گئے، ثالث نے دونوں کی باتیں سننے کے بعد پوچھا کیا تمہاری کوئی اولاد ہے، ایک نے کہا میرا ایک لڑکا ہے، دوسرے نے کہا میری ایک لڑکی ہے، ثالث نے کہا اس لڑکے اور لڑکی کی شادی کر دو اور یہ سونا ان پر خرچ کرو، اور اس میں سے کچھ صدقہ بھی کر دو۔ (۱)

واؤچر کی خرید وفروخت

جب تاجر لوگ کسی کمپنی کو مال فروخت کرتے ہیں تو کمپنی والے مال خریدنے کے بعد نقد ادائیگی کی بجائے اس رقم کی رسید دیتے ہیں، اس کو "واؤچر" بھی کہتے ہیں، بعض دفعہ تاجر لوگ رقم کی ضرورت کے وقت اس "واؤچر" کو فروخت کر دیتے ہیں، اس کے بارے میں تفصیل یہ ہے کہ "واؤچر" اپنی ذات کے اعتبار سے ایک کاغذ ہے، مگر چونکہ اس میں رقم کی مقدار لکھی جاتی ہے اس وجہ سے وہ قیمتی بن جاتا ہے، اس لئے اس کو فروخت کرنا جائز ہے، لیکن "واؤچر" کو اس قیمت کے عوض خرید وفروخت کرنا ضروری ہے، جو اس "واؤچر" میں درج ہے اس سے کم یا

(۱) وعن أبی هريرة رضی الله عنه: قال: قال النبی صلی الله علیه وسلم: اشتری رجل من رجل عقارا له فوجد الرجل الذی اشتری العقار فی عقاره جرة فیها ذهب: فقال له الذی اشتری العقار: خذ ذهبک منی إنما اشریت منک الارض ولم ابتع منک الذهب۔

وقال الذی له الارض: إنما بعتک الارض وما فیها۔ فتحاکما إلی الرجل: فقال الذی تحاکما إليه: ألکما ولد؟ قال أحدهما: لی غلام۔ وقال الآخر: لی جارية۔ قال أنکحوا الغلام والجارية وأنفقوا علی أنفسهما منه وتصدقا۔ (صحیح البخاری: (۱/ ۴۹۴) کتاب احادیث الانبیاء، باب بلا عنوان، ط: قدیمی)

صحیح المسلم: (۲/ ۷۷) کتاب الأقضیة، باب استحباب اصلاح الحاکم بین الخصمین، ط: قدیمی۔

شعب الایمان: (۴/ ۳۲۸) الباب الخامس والثلاثون من شعب الایمان: وهو باب فی الأمانات وما یجب من أدائها إلی أهلها، ط: دار الکتب العلمية۔

زیادہ رقم کے عوض بیچنا سود ہونے کی وجہ سے ناجائز ہے۔ (۱)

(۴۲۲) وراثت کی جائیداد میں سے ایک وارث نے دوسرے کا حصہ بھی فروخت کردیا

''ایک وارث نے دوسرے کا حصہ فروخت کردیا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

وراثت کی زمین تقسیم کرنے سے پہلے فروخت کرنا

''زمین تقسیم سے پہلے فروخت کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۴/۸۷)

وزن

☆ موجودہ دور میں بینک وغیرہ مختلف شرکاء کے لئے نفع کی مختلف شرطیں طے کرتے ہیں جس کو آج کل کی اصطلاح میں ''وزن'' (WEIGHTAGE) کہتے ہیں، مختلف شرکاء کو مختلف وزن دیا جاسکتا ہے، البتہ جس شریک نے کام نہ کرنیکی شرط لگائی ہو اس کا نفع اس کے سرمائے کے تناسب سے زائد نہیں ہوسکتا۔

☆ نفع میں تو مختلف شرکاء کو مختلف وزن دیا جاسکتا ہے، لیکن نقصان میں اس طرح کرنا جائز نہیں ہے، نقصان بہر حال سرمایہ کے بقدر ہوگا۔ (۲)

---

(۱) (الربا) قال في البحر: فضل أحد المتجانسين نعم هذا يناسب تعريف الكنز بقوله فضل مال بلا عوض في معاوضة مال بمال۔ (شامي: (۵/۱۶۸)، كتاب البيوع، باب الربوا، ط: سعيد۔)

فضل مال بلا عوض في معاوضة مال بمال أي فضل أحد المتجانسين على الآخر بالمعيار الشرعي أي الكيل والوزن۔ (البحر الرائق: (۶/۱۲۴) كتاب البيع، باب الربوا، ط: سعيد۔)

فتح القدير: (۶/۳)، كتاب البيوع، باب الربا، ط: رشيديه۔)

(۲) ولو شرط الربح للدافع أكثر من رأس ماله لا يصح الشرط، ويكون مال الدافع عند العامل بضاعة لكل واحد منهما ربح ماله، والوضيعة بينهما على قدر رأس مالهما أبدا۔۔۔ وحاصل ذلك كله أنه إذا تفاضلا في الربح فإن شرط العمل عليهما سوية جاز، ولو تبرع أحدهما بالعمل وكذا لو شرطا العمل على أحدهما وكان الربح للعامل بقدر رأس ماله أو أكثر، ولو كان الأكثر لغير العامل أو لأقلهما=

وزن کا خرچہ

خرید وفروخت کا معاملہ مکمل ہوجانے کے بعد مبیع (بیچی گئی چیز) تولنے کا ۴۲۳
خرچہ، اور خریدار کی گاڑی پر چڑھانے (لوڈنگ) کا خرچہ بائع کے ذمہ ہے۔ (۱)

وزن کرتے وقت احتیاط کرنا لازم ہے

وزن کر کے چیز فروخت کرتے وقت پورا پورا دینا چاہیے کم دینا ہرگز جائز نہیں ہے، اس لئے گندم، آٹا، چاول، چینی وغیرہ ٹنوں اور منوں کے حساب سے فروخت کرتے وقت بھی بڑی احتیاط سے مال دینا چاہیے، بے احتیاطی بالکل نہیں کرنی چاہیے، اسی طرح لوہا، سیمنٹ، سونا، چاندی وغیرہ کی خرید وفروخت میں کمی کرنا چوری اور خیانت ہے، اس سے بچنا بھی ضروری ہے۔ (۲)

= عملاً لا یصح وله ربح ماله فقط۔ (شامی: (۴/ ۳۱۲)، کتاب الشرکة، مطلب: فی توقیت الشرکة روایتان، ط: سعید۔)

البحر الرائق: (۵/ ۱۷۳، ۱۷۵)، کتاب الشرکة، ط: سعید۔)

شرح المجلة لرستم باز: (۲/ ۵۷۲، ۵۷۳)، المادة: ۱۳۷۱، أنواع الشرکات، الباب السادس، فی بیان شرکة العقد، الفصل السادس فی شرکة العنان، ط: فاروقیه کوئٹه۔)

(۱) (وأجرة کیل ووزن وعد وذرع علی بائع) لأنه من تمام التسلیم... وفی الرد: وکذا صب الحنطة فی وعاء المشتری علی البائع۔ (الدر مع الرد: (۵/ ۵٦۰)، کتاب البیوع، فصل فیما یدخل فی البیع تبعاً وما لا یدخل، ط: سعید۔)

البحر الرائق: (۵/ ۳۰٦)، کتاب البیع، ط: سعید۔)

فتح القدیر: (٦/ ۲۷۳)، کتاب البیوع، فصل: ومن باع دارا دخل بناؤها... ط: رشیدیه۔)

(۲) ویلحق بالسرقة التطفیف، قال الله تعالی: ویل للمطففین، والخیانة فبئست البطانة وهی من علامات النفاق... (التفسیر للمظهری: (۱/ ۳۷۷)، سورة النساء، الآیة: ۳۱، ط: رشیدیه۔)

تفسیر ابن کثیر: (۸/ ۳۴٦)، سورة المطففین، ط: دار طیبة۔)

الجامع لأحکام القرآن: (۱۹/ ۲۱۸)، سورة المطففین، ط: رشیدیه۔)

وزن کر کے جانور فروخت کرنا

(۴۲۴) سابقہ زمانے میں جانور عددی تھے وزنی نہیں تھے، اس لئے وزن کر کے جانور فروخت کرنے کے بارے میں ناجائز ہونے کا فتوی دیا گیا تھا، کیونکہ سانس لینے کی وجہ سے وزن میں گھٹنے اور بڑھنے کے احتمال کی وجہ سے جھگڑا ہونے کا امکان تھا، اور اس زمانے میں موجودہ دور کی طرح اتنے بڑے بڑے ترازو بھی نہیں تھے اس لئے صحیح صحیح وزن کرنا بھی بہت ہی بڑا مشکل کام تھا۔

موجودہ دور میں ڈیجیٹل ترازو اور مختلف قسم کے کانٹے بنائے گئے ہیں جو صحیح صحیح وزن بتاتے ہیں، مزید یہ کہ اب لوگوں کی عادت بدل گئی ہے، تقریباً ہر چیز وزن کر کے لینے کی عادت بن گئی ہے، اور سانس کی وجہ سے جو معمولی کمی زیادتی ہوتی ہے اس کی کوئی وقعت نہیں ہے، اس وجہ سے اب کوئی جھگڑا نہیں ہوتا بلکہ وزن کرنے کی صورت میں دھوکہ بھی کم ہوتا ہے، اس لئے زندہ جانوروں کو مرغی سے لے کر اونٹ تک وزن کر کے خرید و فروخت کرنا اور قربانی عقیقہ کرنا جائز ہے شرعاً اس میں کوئی قباحت نہیں ہے۔ (۱)

---

(۱) لأنّ الحیوان لایوزن عادۃ، ولایمکن معرفۃ ثقلہ بالوزن لأنّہ یخفف نفسہ مرّۃ و یثقل أخرى۔ (الھدایۃ: (۸۴/۳) کتاب البیوع، باب الربوا، ط: رشیدیہ۔)

وإنما قلنا أنّ الحیوان لیس بموزون لأنّہ لایوزن عادۃ فلیس فیہ احد المقدرین الشرعیین الوزن أو الکیل۔ (فتح القدیر: (۲۶/۷) کتاب البیوع، باب الربا، ط: رشیدیہ۔)

العنایۃ علی ھامش فتح القدیر: (۲۶/۷) باب الربا، ط: رشیدیہ۔)

وکل شئ نص رسول اللہ ﷺ علی تحریم التفاضل فیہ کیلاً فھو مکیل أبداً)... (مالم ینص علیہ فھو محمول علی عادات الناس) في الاسواق (لأنھا) أی العادۃ (دلالۃ) علی الجواز فیما وقعت علیہ لقولہ علیہ الصلاۃ والسلام "مارآہ المسلمون حسناً" (فتح القدیر: (۱۳/۷، ۱۵) کتاب البیوع، باب الربا، ط: رشیدیہ۔)

قلت: ان الناس یعاملون فی أشیاء تکون جائزۃ فیما بینھم علی طریق المروءۃ والاغماض، =

☆ موجودہ دور میں حیوانات بھی موزونی ہو گئے ہیں، مرغی وغیرہ کی بیع وزن سے ہوتی ہے، اور وزن کا اصل مقصد مجہول (نامعلوم) چیز کی بیع نہ ہونا ہے، تا کہ بیع کے وقت مبیع (بیچی گئی چیز) مجہول نہ ہو، اور وزن اس میں معاون ہے۔

وزن کر کے کپڑا بیچنا

وزن کر کے کپڑا بیچنا اور خریدنا اس شرط کے ساتھ جائز ہے کہ اس کی قیمت بھی وزن کے اعتبار سے طے ہو، یعنی بیچنے والا یہ کہہ کر بیچے کہ اتنے کلو کپڑا اتنی قیمت میں فروخت کر رہا ہوں، اور خریدنے والا یہ کہے کہ اتنے کلو کپڑا اتنی قیمت میں خرید رہا ہوں، لیکن اگر کلو کے حساب سے وزن کرنے کے بعد میٹر یا گز کا اندازہ لگا کر میٹر اور گزوں کے حساب سے قیمت ادا کر دی جائے تو اس صورت میں میٹر یا گز مجہول ہونے کی وجہ سے بیع درست نہیں ہوگی۔ (۱)

= فإذا رفعت إلى القضاء يحكم عليها بعدم الجواز، ... وذلک لأن العقود على نحوين: نحو يكون معصية في نفسه، وذا لايجوز مطلقًا، ونحو آخر لايكون معصية وإنما يحكم عليه بعدم الجواز لإفضاءه إلى المنازعة، فإذا لم تقع فيه منازعة جاز۔ (فيض الباری: (۳/۲۸۹) كتاب الوكالة، باب وكالة الشاهد، ط: اشرفيه كوئٹه)

(۱) (اشترى مكيلاً بشرط الكيل حرم بيعه وأكله حتى يكيله، ومثله الموزون والمعدود) بشرط الوزن والعد لاحتمال الزيادة۔ (الدر: (۵/۱۳۹)، كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، مطلب في تصرف البائع في المبيع قبل القبض، ط: سعيد۔)

☐ يكون الصلح عن دعوى الشفعة على ثلاثة أوجه... الوجه الثاني الصلح عن مقدار معين من المشفوع بحصته من ثمن المبيع فهذا الصلح باطل۔ ولعل سبب البطلان هو جهالة الثمن، لأنه في تلك الحال لايعلم ثمن ذلک المقدار إلا بالحرز۔ (درر الحكام شرح مجلة الأحكام: (۴/۱۳)، شرح المادة: ۱۵۳۳، الكتاب الثاني عشر في حق الصلح والإبراء، ط: دار الكتب العلمية۔)

☐ ويجوز بيع الطعام والحبوب كلها مكايلة ومجازفة يعني إذا باعها بخلاف جنسها، أما بجنسها مجازفة فلا يجوز لما فيه من احتمال الربا۔ (الجوهرة النيرة: (۱/۲۲۷)، كتاب البيوع، ط: حقانية كوئٹه)

☐ الدر مع الرد: (۴/۵۳۸)، كتاب البيوع، ط: سعيد۔)

☐ ومنها أن يكون المبيع معلوماً وثمنه معلوماً علماً يمنع عن المنازعة، فإن كان أحدهما مجهولاً =

وزن کی بنیاد پر نفع تقسیم کرنا

''نفع کی تقسیم میں وزن'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۶۴/۶)

وزن میں غلط بیانی کرنا

''اصل وزن سے کم سودا پیک کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۹۴/۱)

وصف کے مقابلے میں قیمت نہیں ہوتی

مبیع (بیچی گئی چیز) میں قیمت اصل کے مقابلے میں ہوتی ہے، وصف کے مقابلے میں نہیں ہوتی، مثلاً کسی نے بنارسی دوپٹہ یا پلنگ پوش یا چادر وغیرہ کوئی ایسا کپڑا خریدا کہ اگر اس میں سے کچھ پھاڑ لیں تو نکما اور خراب ہو جائے گا، اور خریدتے وقت یہ شرط کر لی کہ یہ دوپٹہ تین گز کا ہے، پھر جب ناپا تو کچھ کم نکلا تو ایسی صورت میں جتنا کم نکلا ہے اس کے بدلے میں دام کم نہیں ہوں گے بلکہ جتنے دام طے ہوئے تھے وہ پورے دینے پڑیں گے، ہاں کم نکلنے کی وجہ سے بس اتنی رعایت کی جائے گی کہ دونوں طرف سے پکی بیع ہو جانے پر بھی خریدار کو اختیار ہوگا چاہے لے چاہے نہ لے، اور اگر کچھ زیادہ نکلا تو وہ بھی خریدار کا ہوگا اور اس کے بدلے میں دام کچھ زیادہ دینا نہیں پڑیں گے، تو یہاں گز وصف ہے اس کے مقابلہ میں قیمت کی کمی زیادتی نہیں ہوئی البتہ کم ہونے کی صورت میں خریدار کو لینے اور نہ لینے کا اختیار ہوگا۔ (۱)

= جهالة مفضية إلى المنازعة فسد البيع،... (بدائع الصنائع: (۱۵۶/۵)، كتاب البيوع، فصل: وأما شرائط الصحة، ط: سعيد)

(۱) ومن اشترى ثوبا على انه عشرة أذرع بعشرة دراهم أو أرضا على انها مائة ذراع بمائة درهم فوجدها أقل فالمشتري بالخيار إن شاء أخذها بجملة الثمن وإن شاء ترك، لأن الذراع وصف في الثوب... والوصف لا يقابله شيء من الثمن كأطراف الحيوان۔ (الهداية: (۲۸/۳)، كتاب البيوع، ط: رشيديه)

الجوهرة النيرة: (۲۲۹/۱)، كتاب البيوع، ط: حقانيه۔

بدائع الصنائع: (۱۶۰/۵)، كتاب البيوع، فصل: في شرائط الصحة في البيوع، ط: سعيد۔

وصیت بھلائی کی

''بھلائی کی وصیت'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۳۵/۲)

وضعیہ

''وضعیہ'' کا معنی ہے کسی ضرورت سے قیمت خرید سے کم پر فروخت کرنا۔ (۱)

وعدۂ بیع

ایک شخص دوسرے سے اس طرح معاہدہ کرتا ہے کہ فلاں چیز، فلاں قیمت پر آپ کو دوں گا اور دوسرا اس کو قبول کر لیتا ہے، جبکہ ابھی تک چیز اس کے قبضہ میں نہیں ہے، تو یہ بیع نہیں بلکہ ''وعدۂ بیع'' ہے، اور وعدۂ بیع کے بارے میں اصل مذہب یہ ہے کہ وعدہ پورا کرنا عدالتی اعتبار سے ضروری نہیں ہے، لیکن متاخرین حنفیہ نے ضرورت کی بنا پر بعض صورتوں میں وعدہ پورا کرنا قضاء (عدالتی اعتبار سے) بھی ضروری قرار دیا ہے، اس لئے آج کل کے معاملات میں اسی کے مطابق عمل کرنا چاہیے، تاکہ بائع (سیلر) کو نقصان نہ ہو۔ (۲)

---

(۱) والمبیعات أصناف مختلفة وأجناس متفاوتة... أما باعتبار الثمن، لأن الثمن الأول إن لم يعتبر يسمى مساومة أو اعتبر مع زيادة فهو المرابحة أو بدونها فهو التولية أو مع النقص فهو الوضعية۔ (مجمع الأنهر: (۲/۲)، کتاب البیوع، ط: دار احیاء التراث العربی۔

المحیط البرهانی: (۲۳۱/۷)، کتاب الصرف، الفصل التاسع عشر: فی بیع الصرف مرابحة، ط: دار الکتب العلمیة۔

الدر مع الرد: (۵۰۱/۴) کتاب البیوع، ط: سعید

(۲) عن زید بن ارقم عن النبی ﷺ قال: إذا وعد الرجل أخاه ومن نيته أن يفي له فلم يف ولم يجئ للميعاد فلا إثم عليه۔ (مشکوٰة المصابیح: (ص: ۴۱۶)، باب الوعد، الفصل الثانی، ط: قدیمی۔

الخلف فی الوعد حرام... وعده أن يأتيه فلم يأته لا يأثم، ولا يلزم الوعد إلا إذا كان معلقاً... (قوله: الخلف فی الوعد حرام) قال السبكي: ظاهر الآيات والسنة تقتضي وجوب الوفاء... إنما يوصف بما ذكر أي بأن خلف الوعد نفاق إذا قارن الوعد العزم على الخلف... وأما من عزم على الوفاء ثم بدا له=

وعدۂ بیع اور بیع

''بیع اور وعدۂ بیع'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۱۵۷/۲)

= فلم یف فلا، فهذا لم یوجد منه صورة نفاق،... وقیل علیه: فیه بحث فإن أمر "أوفوا بالعقود" مطلق فیحمل عدم الأثم فی الحدیث علی ما إذا منع مانع من الوفاء،... أقول: فی الدرر والغرر من کتاب العاریة ما یفید أن خلف الوعد مکروه۔(شرح الاشباه للحموی: (۲/ ۲۶۴، ۲۶۵)، الفن الثانی: الفوائد، کتاب الحظر والإباحة، ط:ادارة القرآن۔

أن البیع انما ینعقد بصیغة تدل علی انشاء العقد فی الحال، ولذلک لا ینعقد البیع بصیغة تتمحض للاستقبال مثل قولنا "سوف ابیعک کذا" أو "سوف اشتری منک کذا" وانما تنبئ هذه الصیغة عن الوعد بإنجاز البیع فی المستقبل ولیس بیعاً۔فمن وعد آخر بانشاء بیع فی المستقبل هل یجب علیه الوفاء بهذا الوعد؟... المشهور مما نقل عن جمهور الفقهاء أن الوفاء بالوعد مستحب مندوب وهو من مکارم الاخلاق، ولکنه لیس بواجب دیانة ولا قضاء... المذهب الثانی: أن الوفاء بالوعد واجب مطلقاً، وهو واجب فی الدیانة والقضاء جمیعاً... فالذی یتلخص من القرآن والسنة أن الوعد إذا کان جازماً یجب الوفاء به دیانة ویأثم الإنسان بالإخلاف فیه إلا إذا کان لعذر مقبول، أما لزوم الوفاء قضاءً، فالأصل فیه أن مجرد الوعد لا یحکم به فی القضاء لان المواعید متنوعة... ولکن قد تظهر هناک حالات یمکن أن تجعل المواعید فیها لازمة فی القضاء لأن الإخلاف فیها یؤدی إلی ضرر بیّن للموعود له۔ فإن أمثال هذه الحالات هی التی قال فیها الفقهاء الحنفیة "وقد تجعل المواعید لازمة لحاجة الناس" کما اسلفنا عن ردّ المحتار وغیره۔(فقه البیوع: (۱/ ۷۷، ۷۸، ۸۹، ۹۰)، المبحث الأول، حکم الوعد أو المواعدة فی البیع، ط: معارف القرآن۔

ومفهومه أن من وعد ولیس من نیته أن یفی فعلیه الإثم وفی به أو لم یف فانه من أخلاق المنافقین... (مرقاة المفاتیح: (۹/ ۱۰۳)، تحت رقم الحدیث: ۴۸۸۱، کتاب الآداب باب الوعد، الفصل الثانی، ط:؟؟؟)

وأیضاً فیه: قال النووی: أجمعوا علی أن من وعد انساناً شیئاً لیس بمنهی عنه فینبغی أن یفی بوعده، وهل ذلک واجب أو مستحب، فیه خلاف الشافعی وأبو حنیفة والجمهور إلی أنه مستحب، فلو ترکه فاته الفضل وارتکب المکروه کراهة شدیدة ولا یأثم یعنی من حیث هو خلف وإن کان یأثم إن قصد به الأذی، قال: وذهب جماعة إلی أنه واجب... وبعضهم إلی التفصیل،... ثم إذا فهم مع ذلک الجزم فی الوعد فلا بد من الوفاء إلا أن یتعذر۔(مرقاة المفاتیح: (۹/ ۱۱۴) تحت رقم الحدیث: ۴۸۹۲، کتاب الآداب، باب المزاح، الفصل الثانی، ط: رشیدیه۔

وعدۂ بیع کرتے وقت وعدہ پورا کرنے کا ارادہ تھا

اگر بیع (خرید و فروخت) کا وعدہ کرتے وقت دل میں وعدہ پورا کرنے کا ارادہ تھا، لیکن بعد میں کسی وجہ سے وعدہ پورا نہیں کر سکا اور وعدہ خلافی ہوگئی، ایسے وعدہ کا حکم یہ ہے کہ اس وعدہ کا پورا کرنا واجب نہیں بلکہ مستحب اور مکارم اخلاق میں سے ہے، یعنی اس صورت میں وعدہ خلافی کی وجہ سے اس کو منافق کہنا، طعنہ دینا اور ذلیل کرنا جائز نہیں ہوگا۔ (۱)

وعدۂ بیع کی خلاف ورزی کی صورت میں

اگر ''امپورٹر'' اور ''ایکسپورٹر'' کے درمیان ''ایگریمنٹ ٹو سیل'' (وعدۂ بیع) ہوا ہے اور ابھی حقیقی بیع نہیں ہوئی، اس صورت میں اگر ''ایکسپورٹر'' اس وعدہ بیع کو پورا نہ کرے، اور اس وعدہ کو پورا کرنے سے انکار کر دے، تو اس صورت میں ''امپورٹر'' کسی قسم کی چارہ جوئی کر سکتا ہے یا نہیں؟ یا ''ایکسپورٹر'' تو اپنا وعدہ پورا کر رہا ہے لیکن ''امپورٹر'' اس سامان کو لینے سے انکار کر دے، اور اس وعدے کی خلاف ورزی کرے، تو اس صورت میں ''ایکسپورٹر'' کیا چارہ جوئی کر سکتا ہے؟

موجودہ قانون میں یہ ہے کہ ''ایگریمنٹ ٹو سیل'' (وعدۂ بیع) کی خلاف ورزی کی صورت میں کسی بھی دوسرے فریق کو پہنچنے والے حقیقی نقصان کا دعوی کیا جا سکتا ہے اور اگر وہ نقصان کی تلافی نہ کرے تو اس کے خلاف مقدمہ کیا جا سکتا ہے۔ لیکن شریعت میں اگر ''ایگریمنٹ ٹو سیل'' میں کوئی ایک فریق وعدہ پورا نہ کرے تو وہ شخص گناہ گار ہوگا لیکن دنیا کے اندر اس سے کسی قسم کے نقصان وغیرہ کا مطالبہ نہیں کیا جا سکتا، اور نہ اس پر دباؤ ڈالا جا سکتا ہے، اس کی مثال ''منگنی'' ہے کہ یہ نکاح نہیں ہے،

---

(۱) انظر الی الحاشیۃ السابقۃ رقم: ۲، علی الصفحۃ رقم: ۴۲۶۔ (عن زید بن ارقم)

نکاح کا ایک وعدہ ہے، نکاح میں مطالبہ ہو سکتا ہے، منگنی میں مطالبہ نہیں ہو سکتا۔ (۱)

(۴۳۰) وعدۂ بیع کی مثال

''فروخت کردوں گا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۵/۹۹)

وعدۂ بیع کے بعد خریداری میں نقصان سمجھتا ہے

وعدہ پورا کرنے کی نیت سے بیع (خرید وفروخت) کا وعدہ کرنے کے بعد کسی وجہ سے اب مال کی خریداری کو نقصان سمجھتا ہے، اور وہ چیز لینا نہیں چاہتا، تو وعدہ خلافی کی وجہ سے گناہگار ہوگا البتہ دکاندار کے لئے وعدۂ بیع کی بنیاد پر گاہک کو خریدنے پر مجبور کرنا یا اس سے کسی قسم کا تاوان لینے کا مطالبہ کرنا جائز نہیں ہوگا، یہ نقصان دکاندار کا ہے۔ (۲)

وعدۂ بیع کے نقصانات کا حکم

شریعت میں وعدۂ بیع کے بعد انکار کرنے سے جو نقصان ہوتا ہے، اس نقصان کا اعتبار نہیں ہے، بلکہ شریعت میں دو چیزوں کے درمیان فرق رکھا گیا ہے، ایک چیز ہے ''نفع کا نہ ہونا'' دوسری چیز ہے ''نقصان ہونا'' ان دونوں میں فرق ہے۔

(۱) انظر الی الحاشیۃ السابقۃ رقم: ۲، علی الصفحۃ رقم: ۴۲۶۔ (عن زید بن ارقم)

(۲) امداد الفتاویٰ: (۳/ ۴۰)، کتاب البیوع، عنوان: ''بیع وشراء کا وعدہ حکم میں بیع وشراء کے نہیں''۔ ط: دار العلوم کراچی۔

والذی یظهر أن التراضی لا بد منه لغة أيضاً، فانه لا يفهم من باعه وباع زيد عبده إلا أنه استبدل به بالتراضی، وأن الأخذ غصباً، واعطاء شیء آخر من غير تراض لا يقول فيه أهل اللغة باعه. (فتح القدير: (۶/ ۲۲۹)، كتاب البيوع، ط: رشيديه۔

(فلو اكره بقتل أو ضرب شديد) متلف ... (او حبس) ... (حتى باعه او اشترى او اقر او آجر، فسخ) ما عقد، ولا يبطل حق الفسخ بموت أحدهما ولا بموت المشتری. (الدر مع الرد: (۶/ ۱۲۹، ۱۳۰)، كتاب الاكراه، ط: سعيد)۔

گزشتہ حواشی ملاحظہ ہوں۔ ایضاً۔

نقصان ہونے کا مطلب یہ ہے کہ واقعۃً خریدار یا بیچنے والے کی کچھ رقم خرچ ہوگئی۔ اور ''نفع نہ ہونے'' کا مطلب یہ ہے کہ تاجر نے اپنے ذہن میں یہ تصور کرلیا تھا کہ اس معاملہ میں اتنا نفع ہوگا، لیکن اتنا نفع نہیں ہوا، آج کل کے تاجروں کی اصطلاح میں اس نفع نہ ہونے کو بھی ''نقصان'' سے تعبیر کیا جاتا ہے، جبکہ شریعت کی رو سے اس کو نقصان کہنا درست نہیں۔

مثلاً زید نے ایک چیز سو روپے کی خریدی، اور زید نے اپنے ذہن میں تصور کرلیا کہ میں اس کو ڈیڑھ سو روپے کی فروخت کر کے پچاس روپے نفع کمالوں گا اب ایک خریدار آیا، اور اس نے وہ چیز ڈیڑھ سو روپے کے بجائے ایک سو تیس روپے میں خرید لی تو زید کی نظر میں اور تاجر کی نظر میں اس کو نقصان سمجھا جائے گا کہ بیس روپے کا نقصان ہوگیا، لیکن شریعت میں اس کو نقصان نہیں کہا جائے گا بلکہ شریعت میں نقصان اس وقت کہا جائے گا جب زید اس چیز کو سو روپے سے کم مثلاً نوے روپے میں فروخت کردے۔

غرض کہ آج کل ''اپرچونیٹی کاسٹ'' (متوقع نفع) کی بنیاد پر حساب کتاب کر کے نقصان کا جو تعین کرلیا جاتا ہے، شریعت میں ایسے نقصان کا کوئی اعتبار نہیں۔ (۱)

وعدۂ بیع مجبوری کی وجہ سے پورا نہیں کرسکا

اگر وعدہ بیع کسی مجبوری کی وجہ سے پورا نہ کرسکے تو دوسرے فریق کو اطلاع کردے کہ فلاں مجبوری کی وجہ سے وعدۂ بیع کو پورا نہیں کرسکتا، لہذا یہ وعدۂ بیع ختم کر

(۱) لأن الخسران هو عبارة عن تلف مال من رأس المال. . . (درر الحكام إلى مجلة الأحكام: (۳/ ۴۳۶)، تحت المادة: ۱۴۱۱، كتاب الشركة، الباب السابع فى حق المضاربة، الفصل الثانى: فى بيان شروط المضاربة، ط: دار عالم الكتب/سلطانيه كوئٹه۔)

الموسوعة الفقهية: (۲۶/ ۶۱)، حرف الشين، الشركة، استحقاق الربح، ط: دار الصفوة۔)

امداد الفتاوى: (۳/ ۴۰)، كتاب البيوع، ط: دار العلوم كراچى۔)

دیا جائے، اس صورت میں پہلا فریق گناہ گار نہیں ہوگا۔(۱)

وعدہ بیع میں بدنیتی

گاہک نے دکاندار سے کہا کہ اگر فلاں قسم کا مال آپ منگوا دیں، تو میں اتنی قیمت پر خریدنے کا وعدہ کرتا ہوں یا خریدوں گا، اور اس کے دل میں وعدہ کرتے وقت یہ ارادہ تھا کہ وہ اس وعدہ کو پورا نہیں کرے گا اور دکاندار سے یہ مال نہیں خریدے گا تو یہ نفاق یا نفاق کی علامت ہے، اور دھوکہ ہونے کی وجہ سے ناجائز اور حرام ہے۔(۲)

وعدہ کی شرعی حیثیت

مروجہ اسلامی بینکاری کے مجوزین اور حامیوں کے نزدیک اجارہ میں کلائنٹ سے وعدہ لینے کا مقصد صرف بینک کو یہ یقین دلانا ہے کہ وہ اس کے ساتھ ضرور اجارہ کا معاملہ کرے گا تاکہ بینک پورے اطمینان کے ساتھ مطلوبہ چیز کی خریداری کر سکے، اس سے اجارہ منعقد نہیں ہوتا بلکہ اجارہ کا باضابطہ معاہدہ مطلوبہ چیز حاصل کرنے کے بعد طے پاتا ہے۔

لیکن معمولی غور و فکر سے یہ بات واضح ہو جائے گی کہ یہ موقف درست نہیں ہے کیوں کہ باضابطہ معاہدے کی حیثیت علامتی کاروائی کے سوا کچھ نہیں، وجہ یہ ہے کہ قانونی لحاظ سے کلائنٹ اس بات کا پابند ہوتا ہے کہ وہ بینک کی خریدی ہوئی چیز بہرحال ''ماسٹر فائنانسنگ ایگریمنٹ'' میں طے شدہ شرائط کے مطابق اجارہ پر لے، اور اگر لینا نہ چاہے تو بینک قانونی چارہ جوئی کے لئے عدالت سے بھی رجوع کر سکتا ہے، اور عدالت کلائنٹ کو مجبور کر سکتی ہے کہ وہ بینک کے ساتھ اجارہ کا معاملہ کرے۔

مزید یہ کہ اجارہ کے وعدے کے موقع پر بینک ''سیکورٹی ڈپارٹمنٹ'' کے

(۱، ۲) انظر الی الحاشیۃ السابقۃ رقم: ۲، علی الصفحۃ رقم: ۴۲۶۔ (عن زید بن ارقم)

نام پر ایک معقول رقم بھی وصول کرتا ہے، تا کہ اگر بینک کی خریداری کے بعد کلائنٹ چیز نہ لے، یا رقم کی ادائیگی نہ کرے یا دیوالیہ ہو جائے تو بینک کو پہنچنے والے نقصان کی تلافی اس رقم سے کی جا سکے، اس سے واضح ہوا کہ اجارہ کا یہ معاملہ خالص وعدہ کی حد تک نہیں رہتا بلکہ دوطرفہ معاہدے کے دائرے میں داخل ہو جاتا ہے، البتہ یہ مستقبل کی تاریخ میں نافذ ہوتا ہے جب یہ وعدہ نہیں معاہدہ ہے، تو گویا بینک نے اجارہ پر دینے والی چیز کو خرید کر ملکیت میں لانے سے پہلے ہی اجارہ پر دینے کا معاہدہ کر لیا اور ملکیت میں لانے سے پہلے ہی اجارہ پر دینے کا معاہدہ کرنا شریعت کے خلاف ہے، جیسا کہ ''المصارف الاسلامیہ'' میں ہے۔

جب وعدہ لازمی نہ ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں، لیکن جب وعدہ لازمی ہو تو یہ کاروائی غیر ملکیتی چیز کی بیع یا قبضہ سے قبل بلکہ خریداری سے قبل بیع کے دائرے میں داخل ہو جاتی ہے اور یہ شرعاً ناجائز ہے۔ [1]

مروجہ اسلامی بینکاری کے مجوزین اور حامی حضرات یہ کہتے ہیں کہ مذکورہ بالا خرابی تب لازم آتی ہے جب دونوں جانب سے وعدہ لازم ہو جبکہ اسلامی بینکوں میں یہ وعدہ یکطرفہ صرف کلائنٹ کی طرف سے ہوتا ہے، بینک کو اختیار ہوتا ہے کہ کلائنٹ کے ساتھ معاملہ کرے یا نہ کرے، اس کے علاوہ بینک کرایہ بھی اس تاریخ سے لینا شروع کرتا ہے جب مطلوبہ چیز کلائنٹ کے حوالے کر دی جاتی ہے اس سے ثابت ہوتا ہے کہ مذکورہ وعدہ وعدہ ہے معاہدہ نہیں ہے اور اس کی دو وجوہات ہیں:

(۱) فاذا لم يكن الوعد ملزما فهذا لا بأس فيه، اما اذا كان ملزما فان العملية تدخل في نطاق بيع ما لا يملك، أو البيع قبل القبض، بل قبل الشراء، وهذا غير جائز شرعا۔ (المصارف الاسلامية للدكتور رفيق يونس المصري: (ص: ۳٦)

ويجب أن يقصر الوعد الملزم على طرف واحد، أما الطرف الآخر فيكون مخيرا تجنبا للمواعدة الملزمة للطرفين الممنوعة؛ لأنها حينئذ في حكم العقد۔ (المعايير الشرعية: (ص: ۱۵۲) المعيار الشرعي رقم: ۹، ط: هيئة المحاسبة والمراجعة للمؤسسات المالية الاسلامية)

① کہنے کی حد تک تو یہ یکطرفہ کلائنٹ کی طرف سے وعدہ ہوتا ہے لیکن حقیقت میں یہ دوطرفہ معاہدہ ہوتا ہے، کیوں کہ اجارہ کے وعدے کے بعد کلائنٹ کو سو فیصد یقین ہوتا ہے کہ بینک اسے ضرور مطلوبہ چیز مہیا کرے گا، مروجہ اسلامی بینکاری کی تاریخ میں مشکل سے اکا دکا ہی ایسے واقعات ملیں گے جن میں بینک نے اجارہ کے وعدے پر دستخط کے بعد کلائنٹ کو مطلوبہ چیز کی فراہمی سے انکار کیا ہو کیوں کہ اس سے بینک کی ساکھ خراب ہوسکتی ہے، اور لوگوں کا اعتماد ختم ہوسکتا ہے، جب بینک کی طرف سے مطلوبہ چیز کی فراہمی یقینی ہے تو "المعروف کالمشروط" (جو بات معروف ہو وہ مشروط جیسی ہے) کے تحت عملی طور پر بینک کی طرف سے بھی لازمی وعدہ ہوا اور یہ بات اسلامی بینکاری کے حامی بھی تسلیم کرتے ہیں کہ دوطرفہ لازمی وعدہ معاہدے کے حکم میں ہے۔(۱)

② بینک کو معاملہ کرنے یا نہ کرنے کا اختیار دینا اور کلائنٹ کو ہر صورت میں اس کے ساتھ معاملہ کرنے کا پابند بنانا امتیازی سلوک ہے جو نام نہاد اسلامی بینکوں کے غیر منصفانہ مزاج کی عکاسی کرتا ہے، انصاف کا تقاضہ یہ ہے کہ فریقین کو معاملہ کرنے یا نہ کرنے کا حق مساوی اور برابر ہو، ورنہ ایک کو اختیار دینا اور دوسرے کو اختیار نہ دینا سینہ زوری ہے۔(۲)

---

(۱)

(۲) یاایها الذین آمنوا لاتأکلوا أموالکم بینکم بالباطل إلا أن تکون تجارة عن تراض منکم۔ (النساء: ۲۹)

والذی یظهر أن التراضی لا بد منه لغة ایضا فإنه لا یفهم من باعه وباع زید عبده إلا انه استبدل به بالتراضی وإن الأخذ غصبا واعطاء شئ آخر من غیر تراض لا یقول فیه أهل اللغة: باعه۔ (فتح القدیر: ۲۵۵/۵) کتاب البیوع، ط: رشیدیه)

إعلاء السنن: (۲۱۴/۱۴) کتاب البیوع، باب النهی عن بیع المضطر، ط: ادارة القرآن۔

باقی رہی یہ بات کہ بینک کلائنٹ کو قبضہ دینے کی تاریخ سے کرایہ لینا شروع کرتا ہے تو یہ اس بات کا ثبوت نہیں کہ اس سے پہلے اجارہ کا معاہدہ بھی نہیں ہوا تھا بلکہ اس کی اصل وجہ یہ ہے کہ یہ معاہدہ مطلوبہ چیز پر کلائنٹ کے قبضہ کی تاریخ سے موثر ہو رہا ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ مطلوبہ چیز کی خریداری سے قبل بینک کا کلائنٹ سے اجارہ کا عدالتی طور پر لازمی وعدہ لینا حقیقت میں اجارہ کا معاہدہ ہے جو شریعت کے منافی اور اجارہ کے قوانین کے مخالف ہے۔

اسی طرح اجارہ کے باضابطہ معاہدے کے موقع پر کلائنٹ سے یہ وعدہ لینا بھی شریعت کے خلاف ہے کہ وہ مختلف شقوں کی خلاف ورزی کے باعث بینک کی طرف سے اجارہ ختم کرنے کی صورت میں طے شدہ قیمت پر گاڑی خریدنے کا پابند ہوگا۔[1]

مزید یہ کہ اس معاہدہ میں اجارہ اور بیع دونوں جمع ہیں اور یہ بھی جائز نہیں ہے۔[2]

وقت پر پیسے ادا کرنے والوں کو چھوٹ دینا

اگر بائع (سیلر) وقت پر پیسے ادا کرنے والے خریداروں کو اپنی مرضی سے چھوٹ دینا چاہے تو دے سکتا ہے، شرعاً اس میں کوئی قباحت نہیں ہے مثلاً دکاندار نے

---

(۱) انظر الی الحاشیة السابقة رقم: ۲، علی الصفحة السابقة۔

(۲) عن عمرو بن شعیب عن أبیه عن جده، قال: نهی رسول الله صلی الله علیه وسلم عن بیعتین فی صفقة واحدة۔ رواه فی شرح السنة۔ (مشکاة المصابیح (ص: ۲۴۸) کتاب البیوع، باب المنهی عنها من البیوع، الفصل الثانی، ط: قدیمی۔

☜ وکذلک لو باع عبداً علی أن یستخدمه البائع شهراً أو داراً علی أن یسکنها۔۔۔ لأنه شرط لا یقتضیه العقد وفیه منفعة لأحد المتعاقدین۔۔۔ ولأنه لو کان الخدمة والسکنی یقابلهما شیء من الثمن یکون اجارة فی بیع ولو کان لا یقابلهما یکون اعارة فی بیع۔ وقد نهی النبی صلی الله علیه وسلم عن صفقتین فی صفقة۔ (الهدایه (۳/ ۶۲) کتاب البیوع، باب البیوع، باب البیع الفاسد، ط: رحمانیه۔

☜ تبیین الحقائق (۳/ ۱۲) کتاب البیوع، فصل یدخل فی بیع الدار، ط: امدادیه ملتان۔

خریداروں سے کہا کہ اگر آپ لوگ وقت پر پیسے ادا کریں گے تو اتنی چھوٹ دونگا، مثلا کسی نے دس ہزار کا مال لیا اور اس نے مقررہ وقت پر پیسہ ادا کر دیا تو اس کو پانچ سو روپے کا چھوٹ دیا، تو یہ صورت جائز ہے۔ (۱)

وقت پر حوالہ کرنا

آرڈر لینے والے کی ذمہ داریوں میں سے ایک ذمہ داری یہ ہے کہ اس نے پروڈکٹ کو حوالہ کرنے کا جو وقت آرڈر دینے والے کو دیا تھا، وہ اسی وقت پر مصنوع (پروڈکٹ) حوالہ کر دے، اگر اس نے وہ چیز وقت پر حوالہ نہ کی اور اس کی وجہ سے آرڈر دینے والے کو کوئی نقصان پہنچا تو وہ گنہگار ہوگا۔ بلکہ بعض علماء کے نزدیک اگر چیز مقررہ وقت پر نہ دینے کی وجہ سے آرڈر دینے والے کو کوئی نقصان پہنچا تو اس کی ذمہ داری صانع (بنانے والے/آرڈر لینے والے) پر آئے گی۔

وقت مجہول ہو

''میعاد مجہول ہو'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۲۵/۶)

وقت معین پر ثمن ادا نہ کرے تو بیع ختم ہونے کی شرط رکھنا

''بیع ختم ہونے کی شرط رکھنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۸۹/۲)

وقت مقررہ پر مال نہ بھیجنے کی صورت میں منافع لینے کی شرط

مثلا ایک شخص نے دوسرے آدمی کو پیشگی رقم ادا کر دی، اور کچھ سامان خریدا

---

(۱) ویجوز ان یحط عن الثمن۔ (الهداية (۸۰/۳) كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، ط: رحمانيه)
صح حط البائع بعض الثمن۔ (مجمع الأنهر (۱۱۵/۳) كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، ط: دار الكتب العلمية)
الدر المختار مع الرد: (۱۵۴/۵) كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، مطلب في تعريف الكر، ط: سعيد۔

اور یہ معاہدہ کیا کہ اگر فلاں وقت تک یہ سامان نہ پہنچا تو وعدہ خلافی کی وجہ سے فی من یافی کارٹن سو روپے منافع وصول کروں گا، ایسی شرط لگانا ناجائز ہے اور یہ معاملہ باطل ہے، اور مقررہ وقت پر مال نہ پہنچنے کی صورت میں فی من یا فی کارٹن کے حساب سے منافع لینا حرام ہے۔[1]

وقتی طور پر بیعانہ کو ضبط کرنا

''بیعانہ کو وقتی طور پر ضبط کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۶۸/۲)

وقف زمین کی خرید وفروخت

زمین کو جس مقصد کے لئے وقف کیا گیا ہے اگر وہ مقصد حاصل نہیں ہو رہا ہے اور آئندہ بھی حاصل ہونے کا امکان نہیں ہے تو اس کو تبدیل کرنا یا اس کو فروخت کر کے اس کی رقم سے ایسی جگہ پر زمین لینا جائز ہوگا جہاں واقف کا مقصد حاصل ہو۔

اور اگر وقف کی زمین سے وقف کا مقصد حاصل ہو رہا ہے تو اس کو بیچنا جائز نہیں ہوگا اور وہ بدستور وقف رہے گی۔

خلاصہ یہ ہے کہ وقف کی زمین کے فوائد جب بالکل ختم ہو جائیں تو بیچنا یا

---

(۱) وأفاد في البزازية: أن معنى التعزير بأخذ المال على القول به إمساك شيء من ماله عنه مدة لينزجر ثم يعيده الحاكم إليه، لا أن يأخذه الحاكم لنفسه أو لبيت المال كما يتوهمه الظلمة، إذ لا يجوز لأحد من المسلمين أخذ مال أحد بغير سبب شرعي... والحاصل أن المذهب عدم التعزير بأخذ المال۔ (شامي: (۶۱/۴، ۶۲) كتاب الحدود، باب التعزير، مطلب في التعزير بأخذ المال، ط: سعيد)

البحر الرائق: (۴۱/۵) كتاب الحدود، باب حد القذف، فصل في التعزير، ط: سعيد۔

الفتاوى الهندية: (۱۶۷/۲) كتاب الحدود، الباب السادس في حد القذف والتعزير، فصل في التعزير، ط: رشيديه۔

عن ابي حرة الرقاشي عن عمه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ألا لا تظلموا ألا لا يحل مال امرئ إلا بطيب نفس منه۔ (مشكاة المصابيح: (ص: ۲۵۵) كتاب البيوع، باب الغصب والعارية، الفصل الثاني، ط: قديمي۔

تبدیل کرنا جائز ہے تاکہ وقف سے فائدہ اٹھانا ممکن رہے، لیکن اگر اس کے فوائد ختم نہ ہوں تو پھر یہ اسی حالت پر باقی رہے گی جس پر وہ ہے۔ (۱)

وقف شدہ زمین فروخت کرنا

اپنی مملوکہ زمین مسجد یا مدرسہ یا قبرستان وغیرہ کے لئے وقف کر کے حوالہ کرنے کے بعد وہ زمین واقف کی ملکیت سے نکل جاتی ہے، اور واقف اس میں کسی قسم کے ذاتی یا مالکانہ تصرفات کا حق نہیں رکھتا، اور ایسی زمین کو کسی کے لئے بھی خریدنا، بیچنا گفٹ کرنا اور تبادلہ کرنا جائز نہیں ہے، اور اس میں وراثت بھی جاری نہیں ہوتی ہے۔ (۲)

وقف کی چیز فروخت کرنا

''اوقاف کو فروخت کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۶۰/۱)

وکالت

وکالت ایجنسی کو کہتے ہیں۔ (۳)

---

(۱) اعلم أن الاستبدال على ثلاثة وجوه: الأول: أن يشترطه الواقف... فالاستبدال فيه جائز على الصحيح... والثاني: أن لا يشترطه... لكن صار بحيث لا ينتفع به بالكلية بأن لا يحصل منه شئ أصلا، أو لا يفي بمؤنته فهو أيضا جائز على الأصح۔ (الشامي: ۳۸۴/۴) كتاب الوقف۔ مطلب في استبدال الوقف، ط:سعيد)

الوقف إذا صار بحيث لا ينتفع المساكين به فللقاضي أن يبيعه ويشتري بثمنه غيره۔ (البحر الرائق: (۲۰۷/۵) كتاب الوقف، ط:سعيد)

الفتاوى الهنديه: (۴۰۱/۲) كتاب الوقف، الباب الرابع فيما يتعلق بالشرط، ط: رشيديه۔

(۲) فإذا تم أي الوقف فلا يملك ولا يعار ولا يرهن۔ (تنوير الابصار۔ (شامی: (۳۵۲/۴) كتاب الوقف، ط:سعيد۔)

بدائع الصنائع: (۲۲۱/۶) كتاب الوقف والصدقة، فصل وأما حكم الوقف الجائز، ط:سعيد۔)

وإذا صح الوقف لم يجز بيعه ولا تمليكه۔ (الهداية: (۶۱۶/۲) كتاب الوقف، ط: رشيديه۔)

(۳) الوكالة: بالفتح والكسر اسم من التوكيل، وهي شرعاً: تفويض أحد أمره لآخر وإقامته مقامه... (المجموعة للقواعد الفقهية: (ص: ۳۱۸)، التعريفات الفقهية، الواو، ط: بشرى)

وکالت پر اجرت

اگر وکالت پر اجرت کی شرط رکھی ہے، اور وکیل نے وکالت پوری کردی، تو وہ اجرت کا مستحق بن جائے گا، اور اگر اجرت کی شرط نہیں تھی اور وکیل بھی اجرت کا کام کرنے والا نہیں ہے، تو وہ احسان اور ثواب کا کام کرنے والا ہوگا اور اس کو اجرت کا مطالبہ کرنے کا حق نہیں ہوگا۔ (۱)

وکالت کا پیشہ

عدالت میں اپنے دعوئ کو ثابت کرنے کے لئے یا مدعی کے غلط دعوئ کا جواب دینے کے لئے کسی کو وکیل مقرر کرنا یا کسی کا وکیل مقرر ہونا جائز ہے، موکل مرد ہو یا عورت، نیز اس پر فریق مخالف راضی ہو یا ناراض، بہرحال جائز کام کے لئے وکالت کرنا جائز ہے۔

البتہ کسی جھوٹے مدعی کی حمایت کرنا یا کسی ظالم کی طرف سے مدافعت کرنا، اس کی خاطر، یا مقدمہ میں جتوانے کے لئے جھوٹ بولنا، الٹا سیدھا جرم ثابت کرنا، اور مدعی کو ناحق دوسروں سے عدالت کے ذریعہ مال لوٹ کردینا بہت بڑا گناہ ہے، ایسے لوگوں کو اللہ کے عذاب سے ڈرنا چاہیے، وکالت کا ایسا پیشہ جس میں ظالم کی حمایت ہو اور مظلوم پر مزید ظلم ڈھایا جائے، اور قاتلوں کی مدد کی جائے یہ ناجائز اور حرام ہے، اس پر اجرت لینا بھی حرام ہے، ایسے لوگوں کو سوچنا چاہیے کہ ان کی چرب زبانی، لفاظی،

---

(۱) إذا شرطت الاجرة في الوكالة وأوفاها الوكيل استحق الأجرة... وإن لم تشترط ولم يكن الوكيل ممن يخدم بالأجرة كان متبرعاً، فليس له أن يطالب بالأجرة... (شرح المجلة لرستم باز: (۲/ ۶۱۷)، المادة: ۱۴۶۷، الوكالة، الباب الثالث: في بيان أحكام الوكالة، الفصل الأول: في بيان أحكام الوكالة العمومية، ط: فاروقيه كوئٹه۔)

شرح المجلة للأتاسي: (۴/ ۴۳۵) المادة: ۱۴۶۷، ايضاً، ط: رشيديه۔

درر الحكام إلى مجلة الأحكام: (۳/ ۵۷۳، ۵۷۴)، المادة: ۱۴۶۷، ايضاً، ط: دار عالم الكتب۔

چالاکی کب تک ان کے کام آئے گی اور جب قیامت کے دن اللہ کے سامنے پیشی ہوگی، تو ان وکیلوں کی طرف سے کون وکیل بنے گا، اور خلاصی کیسے ہوگی، اس لئے ظالم اور ظلم کی حمایت ہرگز نہ کریں ورنہ آخرت کی عدالت انتظار میں ہے۔ (۱)

وکالت میں دھوکہ دینا

مثلاً زید نے بکر کو ایک فریز رخریدنے کے لئے وکیل بنایا اور نقد چالیس ہزار کی رقم دی اور بکر نے ۳۸ ہزار میں فریز رخرید کر زید کے پاس بھیج دیا اور دو ہزار اپنے پاس رکھ لئے تو یہ جائز نہیں ہے۔

وکیل کو چاہیے کہ اپنے موکل کا کام ایمانداری سے کرے اور جو رقم وغیرہ بچ جائے وہ اپنے موکل کو واپس کردے۔

---

(۱) قوله تعالى [هأنتم هؤلاء جادلتم عنهم في الحيوٰة الدنيا فمن يجادل الله عنهم يوم القيامة امن يكون عليهم وكيلا] (سورة النساء: ۱۰۹)

عن أم سلمة عن النبي ﷺ قال: "انما انا بشر وانكم تختصمون إلي، ولعل بعضكم أن يكون ألحن بحجته من بعض واقضي له على نحو ما أسمع، فمن قضيت له من حق أخيه شيئاً فلا يأخذ، فإنما أقطع له قطعة من النار۔ (صحيح البخاري: (۲/ ۱۰۳۰)، رقم الحديث: ۶۹۶۷، كتاب الحيل، باب إذا غصب جارية فزعم انها ماتت... ط: قديمي۔) و (۲/ ۱۰۶۵) كتاب الاحكام، باب من قضي له بحق اخيه فلا ياخذه، فان قضاء الحاكم لايحل حراما ولايحرم حلالاً، ط: قديمي)

باب القضاء في قليل المال وكثيره سواء۔ ط: قديمي)

الصحيح المسلم (۲/ ۷۴) كتاب الاقضية، باب بيان ان حكم الحاكم لايغير الباطن، ط: قديمي)

سنن ابن ماجة: (ص: ۱۶۷)، أبواب الأحكام، باب قضية الحاكم لاتحل حراما ولاتحرم حلالاً، ط: قديمي۔

سمع رسول الله ﷺ ذات يوم، ارتفاع أصوات متخاصمين جاثا يتحاكمان عنده في أرض وقد ارتفعت أصواتهما امام أحدى حجرات بيوت أزواج النبي ﷺ، فخرج النبي عليه الصلاة والسلام، وقد اجتمع بعض الناس حولهما، فقال ﷺ: أيها الناس إنما أنا بشر، وانكم تختصمون إلي أن تحاكموا عندي ولعل بعضكم أن يكون ألحن بحجته من بعض أي أقوى في الحجة من الآخر، فاقضي له على نحو مما اسمع، فمن قضيت له من أخيه شيئا فلا يأخذه، فإنما هي قطعة من النار اقطعها له، فمن شاء فليأخذ ومن شاء فليدع۔ (البخاري في المظالم: (۲/ ۶۸) مسلم

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عروہ بن جعد البارقی کو ایک دینار دیا اور فرمایا ”اشترلنا بہ شاۃ“ ہمارے لئے اس سے ایک بکری خرید لاؤ عروہ کہتے ہیں کہ میں منڈی آیا میں نے ایک دینار سے دو بکریاں خریدیں، جب میں واپس آرہا تھا تو مجھے راستے میں ایک آدمی ملا، اس نے مجھ سے سودا کیا میں نے اسے ایک دینار کے عوض ایک بکری فروخت کردی اور ایک دینار اور ایک بکری لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا میں نے کہا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! یہ آپکا دینار اور یہ آپ کی بکری، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا ”وصنعت کیف؟“ تم نے یہ کیسے کیا ہے؟

میں نے ساری بات بیان کردی، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

”اللھم بارک لہ فی صفقۃ یمینۃ“[1]

اے اللہ! اس کے دائیں ہاتھ کے سودے میں برکت عطا فرما۔

اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ حضرت عروہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بکری خریدنے کے بعد جو رقم بچی وہ واپس کردی اپنے پاس نہیں رکھی اگر بچی ہوئی رقم وکیل یعنی حضرت عروہ رضی اللہ عنہ کا حق ہوتا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

---

(۱) عن عروۃ بن أبی الجعد قال: عرض للنبی صلی اللہ علیہ وسلم جلب، فأعطانی دینارا، فقال: "أی عروۃ ائت الجلب فاشتر لنا شاۃ" قال فأتیت الجلب، فساومت صاحبہ، فاشتریت منہ شاتین بدینار، فجئت أسوقہما، أو قال أقودہما، فلقینی رجل فساومنی، فأبیعہ شاۃ بدینار، وجئت بالشاۃ فقلت: یا رسول اللہ، ھذا دینارکم، وھذا شاتکم، قال: "وصنعت کیف؟" فحدثتہ الحدیث، فقال: اللھم بارک لہ فی صفقۃ یمینہ"... الحدیث۔ (مسند أحمد: (۱۰۷/۳۲) رقم الحدیث ۱۹۳۶۷، مسند الکوفیین، حدیث عروۃ بن أبی الجعد البارقی، ط: مؤسسۃ الرسالۃ)

السنن الکبری: (۱۱۲/۶) کتاب القراض، باب المضارب یخالف بما فیہ زیادۃ لصاحبہ... الخ ط: إدارۃ تالیفات اشرفیہ۔

صحیح بخاری: (۵۱۳/۱) کتاب المناقب، باب بعد باب سوال المشرکین أن یریھم النبی صلی اللہ علیہ وسلم آیۃ، فاراھم انشقاق القمر، ط: قدیمی۔

یقیناوہ رقم حضرت عروہ رضی اللہ عنہ کوواپس کردیتے۔کیوں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عدل وانصاف کے پیکر تھے،وہ دوسرے کاحق اپنے پاس رکھ لیں اور واپس نہ دیں،یہ ہونہیں سکتا۔

باقی اگر موکل بچی ہوئی رقم وکیل کوخاموشی سے دے دے یالینے کی اجازت دیدے تو وکیل کے لئے لینا جائز ہوگا ورنہ نہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمان بندے کامال اس کی رضامندی کے بغیر لینا حلال نہیں ہے۔ (۱)

مزید"وکیل بالشراء کازیادہ قیمت وصول کرنا"عنوان کے تحت بھی دیکھیں۔

وکیل

ایک آدمی خریدار یابائع (سیلر) کی طرف سے ایک ہی چیز کے لئے خرید یا فروخت کاوکیل بن سکتا ہے لیکن ایک ہی شخص خریدار اور بائع بیک وقت دونوں کی طرف سے ایک ہی چیز کی خرید وفروخت کاوکیل نہیں بن سکتا۔ (۲)

---

(۱) وعن أبي حرة الرقاشي عن عمه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ألا لا تظلموا ألا لا يحل مال امرئ الا بطيب نفس منه۔(مشكاة المصابيح: (ص:۲۵۵) كتاب البيوع، باب الغصب والعارية، الفصل الثاني، ط:قديمي۔

شعب الايمان:(۳۸۷/۴) رقم الحديث:۵۴۹۲، الباب الثامن والثلاثون من شعب الايمان: وهو باب في قبض اليد عن الأموال المحرمة الخ، ط:دار الكتب العلمية۔

السنن الكبرى:(۱۰۰/۶) كتاب الغصب، باب من غصب لوحا فأدخله في سفينة أو بنى عليه جدارا، ط:ادارة تاليفات اشرفيه۔

(۲) ان الواحد يتولى طرفي العقد في العتق كالنكاح ولا يتولى الطرفين في البيع۔ (البحر الرائق:(۷/ ۲۸۱)، كتاب الوكالة، باب الوكالة بالبيع والشراء، ط:دار الكتب العلمية۔)

فشرائط العاقد: العقل... والعدد في العاقد فلا ينعقد بالوكيل من الجانبين،... (البحر الرائق: (۵۳۲/۵)، كتاب البيع، ط:دار الكتب العلمية۔)

الدر مع الرد:(۵۰۳/۴)، كتاب البيوع، ط:سعيد۔)

بدائع الصنائع:(۱۳۵/۵، ۱۳۶)، كتاب البيوع، اما شرائط الإنعقاد، ط:سعيد۔)

وکیل امین ہے

(۴۴۳) وکیل امین ہوتا ہے، اور وکیل کے پاس موکل کی رقم امانت ہوتی ہے۔ اس لئے وکیل کے لئے موکل کی رقم کو اپنے تصرف میں لانا جائز نہیں ہے اگر ایسا کیا تو وکیل ضامن ہوگا۔ (۱)

وکیل اور دلال کا فرق

وکیل اور دلال کے درمیان فرق یہ ہے کہ دلال دوسرے شخص کا سپرد کیا ہوا کام اجرت پر کرتا ہے اور وکیل اجرت اور بلا اجرت دونوں طرح کرتا ہے۔ (۲)

---

(۱) المال الذی قبضه الوکیل بالبیع والشراء... فی حکم الودیعة فی یده فإذا تلف بلا تعد ولا تقصیر لا یلزم الضمان... (شرح المجلة لرستم باز: (۲/ ۶۱۳)، المادة: ۱۴۶۳، الوکالة، الباب الثالث فی بیان أحکام الوکالة، الفصل الأول، ط: فاروقیه کوئٹه۔)

🗀 درر الحکام إلی مجلة الأحکام: (۳/ ۵۶۱) المادة: ۱۴۶۳، أیضاً، ط: دار عالم الکتب۔)

🗀 إذا هلکت الودیعة أو نقصت قیمتها بتعدی المستودع أو بتقصیره لزمه الضمان، مثلاً إذا أنفق المستودع نقود الودیعة فی أمور نفسه أو استهلکها ضمنها، (مجلة الأحکام العدلیة: (۱۵۰)، المادة: ۷۸۷، الأمانات، الباب الثانی، فی الودیعة، الفصل الثانی: فی أحکام الودیعة وضمانها، ط: نور محمد کتب خانه کراچی)

🗀 مزید وکیل نے موکل کے پیسے سے موکل کے لئے سامان خریدا" عنوان کے تحت دیکھیں۔

(۲) السمسار: من یعمل للغیر بالأجر بیعاً أو شراء، ویقال له فی العرف الدلال۔ (دستور العلماء: (۲/ ۱۳۲) حرف السین، السمسار، ط: دار الکتب العلمیة۔)

🗀 والوکالة... وفی الشرع: تفویض التصرف فی أمر شرعی إلی غیره أی إقامة الغیر مقام نفسه فی التصرف ممن یملک التصرف، والوکیل: هو الذی فوض إلیه التصرف بإقامة المفوض أی الموکل إیاه مقام نفسه فی التصرفات۔ (دستور العلماء: (۳/ ۳۲۱)، حرف الواو، ط: دار الکتب العلمیة۔)

🗀 الدلال: هو السمسار أی الذی یدخل بین البائع والمشتری متوسطاً لامضاء البیع۔ (المجموعة للقواعد الفقهیة، التعریفات الفقهیة: (ص: ۱۸۱)، ط: بشری۔)

🗀 والوکالة: وهی شرعاً تفویض أحد أمره لآخر، وإقامته مقامه، ویقال: لذلک الشخص موکل ولمن أقامه وکیل، والأمر موکل به۔ المجموعة للقواعد الفقهیة، (ص: ۳۱۸) (التعریفات الفقهیة، ط: مکتبة البشری)

وکیل بالبیع غیر مسلم کو بنانا

"غیر مسلم کو حرام چیز فروخت کرنے کے لئے وکیل بنانا" عنوان کے تحت دیکھیں۔

وکیل بالبیع کمپنی کے

"کمپنی کی جانب سے سامان بیچنے کا وکیل" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۵، ۲۲۰)

وکیل بالشراء کا زیادہ قیمت وصول کرنا

کمپنی بعض ملازمین کو اس مقصد کے لئے رکھتی ہے کہ وہ بازار سے سامان خرید کر لایا کریں اب کبھی یہ ملازم کم قیمت میں سامان خرید کر دکاندار سے زیادہ قیمت کا بل بنواتے ہیں اور کمپنی سے زائد رقم وصول کرتے ہیں۔

اسی طرح مکان وغیرہ تعمیر کرنے کے ٹھیکیدار لوہا وغیرہ کم قیمت پر خرید کر مکان کے مالک سے حساب میں زیادہ رقم ظاہر کر کے وصول کرتے ہیں۔

اسی طرح رنگ کرنے والے رنگ کی زیادہ قیمت ظاہر کر کے مکان کے مالک سے زائد رقم وصول کرتے ہیں، شرعاً یہ ناجائز اور حرام ہے، زائد رقم مالک کو واپس کر دینا ضروری ہے، اگر دنیا میں نہیں دے گا تو آخرت میں واپس کرنا پڑے گا اور وہاں واپس کرنا سوئی کے ناکے سے ہاتھی گذارنے کی مانند ہوگا۔

واضح رہے کہ ملازم اور ٹھیکیدار ایسے وکیل ہیں جن کو اجرت اور تنخواہ ملتی ہے ان پر مالک کے ساتھ امانت داری کا معاملہ کرنا لازم ہے، صرف اصل قیمت مالک سے وصول کریں، ان کے لئے اس طرح اضافی رقم لینا جھوٹ، دھوکہ اور ناحق وصولی پر مشتمل ہونے کی وجہ سے ناجائز اور حرام ہوگا۔

☆ اگر ٹھیکیدار یا ملازم مذکورہ بالا صورت میں یہ حیلہ اختیار کریں کہ یہ اشیاء پہلے اپنے لئے خریدیں پھر مہنگی کر کے کمپنی کو فروخت کریں تو بھی شریعت میں اس کی

گنجائش نہیں ہوگی کیونکہ وکیل امین ہوتا ہے، اس کا اپنے لئے خریدنا جائز نہیں۔ (۱)

وکیل بالشراء کا زیادہ قیمت وصول کرنے کا حیلہ کرنا

"ملازم کا حیلہ کرنا" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۷۵/۶)

وکیل بالشراء کا ظلم

حکومت یا پرائیوٹ ادارہ کے لئے سامان خریدنے والے ملازم یا وکیل یہ ظلم بھی کرتے ہیں کہ دکاندار یا کمپنی سے کہتے ہیں مثلاً اس سامان کی قیمت سو روپے ہے تو آپ کمپنی یا حکومت پر بیشک دوسو کی فروخت کریں، مگر جب فروخت کریں تو مجھے پچاس فیصد کمیشن دینا، ایسا کمیشن حرام ہے ملازم اپنے ادارہ اور کمپنی کے ساتھ دھوکہ، خیانت اور جھوٹ بولنے کی وجہ سے سخت گناہ گار بھی ہے۔ (۲) اور اس کی تنخواہ بھی حرام

---

(۱) ليس لمن وكل باشتراء شيء معين أن يشتري ذلك الشيء لنفسه حتى لا يكون له وإن قال: عند اشترائه اشتريت هذا لنفسي بل يكون للموكل، لأنه يؤدي إلى تغرير الأمر من حيث إنه اعتمد عليه ولأن فيه عزل نفسه ولا يملكه إلا بمحضر من الموكل (شرح المجلة لرستم باز: (۶۲۴/۲)، المادة: ۱۴۸۵، الوكالة، الباب الثالث: في بيان أحكام الوكالة، الفصل الثاني: في بيان الوكالة بالشراء، ط: فاروقيه كوئٹه)

▭ إذا قيدت الوكالة بقيد فليس للوكيل مخالفته، فإن خالف لا يكون شراءه نافذا في حق الموكل ويبقى المال الذي اشتراه له، ولكن إذا خالف بصورة فائدتها أزيد في حق الموكل فلا تعد مخالفة معنى... أما اشتراها بأنقص يكون قد اشتراها للموكل، (درر الحكام إلى مجلة الأحكام: (۵۸۵/۳)، المادة: ۱۴۷۹، الوكالة، الباب الثالث: في بيان أحكام الوكالة، الفصل الثاني: في بيان الوكالة بالشراء، ط: دار عالم الكتب/سلطانيه كوئٹه۔)

▭ شرح المجلة للاتاسي: (۳۵۷/۳)، المادة: ۱۴۷۹، أيضاً، ط: رشيديه۔)

الدر مع الرد: (۵۱۷/۵، ۵۱۸)، كتاب الوكالة، باب الوكالة بالبيع والشراء، ط: سعيد۔)

▭ أنظر الحاشية الآتية أيضا

(۲) قال الله تعالى: لعنة الله على الكاذبين (العمران: ۶۱)

▭ وعن أبي هريرة رضي الله عنه: "آية المنافق ثلاث" زاد مسلم: "وإن صام وصلى وزعم أنه مسلم" ثم اتفقا: "إذا حدث كذب، وإذا وعد أخلف، وإذا اؤتمن خان۔ متفق عليه۔ (مشكاة المصابيح: (ص: ۱۷) كتاب الإيمان، باب الكبائر وعلامات النفاق، الفصل الأول، ط: قديمي)=

ہے کیوں کہ وہ حکومت یا کمپنی کے لئے کام نہیں کر رہا بلکہ وہ کمیشن حاصل کرنے کے لئے اپنا کام کر رہا ہے، اور اپنا کام کر کے حکومت سے تنخواہ لینا جائز نہیں ہے۔ (۱)

وکیل بالشراء کو کوئی چیز مفت ملے

اگر کسی نے زید کو وکیل بنایا کہ میرے لئے بازار سے موبائل خرید کے لاؤ، اور اس کو دس ہزار دیئے، موبائل خریدنے کے بعد بائع (سیلر) نے وکیل کے ساتھ تعلقات کی بنا پر ثمن (طے شدہ قیمت) واپس کر دیا یا مفت میں دے دیا، تو وکیل کے لئے ہدیہ ہوگا، موبائل کو واپس کرنا لازم نہیں ہوگا، اور وکیل کے لئے اس رقم کو اپنے استعمال میں لانا جائز ہوگا۔ (۲)

= وعن ابن مسعود رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: من غشنا فلیس منا، والمکر والخداع فی النار... ورواہ أبو داؤد فی مراسیلہ عن الحسن مرسلا مختصرا قال: المکر والخدیعة، والخیانة فی النار۔ (الترغیب الترھیب: (۲/ ۳۵۰) رقم الحدیث: ۲۷۴۳، الترھیب من الغش والترغیب فی النصیحة فی البیع وغیرہ، ط: دار الکتب العلمیة)

کنز العمال: (۳/ ۵۴۵) رقم الحدیث: ۷۸۲۰، ۷۸۲۳، الکتاب الثالث: فی الأخلاق، الباب الثانی، الفصل الثانی فی الأخلاق والأفعال المذموة، ط: مؤسسة الرسالة۔

(۱) الأجیر یستحق الأجرة إذا کان فی مدة الإجارة حاضرا للعمل... لکن لیس لہ أن یمتنع عن العمل فإذا امتنع لا یستحق الأجرة۔ (شرح المجلة لرستم باز (۱/ ۱۹۰) رقم المادة: ۴۲۵، الکتاب الثانی فی الاجارة، الباب الأول فی الضوابط العمومیة، ط: مکتبہ فاروقیہ۔

درر الحکام شرح مجلة الأحکام: (۱/ ۴۵۸) المادة: ۴۲۵، ایضا، ط: دار الجیل۔

المبسوط للسرخی: (۱۵/ ۱۶۲) کتاب الإجارات، باب إجارة الراعی، ط: دار المعرفة۔

(۲) رجل أمر رجلا یشتری لہ جاریة بألف درھم، فاشتراھا، ثم ان البائع وھب للوکیل الفا، فللوکیل ان یرجع علی البائع بالف؛ لأنہ لا یمکن ان یجعل ھذا حطا عن الثمن؛ لأنہ یفسد العقد فجعل ھبة فیرجع۔ (الفتاویٰ الولوالجیة: (۴/ ۳۵۳) کتاب الوکالة، الفصل الثالث: فیما یرجع الوکیل إلی الموکل، ط: دار الکتب العلمیة)

وفی الواقعات الحسامیة: ولو أمر رجلا أن یشتری لہ جاریة بألف فاشتراھا، ثم ان البائع وھب الألف من الوکیل فللوکیل أن یرجع علی الآمر، ولو وھب منہ خمس مائة لم یکن لہ أن یرجع علی الآمر إلا بخمسمائة... (البحر الرائق: (۷/ ۱۵۵)، کتاب الوکالة، باب الوکالة بالبیع والشراء، ط: سعید)=

وکیل بنانا غیر مسلم کو حرام چیز فروخت کرنے کے لئے

''غیر مسلم کو حرام چیز فروخت کرنے کے لئے وکیل بنانا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۳/۵)

وکیل بننا

دوسرے کی طرف سے خرید یا فروخت کے لئے وکیل (Agent) بننا صحیح ہے، اگر کسی نے وکیل بنے بغیر مثلاً زید کی طرف سے کوئی معاملہ کیا تو زید کی اجازت پر موقوف ہوگا۔ (۱)

وکیل کو صرف موکل کا مال فروخت کرنے کا پابند بنانا

جس آدمی کو مال فروخت کرنے کے لئے وکیل بنایا جاتا ہے وہ اجیر مشترک کے حکم میں ہوتا ہے، ہاں اگر موکل نے وکیل کو وکیل بناتے وقت یہ شرط رکھی تھی کہ آپ صرف میرا مال فروخت کریں گے، کسی اور کا مال فروخت نہیں کریں گے، تو یہ اجیر خاص کی طرح ہو جائے گا اور اس کے لئے اجارہ کے اوقات میں موکل کے مال کے علاوہ کسی اور کا مال فروخت کرنا جائز نہیں ہوگا، اور اگر وکیل نے اس شرط کو قبول

= ولو وهبه كل الثمن رجع كله، ولو بعضه رجع بالباقي؛ لأنه حط۔ (قوله كل الثمن) أي جملة واحدة۔ قال في البحر: ولو وهبه خمس مائة ثم الخمس مائة الباقية لم يرجع الوكيل على الآمر إلا بالأخرى لأن الأولى حط والثاني هبة۔ (الدر مع الرد: (۵/۵۱۶) كتاب الوكالة، باب الوكالة بالبيع والشراء، ط:سعيد)

(۱) من باع ملك غيره فللمالك أن يفسخه ويجيزه إن بقي العاقدان والمعقود عليه وبه لو عرضاً ... والأصل فيه أن كل تصرف صدر من الفضولي وله مجيز حال وقوعه انعقد موقوفاً على الإجازة عندنا، (تبيين الحقائق: (۴/۳۸۳)، كتاب البيوع، باب بيع الفضولي، ط:دار الكتب العلمية)

مجمع الأنهر: (۳/۱۳۴)، كتاب البيوع، فصل في بيع الفضولي، ط: غفارية كوئٹه۔

الدر مع الرد: (۵/۱۰۶، ۱۰۷)، كتاب البيوع، فصل: في بيع الفضولي، ط:سعيد۔

نہیں کیا تھا، یا قبول کیا لیکن جو وقت مقرر ہے اس کے علاوہ اوقات میں دوسروں کا مال بیچتا ہے تو پھر بیچنا جائز ہوگا۔ (۱)

وکیل کا خود اپنے لئے خریدنا

اگر زید نے عمر کو اپنی چیز فروخت کرنے کا وکیل بنایا، تو عمر وہ چیز خود اپنے لئے خرید سکتا ہے یا نہیں اس بارے میں دو قول ہیں: ایک قول یہ ہے کہ نا جائز ہے، اور دوسرا قول یہ ہے کہ موکل کی اجازت سے جائز ہے، لہذا اگر موکل نے اجازت دی ہے تو وکیل خود اپنے لئے خرید سکتا ہے ورنہ نہیں۔ (۲)

---

(۱) الأجير المشترك من يعمل لغير واحد... والأجير الخاص يستحق الأجر بتسليم نفسه في المدة وان لم يعمل... وسمي الأجير خاصا ووحده؛ لأنه يختص بالواحد، وليس له أن يعمل لغيره، ولان منافعه صارت مستحقة للغير، والأجر مقابل بها فيستحقه مالم يمنع مانع من العمل كالمريض والمطر... وإنما يكون أجيرا خاصا إذا شرط عليه أن لا يرعى لغيره۔ (البحر الرائق: (۲۶/۸، ۲۹، ۳۰) كتاب الإجارة، باب ضمان الأجير، ط: سعيد)

الاجراء على ضربين: مشترك وخاص، فالأول من يعمل لا لواحد كالخياط ونحوه أو يعمل له عملا غير موقت... أو موقتا بلاتخصيص... والثاني: وهو الأجير الخاص ويسمى أجير وحد: وهو من يعمل لواحد عملا موقتا بالتخصيص، ويستحق الأجر بتسليم نفسه في المدة وإن لم يعمل كمن استوجر شهرا للخدمة أو شهرا لرعي الغنم المسمى باجر بخلاف مالو آجر المدة بان استاجره للرعي شهرا حيث يكون مشتركا الا اذا شرط ان لا يخدم غيره، ولا يرعى لغيره فيكون خاصا۔ الدر المختار۔ وفي الشامية: اعلم ان الاجير للخدمة أو لرعي الغنم انما يكون أجيرا خاصا إذا اشترط عليه أن لا يخدم غيره أو لا يرعى لغيره۔ (قوله: وليس للخاص أن يعمل لغيره) بل ولا يصلي النافلة، قال في التاتارخانية: وفي فتاوى الفضلي وإذا استأجر رجلا يوما يعمل كذا فعليه أن يعمل ذلك العمل إلى تمام المدة۔ (الدر مع الرد: (۶۳/۶، ۶۹، ۷۰) كتاب الإجارة، باب ضمان الأجير، ط: سعيد)

فتح القدير: (۱۲۲/۹، ۱۳۰)، كتاب الإجارات، باب ضمان الأجير، ط: رشيديه۔)

(۲) الوكيل بالبيع لا يملك شراءه لنفسه؛ لأن الواحد لا يكون مشتريا وبائعا فيبيعه من غيره ثم يشتريه منه... وإن أمره الوكيل أن يبيعه من نفسه أو أولاده الصغار أو ممن لا يقبل له شهادته فباع منهم جاز۔ (الفتاوى البزازية على هامش الهندية: (۴۷۵/۵) كتاب الوكالة، الرابع في البيع، ط: رشيديه)

ليس لمن وكل باشتراء شئ معين أن يشترى ذلك الشئ لنفسه حتى لا يكون له وإن قال: عند اشترائه اشتريت هذا لنفسي بل يكون للموكل،... (شرح المجلة لرستم باز: (۶۲۳/۲)، المادة: =

وکیل کا دکاندار سے کمیشن وصول کرنا

۴۴۹ بعض دکاندار کمپنی کے ملازم سے معاہدہ کرتے ہیں اگر آپ کمپنی کا سامان ہم سے خریدیں گے تو ہم آپ کو اتنے فیصد رعایت دیں گے، تو ملازم کے لئے یہ کمیشن رکھنا جائز نہیں بلکہ کمپنی میں جمع کرنا لازم ہے۔ کیونکہ یہ کمیشن کے نام سے سامان کی قیمت میں رعایت ہے، جو کمپنی کا حق ہے ملازم کا حق نہیں، کیونکہ یہ ملازم اگر کمپنی کے لئے سامان نہ خریدتا تو اتنے کی اس کو نہ ملتی تو معلوم ہوا کہ یہ اس شخص کا کمیشن نہیں بلکہ زیادہ سامان خریدنے کی وجہ سے سامان پر رعایت ہے، لہذا ملازم پر لازم ہے کہ اصل قیمت کمپنی سے وصول کرے اور رعایت کی رقم کمپنی کو واپس کردے، ورنہ آخرت میں واپس کرنا پڑے گی اور وہ بہت ہی زیادہ مشکل ہوگا۔ (۱)

= ۱۳۸۵، الوکالة: الباب الثالث: فی بیان أحکام الوکالة، الفصل الثانی: فی بیان الوکالة بالشراء، ط: فاروقیه کوئٹه)

شرح المجلة للاتاسی: (۳/ ۳۶۳)، المادة: ۱۳۸۵، أیضاً، ط: رشیدیه۔)

آئندہ آنے والا حاشیہ نمبر ۱ تفصیل کے ساتھ ملاحظہ ہو۔

(۱) لیس لمن وکل باشتراء شئ معین أن یشتری ذلک الشئ لنفسه حتی لایکون له وان قال: عند اشترائه اشتریت هذا لنفسی بل یکون للموکل، لأنه یؤدی إلی تغریر الأمر من حیث إنه اعتمد علیه ولأن فیه عزل نفسه ولایملکه الا بمحضر من الموکل (شرح المجلة لرستم باز: (۲/ ۲۲۳)، المادة: ۱۳۸۵، الوکالة، الباب الثالث: فی بیان أحکام الوکالة، الفصل الثانی: فی بیان الوکالة بالشراء، ط: فاروقیه کوئٹه)

إذا قیدت الوکالة بقید فلیس للوکیل مخالفته، فإن خالف لایکون شراءه نافذا فی حق الموکل ویبقی المال الذی اشتراه له، ولکن إذا خالف بصورة فائدتها أزید فی حق الموکل فلاتعد مخالفة معنی ــــ أما اشتراها بانقص یکون قد اشتراها للموکل، (درر الحکام إلی مجلة الأحکام: (۳/ ۵۸۵)، المادة: ۱۴۷۹، الوکالة، الباب الثالث: فی بیان أحکام الوکالة، الفصل الثانی: فی بیان الوکالة بالشراء، ط: دار عالم الکتب/ سلطانیه کوئٹه)

شرح المجلة للاتاسی: (۳/ ۳۵۷)، المادة: ۱۴۷۹، أیضاً، ط: رشیدیه۔

الدر مع الرد: (۵/ ۵۱۷، ۵۱۸)، کتاب الوکالة، باب الوکالة بالبیع والشراء، ط: سعید۔

وکیل کا دیکھ لینا

(۴۵۰) اگر چیز خریدنے کے وکیل، یا چیز قبضہ کرنے کے وکیل نے چیز کو دیکھ کر اور جانچ کرلیا ہے تو موکل کو خیار رؤیت حاصل نہیں ہوگا۔ (۱)

وکیل کا موکل سے زیادہ قیمت وصول کرنا

"وکیل بالشراء کا زیادہ قیمت وصول کرنا" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۴۴۶ر۶)

وکیل کا موکل کی رقم اپنے خرچ میں لانا

وکیل کے لئے موکل کی رقم اس کی اجازت کے بغیر اپنی ضرورت پر خرچ کرنا جائز نہیں ہے کیونکہ وکیل کے پاس موکل کی رقم امانت ہے، اور امانت میں اجازت کے بغیر تصرف کرنا جائز نہیں ہے، اگر وکیل نے ایسا تصرف کیا تو وہ رقم کا ضامن ہوگا، اسی طرح مسجد، مدرسہ اور رفاہی اداروں کی رقم کو کمیٹی یا انتظامیہ کا اپنے ذاتی تصرف میں لانا جائز نہیں ہے۔ اور اگر وکیل کو موکل کی طرف سے اپنی ضرورت پر رقم استعمال کرنے کی اجازت ہو تو پھر وکیل کے لئے اپنی ضرورت پر اس رقم کو استعمال کرنے کی اجازت ہوگی اور بعد میں اتنی رقم ادا کرنا لازم ہوگا۔ (۲)

---

(۱) الوكيل بشراء شئ والوكيل بقبضه تكون رؤيتهما لذلك الشئ كرؤية الأصيل،... (شرح المجلة للاتاسي: (۱/ ۲۸۳)، المادة: ۳۳۳، البيوع، الباب السادس: في بيان الخيارات، الفصل الخامس: في بيان خيار الرؤية، ط: رشيديه)

شرح المجلة لرستم باز: (۱/ ۱۳۱)، المادة: ۳۳۳، أيضاً، ط: فاروقيه كوئٹه۔

درر الحكام إلى مجلة الأحكام: (۱/ ۳۳۰)، المادة: ۳۳۳، أيضاً، ط: دار عالم الكتب۔

(۲) رجل جمع مالاً من الناس لينفقه في بناء المسجد وانفق من تلك الدراهم في حاجة نفسه، ثم رد بدلها في نفقة المسجد لا يسعه ان يفعل ذلك، وإذا فعل ان كان يعرف صاحب المال رد الضمان عليه أو يسأله ليأذن له بإنفاق الضمان في المسجد، وإن لم يعرف صاحب المال يرفع الأمر إلى القاضي حتى يأمره بإنفاق ذلك في المسجد، فإن لم يقدر على أن يرفع الأمر إلى القاضي، قالوا: نرجوا له في الاستحسان أن ينفق مثل ذلك من ماله في المسجد فيجوز ويخرج عن الوبال فيما بينه وبين الله تعالى، =

وکیل کا مؤکل کے مال سے کچھ لینا

(۴۵۱) ایک آدمی دوسرے آدمی کو مال دیتا ہے تاکہ وہ اپنی جان، پہچان کی وجہ سے اسے فروخت کردے اب یہ آدمی قیمت زیادہ بتا کر فروخت کردیتا ہے اور زائد رقم خود رکھ لیتا ہے، یہ جائز نہیں ہے کیوں کہ سامان بیچنے والا سامان کے مالک کا وکیل ہے اور اس پر مال اور اس کی قیمت کے متعلق اعتماد کیا جاتا ہے اگر وہ مالک کے علم میں لائے بغیر اس کی قیمت سے کچھ لے لیتا ہے تو یہ خیانت ہے واپس کردینا ضروری ہے۔[1]

=وفي القضاء يكون ضامنا فيكون ذلك ديناً عليه لصاحب المال، وهو نظير ماذكر في الأصل الوكيل بقضاء الدين إذا صرف مال المؤكل في حاجة نفسه ثم قضى بمال نفسه دين الموكل يكون متبرعا في قضاء دين الموكل. (فتاوى قاضي خان على هامش الهندية: (۲۹۹/۳)، كتاب الوقف، باب الرجل يجعل داره مسجداً، ط: رشيديه)

▭ والوكيل به انفق الدراهم على نفسه ثم اشترى ما امر بدراهم من عنده، فالمشترى للوكيل لا للآمر في المختار. وفي الأصل اشترى بدنانير من عنده ثم نقد دنانير الموكل فالشراء للوكيل ويضمن مال الموكل للتعدى، ولو اشترى ما أمره وسلمه إلى الموكل ثم انفق دراهم الوكالة ونقد للبائع غيرها جاز... وفي النوازل: اعطاه دينارا لقضاء دينه أو الإنفاق على عياله فأمسكها وصرف دينار نفسه جاز استحساناً، وفي العيون امره بصدقة الف وأعطاه فانفقه و تصدق بالف من عنده لايجوز ويضمن وإن باقية عنده وتصدق بالف من عنده جاز استحساناً. (الفتاوى البزازية على هامش الهندية: (۳۸۳/۵)، كتاب الوكالة، الفصل الخامس في الوكالة بالشراء، ط: رشيديه.)

▭ الهندية: (۶۳۳/۳) كتاب الوكالة، الباب العاشر: في المتفرقات، ط: رشيديه.)

▭ التاتارخانية: (۸۵۶/۵) كتاب الوقف، الفصل الحادى والعشرون: في المساجد، ط: إدارة القرآن.

(۱) لو أعطى أحد ماله لدلال. وقال: بعه بكذا دراهم فإن باعه الدلال بأزيد من ذلك فالفضل ايضا لصاحب المال... لأن هذا الفضل بدل مال ذلك الشخص، فكما أن ذلك المبدل كان ماله فالبدل يلزم أن يكون كذلك. (درر الحكام شرح مجلة الاحكام: (۶۶۲/۱) المادة: ۵۷۸، الكتاب الثاني: في الاجارة، الباب السادس، الفصل الرابع: في اجارة الآدمي، ط: دار الجيل.

▭ شرح المجلة لرستم باز: (۲۳۳/۱) ايضا، ط: فاروقيه.

▭ بدائع الصنائع: (۲۷/۶) كتاب الوكالة، فصل وأما بيان حكم التوكيل، ط: سعيد.

وکیل کو ثمن کا ضامن بنانا

(۴۵۲) اگر کسی آدمی کو سامان فروخت کرنے کے لئے وکیل بنایا ہے، تو اس کو ثمن کا ضامن بنانا درست نہیں، مثلاً ایک شخص نے زید کو سامان فروخت کرنے کے لئے وکیل بنایا، اور اس سے یہ کہا کہ آپ سامان کو اتنی قیمت میں فروخت کریں، اور یہ بھی شرط لگائی کہ آپ مجھے اس کی قیمت ادا کریں گے چاہے آپ مشتری (خریدار) سے وصول کریں یا نہ کریں تو اس قسم کی شرط لگانا جائز نہیں ہے، اور یہ ضمانت باطل ہو جائے گی۔[1]

وکیل کو فروخت کے لئے دیا ہوا سامان چوری ہو جائے

اگر وکیل کی بے احتیاطی کی وجہ سے چوری نہیں ہوئی تو نقصان کا بار موکل پر ہوگا اور اگر وکیل کی بے احتیاطی کی وجہ سے چوری ہوئی تو وہ نقصان کا ذمہ دار ہوگا، کیونکہ وہ فروخت کرنے کا وکیل ہے، اور وکیل کا قبضہ امانت والا قبضہ ہوتا ہے، اگر

---

(۱) (قوله: ومن باع لرجل ثوبا)... أی باع ثوبا هو لرجل بطريق الوكالة عنه فی بيعه (وضمن) الوكيل (له) أی للرجل المالك (الثمن أو مضارب ضمن ثمن متاع لرب المال فالضمان باطل لأن الكفالة) وهی الضمان (التزم المطالبة والمطالبة إليهما) أی إلی الوكيل والمضارب (فيصير كل منهما ضامنا لنفسه) فيصير مطالبا مطالبا وهذا لأن حقوق العقد ترجع إليه۔ (فتح القدير: (۲۱۸/۷)، كتاب الكفالة، فصل: فی الضمان، ط: دار الفكر) و: (۲۰۳/۷)، ط: رشيديه)

ولاتصح كفالة الوكيل بالثمن للموكل فيما لو وكل بيعه؛ لأن حق القبض له بالإصالة فيصير ضامنا لنفسه۔ (قوله: ولاتصح كفالة الوكيل بالثمن) وكذا عكسه... (وقوله: فيما لو وكله ببيعه) الأولی أن يقول أی ثمن ما وكل ببيعه قيد به؛ لأن الوكيل بقبض الثمن لو كفل به يصح كما فی البحر۔ (الدر مع الرد: (۳۱۲/۵)، كتاب الكفالة، ط: سعيد۔)

يجب أن يعلم أن الحقوق نوعان: حق يكون للوكيل، وحق يكون علی الوكيل فالأول كقبض المبيع ومطالبة ثمن المشتری والمخاصمة فی العيب والرجوع بثمن مستحق، ففی هذا النوع للوكيل ولاية هذه الأمور لكن لاتجب عليه، فإن امتنع لايجبره الموكل علی هذه الافعال؛ لأنه متبرع فی العمل بل يوكل الموكل بهذه الافعال۔ (فتح القدير: (۱۶/۸) كتاب الوكالة، ط: دار الفكر) و: (۱۹/۸)، ط: رشيديه)

امانت بے احتیاطی کی وجہ سے ضائع ہوجائے تو ضمان آتا ہے۔[1]

وکیل کو مبیع مفت ملے

''وکیل بالشراء کو کوئی چیز مفت ملے'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۴۴۶/۶)

وکیل کے پاس موکل کا مال امانت ہوتا ہے

وکیل کے پاس موکل کا مال امانت ہوتا ہے، لہذا اگر موکل کا مال وکیل کے پاس کسی قسم کی تعدّی یا سستی اور غفلت کے بغیر ہلاک ہوجائے تو وکیل اس کا ضامن نہیں ہوگا اور وکیل پر اس کا تاوان ادا کرنا لازم نہیں ہوگا، البتہ اگر وکیل کی تعدی یا غفلت اور سستی کی وجہ سے ہلاک ہوجائے تو ضامن ہوگا اور تاوان ادا کرنا لازم ہوگا۔[2]

وکیل کے لئے موکل کا مال خریدنا

''دوسروں کے لئے خریدی گئی چیز پر نفع دینے کا حکم'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

وکیل مقرر کیا چیز خریدنے کے لئے

ایک آدمی کسی آدمی کو کوئی چیز خریدنے کے لئے وکیل مقرر کرتا ہے کہ فلاں چیز میرے لئے بازار سے خرید کردے دیں، دونوں کے درمیان کوئی نفع لینے دینے کا طے نہیں ہوا، وکیل متعینہ چیز ایک مقررہ قیمت پر خرید کر اپنے موکل کے حوالے کرے

(۱، ۲) المال الذی قبضه الوکیل بالبیع والشراء... فی حکم الودیعة فی یده فإذا تلف بلا تعدو لا تقصیر لا یلزم الضمان... (شرح المجلة لرستم باز: (۲/۶۱۳)، المادة: ۱۴۶۳، الوکالة، الباب الثالث فی بیان أحکام الوکالة، الفصل الأول، ط: فاروقیه کوئٹه)

درر الحکام إلی مجلة الأحکام: (۳/۵۶۱) المادة: ۱۴۶۳، أیضاً، ط: دار عالم الکتب۔

إذا هلکت الودیعة أو نقصت قیمتها بتعدی المستودع أو بتقصیره لزمه الضمان، مثلاً إذا أنفق المستودع نقود الودیعة فی أمور نفسه أو استهلکها ضمنها، (مجلة الأحکام العدلیة: (۱۵۰)، المادة: ۷۸۷، الأمانات، الباب الثانی، فی الودیعة، الفصل الثانی: فی أحکام الودیعة وضمانها، ط: نور محمد کتب خانه کراچی)

اور اسے قیمت خرید سے زائد قیمت بتائے، مثلاً سو روپے اس چیز کی قیمت خرید تھی، لیکن وکیل نے اس کی قیمت ایک سو دس روپے بتا کر قیمت موکل سے وصول کی، تو قیمت خرید سے زائد قیمت وکیل کے لئے حلال نہیں ہوگی۔ (۱)

وکیل نے متعینہ قیمت سے زائد پر فروخت کی

اگر کسی نے اپنا سامان فروخت کرنے کے لئے کسی کو وکیل بنایا، اور فروخت کرنے کی قیمت بتادی، لیکن وکیل نے سامان متعینہ قیمت سے زائد قیمت پر فروخت کردیا تو زائد قیمت بھی موکل کی ہے، وکیل کے لئے زائد قیمت موکل کو نہ دینا اور اپنے پاس رکھنا جائز نہیں ہوگا۔ ہاں اگر وکیل وہ سامان مالک سے متعینہ قیمت پر خود خرید لے اور مالک (بائع/سیلر) کو بتادے کہ میں نے خود خریدا ہے، تو خریدنے کے بعد وکیل اس سامان کا مالک بن جائے گا، اس کے بعد اس سامان کو زائد قیمت پر کسی اور کو فروخت کردے تو پیسے وکیل (مشتری/خریدار) کے لئے حلال ہوں گے۔ (۲)

---

(۱) المال الذی قبضہ الوکیل بالبیع والشراء... فی حکم الودیعة فی یدہ... (شرح المجلة لرستم باز: (۲/ ۶۱۳)، المادة: ۱۴۶۳، الوکالة، الباب الثالث فی بیان أحکام الوکالة، الفصل الأول، ط: فاروقیه کوئٹه)

درر الحکام شرح مجلة الأحکام: (۳/ ۵۶۱)، المادة: ۱۴۶۳، أیضاً، ط: دار عالم الکتاب/ سلطانیه کوئٹه۔

شرح المجلة للاتاسی: (۴/ ۳۳۲)، المادة: ۱۴۶۳، أیضاً، ط: رشیدیه۔

عن أبی حرة الرقاشی عن عمه قال: قال رسول الله ﷺ الا لاتظلموا الالایحل مال امری إلا بطیب نفس منه۔ (مشکاة المصابیح: (ص: ۲۵۵) کتاب البیوع، باب الغصب والعاریة، الفصل الثانی، ط: قدیمی)

(۲) الوکیل بالبیع لایملک الشراء لنفسه؛ لأن الواحد لایکون مشتریا وبائعا فیبیعه من غیره ثم یشتریه منه... وإن أمره الموکل أن یبیعه من نفسه أو أولاده الصغار أو ممن لایقبل له شهادته فباع منهم جاز۔ (الفتاوی البزازیة علی هامش الهندیة: (۵/ ۴۷۵) کتاب البیوع، الرابع فی البیع، ط: رشیدیه۔)

لایعقد وکیل البیع والشراء... (مع من ترد شهادته له) للتهمة وجوازه بمثل القیمة (الا من عبده ومکاتبه الا إذا أطلق له الموکل) کـ "بع" ممن شئت (فیجوز بیعه لهم بمثل القیمة) اتفاقا...=

وکیل نے موکل کے پیسے سے موکل کے لئے سامان خریدا

☆ اگر کسی نے ایک آدمی کو کوئی چیز خریدنے کو کہا اور پیسے بھی اپنے پاس سے دیئے تو یہ شخص وکیل بن گیا، اور پیسے اس کے پاس امانت ہیں، ان پیسوں سے موکل کے لئے وہ چیز خریدنا ضروری ہے، وہ چیز خریدنے کے بعد موکل کو ہی دے دینا ضروری ہے، موکل کی اجازت کے بغیر اس چیز میں تصرف کرنا، یا وہ چیز کسی اور آدمی کو فروخت کرنا جائز نہیں ہے۔(۱)

=وفی السراج: لو صرح بهم جاز إجماعا الا من نفسه و طفله و عبده غير المديون۔

(قوله: الا من نفسه)، وفی السراج: لو أمره بالبيع من هؤلاء فإنه يجوز إجماعا الا أن يبيعه من نفسه أو ولده الصغير أو عبده ولا دين عليه فلا يجوز قطعا وإن صرح به الموكل... الوكيل بالبيع لا يملک شراءه لنفسه... بزازية كذا فی البحر، ولا يخفى ما بينهما من المخالفة وذكر مثل ما فی السراج فی النهاية عن المبسوط، ومثل ما فی البزازية فی الذخيرة عن الطحاوی، وكأن فی المسئلة قولين، خلافا لمن يدعی أنه لا مخالفة بينهما۔ (الدر مع الرد: (۵/۵۲۱، ۵۲۲) كتاب الوكالة، باب الوكالة بالبيع والشراء، فصل: لا يعقد وكيل البيع والشراء... ط: سعيد)

البحر الرائق: (۷/۱۶۶، ۱۶۷)، كتاب الوكالة، باب الوكالة بالبيع والشراء، فصل ط: سعيد۔)

قوله: الا من نفسه أی وقد أمره بالبيع ممن لا تقبل شهادته له قال فی السراج: لو أمره بالبيع من هؤلاء فإنه لا يجوز اجماعا الا أن يبيعه من نفسه أو ولده الصغير أو عبده ولا دين عليه فلا يجوز قطعا وإن صرح به الموكل، وهذا لا ينافی ما فی البزازية أنه يجوز لنفسه فإن محله إذا صرح له بالعقد من نفسه۔ (حاشية الطحطاوی على الدر المختار: (۳/۲۷۶) كتاب الوكالة، باب الوكالة بالبيع والشراء، فصل: لا يعقد وكيل البيع والشراء، ط: رشيديه۔)

لا يجوز للوكيل أن يبيع سلعة الموكل لنفسه... أما إذا أذنه الموكل بأن يبيع لنفسه أو لابنه الصغير، ففيه رأيان: أحدهما: أنه لا يجوز؛ لأن العاقد فی هذه الحالة يكون واحدا، ثانيهما: أنه يجوز ويظهر أن الذی يقول بعدم الجواز لعلة كون العاقد واحدا لا يمنع أن يبيع الوكيل السلعة لأجنبی ثم يشتريها منه ثانيا لأنه فی هذه الحالة يكون البائع غير المشتری۔ (كتاب الفقه على المذاهب الأربعة: (۳/۱۳۵) مباحث الوكالة، مبحث الوكالة بالبيع والشراء، ط: دار الفكر)

(۱) (من باع ملک غيره، فللمالک أن يفسخه، ويجيزه ان بقی العاقدان والمعقود عليه وله، وبه لو عرضا)... والأصل فيه ان كل تصرف صدر من الفضولی، وله مجيز حال وقوعه انعقد موقوفا على الإجازة عندنا۔ (تبيين الحقائق: (۳/۲۸۳) كتاب البيوع، باب بيع الفضولی، ط: دار الكتب العلمية بيروت)=

☆اور وکیل کے لئے سامان خریدنے سے پہلے موکل کی رقم کو اپنے استعمال میں لانا جائز نہیں ہے۔ (۱)

وِگ

سر کے بال جھڑنے یا کم ہونے کی وجہ سے خوبصورتی کے لئے اصلی بالوں کے ساتھ انسانی بالوں کو جوڑنا جائز نہیں ہے اس سے بچنا ضروری ہے۔ (۲)

= مجمع الانہر: (۱۳۳/۳)، کتاب البیوع، فصل فی بیع الفضولی، ط: غفاریة کوئٹہ۔

الدر مع الرد: (۱۰۶/۵، ۱۰۷) کتاب البیوع، فصل فی بیع الفضولی، ط: سعید۔

المال الذی قبضه الوکیل بالبیع والشراء... فی حکم الودیعة فی یده... (شرح المجلة لرستم باز: (۶۱۳/۲)، المادة: ۱۴۶۳، الوکالة، الباب الثالث فی بیان أحکام الوکالة، الفصل الأول، ط: فاروقیه کوئٹہ۔)

درر الحکام شرح مجلة الأحکام: (۳/ ۵۶۱)، المادة: ۱۴۶۳، ایضاً، ط: دار عالم الکتاب/ سلطانیه کوئٹہ۔)

شرح المجلة للاتاسی: (۴۳۲/۴)، المادة: ۱۴۶۳، ایضاً، ط: رشیدیه۔)

عن أبی حرة الرقاشی عن عمه قال: قال رسول الله ﷺ الا لاتظلموا الالایحل مال امرئ إلا بطیب نفس منه۔ (مشکاة المصابیح: (ص: ۲۵۵) کتاب البیوع، باب الغصب والعاریة، الفصل الثانی، ط: قدیمی)

(۱) اما الذی قبضه الوکیل بالبیع والشراء وإیفاء الدین واستیفائه والمال الذی قبضه الوکیل بقبض العین بحسب وکالته، هو فی حکم الودیعة بید الوکیل۔ (شرح المجلة لسلیم رستم باز: (ص: ۷۸۴) رقم المادة: ۱۴۶۳، الوکالة، الباب الثالث فی بیان أحکام الوکالة، الفصل الأول، ط: فاروقیه کوئٹہ) و: (۶۱۳/۲)، ط: مکتبه حنفیة کوئٹہ)/مکتبة فاروقیه کوئٹہ۔)

درر الحکام إلی مجلة الاحکام: (۵۶۱/۳)، ط: دار عالم الکتب۔)

شرح المجلة للاتاسی: (۴۳۲/۴)، ط: رشیدیه۔)

(۲) عن ابن عمر رضی الله عنه أن رسول الله صلی الله علیه وسلم قال: لعن الله الواصلة والواشمة والمستوشمة۔ متفق علیه۔ (مشکاة المصابیح: (ص: ۳۸۱) کتاب اللباس، باب الترجل، الفصل الأول، ط: قدیمی)

قوله: لعن الله الواصلة أی التی توصل شعرها بشعر آخر زورا... قال النووی: الأحادیث صریح فی تحریم الوصول مطلقا وهو الظاهر المختار وقد فصله أصحابنا فقالوا: ان وصلت بشعر آدمی فهو حرام=

انسانی بالوں کی وگ کی خرید وفروخت بھی جائز نہیں ہے اور پیسے بھی حرام ہیں۔[۱]

ووٹ بیچنا

''ووٹ کی خرید وفروخت'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۴۵۸/۶)

ووٹ خریدنا

کسی بھی امیدوار کے لئے پیسے دے کر ووٹ خریدنا جائز نہیں کیوں کہ یہ رشوت ہے اور رشوت دینا اور لینا حرام ہے۔[۲]

مزید ''ووٹ کی خرید وفروخت'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

= بلا خلاف لأنه يحرم الانتفاع بشعره وسائر أجزائه لكرامته۔ (مرقاة المفاتيح: (۲۸۰/۸) كتاب اللباس، باب الترجل، ط: رشيديه)

☐ ووصل الشعر بشعر الآدمي حرام سواء كان شعرها أو شعر غيرها۔ (الدر المختار مع الرد: (۶/ ۳۷۲، ۳۷۳) كتاب الحظر والاباحة، فصل في النظر والمس، ط: سعيد)

(۱) بطل بيع صبي لا يعقل ومجنون... وشعر الانسان لكرامة الآدمي ولو كافرا۔ (الدر المختار مع الرد: (۵۸/۵) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، مطلب في الآدمي مكرم شرعا ولو كافرا، ط: سعيد)

☐ (ولا يجوز بيع شعور الانسان ولا الانتفاع به) لأن الآدمي مكرم لا مبتذل، فلا يجوز أن يكون شئ من اجزائه مهانا مبتذلا۔ (الهداية: (۵۷/۳) كتاب البيوع، باب بيع الفاسد، ط: رحمانيه)

☐ عن ابن عباس قال: إن النبي صلى الله عليه وسلم قال: إن الله إذا حرم شيئا حرم ثمنه۔ (إعلاء السنن: (۱۱۳/۱۴) كتاب البيوع، باب حرمة بيع الخمر والميتة والخنزير والاصنام، ط: إدارة القرآن۔

☐ سنن الدارقطني: (۷/۳) كتاب البيوع، ط: دار المعرفة۔

(۲) وعن عبدالله بن عمرو قال: لعن رسول الله صلى الله عليه وسلم الراشي والمرتشي رواه ابو داود وابن ماجة (مشكاة المصابيح: (ص: ۳۲۶) كتاب الامارة والقضاء، باب رزق الولاة وهداياهم، الفصل الثاني، ط: قديمي)

☐ عن أبي أمامة أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: من شفع لأحد شفاعة فأهدى له هدية عليها فقبلها فقد أتى بابا عظيما من ابواب الربا رواه أبو داود۔ مشكاة المصابيح: (ص: ۳۲۶) كتاب الامارة والقضاء، باب رزق الولاة وهداياهم، الفصل الثالث، ط: قديمي) =

ووٹر خریدنا

(۴۵۸) کسی بھی امیدوار کا ووٹر کو اپنے حق میں ووٹ دینے کے لئے مال دینا رشوت کی ایک قسم ہے اور یہ حرام ہے۔ (۱)

ووٹ کی خرید وفروخت

''ووٹ'' جس کے حق میں استعمال کیا جاتا ہے وہ اس کے حق میں ملک و ملت کی خیر خواہی کی شہادت ہے یا پھر ''ووٹ'' ایک قسم کی سفارش ہے کہ امیدوار کے لئے متعلقہ عہدے کی سفارش کر رہا ہے یا ''ووٹ'' ایک قسم کا مشورہ ہے کہ یہی امیدوار اس عہدے کا مستحق ہے۔

بہر صورت ان تین حیثیتوں میں سے کوئی بھی حیثیت ہو اس سے یہ بات ظاہر ہے کہ ووٹ مال متقوم نہیں (یعنی مادی قیمتی چیز نہیں ہے) بلکہ ایک غیر مادی حق ہے، ایسی چیز کی خرید وفروخت کرنا اور اس کے عوض میں رقم لینا جائز نہیں ہے لہذا بعض علاقے میں انتخابات کے وقت عام ووٹر امیدواروں سے بھاری رقم لے کر اپنا ووٹ اس کے حق میں جو استعمال کرتے ہیں یہ ناجائز ہے اور یہ رقم حلال نہیں ہے۔ (۲)

= وفی الفتح: ثم الرشوة أربعة اقسام منها ما هو حرام على الآخذ والمعطی وهو الرشوة على تقليد القضاء والإمارة۔ (شامی: (۳۶۲/۵) كتاب القضاء، مطلب فی الكلام على الرشوة والهدية، ط: سعيد۔

(۱) انظر الى الحاشية السابقة رقم: ۲، على الصفحة السابقة۔

(۲) اتفق الفقهاء على صحة البيع إذا كان المعقود عليه مالا متقوما محرزا موجودا مقدورا على تسليمه معلوما للعاقدين لم يتعلق به حق الغير۔ (الفقه الاسلامی وادلته: (۳۴۹۶/۵) كتاب البيوع، المطلب الثانی أنواع البيع الفاسد، الثالث البيوع الممنوعة بسبب المعقود عليه، ط: رشيديه۔)

ومنها أن يكون المبيع مملوكا للبائع حال البيع ... وأن يكون مقدورا على تسليمه فلا ينعقد بيع المغصوب ... ومنها أن يكون المبيع معلوما والثمن معلوما علما يمنع من المنازعة فبيع المجهول جهالة تفضى إلى المنازعة غير صحيح۔ (كتاب الفقه على مذاهب الأربعة: (۱۶۳/۲) كتاب البيع، الركن الثالث، المعقود عليه، ط: دار الفكر)

البحر الرائق: (۲۵۹/۵)، كتاب البيوع، ط: سعيد۔

ویب سائٹ پر اشتہارات دیکھ کر پیسے کمانا

آج کل تو لوگوں میں اس بات کا رجحان روز بروز بڑھتا جا رہا ہے کہ محنت کے بغیر گھر بیٹھ کر کمائی کا طریقہ آ جائے، اس کے لئے مختلف طریقے لوگوں میں رائج ہیں، ان میں سے ایک طریقہ یہ ہے کہ ویب سائٹ میں لوگوں کے مختلف اشتہارات دیئے جاتے ہیں جنہیں کلک کر کے دیکھا جا سکتا ہے دیکھنے والوں کو ہر اشتہار دیکھنے پر رقم دی جاتی ہے اس کام کے لئے ویب سائٹس بن چکی ہیں، ان میں سے ایک ویب سائٹ "PAYWAO" کے نام سے ہے۔ اس سائٹ کے صفحہ پر

www.paywao.com/u.php?workhttps://

تمام ہدایات درج ہیں، اس پر کام کر کے پیسہ کمانے کا جو طریقہ لکھا ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ:

نیا آدمی اس میں دو ڈالر جمع کر کے اپنا اکاونٹ بنائے، پھر سائٹ کی جانب سے اس کو مختلف ایڈز اور ویڈیو دیکھنے کے لئے بتائی جائیں گی، پھر سائٹ کی جانب سے اس کو ہر ایڈ دیکھنے کا کچھ معاوضہ دیا جائے گا (ان ایڈز کو دیکھنے کا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ جن لوگوں نے یہ ایڈ لگائے ہوئے ہوتے ہیں ان کو یہ بتایا جاتا ہے کہ آپ کی ایڈ کو اتنے ہزار افراد دیکھ چکے ہیں اور یہ ویب سائٹ والے ایڈ دینے والوں سے پیسے لیتے ہیں پھر ان میں سے کچھ رقم ایڈ دیکھنے والوں کو بھی دیتے ہیں) یہ ایڈ مختلف چیزوں کے ہوتے ہیں جن میں خواتین کی تصاویر کو بھی دیکھنا پڑتا ہے، اس کمائی کے دائرہ کو آگے بڑھانے کے لئے یہ شخص اس سائٹ کی "ملٹی لیول مارکیٹنگ" کے ذریعے پبلسٹی کرتا ہے اور نئے نئے لوگوں کا اکاؤنٹ بنواتا ہے، ہر نئے آدمی کے اکاونٹ بنانے پر اس کو اس میں کمیشن دیا جاتا ہے، اور یہ نئے لوگ جن نئے لوگوں کو اس کا تعارف کرا کر اکاونٹ بنوائیں گے، اس میں پہلے اکاونٹ والے آدمی کو کمیشن

کی صورت میں حصہ دیا جائے گا، اب یہ آدمی اپنا کمایا ہوا یہ پیسہ نکلوائے گا تو اس میں دس فیصد "سائٹ" والوں کو دینی ہوگی۔

اس بارے میں شرعی حکم یہ ہے کہ پیسے کمانے کا یہ طریقہ جائز نہیں ہے کیوں کہ اس میں مختلف مفاسد ہیں، ان میں سے چند یہ ہیں:

① اس میں ایسے لوگ بھی اشتہارات کو دیکھتے ہیں جن کا یہ چیزیں لینے کا کوئی ارادہ ہی نہیں ہوتا، ویب سائٹ والوں کی جانب سے بائع کو ایسے دیکھنے والوں کی تعداد میں اضافہ دکھانا جو کہ کسی طرح بھی خریدار نہیں، یہ بیچنے والے کے ساتھ ایک قسم کا دھوکہ ہے۔(۱)

② جاندار کی تصویر کسی بھی طرح کی ہو اُس کا دیکھنا جائز نہیں، لہٰذا اس پر جو اجرت لی جائے گی وہ جائز نہیں ہے۔(۲)

---

(۱) عن ابن عمر رضی اللہ عنہ قال: مر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بطعام، وقد حسنہ صاحبہ، فادخل یدہ فیہ، فاذا طعام ردیٔ: فقال: بع ھذا علی حدۃ، وھذا علی حدۃ۔ فمن غشنا فلیس منا۔ (الترغیب والترھیب: (۲/۳۵۰) کتاب البیوع، الترھیب من الغش، ط: دار الکتب العلمیۃ)

مسند أحمد بن حنبل: (۲/۵۰) رقم الحدیث: ۵۱۱۳، مسند المکثرین من الصحابۃ، مسند عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ط: مؤسسۃ قرطبۃ

مجمع الزوائد: (۴/۷۸) رقم الحدیث: ۶۳۸۰، کتاب البیوع، باب الغش، ط: مکتبۃ القدس۔

(۲) وفی التوضیح: قال أصحابنا وغیرھم: تصویر صورۃ الحیوان حرام أشد التحریم وھو الکبائر وسواء صنعہ لما یمتھن أو لغیرہ فحرام لکل حال؛ لأن فیہ مضاھاۃ لخلق اللہ، وسواء کان فی ثوب أو بساط أو دینار أو درھم أو فلس أو اناء أو حائط وأما لیس فیہ صورۃ حیوان کشجرۃ ونحوہ فلیس بحرام وسواء فی ھذا کلہ مالہ ظل وما لا ظل لہ وبمعناہ قال جماعۃ من العلماء مالک والثوری وأبو حنیفۃ وغیرھم۔ (عمدۃ القاری: (۲۲/۱۱۰) کتاب اللباس، باب عذاب المصورین یوم القیامۃ، ط: دار الکتب العلمیۃ۔

شرح النووی علی الصحیح لمسلم: (۲/۱۹۹) کتاب اللباس والزینۃ، باب تحریم صورۃ الحیوان، ط: قدیمی۔

شامی: (۱/۶۴۷) کتاب الصلاۃ، باب ما یفسد الصلاۃ وما یکرہ فیھا، ط: سعید۔

ولو استأجر مصورا فلا أجر لہ؛ لان عملہ معصیۃ کذا عن محمد۔ (الدر المختار مع الرد: (۱/۶۵۰) کتاب الصلاۃ، باب ما یفسد الصلاۃ وما یکرہ فیھا، ط: سعید)

③ ان اشتہارات میں [illegible] وغیرہ کی تصاویر بھی ہوتی ہیں جن کا دیکھنا بد نظری کی وجہ سے بھی مستقل گناہ ہے۔ (۱)

④ اس میں جس طریقہ سے سائٹ کی پبلسٹی کی [illegible] ہے وہ بھی درست نہیں یعنی پہلے اکاونٹ بنانے والے کو ہر نئے اکاونٹ بنانے پر کمیشن ملتا رہتا ہے جب کہ اس نے اس نئے آدمی کے اکاونٹ بنوانے میں کوئی محنت اور کام نہیں کیا، محنت اور کام کے بغیر کمیشن لینے کا معاہدہ کرنا اور اس پر مفت اجرت لینا جائز نہیں ہے۔ (۲)

⑤ شریعت نے محنت کر کے کمائی حاصل کرنے کی ترغیب دی ہے اور اپنے ہاتھ کی کمائی کو افضل کمائی قرار دیا ہے، محنت کے بغیر کمائی کی حوصلہ شکنی کی گئی ہے۔ (۳)

لہذا حلال کمائی کے طریقے کو اختیار کرنا چاہیے حرام کمائی سے بچنا چاہیے۔

= ولا يجوز على الغناء والنوح والملاهي، لأن المعصية لا يتصور استحقاقها بالعقد فلا يجب عليه الأجر... وإن أعطاه الأجر وقبضه لا يحل له۔ (تبيين الحقائق: (۵/۱۲۵) كتاب الإجارة، باب الإجارة الفاسدة، ط: امداديه ملتان)

(۱) وعن الحسن مرسلا قال: بلغني أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: لعن الله الناظر والمنظور إليه۔ (مشكاة المصابيح: (ص: ۲۷۰) كتاب النكاح، باب النظر إلى المخطوبة وبيان العورات، الفصل الثالث، ط: قديمي)

شعب الايمان: (۶/ ۱۶۲) رقم الحديث: ۷۷۸۸، الرابع والخمسون من شعب الايمان: وهو باب الحياء، فصل في الحمام، ط: دار الكتب العلمية)۔

والحاصل أنه يحرم تصوير حيوان عاقل اذا كان كامل الاعضاء اذا كان يدوم اجماعا و كذا ان لم يدم على الراجح كتصويره من نحو قشر بطيخ ويحرم النظر اليه اذا النظر الى المحرم حرام۔ (الشرح الكبير مع حاشية الدسوقي: (۲/ ۳۸۸) باب في النكاح، فصل: الوليمة، ط: دار الفكر۔

(۲) وفي القدوري: الأجير المشترك من لا يستحق الأجر حتى يعمل۔ (مجمع الأنهر: (۳/ ۵۴۳) كتاب الإجارة، فصل ط: دار الكتب العلمية)

لا يجوز لأحد أن يأخذ مال أحد بلا سبب شرعي۔ (شرح المجلة لرستم باز: (۱/ ۵۱) المادة: ۹۷، المقالة الثانية في بيان القواعد الكلية الفقهية، ط: فاروقيه)

شامي: ((۴/ ۶۱) كتاب الحدود، باب التعزير، مطلب في التعزير بأكل المال، ط: سعيد۔

(۳) عن جميع بن عمير عن خاله قال: سئل النبي صلى الله عليه وسلم عن أفضل الكسب؟ فقال: =

ویب سائٹس کی تیاری

(۴۶۲) موسیقی، جاندار کی تصاویر، گانے غیر شرعی اور فحش مواد پر مشتمل ویب سائٹ بنا کر دینا جائز نہیں ہے، اور آمدنی بھی حرام ہے کیوں کہ یہ گناہ اور معصیت کے کام میں تعاون ہے اور اللہ تعالی نے گناہ معصیت اور ظلم و زیادتی کے کاموں میں ایک دوسرے کا تعاون کرنے سے منع فرمایا ہے۔ (۱)

اور اگر موسیقی، جاندار کی تصاویر، گانے اور فحش مواد کے علاوہ جائز چیزوں پر مشتمل ویب سائٹس ہوں تو وہ بنا کر دینا جائز ہے اور آمدنی بھی حلال ہے۔ (۲)

= بيع مبرور وعمل الرجل بيده (مسند أحمد: (۴۶۶/۳) رقم الحديث: ۱۵۸۷۴، مسند المكيين، حديث أبي بردة بن دينار، ط: مؤسسة قرطبي)

مجمع الزوائد: (۶۰/۴) رقم الحديث: ۶۲۱۱، كتاب البيوع، باب أى الكسب أطيب، ط: مكتبة القدس۔

الترغيب والترهيب: (۳۳۴/۲) كتاب البيوع، الترغيب في الاكتساب بالبيع، ط: دار الكتب العلمية۔

(۱) قال الله تعالى: ولا تعاونوا على الإثم والعدوان۔ (المائدة: ۲)

أى ولا تعاونوا على ارتكاب المنهيات ولا على الظلم۔ (احكام القرآن للقرطبي: (۱۸/۳۰) ط: دار الفكر)

(ولا يجوز على الغناء والنوح والملاهي) لأن المعصية لا يتصور استحقاقها بالعقد فلا يجب عليه الأجر... وإن أعطاه الأجر وقبضه لا يحل له۔ (تبين الحقائق: (۱۲۵/۵) كتاب الاجارة، باب الإجارة الفاسدة، ط: امداديه)

(۲) تجوز إجارة الآدمي للخدمة أو لاجراء صنعة ما كالخياطة والنجارة أو تعليم القرآن أو علم الصرف والنحو والفقه وما أشبه ذلك۔ (درر الحكام شرح مجلة الأحكام: (۵۵۲/۱) المادة: ۵۶۲، الكتاب الثاني: في الإجارة، الباب السادس، الفصل الرابع: في اجارة الآدمي، ط: دار الكتب العلمية۔)

شرح مجلة لرستم باز: (۳۳۹/۱) المادة: ۵۶۲، ايضا ط: فاروقيه۔

إن الأجير يستحق الأجرة بقيامه بالعمل، (درر الحكام شرح مجلة الاحكام: (۵۵۲/۱) شرح المادة: ۵۶۲، ايضا ط: دار الكتب العلمية)

ویب سائٹ کے ذریعے بیع صرف کرنا

"برقی تجارت کے ذریعہ بیع صرف کرنا" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۰۵/۲)

ویب سائٹوں کے ذریعہ ایجاب وقبول کرنا

ویب سائٹوں کے ذریعہ معاملہ کرنے میں مجلس عقد کا حکم ویب سائٹ پر درج شدہ فروخت ہونے والے سامان کی قیمت درج کرنا اسی طرح دیگر پیش کشوں کو ایجاب تصور کیا جائے، پھر عقد کرنے والا خریدار ان تفصیلات پر مطلع ہونے کے بعد انہیں قبول کر لے تو عقد ہو جائے گا، تو یہاں ایجاب پہنچنے کے محل کو ہی مجلس عقد شمار کیا جائے گا۔[1]

وی پی (V.P) کے ذیعہ مال منگوانا

وی پی (V.P)(Value Payable) یعنی وہ مال جو قیمت دے کر ڈاک خانہ سے منگوایا جاتا ہے شریعت میں جائز ہے۔ ہاں اگر مال میں کوئی عیب ہو، یا بتائے گئے معیار کے مطابق نہ ہو تو اسے واپس کرنے کا اختیار ہوگا۔[2]

---

(۱) كما يكون الأبجاب والقبول بالمشافهة يكون بالمكاتبة أيضاً،... وكما أنه يجوز الايجاب والقبول مكاتبة من الطرفين كذلك يجوز بكتاب من طرف واحد، ثالثا: برسالة من الطرفين... كما أنه يجب أن يقبل الإيجاب من المخاطب في المجلس الذى يصل فيه إليه الكتاب يعنى يعتبر المجلس فى هذه المسألة بلوغ الكتاب واداء الرسالة۔ (درر الحكام إلى مجلة الاحكام: (۱۴۱/۱)، المادة: ۱۷۳، البيوع، الباب الأول، الفصل الأول: فيما يتعلق بركن البيع، ط: دار عالم الكتب/سلطانيه كوئته)

شرح المجلة لرستم باز: (۶۳/۱)، المادة: ۱۷۳، أيضاً، ط: فاروقيه كوئته۔)

شرح المجلة للاتاسى: (۳۳/۲) المادة: ۱۷۳، أيضاً، ط: رشيديه۔)

(۲) ما بيع مطلقا إذا بيع وفيه عيب قديم يكون المشترى مخيرا إن شاء رده وإن شاء قبله بثمنه المسمى۔ (شرح المجلة لرستم باز: (۱۴۳/۱) المادة: ۳۳۷، الكتاب الأول: في البيوع، الباب السادس: في بيان الخيارات، الفصل السادس: في بيان خيار العيب، ط: فاروقيه)=

ویڈیو بنانا

(۴۶۴) ویڈیو بنانا بنوانے والے پر منحصر ہے کہ وہ کس چیز کی ویڈیو بنوانا چاہتا ہے، اگر جاندار کی ویڈیو بنواتا ہے تو یہ ناجائز اور حرام اور اگر غیر جاندار کی ویڈیو بناتا ہے تو یہ جائز ہے۔

آج کل جو لوگ شادی کے دنوں میں نکاح کی محفل وغیرہ میں مردوں اور عورتوں کی مووی بنواتے ہیں یہ ناجائز اور حرام ہے، یہ بہت بڑی غلطی اور عظیم جرم ہوگا، شیطان کا مکر، اور کافروں کا دھوکہ ہے ایسے لوگوں کو قیامت کے دن دردناک عذاب ہوگا، نیز بعد میں اس فلم کو محرم نامحرم سب لوگ دیکھیں گے اس میں بے پردہ بے حجاب، میک اپ سے آراستہ خواتین بھی ہوں گی، اور خواتین ایک دوسرے کے ساتھ بے محابا گفتگو اور ہنسی مذاق بھی کرتی ہوں گی تو یہ مردوں کے لئے گناہ اور فتنے کا سبب بنے گا اس لئے یہ ناجائز اور حرام ہے، کسی بھی جاندار کی ویڈیو بنانے سے پرہیز کیا جائے۔ (۱)

جاندار کی ویڈیو بنا کر جو اجرت لی جاتی ہے وہ ناجائز اور حرام ہے۔ اس کو

= إذا باع مالا بوصف مرغوب فظهر المبيع خاليا عن ذلك الوصف كان المشتري مخيرا إن شاء فسخ البيع وإن شاء أخذه بجميع الثمن المسمى۔ (شرح المجلة لرستم باز: (۱۳۲/۱) المادة: ۳۱۰، الكتاب الأول: في البيوع، الباب السادس: في بيان الخيارات، الفصل الثاني: في بيان خيار الوصف، ط: فاروقيه)

درر الحكام شرح مجلة الأحكام: (۳۰۵/۱) المادة: ۳۱۰، ايضا، ط: دار الجيل۔

(۱) عن عبدالله بن مسعود رضي الله عنه قال: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: أشد الناس عذابا عند الله المصورون، متفق عليه۔ (مشكاة المصابيح: (ص: ۳۸۵) كتاب اللباس، باب التصاوير، الفصل الأول، ط: قديمي)

صحيح مسلم: (۲۰۱/۲) كتاب اللباس والزينة، باب تحريم تصوير صورة الحيوان، ط: قديمي)

وبالجملة أن هذه التصاوير الملعونة جماع الاثم والفواحش، لو لم يكن فيها نص من الشارع عليه الصلاة والسلام لكانت المفاسدة التي تتشأمنها كافية بلا ريب ونكران (التعليق الصبيح: (۶/۵) كتاب اللباس، باب التصاوير، ط: رشيديه)

فقراء میں صدقہ کر دینا لازم ہے۔[1]

ویڈیو کیسٹ

☆ اگر ویڈیو کیسٹ میں جائز چیز بھری ہوئی ہے، مثلاً بے جان اشیاء، قدرت کے بے جان مناظر کی تصویر، یا تعلیمی پروگرام جس میں جاندار کی تصاویر نہ ہوں، تو اس ویڈیو کیسٹ اور اس میں بھری ہوئی چیز دونوں کی خرید وفروخت جائز ہے، اور آمدنی بھی حلال ہے۔

☆ اور اگر ویڈیو کیسٹ میں کوئی غیر شرعی، منکر اور فحش پروگرام محفوظ کیا گیا ہے مثلاً گانے، فلم، جاندار کی تصاویر وغیرہ، تو ان کی خرید وفروخت جائز نہیں ہے اور آمدنی بھی حرام ہے۔

☆ اگر ویڈیو کیسٹ خالی ہے تو اس کی تجارت جائز ہے اور آمدنی بھی حلال ہے۔[2]

---

(۱) ولو استأجر مصورا فلا أجر له؛ لأن عمله معصية كذا عن محمد۔ (الدر المختار مع الرد: (۱/ ۶۵۰) كتاب الصلاة، باب مايفسد الصلاة ومايكره فيها ط: سعيد)

حاشية الطحطاوي على المراقي: (ص: ۳۶۳) كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة فصل في المكروهات، ط: قديمي۔

ولا يجوز على الغناء والنوح والملاهي؛ لأن المعصية لا يتصور استحقاقها بالعقد فلا يجب عليه الأجرة... وإن أعطاه الأجر وقبضه لا يحل له ويجب عليه رده على صاحبه۔ (تبيين الحقائق: (۵/ ۱۲۵) كتاب الإجارة، باب الإجارة الفاسدة، ط: امداديه ملتان)

لو مات الرجل وكسبه من بيع الباذق أو الظلم أو أخذ الرشوة يتورع الورثة ولا يأخذون منه شيئا... ويردونها على أربابها إن عرفوهم وإلا تصدقوا بها؛ لأن سبيل الكسب الخبيث التصدق إذا تعذر الرد على صاحبه (شامي: (۶/ ۳۸۵) كتاب الحظر والاباحة، فصل في البيع، ط: سعيد)

(۲) قال الله تعالى: ومن الناس من يشتري لهو الحديث ليضل عن سبيل الله: (سورة لقمان: ۶)

ودلت المسألة أن الملاهي كلها حرام، ويدخل عليهم بلا إذنهم، لإنكار المنكر۔ قال ابن مسعود رضي الله عنه: صوت اللهو والغناء ينبت النفاق في القلب كما ينبت الماء النبات۔ قلت: وفي البزازية: استماع صوت الملاهي كضرب قصب ونحوه حرام... قالوا الواجب كل الواجب أن يجتنب كي=

ویڈیو گیم کے کاروبار

(۴۶۶) ویڈیو گیم کے کاروبار درست نہیں اور آمدنی بھی حلال نہیں، اس سے بچنا ضروری ہے، یا تو اس میں جوا ہے جو ناجائز اور حرام ہے اور اگر جوا نہیں تو اس میں اس قدر انہماک ہوتا ہے کہ فرائض اور دوسرے واجب حقوق کی ادائیگی میں سستی ہونے لگتی ہے جیسا کہ آج کل مشاہدہ ہے، اور اپنی اولاد کے مستقبل کو تباہ اور برباد کرنا ہے اور یہ تمام چیزیں ناجائز ہیں۔ (۱)

= لا یسمع۔ وفی الرد: ذکر شیخ الإسلام أن کل ذلک مکروہ عند علمائنا، واحتج بقولہ تعالی: "ومن الناس من یشتری لہو الحدیث" الآیۃ۔ جاء فی التفسیر: أن المراد الغناء... سماع غناء، فہو حرام بإجماع العلماء۔ (الدر المختار مع الرد: (۳۴۹/۶)، کتاب الحظر والإباحۃ، ط: سعید)

عن سعید بن الحسن قال کنت عند ابن عباس رضی اللہ عنہ إذ جاءہ رجل فقال یا ابن عباس رضی اللہ عنہ إنی رجل معیشتی من صنعۃ یدی وإنی أصنع ہذہ التصاویر فقال ابن عباس رضی اللہ عنہ لا أحدثک إلا ما سمعت من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سمعتہ یقول: من صوّر صورۃ فإن اللہ معذبہ حتی ینفخ فیہ الروح ولیس بنافخ فیہا أبداً، فربا الرجل ربوۃ شدیدۃ واصفر وجہہ، فقال ویحک إن ابیت إلا أن تصنع فعلیک بہذا الشجر وکل شیٔ لیس فیہ روح، رواہ البخاری: (مشکوۃ المصابیح: (ص: ۳۸۶) باب التصاویر، الفصل الثالث، ط: قدیمی)

قال اصحابنا وغیرہم من العلماء: تصویر صورۃ الحیوان حرام شدید التحریم وہو من الکبائر لأنہ متوعد علیہ بہذا الوعید الشدید المذکور فی الأحادیث... وأما تصویر صورۃ الشجر ورحال الإبل وغیر ذلک مما لیس فیہ صورۃ حیوان فلیس بحرام، ہذا حکم نفس التصویر،... (شرح النووی علی الصحیح لمسلم: (۱۹۹/۲)، کتاب اللباس والزینۃ، باب تحریم تصویر صورۃ الحیوان،... ط: قدیمی۔

الدر مع الرد: (۶۴۷/۱)، کتاب الصلوۃ، باب ما یفسد الصلاۃ وما یکرہ فیہا، ط: سعید۔

(۱) وکرہ کل لہو، لقولہ علیہ السلام "کل لہو المسلم حرام "إلا ثلاثۃ... (شامی: (۳۹۵/۶)، کتاب الحظر والإباحۃ، فصل: فی البیع، ط: سعید۔

وکرہ تحریماً اللعب بالنرد وکذا الشطرنج... وإنما کرہ لأن من اشتغل بہ ذھب عناءہ الدنیوی وجاءہ العناء الأخروی فہو حرام وکبیرۃ عندنا... (شامی: (۳۹۴/۶)، کتاب الحظر والإباحۃ، فصل فی البیع، ط: سعید۔)

فالضابط فی ہذا الباب... ان اللہو المجرد الذی لا طائل تحتہ، ولیس لہ غرض صحیح مفید فی المعاش ولا المعاد، حرام أو مکروہ تحریماً... وأما مالم یرد فیہ النہی عن الشارع وفیہ فائدۃ =

ویزا کی خرید و فروخت

۴۶۷ موجودہ دور میں بیشتر ملک والے دوسرے ملک والوں کو ویزے کے بغیر داخل ہونے کی اجازت نہیں دیتے، بلکہ اس کو قانونی جرم قرار دیتے ہیں، حالانکہ ویزا خود کوئی مادی چیز نہیں ہے بلکہ کسی دوسرے ملک میں داخل ہونے اور وہاں ایک متعین وقت تک رہنے کا تحریری اجازت نامہ ہے، جس کی رو سے حامل ویزا کو مناسب سہولیات بھی حاصل ہوتی ہیں اور ویزے کے بغیر داخل ہونا منع ہوتا ہے، چونکہ کسی ملک کا ویزا حاصل کرنے کے لئے کافی وقت اور پیسا خرچ کرنا پڑتا ہے اور حامل ویزا کو وہاں داخل ہونے اور رہنے کا حق حاصل ہوتا ہے۔

لہٰذا اگر یہ ویزا قانونی طور پر فروخت کرنے کی اجازت ہے تو اپنے حق اور وظیفہ سے دستبردار ہو کر ویزا کسی دوسرے کے نام فروخت کرنا جائز ہوگا اور حاصل ہونے والی رقم حلال ہوگی۔ (۱)

= ومصلحة للناس فهو... على نوعين: الأول: ما شهدت التجربة بأن ضرره أعظم من نفعه ومفاسده أغلب على منافعه وأنه من اشتغل به ألهاه عن ذكر الله وحده وعن الصلاة والمساجد التحق ذلك بالمنهي عنه لاشتراك العلة، فكان حراماً أو مكروهاً والثاني ماليس لذلك فهو أيضاً إن اشتغل به بنية التلهي والتلاعب فهو مكروه... (تكملة فتح الملهم: (۴/۴۳۵)، كتاب الشعر، باب تحريم اللعب بالنردشير، حكم الألعاب في الشريعة، ط: دار العلوم کراچی و: (۵/۲۵۷، ۲۵۸)، ط: دار القلم۔)

کفایت المفتی: (۹/۲۶۹)، کتاب الحظر والإباحة، اکیسواں باب، متفرقات، عنوان "فٹ بال اور کرکٹ وغیرہ کھیلنے کا حکم"، ط: دار الاشاعت۔

(۱) لايجوز الاعتياض عن الحقوق المجردة كحق الشفعة، وعلى هذا لايجوز الاعتياض عن الوظائف بالاوقاف، وفيها في آخر بحث تعارض العرف مع اللغة المذهب عدم اعتبار العرف الخاص لكن افتى كثير باعتباره، وعليه فيفتى بجواز النزول عن الوظائف بمال۔ (الدر مع الرد: (۴/۵۱۹) كتاب البيوع، مطلب: في الاعتياض عن الوظائف والنزول عنها، ط: سعيد۔)

أقول: وعلى ماذكروه من جواز الاعتياض عن الحقوق المجردة بمال ينبغي ان يجوز الاعتياض عن التعلي وعن حق الشرب وعن حق المسيل بمال... كما جاز النزول عن الوظائف ونحوها لاسيما=

وی سی آر

''ٹی وی'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۷۵/۳)

=إذا كان صاحب حق العلو فقيرا قد عجز عن إعادة علوه، فلو لم يجز ذلك له على الوجه الذي ذكرناه يتضرر فليتأمل وليحرر۔ (شرح المجلة: (۱۲۱/۲) تحت المادة: ۲۱٦، البيوع، الباب السابع، في بيان البيع وأحكامه، الفصل الثاني في بيع ما يجوز وما لا يجوز، ط: رشيديه۔

ہاتھ سے بنائے ہوئے کپڑے میں خیار تعیین

’’کپڑا ہاتھ کا بنایا ہوا‘‘ عنوان کے تحت دیکھیں۔(۲۸۷/۵)

ہاتھ کی کمائی

حضرت مقدام بن معدیکرب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کسی نے کبھی بھی اپنے ہاتھ کی کمائی سے بہتر اور اچھا کھانا نہیں کھایا اور اللہ کے نبی حضرت داؤد علیہ السلام اپنے ہاتھ کی کمائی سے کھاتے تھے۔[1]

ہاتھ لگا کر سودا کرنا

’’ملامسہ‘‘ عنوان کے تحت دیکھیں۔(۲۸۵/۶)

ہارمونیم کی تجارت

ہارمونیم گانے بجانے کا آلہ ہے، اس کی تجارت مکروہ ہے۔[2]

---

(۱) عن مقدام رضی اللہ عنہ: عن رسول اللہ صلی علیہ وسلم قال: ما اکل احد طعاما قط، خیرا من ان یاکل من عمل یدہ، وان نبی اللہ داود علیہ السلام کان یاکل من عمل یدہ۔ (صحیح البخاری: (۲۷۸/۱) کتاب البیوع، باب کسب الرجل وعملہ بیدہ، ط: قدیمی)

☐ الترغیب والترہیب: (۳۳۳/۲) رقم الحدیث: ۲۶۱۳، کتاب البیوع وغیرھا الترغیب فی الاکتساب بالبیع وغیرہ، ط: دار الکتب العلمیۃ۔

☐ المسند الجامع: (۳۴۷/۱۵) رقم الحدیث: ۱۱۸۰۶، حرف المیم، المقدام بن معدیکرب، ط: دار الجیل۔

(۲) ویکرہ بیع السلاح من أھل الفتنۃ وفی عساکرھم؛ لأنہ إعانۃ علی المعصیۃ... وإنما یکرہ بیع نفس السلاح لا بیع ما لا یقاتل بہ الا بصنعۃ، الا تری أنہ یکرہ بیع المعازف ولا یکرہ بیع الخشب۔ (الھدایۃ: (۲۱۱/۳) کتاب السیر، باب البغاۃ، ط: امدادیۃ ملتان)=

ہاؤس بلڈنگ فنانس کارپوریشن سے جائیداد خریدنا

ہاؤس بلڈنگ فنانس کارپوریشن (H.B.F.C) سے جائیداد خریدنا جائز نہیں ہے، کیونکہ ان کے کام کا طریقہ شریعت کے مطابق نہیں ہے۔ [1]

ہاؤس بلڈنگ کارپوریشن کا قرضہ لیکر مکان خریدنا

''بیع پر بیع کرنا'' عنوان کے تحت نمبر ۴۰ دیکھیں۔ (۱۸۳/۲)

ہاوسنگ اسکیموں کی فائلیں

آج کل ''ہاوسنگ اسکیمون کی فائلیں فروخت کرنے کا رواج ہے اس بارے میں حکم یہ ہے کہ اگر زمین موجود ہے، اور نقشہ میں اس کی پلاننگ ہوگئی، بلاک اور پلاٹ کا نمبر لگ گیا اور ہر خریدار کو بلاک اور پلاٹ کا نمبر الاٹ کیا جارہا ہے تو ایسی فائلوں کو آگے زیادہ قیمت پر بیچنا جائز ہے، [2] اور اگر نقشہ میں پلاننگ نہیں تو اس کی فائلوں کو آگے زیادہ قیمت پر بیچنا جائز نہیں ہے البتہ جتنی رقم ادا کر کے فائل حاصل کی،

= فتح القدير: (۱۰۸/۶) كتاب السير، باب البغاة، ط: المصطفى البابي الحلبي مصر۔ و: (۶/ ۱۰۱)، ط: رشيديه۔)

مزید تخریج ''آلات لہو کی بیع'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

(۱) فتاویٰ عثمانی: (۲۶۳/۳) کتاب البیوع و (۳۱۱/۳) کتاب الربا والقمار والتأمین، ط: دار العلوم کراچی۔

(۲) ويجوز بيع العقار قبل القبض عند أبي حنيفة وأبي يوسف وقال محمد: لا يجوز رجوعا إلى اطلاق الحديث واعتبارا بالمنقول... ولهما أن ركن البيع صدر من أهله في محله ولا غرر فيه لأن الهلاك في العقار نادر بخلاف المنقول۔ (الهدايه: (۷۹/۳) كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، ط: رحمانيه)

مجمع الأنهر: (۱۱۳/۳) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: دار الكتب العلمية۔

الدر المختار مع الرد: (۱۴۷/۵) كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، فصل في التصرف في المبيع والثمن، ط: سعيد۔

اتنی رقم کسی سے لے کر فائل حوالہ کرسکتا ہے۔ (۱)

ہاوسنگ اسکیمیں

بعض ہاوسنگ اسکیمیں اپنی ملکیتی زمین سے زیادہ تعداد میں پلاٹس کی فائلیں فروخت کردیتی ہیں، مثلاً ابھی تک اسکیم کے پاس صرف ایک ہزار پلاٹس کی زمین موجود ہے لیکن فائلیں دو ہزار پلاٹس کی بیچ دی جاتی ہیں اور ان کا خیال یہ ہوتا ہے کہ بقیہ زمین بعد میں خرید لی جائے گی، اس طرح اسکیم مالکان کو کچھ دن کے لئے لوگوں کے پیسے سے فائدہ اٹھانے کا موقع مل جاتا ہے، اور یہی ان کا اصل مقصد ہوتا ہے، اور یہ طریقہ شریعت میں ناجائز اور حرام ہے کیوں کہ اسکیم نے ایک ہزار پلاٹس کی جو زائد فائلیں فروخت کی ہیں ان کی زمین ابھی ان کی ملکیت میں نہیں آئی، لہٰذا اسکیم مالکان کو ان کی فروخت کا حق نہیں پہنچتا، باقی جو ایک ہزار پلاٹس اسکیم والوں کی

---

(۱) يجوز تداول الصكوك واستردادها اذا كانت تمثل حصة شائعة في ملكية موجودات من أعيان أو منافع أو خدمات، بعد قفل باب الاكتتاب وتخصيص الصكوك وبدء النشاط، أما قبل بدء النشاط فتراعى الضوابط الشرعية لعقد الصرف۔ (المعايير الشرعية: (ص: ۲۴۳) المعيار الشرعي، رقم: ۱۷، صكوك الاستثمار، ط: هيئة المحاسبة والمراجعة للمؤسسات المالية الاسلامية)

ولكن المشكلة انما تحدث من جهة أن الكمبيالة قد أصبحت اليوم آلة قابلة للتداول وان حامل الكمبيالة، وهو الدائن الأصيل، ربما يبيعها الى طرف ثالث بأقل من المبلغ المكتوب عليها طمعاً في استعمال الحصول على المبلغ قبل حلول الأجل، وان هذا البيع يسمى خصم الكمبيالة، فكلما أراد حامل الكمبيالة أن يتعجل في قبض مبلغها، ذهب الى شخص ثالث وهو البنك في عموم الأحوال، وعرض عليها الكمبيالة، والبنك يقبلها بعد التظهير من الحامل، ويعطى مبلغ الكمبيالة نقداً بخصم نسبة مئوية منها، وان خصم الكمبيالة بهذا المشكل غير جائز شرعاً، اما لكونه بيع الدين من غير من عليه الدين أو لأنه من قبيل بيع النقود بالنقود متفاضلة ومؤجلة، وحرمته منصوصة في أحاديث ربا الفضل۔ (بحوث في قضايا فقهية معاصرة: (ص: ۲۰) أحكام البيع بالتقسيط، ط: مكتبه دار العلوم كراچی)

(فان وجدا) أي القدر والجنس (حرم الفضل والنساء۔ (درر الحكام شرح مجلة الأحكام: (۲/ ۱۸۶) كتاب البيوع، باب الربا، ط: دار احياء التراث العربي۔

الدر المختار مع الرد: (۵/ ۱۷۲) كتاب البيوع، باب الربا، مطلب في الابراء عن الربا، ط: سعيد۔

ملکیت ہیں ان کو بیچنا درست ہے۔ (۱)

ہبہ میں ملی ہوئی زمین فروخت کرنا

''موہوبہ زمین کی خرید وفروخت'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲/۳۱۸)

ہدایات برائے تاجر

''تاجر کے لئے ہدایات'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲/۳۲۷)

ہدیہ دینا خریداروں کو متوجہ کرنے کے لئے

''خریداروں کو متوجہ کرنے کے لئے ہدیہ دینا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

ہدیہ دینے کا مروجہ طریقہ

☆ خریدار کو سامان خریدنے سے پہلے ہدیہ دینے کا عام طور پر دو شکلوں میں وعدہ کیا جاتا ہے

① تاجر اور دوکاندار یہ اعلان کرتے ہیں کہ جو شخص مثلاً یہ چیز خریدے گا اس کو ہدیہ میں فلاں چیز دی جائے گی۔

② تاجر اور دکاندار یہ اعلان کرتے ہیں کہ جو شخص مثلاً معین سامان کی ایک خاص مقدار خریدے گا اس کو فلاں چیز ہدیہ میں دی جائے گی۔

یہ دونوں صورتیں جائز ہیں۔

---

(۱) وبيع ماليس في ملكه) لبطلان بيع المعدوم۔

قوله: لبطلان بيع المعدوم) اذ من شرط المعقود عليه أن يكون موجوداً مالاً متقوماً في نفسه وأن يكون ملك البائع فيما يبيعه لنفسه۔ (الدر المختار مع الرد: (۵/۵۸، ۵۹) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، مطلب: الآدمي مكرم شرعاً ولو كافراً، ط: سعيد۔

البحر الرائق: (۵/۲۵۹) كتاب البيع، ط: سعيد۔

شامي: (۴/۵۰۵) كتاب البيوع، مطلب: شرائط البيع أنواع أربعة، ط: سعيد۔

☆ خریدار کو خریدی ہوئی چیز کے ساتھ ہدیہ دیا جا سکتا ہے، اور ہدیہ دینے کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ لوگوں کا تعلق تاجر اور دوکاندار سے مضبوط ہو، اور خریدار، ان کے گرویدہ ہو کر انہیں تجارت سے خدمت کرنے کا موقع دیں، یہ صورت بھی جائز ہے، کیونکہ اگر ہدیہ مبیع کی جنس سے ہو تو مبیع میں اضافہ ہے جو جائز ہے، اور اگر کوئی دوسری چیز ہو تو ہبہ ہے اور یہ جائز ہے۔(۱)

ہدیہ کا حصول متفرق چیزوں کو جمع کرنے کے ساتھ مشروط ہو

بعض دفعہ تاجر یا دکاندار ہدیہ کا حقدار ہونے کے لئے بعض ایسی خاص متفرق چیزوں کو جمع کرنے کے ساتھ مشروط کر دیتے ہیں جو مخصوص سامان میں رکھی جاتی ہیں جیسے بعض ادارے کسی چیز مثلاً کار، فریج، وغیرہ کے اجزاء کو اپنی مصنوعات اور سامان میں چھپا دیتے ہیں، اور یہ اعلان کرتے ہیں کہ جو اس چیز کی تصویر کو مکمل کرے گا، اس کو وہ چیز مفت دی جائے گی چنانچہ بعض لوگ اس چیز کی لالچ میں اس ادارے کی مصنوعات کو زیادہ سے زیادہ خریدتے ہیں، یہ طریقہ درست نہیں، کیونکہ اس میں خریداروں کو حاجت سے زیادہ خریداری کرنے پر ابھارا جاتا ہے اور اسراف کرنے کی ترغیب دی جاتی ہے اور یہ دونوں باتیں درست نہیں۔

بعض گھروں میں مشروبات کی بوتلیں صرف اس لئے خرید کرلائی جاتی ہیں کہ ان کے ڈھکن کو جمع کرتے ہیں تاکہ ان کو شاید موٹر سائیکل انعام میں مل جائے

(۱) الزيادة فى الثمن والمثمن جائزة حال قيامهما سواء كانت الزيادة من جنس الثمن أو غير جنسه۔ (الفتاوى الهندية: (۳/ ۱۷۱)، كتاب البيوع، الباب السادس عشر فى الزيادة فى الثمن والمثمن والحط... الخ، ط: رشيديه۔)

☐ اهدى الى رجل شيئاً او اضافه إن كان غالب ماله من الحلال فلا باس به۔ (الفتاوى الهنديه: (۵/ ۳۴۲)، كتاب الكراهية، الباب الثانى عشر فى الهدايا والضيافات، ط: رشيديه۔)

☐ اعلم ان اسباب الملک ثلاثة: ناقل كبيع وهبة وخلافة۔ (الدر المختار مع الرد: (۶/ ۳۶۲)، كتاب الصيد، ط: سعيد)

وغیرہ، اور اکثر اوقات انعام میں رکھی گئی وہ چیز نہیں ملتی تو اس صورت میں مال ضائع ہوجاتا ہے، نیز یہ کہ اس میں مال کو ایسی چیز حاصل کرنے کے لئے لگانا ہے جسکا ملنا اور نہ ملنا یقینی نہیں، اس میں جوے کا بھی شبہ ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ اس طرح ہدیوں کی پیش کش درست نہیں اور خریدار کے لئے اس قسم کا ہدیہ حاصل کرنے کے لئے ضرورت سے زیادہ خریداری کرنا بھی درست نہیں۔ (۱)

---

(۱) وإن مثل هذه الجوائز التي تمنح على أساس عمل عمله أحد لا تخرج عن كونها تبرعاً وهبة، لأنها ليس لها مقابل، وأن العمل الذي عمله الموهوب له لم يكن على أساس الجائزة أو الجعالة حتى يقال: إن الجائزة أجرة لعمله وانما كان على أساس الهبة للتشجيع، وجاء في الموسوعة الفقهية الكويتية: "الأصل إباحة الجائزة على عمل مشروع، سواء كان دينيا أو دنيوياً، لأنه من باب الحث على فعل الخير والاعانة عليه بالمال، وهو من قبيل الهبة" وبما أن حقيقة الجائزة انها هبة بدون مقابل، فانها ليست من عقود معاوضة وانما هي من قبيل التبرعات، فمن شروط جوازها أن تكون تبرعاً من المجيز بدون ان يلتزم المجاز بدفع عوض مالي مقابل الجائزة، وعلى هذا الجائزة على قسمين:

١... الجائزة التي تمنح بدون التزام أو وعد سابق... وهذا تبرع وهبة بدون أي شك ولا شبهة في حلتها، ٢... الجائزة التي تمنح على اساس التزام أو وعد سابق فيلتزم المجيز بأنه سيمنح المجاز جائزة عند وقوع واقع معين لا يدري أحد هل يقع أو لا؟ ومن شروط جوازه أن يكون تبرعاً محضاً من قبل المجيز وان لا يشترط على المجاز أن يدفع عوضاً عن الدخول في المخاطرة... فتبين بهذا أن الجوائز المشروعة بشرط فيها أن تكون تبرعاً بدون مقابل مالي، وإلا فإنها تدخل في القمار أو في عقود الغرر الأخرى، وكذلك يجب أن تكون هذه الجوائز موعودة على القروض وأنها تدخل في الربا... وإن النوع الأول من هذه الجوائز ماتمنح على أساس القرعة ونحوها لمشتري بضاعة مخصوصة أو متجر مخصوص فإن كثيراً من التجار يعلنون جوائز ويوزعونها على جملة منتخبة من المشترين يشترون بضاعتهم... وإن حكم مثل هذه الجوائز أنها تجوز بشروط، الشرط الأول: أن يقع شراء البضاعة بثمن مثله ولا يزاد في ثمن البضاعة من أجل احتمال الحصول على الجوائز... الشرط الثاني: أن لا تتخذ هذه الجوائز ذريعة لترويج البضاعات المغشوشة... والشرط الثالث: أن يكون المشتري يقصد شراء المنتج للانتفاع به ولا يشتريه لمجرد ما يتوقع من الحصول على الجائزة، لأنه ان لم يكف يقصد شراء المنتج فإن ما يبذله من الثمن إنما يبذله من أجل الجائزة فكان فيه شبهة المخاطرة، فلا يخلو من شبهة القمار... (بحوث في قضايا فقهية معاصرة: (۲/۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸) أحكام الجوائز... الجوائز على شراء المنتجات، ط: دار العلوم كراچی)=

ہدیہ کوئی خدمت ہو

☆ بعض دفعہ تاجر لوگ خریداروں کے ساتھ خاص خدمت کا وعدہ کرتے ہیں۔ جیسے بعض گاڑیاں فروخت کرنے والے ادارے یہ اعلان کرتے ہیں کہ جو ان سے گاڑی خریدے گا اس کے لئے ایک سال تک گاڑی کا موبل آئل مفت تبدیل کیا جائے گا اس طرح کی خدمت لینا اور دینا جائز ہے کیونکہ یہ خدمت کا ایک طرفہ وعدہ ہے۔

☆ بعض دفعہ خریدار کو سابقہ کسی وعدہ کے بغیر خدمت مہیا کی جاتی ہے، جیسے پٹرول پمپ والے پٹرول ڈلوانے والی گاڑی کے شیشے صاف کر دیتے ہیں، یہ صورت بھی جائز ہے۔ (۱)

ہدیہ میں ملی ہوئی چیز فروخت کر کے پھر اقالہ کرنا

ہدیہ میں ملی ہوئی چیز فروخت کی، پھر اقالہ کیا، تو اب ہدیہ کرنے والا یہ واپس نہیں لے سکتا کیونکہ اب یہ چیز ہدیہ ملنے والے کے حق میں ایسی ہے کہ گویا اس نے اپنے خریدار سے اس کو خریدا ہے۔ (۲)

= فقه البيوع على المذاهب الأربعة: (۲/ ۸۱۰، ۸۱۱)، المبحث الثامن، الباب الأول في أحكام البيع الصحيح بدون خيار، التطوعات من البائع، ط: معارف القرآن۔

(۱) الزيادة في الثمن والمثمن جائزة حال قيامهما سواء كانت الزيادة من جنس الثمن أو غير جنسه۔ (الفتاوى الهندية: (۳/ ۱۷۱)، كتاب البيوع، الباب السادس عشر في الزيادة في الثمن والمثمن والحط... الخ، ط: رشيديه۔)

أهدى إلى رجل شيئا أو أضافه إن كان غالب ماله من الحلال فلا بأس به۔ (الفتاوى الهنديه: (۵/ ۳۴۲)، كتاب الكراهية، الباب الثاني عشر في الهدايا والضيافات، ط: رشيديه۔)

اعلم أن أسباب الملك ثلاثة: ناقل كبيع وهبة وخلافة۔ (الدر المختار مع الرد: (۶/ ۴۶۲)، كتاب الصيد، ط: سعيد۔)

الدر مع الرد: (۵/ ۱۲۴)، كتاب البيوع، باب الاقالة، ط: سعيد۔

(۲) (وليس للواهب الرجوع إذا باع الموهوب له الموهوب من آخر فتقايلا) يعني إذا كان المبيع موهوبا فباعه الموهوب له ثم تقايلا ليس للواهب أن يرجع في هبته، لأن الموهوب له في حق الواهب=

ہدیہ یاددہانی کے لئے

"یاددہانی کرنے کی غرض سے ہدیہ دینا" عنوان کے تحت دیکھیں۔(۲۹۵/۶)

ہڈی کی تجارت

انسان اور خنزیر کے سوا باقی تمام حیوانات کی ہڈی کی تجارت درست ہے خواہ مردار جانور کی ہڈی ہو یا ذبح شدہ جانور کی ہڈی دونوں کا ایک حکم ہے۔[1]

= کالمشتری من المشتری منه ـ (درر الحکام شرح غرر الأحکام: (۱۸۰/۲) کتاب البیوع، باب الإقالة، ط: دار احیاء الکتب العربی)

شامی: (۱۲۸/۵) کتاب البیوع، باب الإقالة، مطلب تحریر مھم فی إقالة الوکیل بالبیع، ط: سعید۔

شرح المجلة لرستم باز: (۳۸۱/۱) المادۃ: ۸۷۱، الکتاب السابع فی الهبة، الفصل الأول فی حق الرجوع عن الهبة، ط: مکتبه فاروقیه

(۱) وشعر المیتة وعظمها وصوفها وقرنها لابأس بالانتفاع بها، وبیع ذلک کله جائز؛ لأنه لاحیاة فی هذه الاشیاء، فلایحلها الموت فلاینجس ۔ (المحیط البرهانی: (۳۳۳/۹) کتاب البیع، الفصل السادس: فیمایجوز بیعه ومالایجوز، نوع آخر فی بیع المحرمات، ط: إدارة القرآن)

ویباع عظمها، وینتفع به، وکذا عصبها وقرنها وصوفها وشعرها ووبرها وکذا عظم الفیل۔ (ملتقی الابحر مع مجمع الانهر: (۸۶/۳) کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ط: غفاریة کوئٹه)

تبیین الحقائق: (۳۷۷/۴) کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ط: دار الکتب العلمیة بیروت۔

(وشعر المیتة وعظمها۔)

... قوله علیه السلام فی شاة میمونة: إنما حرم أکلها، وفی روایة: لحمها، فدل علی ان ماعدا اللحم لایحرم، فدخلت الاجزاء المذکورة۔ (شامی: (۲۰۶/۱) کتاب الطهارة، باب المیاه، مطلب فی أحکام الدباغة، ط: سعید

لابأس ببیع عظام الفیل وغیره من المیتات، الاعظم الآدمی والخنزیر۔ (الهندیة: (۱۱۵/۳) کتاب البیوع، الباب التاسع فیما یجوز بیعه ومالایجوز، الفصل الخامس فی بیع المحرمات، ط: رشیدیه)

تبیین الحقائق: (۳۷۸/۴) کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ط: دار الکتب العلمیة بیروت۔

شامی: (۷۱/۵) کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ط: سعید۔

ہڈی کی خرید وفروخت

ہڈی گیلی ہو یا سوکھی اس کی خرید وفروخت جائز ہے۔[1] اس کی آمدنی حلال ہے، البتہ خنزیر کی ہڈی کی خرید وفروخت جائز نہیں ہے۔[2] ۴۷۷

ہڈیوں کی تجارت

انسان اور خنزیر کی ہڈی کی تجارت جائز نہیں ہے انسان کی عزت اور احترام کی وجہ سے تجارت جائز نہیں ہے اور خنزیر کی ہڈی کی ناپاک اور حرام ہونے کی وجہ سے تجارت کرنا جائز نہیں، ان دونوں کے علاوہ ہر قسم کے جانور کی ہڈی کی خرید وفروخت کرنا جائز ہے۔ کیوں کہ ہڈی اور بال جانور کی موت سے ناپاک نہیں ہوتے البتہ مردار کی ایسی ہڈی جس پر چکناہٹ اور تری ہو اس کی خرید وفروخت کرنا جائز نہیں

---

(۱) وشعر الميتة وعظمها وصوفها وقرنها لابأس بالانتفاع بها، وبيع ذلک كله جائز؛ لأنّه لاحياة فى هذه الاشياء، فلايحلها الموت فلايتنجس۔ (المحيط البرهاني: (۹/ ۳۴۴) كتاب البيع، الفصل السادس: فيمايجوز بيعه ومالايجوز، نوع آخر فى بيع المحرمات، ط: إدارة القرآن)

ويباع عظمها، وينتفع به، وكذا عصبها وقرنها وصوفها وشعرها ووبرها وكذا عظم الفيل۔ (ملتقى الابحر مع مجمع الانهر: (۸۶/۳) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: غفارية كوئٹه)

تبيين الحقائق: (۴/ ۳۷۷) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: دار الكتب العلمية بيروت۔

(وشعر الميتة وعظمها)

... قوله عليه السلام فى شاة ميمونة: إنما حرم اكلها، وفى رواية: لحمها، فدل على ان ماعدا اللحم لايحرم، فدخلت الاجزاء المذكورة۔ (شامى: (۱/ ۲۰۶) كتاب الطهارة، باب المياه، مطلب فى أحكام الدباغة، ط: سعيد.

(۲) لاباس ببيع عظام الفيل وغيره من الميتات، الاعظم الآدمى والخنزير۔ (الهندية: (۳/ ۱۱۵) كتاب البيوع، الباب التاسع فيما يجوز بيعه ومالايجوز، الفصل الخامس فى بيع المحرمات، ط: رشيديه)

تبيين الحقائق: (۴/ ۳۷۸) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: دار الكتب العلمية بيروت۔

شامى: (۵/ ...

ہراج

''نیلام کے ذریعہ خرید وفروخت'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۴۰۸/۶)

ہرجانہ لینا آرڈر کینسل کرنے پر

''آرڈر کینسل کرنے پر تاوان وصول کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۵۸/۱)

ہر ہر دانہ الگ ہوتا ہے

اگر خریدار نے ایسی چیزیں خریدیں جن کا ہر ہر دانہ الگ الگ ہوتا ہے، جیسے اخروٹ، انڈے یا پھل وغیرہ، اوران میں سے اتنے فیصد دانے خراب نکلے جو عام عرف میں زیادہ نہیں سمجھے جاتے مثلاً پانچ چھ فیصد، تو یہ معاف ہے اور اگر اس سے زائد دانے خراب نکلے، اور ایسے خراب نکلے کہ وہ کسی بھی کام میں نہیں آسکتے تو یہ سودا فاسد ہوجائے گا اور خریدار مال واپس کرکے اپنی رقم واپس لے سکے گا۔ (۲)

---

(۱) وفی العیون: لا بأس ببیع عظام الفیل وغیره من المیتة؛ لأن الموت لا یحل العظام، ولا دم فیه، فلا ینجس، فیجوز بیعه إلا عظم الآدمی والخنزیر، فان بیعها لا یجوز۔ وهذا إذا لم یکن علی عظم الفیل، واشباهه دسومة، فأما إذا کان، فهو نجس، ولا یجوز بیعه۔ (المحیط البرهانی: (۳۳۳/۹) کتاب البیوع، الفصل السادس: فیما یجوز بیعه وما لا یجوز، نوع آخر فی بیع المحرمات، ط: إدارة القرآن)

الفتاوی التاترخانیه: (۳۴۰/۸) کتاب البیوع، الفصل السابع: فیما یجوز بیعه وما لا یجوز، نوع آخر فی بیع المحرمات، ط: فاروقیه۔

العنایه مع فتح القدیر: (۳۹۲/۶، ۳۹۳) کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ط: رشیدیه جدیده۔

(۲) البیض والجوز وماشا کلهما إذا ظهر بعضها فاسداً فما لا یستکثر فی العادة والعرف کالاثنین والثلاثة فی المائة یکون معفواً وإن کان الفاسد کثیراً کالعشرة فی المائة کان للمشتری رد جمیعه للبائع واسترداد ثمنه منه کاملاً۔ (شرح المجلة للاتاسی: (۳۳۱/۲)، المادة: ۳۵۳، البیوع، الباب السادس: فی بیان الخیارات، الفصل السادس: فی بیان خیار العیب، ط: رشیدیه۔)

شرح المجلة لرستم باز: (۱۵۷/۱)، المادة: ۳۵۳، أیضاً، ط: فاروقیه کوئٹه۔)

درر الحکام إلی مجلة الاحکام: (۳۶۵/۱)، المادة: ۳۵۳، ط: دار عالم الکتب/ سلطانیه کوئٹه۔

اور اگر وہ بالکل خراب نہیں ہے بلکہ جانوروں کے یا جلانے کے یا کسی اور کام آسکتا ہے، ایسی صورت میں اگر مال اپنی اصلی حالت میں موجود ہے، اور خریدار کو اس کے عیب دار ہونے کا علم ہوگیا تو خریدار کو مال واپس کرنے کا اختیار ہے، لیکن اگر وہ مال اپنی حالت میں موجود نہیں ہے اور کاٹنے یا چھیلنے کے بعد اس کے عیب دار ہونے کا علم ہوا تو اب خریدار صرف عیب کی وجہ سے قیمت میں کمی کا مطالبہ کرسکتا ہے، مال واپس نہیں کرسکتا۔ (۱)

ہڑتال

موجودہ دور میں اپنے مطالبات تسلیم کرانے کے لئے احتجاج کیا جاتا ہے جلوس نکالے جاتے ہیں، پتلے اور ٹائر جلائے جاتے ہیں، اور ہڑتال کی جاتی ہے، اگر عوام یا ملازمین کے پاس جائز مطالبات تسلیم کرانے کے لئے ہڑتال، احتجاج اور جلوس نکالنے کے علاوہ کوئی اور راستہ نہ ہو تو توڑ پھوڑ، جلاؤ گھیراؤ اور لوگوں کی املاک اور حکومت کی اشیاء کو نقصان پہنچائے بغیر ہڑتال، احتجاج اور جلوس نکالنے کی گنجائش ہوگی۔ (۲) اور اگر اس سے حکومت کی املاک، لوگوں کی اشیاء کو نقصان پہنچایا جاتا ہو،

---

(۱) واحترز بقوله: "غير منتفع به أصلاً" عما إذا كان ينتفع به ولو علفاً للدواب أو لاستخراج دهنه أو كان يأكله بعض الناس، فإن بيعه يكون صحيحاً وللمشتري رده بخيار العيب، مالم يكسره عالماً بالعيب لأن كسره بعد العلم به دليل الرضى، أما إذ كسره ثم علم بالعيب، فلا يرده لأن الكسر عيب حادث بل يرجع بالنقصان۔ (شرح المجلة للاتاسي: (۳۳۵/۲)، تحت المادة: ۳۵۵، البيوع، الباب السادس: في بيان الخيارات، الفصل السادس: في بيان خيار العيب، ط: رشيديه)

درر الحكام إلى مجلة الاحكام: (۳۶۶/۱)، ايضاً، ط: دار عالم الكتب / سلطانيه كوئٹه۔

شرح المجلة لرستم باز: (۱۵۷/۱)، ايضاً، ط: فاروقيه كوئٹه۔

(۲) قال الله تعالى: لايحب الله الجهر بالسوء من القول إلا من ظلم۔ (النساء: ۱۴۸)

المظلوم ماذا يفعل؟ فيه وجوه، الأول: قال قتادة وابن عباس: لايحب الله رفع الصوت بما يسوء غيره إلا المظلوم، فإن له أن يرفع صوته بالدعاء على من ظلمه۔ الثاني: قال مجاهد: إلا أن يخبر بظلم ظالمه له۔ الثالث: لا يجوز إظهار الأحوال المستورة المكتومة... لكن من ظلم فيجوز إظهار ظلمه بأن يذكر =

جلاؤ گھیراؤ اور توڑ پھوڑ کیا جاتا ہو اور عوام کا راستہ بند کیا جاتا ہو، آنے جانے سے روکا جاتا ہو تو پھر یہ جائز نہیں ہوگا۔ (۱)

ہڑتال کے دنوں کی تنخواہ لینا

اگر حکومت کے ملازمین نے حکومت کے سامنے کچھ جائز مطالبات پیش کیے لیکن حکومت نے ان کے مطالبات ماننے سے انکار کر دیا یا بار بار یاد دہانی کے باوجود حکومت نہیں مانی، تو ملازمین نے مجبور ہو کر ہڑتال کر دی اور کام کرنا چھوڑ دیا، لیکن پابندی سے حاضری دیتے رہے تو ہڑتال کے دنوں کی تنخواہ لینا جائز ہوگا کیونکہ جمہوری حکومت میں ملازمین کو ہڑتال کرنے کا قانونی حق حاصل ہوتا ہے۔ (۲)

=أنه سرق أو غضب، وهذا قول الأصم۔ الرابع: قال الحسن: إلا أن ينتصر من ظالمه۔ (التفسير الكبير: (۲۹/۱۱) سورة النساء: ۱۴۸، ط: دار الفكر)

وعن ابی جحیفة قال: جاء رجل إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم يشكو جاره، قال "اطرح متاعک على الطريق" فطرحه، فجعل الناس يمرون عليه ويلعنونه، فجاء إلى النبي صلى الله عليه وسلم فقال: يا رسول الله: ما لقيت من الناس؟ قال: "وما لقيت منهم؟" قال: يلعنوني۔ قال "لعنک الله قبل الناس" فقال إني لا أعود۔ فجاء الذی شکاه الی رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال: ارفع متاعک فقد كفيت" رواه الطبرانی والبراز بنحوه إلا أنه قال: "ضع متاعک على الطريق أی على ظهر الطريق"۔ فوضعه، فكان كل من مر قال: ما شأنک؟ قال: جاری يؤذينی، فيدعو عليه، فجاء جاره فقال: رد متاعک فلا أوذيک أبدا۔ (مجمع الزوائد: (۱۷۰/۸) رقم الحديث: ۱۳۵٦۸، كتاب البر والصلة، باب ماجاء فی أذى الجار، ط: مكتبة القدس)

(۱) مالک عن عمر بن يحيى المازني عن أبيه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: لا ضرر ولا ضرار۔ (موطا الامام مالک: (ص: ٦۴۳) كتاب الأقضية، القضاء فی المرافق، ط: قديمی۔

السنن الكبرى: (۱۵۷/٦) كتاب احياء الموات، باب من قضى بين الناس بمافيه صلاحهم، ط: ادارة تاليفات اشرفيه۔

كنز العمال: (۵۹/۴) رقم الحديث: ۹۴۹۸، كتاب البيوع من قسم الأقوال، الباب الثانی فی البيع، الفصل الثانی، الفرع الثالث، فی الخداع والغش، ط: مؤسسة الرسالة۔

(۲) العادة محكمة يعنی أن العادة عامة أو خاصة تجعل حكماً لإثبات حكم شرعی۔ (شرح المجلة لرستم باز: (۲۷/۱)، المادة: ۳٦، المقالة الثانية فی بيان القواعد الكلية الفقهية، ط: مكتبة فاروقية)=

ہلدی زمین کے اندر ہونے کی حالت میں بیچنا

''آلو زمین کے اندر ہونے کی حالت میں بیچنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

ہلکی روشنی میں گاہک کے سامنے مال پیش کرنا

ہلکی روشنی میں گاہک کے سامنے مال پیش کرنا یا مال کی دو تہیں ہوں تو صرف عمدہ تہہ دکھانا اور مال کی بے جا تعریف کرنا سب دھوکہ دہی میں داخل ہیں اور دھوکہ دینا ناجائز اور حرام ہے اور اس پر سخت وعید آئی ہے۔ (۱)

= لو استؤجر استاد لتعليم علم أو صنعة وسميت الأجرة فإن ذكرت مدة انعقدت الإجارة صحيحة على المدة حتى أن الاستاذ يستحق الأجرة بكونه حاضراً ومهيئاً للتعليم تعلم التلميذ أو لم يتعلم... (شرح المجلة للاتاسي: (۲/ ۶۶۸)، المادة: ۵۶۸، كتاب الاجارة، الباب السادس: في بيان أنواع المأجور وأحكامه، الفصل الرابع: في إجارة الآدمي، ط: رشيديه۔)

درر الحكام إلى مجلة الاحكام: (۱/ ۶۵۳، ۶۵۴)، المادة: ۵۶۸، ط: دار عالم الكتب۔

شرح المجلة لرستم باز: (۱/ ۳۳۱)، المادة: ۵۶۸، ط: فاروقيه كوئٹه۔)

(۱) وعن أبي هريرة رضي الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم مر على صبرة من طعام۔ فأدخل يده فيها۔ فنالت أصابعه بللا فقال: "يا صاحب الطعام! ما هذا؟ قال: أصابته السماء يا رسول الله! قال: أفلا جعلته فوق الطعام حتى يراه الناس، ثم قال: من غش فليس منا... قال أبو عيسى: حديث أبي هريرة حديث حسن صحيح والعمل على هذا عند أهل العلم كرهوا الغش، وقالوا: الغش حرام (جامع ترمذي: (۱/ ۲۴۵) أبواب البيوع، باب ماجاء في كراهية الغش في البيوع، ط: سعيد)

عن عبد الله بن مسعود رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من غشنا فليس منا والمكر والخداع في النار۔ (مجمع الزوائد: ۴/ ۱۳۹) رقم الحديث: ۶۳۳۱، كتاب البيوع، باب الغش، ط: دار الفكر، بيروت)

فيض القدير للمناوي: (۱۱/ ۵۹۲۶) رقم الحديث: ۸۸۸۱، ط: مكتبة نزار مصطفى الباز رياض۔

من غشنا أي خاننا وترك النصيحة لنا كان ستر العيب في السلعة فليس منا (مرقاة المفاتيح: (۷/ ۷۵) كتاب الديات، باب مالا يضمن من الجنايات، الفصل الأول، ط: رشيديه)

لا يحل كتمان العيب في مبيع أو ثمن؛ لأن الغش حرام۔ (الدر المختار مع الرد: (۵/ ۴۷) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، مطلب في الصلح عن العيب، ط: سعيد)

ہم جنس موزونی اشیاء کو بلا وزن فروخت کرنا

موزونی اشیاء کو تولے بغیر اپنی جنس کے عوض فروخت کرنا جائز نہیں ہے مثلاً پیاز کو پیاز کے عوض اور لہسن کو لہسن کے عوض، دال کو دال کے عوض تولے بغیر اندازہ سے فروخت کرنا جائز نہیں ہے کیونکہ اس میں سود کا شبہ ہے، اور سود کا شبہ ہونا حقیقی سود کے قائم مقام ہونے کی وجہ سے ناجائز ہے۔

اور اگر جنس مختلف ہو تو پھر اندازہ سے فروخت کرنا جائز ہے۔ (۱)

ہمدردی تاجروں کے ساتھ

''ترقی کا راز'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۹۲/۲)

ہندوؤں کا تیار کردہ کھانا

''کافروں کا تیار کردہ کھانا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۷۷/۵)

ہُنڈی

ہُنڈی یہ ہے کہ ایک شخص کسی کو قرض دے، اور کسی شہر میں جہاں جانا ہے، یا رقم کی ضرورت ہے وہاں قرض وصول کر لے تاکہ راستہ کے خطرات سے محفوظ رہ سکے اور پر امن طور پر اس کو یہ رقم مل جائے، اس کے لئے کبھی یہ صورت بھی اختیار کی

---

(۱) (ویباع الطعام کیلا وجزافا) لحدیث البخاری فإذا اختلف هذه الاصناف فبیعوا کیف شئتم ولا یرد علیه بیع الجنس بالجنس من الربا مجازفة لماسیأتی فی الربوا من أنه غیر جائز الا إذا کان قلیلاً۔ (البحر الرائق: (۲۸۲/۵) کتاب البیوع، ط: سعید۔)

فتح القدیر: (۲۴۴/۶، ۲۴۵)، کتاب البیوع، ط: رشیدیه۔)

(ویجوز بیع الطعام والحبوب مکایلة ومجازفة)، وهذا إذا باعه بخلاف جنسه لقوله علیه السلام إذا اختلف النوعان فبیعوا کیف شئتم بعد ان یکون یدا بید بخلاف ما إذا باعه بجنسه مجازفة لما فیه من احتمال الربوا... (الهدایة: (۲۷/۳)، کتاب البیوع، ط: رشیدیه۔)

جاتی ہے کہ ایک آدمی ایک شہر میں کسی سے ایسی رقم لے لیتا ہے اور دوسرے شہر میں جہاں اس کا کاروباری دوست موجود ہوتا ہے وہاں وہ یہ رقم ادا کر دیتا ہے، بعض فقہاء کرام اس کو ناجائز اور بعض نے مکروہ قرار دیا ہے، (۱) البتہ حضرت عبداللہ بن عباس

(۱) (وكره السفاتج) وهو قرض استفاد به المقرض أمن خطر الطريق وصورته أن يقرض ماله إذا خاف عليه الفوات ليرد عليه في موضع الأمن... وإنما كره لما روى أنه عليه الصلاة والسلام نهى عن قرض جر نفعاً وقيل إذا لم تكن المنفعة مشروطة فلا باس به۔ (تبيين الحقائق: (۱۷۵/۴)، كتاب الحوالة، ط: مطبعة كبرىٰ اميريه، مصر۔)

الدر مع الرد: (۳۵۰/۵)، كتاب الحوالة، ط: سعيد۔)

الفقه الاسلامي وادلته: (۱۷۸/۵)، الفصل الحادي عشر: الحوالة، المبحث الخامس،... السفاتج، ط: دار الفكر۔

قوله: "ويكره السفتجة" لأنه قرض وفيه نفع للمقرض لسقوط خطر الطريق وروى أنه عليه السلام قال كل قرض جر نفعاً فهو ربا، ذكر سنده العيني فيكون على هذا الكراهة تحريمية، وقال العيني، هذا إذا كان النفع مشروطاً في القرض۔ وكذلك إذا كان متعارفاً فيحرم والا فلا، ويجب أن يعلم أن التي في زماننا المسماة في لساننا (بهندي: منی آرڈر) ليس من هذا، ولا له حكم السفاتج لان السفاتج كانت لسقوط خطر الطريق وذا للوصول، فإن قلت علة الكراهة هي النفع سواء كان لسقوط الخطر أو للوصول، قلت بلى، ولكن الخطر مما لا يجوز الكفالة به ولا الأجر عليه، لأنه ليس في وسع الانسان،... وأما الايصال تحل الأجرة عليه... لا سيما في هذا الزمان ان نجزم بمنعه تعطلت الأمور وكسدت التجارات وانقلبت الأحوال من اليسر إلى العسر فلا يضاق على الناس... وبعد هذا فاعلم ان الهندى الذي حصل لنا علمها إلى الآن على خمسة اقسام، الأولى منى آرڈر... والثانية هو ما يعاملون به الصيارفة... والخامسة: أن يكتب رجل حوالة على الآخر ويدفعه إلى رجل فيطلب هو من المكتوب إليه وإذا قبض منه يعطيه وأخذ أجرته فلا بأس بكلها إلا ما صرحنا بكراهته لكن الاحتياط في مثل ذلك المعاملات من الربا واجب... (تكمله عمدة الرعاية على هامش شرح الوقاية: (۱۱۹/۳)، كتاب الحوالة، ط: مير محمد كتب خانه۔)

وقال الموفق في المغني: وكل قرض شرط فيه الزيادة فهو حرام بلا خلاف، قال ابن المنذر: أجمعوا على أن المسلف إذا شرط على المستسلف زيادة أو هدية، فأسلف على ذلك، أن أخذ الزيادة على ذلك ربا۔ (إعلاء السنن: (۵۱۳/۱۴)، كتاب الحوالة، باب كل قرض جر منفعة فهو ربا، ط: إدارة القرآن)

وقد أجمع المسلمون نقلاً عن النبي ﷺ: أن اشتراط الزيادة في السلف ربا۔ (عمدة القاري: (۱۹۰/۱۲)، كتاب الوكالة، باب وكالة الشاهد والغائب جائزة، ط: دار الكتب العلمية)

اور حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کے بارے میں ثابت ہے کہ وہ مکہ میں تاجروں سے نقد قرض لے لیا کرتے تھے، اور کوفہ اور بصرہ میں ادائیگی کا تحریری وثیقہ لکھ دیتے تھے، اس سے گنجائش معلوم ہوتی ہے۔ (۱)

ہنڈی رسید کی خرید وفروخت

ہنڈی رسید کی خرید وفروخت جائز نہیں ہے، البتہ اس رسید میں لکھی ہوئی رقم کی مساوی رقم کے ساتھ اس کا تبادلہ کرنا جائز ہے، کمی بیشی کے ساتھ جائز نہیں ہے کیوں کہ یہ حقیقت میں بیع نہیں بلکہ قرض ہے۔ یعنی ہنڈی رسید والا دوسرے آدمی سے قرض لے کر اسے قرض کی وصولی کی دستاویز دیتا ہے۔ (۲)

---

(۱) عن عطاء بن أبي رباح: أن عبد الله بن الزبير كان يأخذ من قوم بمكة دراهم، ثم يكتب بها إلى مصعب بن الزبير بالعراق فيأخذونها منه، فسئل ابن عباس رضي الله عنهما عن ذلك؟ فلم ير به بأسا، فقيل له: إن أخذوا أفضل من دراهمهم؟ قال: لا بأس إذا أخذوا بوزن دراهمهم. (السنن الكبرى: (۳۵۲/۵)، كتاب البيوع جماع أبواب الخراج بالضمان والرد بالعيوب، باب ما جاء في السفتجة، ط: إدارة تاليفات اشرفيه)

▭ اعلاء السنن: (۵۱۲/۱۴)، كتاب الحوالة، باب كراهة السفتجة بشرط وجوازها بلا شرط، ط: إدارة القرآن۔

▭ عن عطاء قال: أن ابن الزبير يستسلف من التجار أموالا، ثم يكتب لهم إلى العمال، فذكرت ذلك لابن عباس رضي الله عنهما فقال: لا بأس به. (المحلى لابن حزم: (۷۸/۸)، كتاب القرض وهو الدين، ط: إدارة الطباعة المنيرية)

▭ مصنف عبد الرزاق: (۱۴۰/۸)، رقم الحديث: ۱۴۶۳۲، كتاب البيوع، باب السفتجة، ط: المكتب الإسلامي۔

(۲) الديون تقضى بأمثالها۔ (شامي: (۸۲۸/۳) كتاب الإيمان، باب اليمين في الضرب والقتل وغير ذلك، مطلب: الديون تقضى بأمثالها، ط: سعيد)

▭ الاشباه والنظائر: (ص: ۲۵۶) الفن الثاني، كتاب المداينات، ط: قديمي۔

▭ هو عقد مخصوص يرد على دفع مثلي ليرد مثله۔ (الدر المختار مع الرد: (۱۶۱/۵) كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، فصل في القرض، ط: سعيد۔

▭ لا يجوز أن يرد المقترض إلى المقرض إلا ما اقترضه منه أو مثله، تبعا للقاعدة الفقهية القائلة: كل قرض جر نفعا فهو ربا۔ (فقه السنة: (۱۴۸/۳) القرض، ط: دار الكتاب العربي)

ہنڈی کا معاملہ اندرون ملک میں

٤٨٥ ☆ ہنڈی کا معاملہ اگر اندرون ملک میں ہے تو ہنڈی کی رقم ایک شہر میں وصول کر کے ہنڈی کا کاروبار کرنے والا دوسرے شہر میں ہنڈی کے عوض اس کی مساوی رقم ہی وصول کرسکتا ہے، اداشدہ رقم سے کم یا زائد رقم وصول کرنے کی شرط کے ساتھ یہ جائز نہیں ہوگا۔

مثلاً ایک شخص کراچی سے ہنڈی کے ذریعے پنجاب پیسے بھیجنا چاہتا ہے، تو وہ اگر ہنڈی کے ایک ہزار روپے کراچی میں ادا کر رہا ہے، تو اس کو پنجاب میں ایک ہزار روپے ہی ملیں گے، اس سے کمی یا زیادتی کے ساتھ ہنڈی کرنا ایک ہی ملک میں جائز نہیں کیونکہ ہنڈی میں وصول شدہ رقم ایک طرح کا قرض ہے، اور قرض کی رقم میں کمی زیادتی کی شرط ناجائز اور حرام ہے۔[1]

ہنڈی کا معاملہ بیرون ملک سے

☆ اگر ہنڈی کا معاملہ بیرون ملک سے ہے، تو اس میں اہم اور ضروری بات جس کا خیال کرنا ضروری ہے وہ یہ ہے کہ ہنڈی کے طور پر رقم دینے والا رقم لینے والے سے بیرون ملک کے اتنے سکے وصول کرے جتنی مارکیٹ میں ان کی قیمت ہے، مثلاً

---

(١) القروض يجب في الشريعة الاسلامية أن تقضى بأمثالها۔ (بحوث في قضايا فقهية معاصرة: (١/ ١٧٣)، مسئلة تغير قيمة العملة... ط: دار العلوم كراچی۔)

الدر مع الرد: (٣/ ٨٣٨)، كتاب الأيمان، باب اليمين في الضرب والقتل وغير ذلك، مطلب: الديون تقضى بأمثالها، ط: سعيد۔)

الاشباه والنظائر: (ص: ٢٥٦)، الفن الثاني، كتاب المداينات، ط: قديمي۔)

كل قرض جر نفعاً حرام۔ (الدر مع الرد: (٥/ ١٦٦)، كتاب البيوع، فصل: في القرض، ط: سعيد۔)

شرح الحموي على الأشباه: (٢/ ٣٣٩)، الفن الثاني، في الفوائد، كتاب المداينات، ط: علمية كوئٹه۔

ایک شخص سعودی عرب میں ریال لینے کے واسطے پاکستانی روپے ہنڈی کرتا ہے اور پاکستانی دس ہزار روپے ہنڈی کے واسطے پاکستان میں موجود ایسے شخص کو ادا کرتا ہے جس کا آدمی یا کاروبار سعودی عرب میں ہے، تو اس شخص کو دس ہزار پاکستانی روپے ہنڈی کے بدلے میں اس کے مساوی سعودی ریال سعودیہ عربیہ میں ملیں گے، پاکستانی روپیوں کی جو قیمت صرافہ بازار میں سعودی ریالوں سے بنے گی وہی قیمت ریالوں کی شکل میں ملے گی، اور سعودی صرافہ بازار کی قیمت کے اعتبار سے ریال ملیں گے اس سے زیادتی یا کمی کی شرط کے ساتھ ہنڈی کرنا جائز نہیں ہوگا سود ہوگا۔ (۱)

☆ اور اگر سعودی صرافہ بازار میں پاکستانی روپیوں کے مختلف دام اور مختلف قیمتیں ہیں تو اس مارکیٹ میں چالو قیمتوں میں سے کسی ایک قیمت پر اتفاق کر لینا فریقین کے لئے جائز ہے، البتہ تنازع کی صورت میں کسی درمیانی قیمت کا ادا کرنا ضروری اور لازم ہوگا۔

---

(۱) ولو استقرض الفلوس أو العدالی فكسدت قال ابو حنيفة رحمه الله مثلها كاسدة ولايغرم قيمتها وقال ابو يوسف رحمه الله قيمتها يوم القبض وقال محمد رحمه الله قيمتها فی آخر يوم كانت رائجة وعليه الفتوى: (الهندية: ۲۰۳/۳)، كتاب البيوع، الباب التاسع عشر: فی القرض والاستقراض والاستصناع، ط: رشيديه)

هو فی الشرع عبارة عن فضل مالايقابله عوض فی معاوضة مال بمال۔ (الهندية: (۱۱۷/۳)، كتاب البيوع، الباب التاسع، الفصل السادس فی تفسير الربا... ط: رشيديه۔)

الدر مع الرد: (۱۶۸/۵)، كتاب البيوع، باب الربا، ط: سعيد۔)

القروض يجب فی الشريعة الاسلامية أن تقضى بأمثالها۔ (بحوث فی قضايا فقهية معاصرة: (۱/ ۱۷۳)، مسئلة تغير قيمة العملة... ط: دار العلوم كراچی۔)

الدر مع الرد: (۸۳۸/۳)، كتاب الأيمان، باب اليمين فی الضرب والقتل وغير ذلك، مطلب: الديون تقضى بأمثالها، ط: سعيد۔)

الاشباه والنظائر: (ص: ۳۵۶)، الفن الثانی، كتاب المداينات، ط: قديمی۔)

كل قرض جر نفعاً حرام۔ (الدر مع الرد: (۱۶۶/۵)، كتاب البيوع، فصل: فی القرض، ط: سعيد۔)

شرح الحموی علی الأشباه: (۲/ ۳۳۹)، الفن الثانی، فی الفوائد، كتاب المداينات، ط: علمية كوئٹه۔

☆ مذکورہ اصول کے مطابق فریقین کا پاکستانی روپے کی ایسی قیمت کا تعین کرلینا جس کا رواج سعودی صرافہ بازار میں نہیں ہے، درست نہیں ہے، کیونکہ ہنڈی کا معاملہ واضح طور پر ہاتھ در ہاتھ خرید وفروخت میں نہیں آتا بلکہ قرض میں آتا ہے، اور یہ قرض کا معاملہ ہے اور قرض کا حکم یہ ہے کہ عین چیز کے بدلے میں مثل چیز یا قیمت مثل ادا کی جاتی ہے، اس واسطے قرض میں کسی زیادتی یا کمی کی شرط ناجائز ہے۔

☆ مثلاً سعودی عرب میں پاکستانی روپیوں کا بھاؤ سو روپے کے پانچ ریال ہیں تو اس قیمت پر ہنڈی کرنا جائز ہے۔

☆ لیکن فریقین کا اس طرح طے کرلینا کہ پاکستانی سو روپے کے بدلے میں سعودی پانچ ریال سے کم یعنی تین یا دو ریال ادا کرے گا، یا پانچ ریال سے زیادہ چھ ریال یا سات ریال وصول کرے گا جس کا رواج سعودی صرافہ مارکیٹ میں نہیں ہے، جائز نہیں ہے۔ سود اور حرام ہے، کیونکہ ہنڈی کا معاملہ حقیقت میں قرض کا معاملہ ہے، اور قرض میں ادا کردہ رقم کی مثل یا اس کی مساوی قیمت ملتی ہے، کم یا زیادہ نہیں ملتا، لہٰذا زیادہ لینے یا دینے کی شرط ناجائز اور سود ہے۔(۱)

ہاں اگر ہاتھ در ہاتھ سعودی ریال اور پاکستانی روپیوں کی خرید وفروخت ہو تو

(۱) وقال الموفق في المغني: وكل قرض شرط فيه الزيادة، فهو حرام بلاخلاف، قال ابن المنذر: اجمعوا على أن المسلف إذا شرط على المستسلف زيادة أو هدية، فأسلف على ذلك، أن أخذ الزيادة ربا۔ (اعلاء السنن: (۵۱۳/۱۴)، كتاب الحوالة، باب كل قرض جر منفعة فهو ربا، ط: إدارة القرآن۔)

▭ وقد أجمع المسلمون نقلاً عن النبي ﷺ: أن اشتراط الزيادة في السلف ربا۔ (عمدة القاري: (۱۹۰/۱۲)، كتاب الوكالة، باب وكالة الشاهد والغائب جائزة، ط: دار الكتب العلمية۔)

▭ وفي نتيجة الفتاوى مانصه: والمقبوض على وجه القرض مضمون بمثله۔ وفيها نقلاً عن جامع الفصولين: واجب في القرض رد المثل۔ (الفتاوى الكاملية: (ص: ۹۲)، باب القرض، مطلب: الواجب في القرض رد المثل، ط: مكتبة حقانيه۔)

▭ لأن الديون تقضى بأمثالها۔ (الدر المختار مع الرد: (۸۴۰/۳)، كتاب الأيمان، باب اليمين في الضرب والقتل، ط: سعيد۔)

پھر ان کے مختلف جنس اور مختلف سکّے ہونے کے اعتبار سے کمی وزیادتی کے ساتھ خرید و فروخت جائز ہوگی، پھر یہ معاملہ بیع میں شمار ہوگا قرض کا معاملہ نہیں رہے گا جبکہ ہنڈی کا معاملہ قرض اور ادھار کا معاملہ ہوتا ہے، جس میں کمی زیادتی جائز نہیں ہے، نہ ہی ایسی شرط کے ساتھ ہنڈی درست ہے، خواہ نقود اور اس کی جنس مختلف ہی کیوں نہ ہو۔

☆ بعض پاکستانی لوگ سعودی عرب میں بعض احباب سے سعودی ریال قرض لیتے ہیں ایسے لوگوں کے ذمہ میں سعودی ریال کے بدلے میں پاکستانی روپیوں سے اسی قیمت کا ادا کرنا فرض ہے جو سعودی عرب میں یا پاکستان میں سعودی ریال کا دام ہے، اس سے کمی و زیادتی کی شرط کے ساتھ ہنڈی کرنا جائز نہیں۔

☆ ہنڈی کا معاملہ اگر ایسے دو ممالک کے درمیان ہو جن میں سے کسی ایک کا سکّہ دوسرے ملک میں عام طور پر نہ چلتا ہو تو اس کے لئے دونوں ملکوں میں زیادہ استعمال ہونے والے کسی تیسرے ملک کے سکّہ کو معیار بنایا جا سکتا ہے، مثلاً ہندوستان میں اگر کوئی ہندوستانی شخص اپنے ملک کے سکّہ کو پاکستانی روپیوں کے بدلے میں ہُنڈی کرنا چاہتا ہے تو ڈالر یا پاؤنڈ کو معیار مقرر کر کے ہنڈی کر سکتے ہیں، لہٰذا ہنڈی کرنے والا جتنے ڈالروں کے ہندستانی سکّے ادا کرے گا پاکستان میں اتنے ڈالروں کے پاکستانی روپے ملیں گے۔ اس سے کم اور زیادہ کی شرط ناجائز ہوگی، مثلاً ہندوستان سے اگر سو ڈالر کے ہندوستانی سکّے کسی نے ہنڈی کئے تو پاکستان میں اسے سو ڈالر کے پاکستانی سکّے ملیں گے اس سے زیادہ یا کم مثلاً سو ڈالر کے بدلے میں پاکستانی سکّے جتنے بنیں گے اس سے پچاس یا سو روپے زائد یا کم کی شرط پر ہندوستانی روپیوں کا ہنڈی کرنا درست نہیں ہوگا۔ نیز ہنڈی کے واسطے کسی تیسرے ملک کے سکّے کو معیار بنانے کی جگہ یہ بھی جائز ہے کہ سونے یا چاندی کو ہنڈی کا معیار بنایا جائے، مثلاً ہندوستان سے سو تولہ چاندی کے عوض ہندوستانی سکّے کے بدلے میں پاکستان میں سو تولہ چاندی کے برابر پاکستانی سکّے حاصل

کیے جائیں اسی طرح سونے کو بھی معیار بنا کر ہنڈی کرنا جائز ہے۔[1]
واضح رہے کہ ''حوالہ'' کا بھی یہی حکم ہے۔

(۱)...وأما العملة الأجنبية من الأوراق فهي جنس آخر، فيجوز مبادلتها بالتفاضل، فيجوز بيع ثلاث ربيات باكستانية بريال واحد سعودي. (تكملة فتح الملهم: (۱/ ۵۹۰)، كتاب المساقات والمزارعة، باب الربا، حكم الأوراق النقدية، ط: مكتبة دار العلوم كراچي۔)

☐ بحوث في قضايا فقهية معاصرة: (ص: ۱۶۵، ۱۶۶)، ط: دار العلوم كراچي۔)

☐ وإذا عدم الوصفان: الجنس والمعنى المضموم إليه، حل التفاضل والنسأ لعدم العلة المحرمة، والأصل فيه الإباحة، وإذا وجدا، حرم التفاضل والنسأ لوجود العلة، وإذا وجد أحدهما وعدم الآخر، حل التفاضل وحرم النسأ۔ (الهداية: (۳/ ۸۳)، كتاب البيوع، باب الربا، ط: رحمانيه۔)

☐ عن ابن عمر رضي الله عنهما قال: كنت أبيع الإبل بالبقيع، فأبيع بالدنانير وآخذ الدراهم، وأبيع بالدراهم وآخذ الدنانير، آخذ هذه من هذه، وأعطي هذه من هذه، فأتيت رسول الله ﷺ وهو في بيت حفصة، فقلت: يارسول الله! رويدك، إني أبيع الإبل بالبقيع، فأبيع بالدنانير وآخذ الدراهم، وأبيع بالدراهم وآخذ الدنانير، آخذ هذه من هذه، وأعطي هذه من هذه، فقال رسول الله ﷺ: "لا بأس أن تأخذها بسعر يومها مالم تفترقا، وبينكما شيء۔ (سنن أبي داؤد: (۲/ ۱۲۱)، كتاب البيوع، باب في اقتضاء الذهب من الورق، ط: رحمانيه)

☐ سنن نسائي: (۲/ ۲۲۳) كتاب البيوع، أخذ الورق من الذهب والذهب من الورق، ط: قديمي۔)

☐ بسعر يومها مالم يفترقا وبينكما شيء) غير مقبوض أي بشرط التقابض في المجلس۔ قال الخطابي: واشترط أن لا يفترقا وبينهما صرف لأن اقتضاء الدراهم من الدنانير صرف وعقد الصرف لا يصح إلا بالتقابض۔ (بذل المجهود: (۱۵/ ۱۲)، كتاب البيوع، باب في اقتضاء الذهب من الورق، ط: دار الكتب العلمية۔)

☐ وافتى المصنف ببطلان بيع الجامكية لما في الاشباه (بيع الدين إنما يجوز من المديون) الدر المختار۔

سئل عن بيع الجامكية، وهو ان يكون لرجل جامكية في بيت المال ويحتاج إلى دراهم معجلة قبل أن تخرج الجامكية، فيقول له رجل: بعني جامكيتك التي قدرها كذا بكذا انقص من حقه في الجامكية، فيقول له: بعتك، فهل البيع المذكور صحيح أم لا؟ لكونه بيع الدين بالنقد۔ أجاب إذا باع الدين من غير من هو عليه كما ذكر لا يصح۔ (شامي: (۴/ ۵۱۷) مطلب في بيع الجامكية، ط: سعيد)

☐ (قوله: ببطلان الجامكية بأنواعها) إذا بيعت بقدرها من نحو المباشرين لدفعها، وإذا بيعت بأنقص من قدرها دخلها الربا أيضا۔ (حاشية الطحطاوي على الدر المختار: (۳/ ۹) كتاب البيوع، ط: دار المعرفة، بيروت)

ہنڈی کا معنی

۴۹۰ ایک جگہ سے دوسری جگہ اور ایک ملک سے دوسرے ملک رقم بھیجنے کو عرف عام میں ”ہنڈی“ کہتے ہیں۔[1]

ہنڈی کو بٹا لگانا

ہنڈی (بل آف ایکسچینج) زر اعتباری کی ایک قسم ہے، اس کی صورت یہ ہے کہ کوئی آدمی کسی تاجر سے سامان ادھار خرید تا ہے۔ وہ تاجر اس کو بل بنا کر دیتا ہے جس میں رقم کی تفصیل اور ادا کرنے کا وقت درج ہوتا ہے۔ خریدار اس پر اپنے دستخط کر دیتا ہے، اور اس پر ٹکٹ لگائی جاتی ہے۔ اس کی حیثیت قانونی ہو جاتی ہے، یہ بیچنے والا تاجر اس بل کو کرنسی کے طور پر استعمال کر سکتا ہے، اگر اس کو پیسوں کی فوراً ضرورت پیش آجائے تو وہ یہ بل بینک میں پیش کر کے رقم حاصل کر سکتا ہے، بینک اس میں سے کچھ کٹوتی کر لیتا ہے، اس عمل کو ”ہنڈی کو بٹا لگانا“ کہا جاتا ہے اور یہ ناجائز اور حرام ہے کیوں کہ یہ واضح سود ہے اور سود لینا دینا ناجائز اور حرام ہے۔[2]

مزید ”بل آف ایکسچینج“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۱۶/۲)

ہنڈی کی بیع

پچاس ہزار روپے کی ایک ہنڈی (کھاتہ) ہے، اور اس کی میعاد تین ماہ ہے

(۱) فیروز اللغات جدید: (ص: ۱۴۰۷)، حرف ہ، و، ن، ط: فیروز سنز۔

(۲) عن جابر رضی اللہ عنہ قال: لعن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آکل الربا و موکلہ و کاتبہ و شاھدیہ، وقال: ھم سواء۔ (صحیح مسلم: (۲۷/۲) کتاب البیوع، باب الربا، ط: قدیمی۔)

مشکاۃ المصابیح: (ص: ۲۴۴) کتاب البیوع، باب الربا، الفصل الأول، ط: قدیمی۔

وعن عبد اللہ بن حنظلۃ غسیل الملائکۃ قال: قال: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: درھم ربا یاکلہ الرجل وھو یعلم أشد من ستۃ وثلاثین زنیۃ، رواہ أحمد والدار قطنی۔ (مشکاۃ المصابیح: (ص: ۲۴۵،

اس ہنڈی (کھاتہ) لینے والے کو میعاد سے پہلے پیسے کی ضرورت پڑے تو وہ پچاس ہزار کے عوض تبادلہ تو کر سکتا ہے لیکن پچاس ہزار سے کم میں اس ہنڈی کو فروخت نہیں کر سکتا، کیونکہ مبیع وہ ہنڈی کا کاغذ نہیں بلکہ وہ رقم ہے جو ہنڈی کے کاغذ میں لکھی ہوئی ہے، اس لئے کمی زیادتی کی صورت میں سود ہوگا۔ (۱)

ہوا بند کرنے کے عوض پڑوسی سے معاوضہ لینا

''کھڑکیاں بند ہونے کی وجہ سے پڑوسی سے معاوضہ لینا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۷۴/۵)

---

(۱) فقد ذکر الفقهاء المتأخرون نوعاً منها تسمى الجامكية، وهي عبارة عن ورقة كانت تصدر من بيت المال أو من ناظر الوقف لصالح رجل له حق مالي على بيت المال أو الوقف... وقد افتى الفقهاء من الحنفية والحنابلة بأن بيع الجامكية لايجوز، لكونه بيع الدين من غير من عليه... (فقه البيوع، (ص: ۱/ ۳۵۲)، الجامكية، ط: معارف القرآن)

الدر مع الرد: (۵۱۷/۴)، كتاب البيوع، مطلب في بيع الجامكية، ط: سعيد۔

ثم إن الذين منعوا بيع الدين من غير المدين إنما منعوه عن طريق البيع أما إذا وقع نقل الدين بطريق الحوالة فإنه جائز عند الجميع... (بحوث قضايا فقهية معاصرة: (۱۰۵/۲)، بيع الدين والأوراق المالية... ط: دار العلوم كراچی۔)

وافتى المصنف ببطلان بيع الجامكية لما في الاشباه (بيع الدين إنما يجوز من المديون) الدر المختار۔

سئل عن بيع الجامكية، وهو ان يكون لرجل جامكية في بيت المال ويحتاج إلى دراهم معجلة قبل أن تخرج الجامكية، فيقول له رجل: بعتني جامكيتك التي قدرها كذا بكذا انقص من حقه في الجامكية، فيقول له: بعتك، فهل البيع المذكور صحيح أم لا؟ لكونه بيع الدين بالنقد۔ أجاب إذا باع الدين من غير من هو عليه كما ذكر لايصح۔ (شامی: (۵۱۷/۴) مطلب في بيع الجامكية، ط: سعيد)

(قوله: ببطلان الجامكية بأنواعها) إذا بيعت بقدرها من نحو المباشرين لدفعها، وإذا بيعت بأنقص من قدرها دخلها الربا أيضا۔ (حاشية الطحطاوی على الدر المختار: (۹/۳) كتاب البيوع، ط: دار المعرفة، بيروت)

ہوا گوشت میں بھر کے بیچنا

۴۹۲ "گوشت میں ہوا بھر کے بیچنا" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۴۱۹/۵)

ہوٹلوں میں ملازمت کرنا

☆عام ہوٹل جس میں جائز کام ہوتا ہے ملازمت کرنا جائز ہے۔

بعض مسلمان طلبہ جو تعلیم حاصل کرنے کے لئے غیر مسلم ممالک کا سفر کرتے ہیں اور وہاں تعلیم حاصل کرتے ہیں تو کبھی ان کے معاشی اخراجات کے لئے وہ رقوم ناکافی ہوتی ہیں جو ان کے والدین وغیرہ کی طرف سے ان کو بھیجی جاتی ہیں، چنانچہ وہ طلبہ معاشی اور تعلیمی اخراجات پورے کرنے کے لئے تعلیم حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ وہاں ملازمت بھی اختیار کر لیتے ہیں اور بعض اوقات ان طلبہ کو وہاں ایسے ہوٹلوں میں ملازمت ملتی ہے جن میں شراب اور خنزیر کی خرید وفروخت ہوتی ہے تو ان طلبہ کے لئے ایسے غیر مسلم ہوٹلوں میں ملازمت اختیار کرنا جائز ہے البتہ شراب پلانے یا خنزیر یا دوسری حرام چیزوں کو لوگوں کے سامنے پیش کرنا جائز نہیں، اس لئے ایسے ہوٹلوں میں ملازمت ملنے کی صورت میں یہ ناجائز کام نہ کریں بلکہ جائز کام کرنے پر اکتفا کریں کیونکہ شراب پینا، پلانا یا خنزیر یا دوسری حرام چیزوں کو دوسروں کے سامنے بھی پیش کرنا حرام ہے اور ایسے لوگوں پر لعنت ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ جل شانہ نے شراب پر، اس کے پینے والے، اس کے پلانے والے، اس کے بیچنے والے، اس کے خریدنے والے، اس کو نچوڑنے والے، اور جس کے لئے وہ نچوڑی جائے، اور اس کو اٹھانے والے، اور جس کے لئے اٹھا کر لے جائی جائے، ان سب پر لعنت فرمائی ہے۔ (۱)

(۱) لعن الله الخمر، وشاربها، وساقيها، وبائعها ومبتاعها وعاصرها ومعتصرها وحاملها والمحمولة إليه۔ (ابو داود: (۱۶۲/۲) كتاب الأشربة، باب العنب يعصر للخمر، ط: رحمانيه)=

ہول سیلر

"تھوک فروش" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲/۲۲۶)

ہیئر کلر

آج کل "ہیئر کلر" کے نام سے جو مہندی وغیرہ کا رنگ آرہا ہے، اگر وہ بالوں کو خالص سیاہ کردے تو اس کا استعمال مکروہ تحریمی ہے۔ اور یہ لعنت کا باعث اور جنت سے محرومی کا سبب بھی ہے، البتہ جو ہیئر کلر بالوں کو سیاہ نہیں کرتے بلکہ سیاہی مائل سرخ یا بھورا کردیتے ہیں ان کا استعمال اور خرید وفروخت کرنا بھی جائز ہے۔ (۱)

مزید "سیاہ خضاب فروخت کرنا" عنوان کے تحت دیکھیں۔

= لعن رسول الله ﷺ في الخمر عشرة عاصرها و معتصرها و شاربها و حاملها والمحمولة إليه وساقيها وبايعها واكل ثمنها والمشترى لها والمشتراة له۔ (ترمذی: (۱/۲۴۳)، كتاب البيوع، باب ماجاء في بيع الخمر عاصرها و معتصرها والمعصورة له وحاملها والمحمولة له و بايعها والمبيوع له وساقيها والمستقاة له، ط: رحمانيه۔)

ابن ماجة: (۲۴۲) كتاب الأشربة، باب لعنة الخمر على عشرة أوجه، ط: ميزان

ماحرم أخذه حرم اعطاءه، وكما حرم الأخذ والاعطاء فعلاً حرم الأمر بالأخذ إذ الحرام لايجوز فعله ولاالأمر بفعله... (شرح المجلة للاتاسي: (۱/۷۷، ۷۸)، المادة: ۳۵، ۳۴، القواعد، ط: رشيديه۔)

شرح المجلة لرستم باز: (۱/۲۷)، المادة: ۳۵، ۳۴، ط: فاروقيه كوئته۔)

مجموعه قواعد الفقه الحنفية: (ص ۱۱۵)، قاعدة رقم: ۲۹۱، ۲۹۲، القواعد الفقهيه، ط: مير محمد كتب خانه۔)

(۱) فقال رسول الله ﷺ: غيروا هذا الشيء واجتنبوا السواد: (الصحيح لمسلم: (۲/۱۹۹)، كتاب اللباس والزينة، باب استحباب خضاب الشيب بصفرة وحمرة وتحريمه بالسواد، ط: قديمى)

قال النووى رحمه الله: ومذهبنا استحباب خضاب الشيب للرجل والمرأة بصفرة أو حمرة وتحريم خضابه بالسواد على الأصح... (حاشية الطحطاوى على الدر: (۴/۳۹۳)، كتاب الخنثى، مسائل شتى، ط: رشيديه)

مرقاة المفاتيح: (۸/۲۱۳، ۲۱۴)، تحت رقم الحديث: ۴۴۲۴، كتاب اللباس، باب الترجل، الفصل الاول، ط: رشيديه۔) =

....

۷ ماحرم أخذه حرم اعطاءه، وكما حرم الأخذ والاعطاء فعلاً حرم الأمر بالأخذ إذ الحرام لايجوز فعله ولا الأمر بفعله... (شرح المجلة للاتاسي: (۱/ ۷۷، ۷۸)، المادة: ۳۵، ۳۴، القواعد، ط: رشيديه)

۷ شرح المجلة لرستم باز: (۱/ ۲۷)، المادة: ۳۵، ۳۴، ط: فاروقيه كوئٹه۔)

۷ مجموعه قواعد الفقه الحنفية: (ص ۱۱۵)، قاعدة رقم: ۲۹۱، ۲۹۲، القواعد الفقهيه، ط: مير محمد كتب خانه۔)

یاددہانی کرنے کی غرض سے ہدیہ دینا

تاجروں کے لئے خریداروں کو یاددہانی اور ذہن نشین کرانے کی غرض سے ہدیہ دینا جائز ہے، اس قسم کے ہدیوں میں عام طور پر کیلنڈر، چابی کے چھلے، مخصوص قسم کی کاپیاں، قلم وغیرہ دئیے جاتے ہیں۔ (۱)

یتیم نابالغوں کی جائیداد کی خرید وفروخت کا حکم

"نابالغ یتیموں کی جائیداد کی خرید وفروخت کا حکم" عنوان کے تحت دیکھیں۔

یک طرفہ بیع

یک طرفہ بیع مالک کی رضامندی پر موقوف ہے، اگر مالک رضامندی کا اظہار کرے تو بیع صحیح ہوگی ، ورنہ صحیح نہیں ہوگی، بلکہ مالک کو اپنی چیز واپس لینے کا حق ہے۔ (۲)

---

(۱) عن عائشة رضي الله عنها عن النبی صلی الله علیه وسلم قال: تهادوا فإن الهدية تذهب الضغائن۔ رواه الترمذی: (مشکوة المصابیح: (ص: ۲۶۱)، کتاب البیوع، باب الرجوع فی الهبة، الفصل الثانی، ط: قدیمی۔)

إعلاء السنن: (۱۶/۱۶۷)، کتاب الهبة، ط: إدارة القرآن۔)

لاباس بقبول هدية المستقرض لانها غير مشروطة فی القرض فمن جرت عادته بالمهاداة قبل القرض فالأفضل القبول، لأن قبولها من حقوق المسلم علی المسلم، وكذا إذا كان المهدی معروفا بالجودة والسخاوة أو كان بينهما مؤدة۔ (البزازية علی الهندية: (۶/ ۳۲۶)، الفصل الرابع فی الهدية والميراث، ط: رشيديه۔)

(۲) عن أبی حرة الرقاشی عن عمه قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم الا لاتظلموا، الا لايحل مال امرئ الا بطيب نفس منه۔ (مشکاة المصابیح: (ص: ۲۵۵) باب الغصب والعارية، ط: قدیمی۔)

شرح المجلة للاتاسی: (۱/ ۲۶۲)، المادة: ۹۶، ط: رشيديه۔)

إذ لايجوز لأحد من المسلمين أخذ مال أحد بغير سبب شرعی۔ (شامی: (۴/ ۶۱)، كتاب الحدود، باب التعزير، مطلب فی التعزير بأخذ المال، ط: سعيد) =

یومیہ پیداوار کی بنیاد پر منافع کی تقسیم

۴۹۶ یومیہ پیداوار کی بنیاد پر منافع کی تقسیم کا نظام درست نہیں ہے، البتہ مال، عمل اور ضمان کی بنیاد پر منافع کی تقسیم کا طریقہ درست ہے۔(۱)

یونس بن عبیلہ کا واقعہ

"قیمت زیادہ لے لی" عنوان کے تحت دیکھیں۔(۲۲۹/۵)

= من يتصرف في حق غيره بغير إذن شرعي، كل تصرف صدر منه تمليكا كان كبيع وتزويج أو إسقاطا كطلاق وإعتاق، وله مجيز ... انعقد موقوفا۔ (الدر مع الرد: (۱۰۶/۵)، كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: سعيد۔)

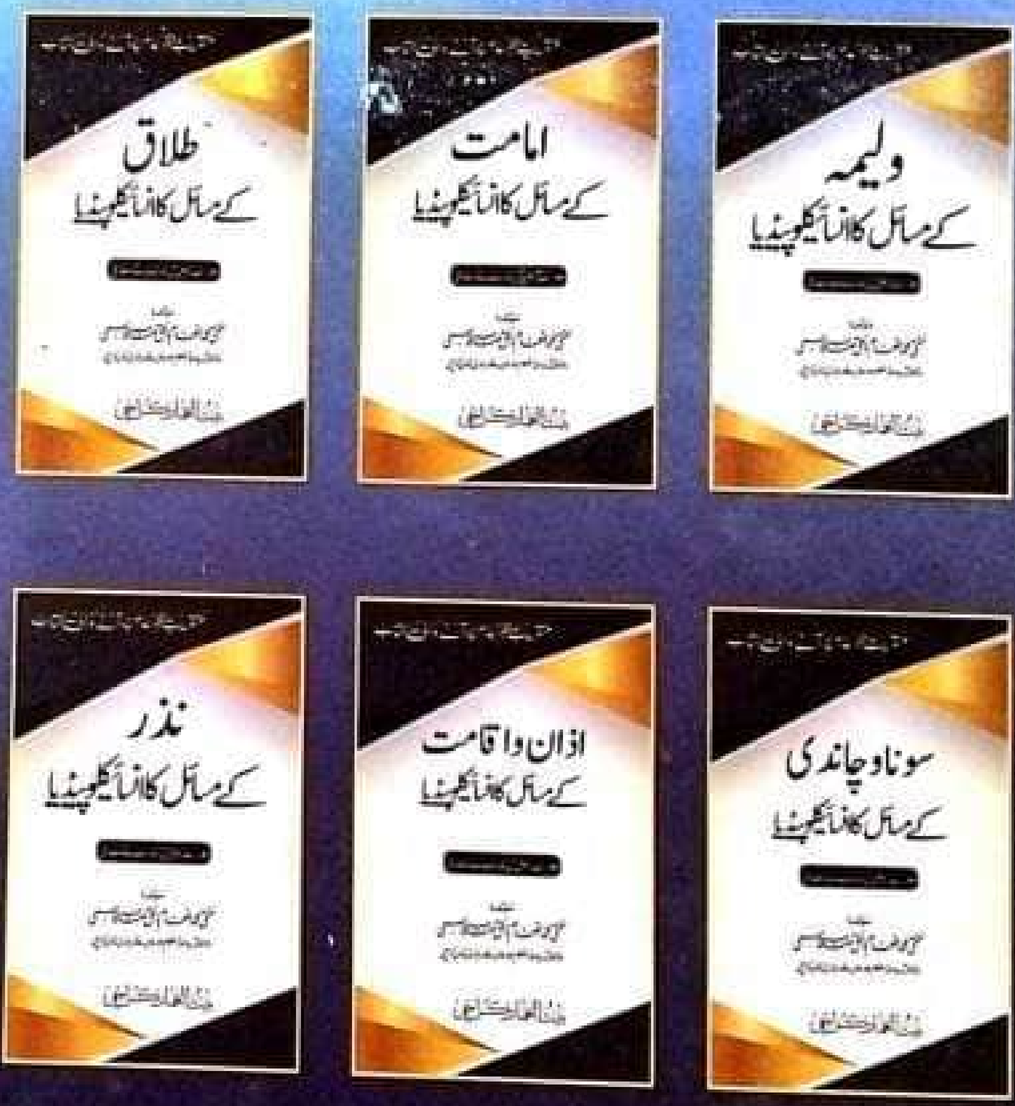
البيع الذي يتعلق به حق آخر كبيع الفضولي وبيع المرهون ينعقد موقوفا على إجازة ذلك الآخر۔ (درر الحكام مجلة الاحكام: (۳۹۱/۱)، المادة: ۳۶۸، البيوع، الباب السابع في بيان انواع البيع، واحكامه، الفصل الاول: في بيان انواع البيع، ط: دار عالم الكتب۔)

إذا باع الرجل مال الغير عندنا يتوقف البيع على إجازة المالك۔ (الهندية: (۱۵۲/۳)، كتاب البيوع، الباب الثاني عشر: في أحكام البيع الموقوف، وبيع أحد الشريكين، ط: رشيديه)

(۱) وهذا لأن الربح لا يستحق إلا بالمال أو العمل أو بالضمان، فرب المال يستحقه بالمال، والمضارب يستحقه بالعمل، والأستاذ الذي يلقى العمل على التلميذ بالنصف بالضمان، ولا يستحق بما سواها۔ (الهداية: (۶۱۳/۲)، كتاب الشركة، ط: رحمانيه۔)

بدائع الصنائع: (۶۲/۶)، كتاب الشركة، فصل وأما بيان شرائط جواز هذه الانواع، ط: سعيد۔

البحر الرائق: (۳۰۶/۵)، كتاب الشركة، قبيل فصل في الشركة الفاسدة، ط: رشيديه۔



بیت العمار کراچی
+92 333 3136872 +92 302 3305466
+92 333 3845224